سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱۳۶

سلجوق نامہ

مصنف

علامہ یحییٰ ابن محمد المعروف بہ ''ابن بی بی''

مترجم

محمد زکریا مائل

فہرست

ترجمہ متن

اشاریہ

مقدمہ

آئندہ اوراق میں سلاجقۂ روم کی تاریخ — 'الاوامر العلائیہ فی الامور العلائیہ'— تالیف ابن بی بی کے اختصار کا اُردو ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے جو مؤلف کی اس بڑی تاریخ کا اسی کی زندگی ہی میں کسی اہل قلم نے — مختصر سلجوق نامہ — کے نام سے ، حشو و زوائد اور عبارت آرائی حذف کر کے ، صاف اور سلیس زبان میں ، فقط تاریخی مطالب تک محدود اختصار کیا تھا ، اور جسے مستشرق Houtsma نے ۱۹۰۲ء میں ایڈن (ہالینڈ) سے شائع کیا تھا -

سلاجقہ کا موضوع چونکہ ہمارے اُردو قارئین کے لیے نیا ہے ، اس لیے پیشتر اس کے کہ کتاب اور اس کے مصنف پر کچھ لکھا جائے ، ضروری ہے کہ خود سلاجقہ اور ان پر لکھے ہوئے مواد پر روشنی ڈالی جائے ، تاکہ اصل کتاب پڑھنے سے پہلے قارئین کے ذہن نشین ہو جائے ، کہ سلاجقہ کون تھے ، کہاں کہاں ان کی مختلف شاخوں کی حکمرانی رہی اور کیا کیا تاریخیں ان پر لکھی گئی ہیں -

(۱) سلاجقہ

مسلمان بادشاہوں کی تاریخ میں سلاجقہ کو مختلف وجوہ اور اسباب کی بنا پر غیر معمولی شہرت اور اہمیت حاصل رہی ہے - بہادری ، جانبازی ، فتوحات ، حکمرانی ، علم پروری ، ہنر کی سرپرستی ، شعرا اور نامی رجال اور مشاہیر اہل علم اور ارباب قلم کی اپنے اپنے درباروں میں فراہمی ، ان کی تربیت اور پرورش ، داد و دہش ، عمارت سازی میں ایک خاص نوع اور طرز کی طرح اور بنیاد ڈالنا ، غرض کہ یہ اور کئی دیگر اوصاف تھے جن کی وجہ سے ، عباسی خلفاء کے بعد سلاطین سلاجقہ ہماری تاریخ میں درخشندہ دکھائی دیتے ہیں اور ان کی سلطنت اور خاندان کو اہم ترین مقام حاصل ہے -

سلجوق اصل و نسل کے لحاظ سے ترکمان تھے جو محمود غزنوی کے دور میں ماوراءالنہر کی سکونت ترک کر کے خراسان چلے آئے اور شمالی

خوارزم میں "بلیخان کوہ" کے آس پاس آ کر بس گئے - جہاں ان کے قبیلے نے اتنی قوت اور تنظیم پیدا کی کہ مسعود بن محمود کے دور (۴۲۱-۴۳۲ھ/ ۱۰۳۰-۱۰۴۰ء) میں اس کے اور اس کے امرا کے مظالم سے جب لوگوں نے تنگ آ کر بغاوت کی تو (۴۳۱ھ مطابق مئی ۱۰۴۰ء) میں دندانقان مرو کے میدان پر مسعود کو بڑی آسانی کے ساتھ شکست فاش دے کر اس قبیلے کے سربراہ نے خراسان پر خود قبضہ کر لیا ، اور اس کے بعد تھوڑے عرصے کے اندر بغداد اور دوسرے اسلامی علاقوں پر اپنی حکومتیں قائم کر لیں - آل سبکتگین کی بادشاہت فقط غزنین اور لاہور کے اندر سکڑ کر رہ گئی -

بیہقی نے لکھا ہے کہ : — ''یہ مٹھی بھر نوخاستہ لوگ تھے ، جنھوں نے مسعود کی درباری بے ترتیبی ، شخصی کجروی اور اس کے جبر و استبداد سے فائدہ اٹھایا تھا - چونکہ اہل الرائے بزرگ ، صاحب تدبیر امرا اور دیگر خاص و عام اس رفتار سے نالاں اور آہ بہ لب تھے ، اس لیے ان ترکمانوں کو غزنوی خاندان سے ملک لے لینے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی - سوری بن المعتز کے مظالم نے وہاں کے لوگوں کو اتنا برآشفتہ کر رکھا تھا کہ تمام مخلوق دل سے غزنویوں کے خلاف ہو چکی تھی - استبداد اور بے زاری کی یہ حد تھی کہ حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر (متوفی ۴۴۰ھ/۱۰۴۸ء) جیسا بزرگ اور صاف دل صوفی بھی ترکمانوں کی فتح ، پیروزی اور کامیابی کی دعائیں مانگنے لگا تھا - نتیجہ اس صورت حال کا یہ نکلا کہ یہ گروہ ، جو نہ کسی حکمران خاندان سے تھا ، نہ حکمرانی کے لیے تربیت یافتہ تھا اور نہ اتنا نام آور ہی تھا ، تھوڑی دیر میں دو بڑے ملکوں یعنی خراسان اور عراق میں دو مستقل اور مضبوط بادشاہتوں کا جانشین بن گیا ، یعنی غزنویوں کا خراسان میں اور دیالمہ کا عراق کے اندر خاتمہ کر دیا -''[1]

اس نئے حکمران قبیلے کا مورث اعلیٰ سلجوق[2] بن دقاق تھا جو

۱- سبک شناسی ، ۲ : ۶۳-۲۳۵ -

۲- سلجوق کے معنی سیل کوچک ہے ، یا سل طاغ (Sel-Tag) سے یہ لفظ لیا گیا ہے جو وسط ایشیا کا ایک مقام ہے ، قرقیز اس کو

←

ترکمانوں کے غُز ، اوغوز (Oghuz) قبیلے کی قنیق (Qiniq) شاخ سے تھا ۔ اسی کے نام پر یہ حکمران "سلجوقی" کہلائے اور اسی نسبت سے تاریخ میں اپنے لیے ایک نیا باب کھلوایا ۔

(۲) پانچ سلطنتیں

ممالک اسلام کے مختلف حصوں پر سلاجقہ کی پانچ جداگانہ سلطنتیں قائم ہوئیں جو (۴۲۹ھ/۱۰۳۸ء) سے لے کر (۷۰۰ھ/۱۳۰۲ء) تک یعنی دو سو اٹھتر سال زندہ رہیں اور جب یہ سلطنتیں ایک ناقابل فراموش اور محیر العقول عروج پر پہنچ کر زوال کی طرف پلٹیں تو انھیں وجوہ اور اسباب کی بنا پر رفتہ رفتہ ان کی بساط الٹتی گئی جن اسباب کی وجہ سے سابقہ حکومتوں کا خاتمہ ہو چکا تھا — یعنی تعیش ، بے فکری ، غفلت ، تساہل ، ظلم و استبداد ، قوت کے نشے میں حق و ناحق کی تمیز کا اٹھ جانا اور آخر میں خانہ جنگی ، باہمی عناد اور فساد اور مسلسل بے عملی زندگی کی وجہ سے بزدلی کا شکار ہو جانا ، نتیجۃً نئی طاقتوں کے ہاتھوں شکست کھا کر مٹ جانا اور پھر اُسی شکست کے میدانوں سے نئے خاندانوں اور قوتوں کا ابھر آنا — یہی سلجوقیوں کے ساتھ بھی ہوا ۔ جب یہ سلطنتیں یکے بعد دیگرے مٹتی گئیں تو ان کے ملک دوسرے فاتحین کے ہاتھوں میں آتے گئے اور کئی نئی سلطنتیں وجود میں آ گئیں ۔

آخری سلجوقی سلطنت ارض روم کی تھی جو سب سے آخر میں (۷۰۰ھ/۱۳۰۲ء) ختم ہوئی اور اسی پر مسلمانوں کی سلطنت کا یہ دور — جو کسی بھی لحاظ سے درخشاں اور مثالی تھا ، تاریخ کا ایک فراموش اور خاموش باب بن کر تاریخی اوراق کی لپیٹ میں چلا گیا ۔

سلاجقہ کی یہ پانچ سلطنتیں ایران ، عراق ، کرمان ، شام اور ارض

←

موز طاغ (Moz (Buz) Tagh) کہتے ہیں ۔ یہیں سلجوق پیدا ہوا تھا اور یہ نام اسی وجہ سے پڑا ۔ سلجوق یا سلجوق کے صحیح تلفظ پر دیکھیے :
(J. Marquart : Über Volkstum des Komanen, Berlin 1914, p. 187)
مؤرخین (عربی ۔ فارسی) اکثر سلجوق تلفظ کرتے ہیں ۔ اس بارے میں دیکھیے نشریہ دانش کدہ تبریز ، شمارہ مسلسل ۱۰۹ ، ص ۱۱۹ ۔

روم میں قائم تھیں اور ان کے سلاطین اور ایام حکمرانی کے سن و سال اس طرح ہیں :

(۱) **سلاجقۂ بزرگ** (عراق و ایران ۴۲۹ — ۵۵۲ھ/۱۰۳۷ء — ۱۱۵۷ء) :

(۱) رکن‌الدنیا والدین **طغرل اول** ۴۲۹ھ/۱۰۳۷ء

(۲) عضدالدولہ **سلطان آلپ ارسلان** ۴۵۵ھ/۱۰۶۳ء

(۳) جلال‌الدولہ **ملک شاہ اول** ۴۶۵ھ/۱۰۷۲ء

(۴) ناصرالدین **محمود اول** ۴۸۵ھ/۱۰۹۲ء

(۵) رکن‌الدین **برکیارق** ۴۸۷ھ/۱۰۹۴ء

(۶) معزالدین **ملک شاہ ثانی** ۴۹۸ھ/۱۱۰۵ء

(۷) غیاث‌الدین **محمد اول** ۴۹۸ھ/۱۱۰۵ء

(۸) معزالدین **سلطان سنجر** ۵۱۱—۵۵۲ھ/۱۱۱۷—۱۱۵۷ء

یہ شاخ "**سلاجقۂ بزرگ**" کے نام سے مشہور ہے۔ غزنویوں پر طغرل نے فتح پائی اور اپنے خاندان کی سلطنت کی بنا ڈالی۔ نظام الملک طوسی اسی شاخ کے دوسرے اور تیسرے پادشاہ سے منسلک تھا۔ سیاست، ملک رانی، ملک گیری اور علم و ادب کی سرپرستی اور داد و دہش میں اس شاخ کے سلاطین نے نام آوری پائی اور سلاجقہ کا نام روشن کر دیا۔ سلطان سنجر کے لاولد مرنے پر اس شاخ کا خاتمہ ہوگیا۔

(۲) **سلاجقۂ عراق** (عراق اور مشرق ایران ۵۱۱—۵۹۰ھ/۱۱۱۸—۱۱۹۴ء) :

(۱) مغیث‌الدین **محمود ثانی** ۵۱۱ھ/۱۱۱۸ء

(۲) غیاث‌الدین **داؤد** ۵۲۵ھ/۱۱۳۱ء

(۳) رکن‌الدین **طغرل ثانی** ۵۲۶ھ/۱۱۳۲ء

(۴) غیاث‌الدین **مسعود** ۵۲۹ھ/۱۱۳۴ء

(۵) معین‌الدین **ملک شاہ ثالث** ۵۴۷ھ/۱۱۵۲ء

(۶) رکن‌الدین **محمد ثانی** ۵۴۸ھ/۱۱۵۳ء

(۷) غیاث‌الدین **سلیمان شاہ** ۵۵۵ھ/۱۱۶۰ء

(۸) معزالدین **ارسلان** ۵۵۶ھ/۱۱۶۱ء

(۹) رکن الدین **طغرل بیگ ثالث** ۵۷۱—۵۹۰ھ/۱۱۷۶—۱۱۹۴ء

خوارزم شاہ تکش سے طغرل لڑتا ہوا مارا گیا اور اس سلسلے کی حکومت یہاں پر ختم ہو کر **خوارزم شاہیوں** میں منتقل ہو گئی ۔

(۳) سلاجقۂ کرمان (۴۳۳—۵۸۲ھ/۱۰۴۱—۱۱۸۶ء) :

(۱) عمادالدین **قاوُرد بن چغری بیگ**	۴۳۳ھ/۱۰۴۱ء
(۲) **کرمان شاہ**	۴۶۵ھ/۱۰۷۳ء
(۳) **حسین**	۴۶۷ھ/۱۰۷۴ء
(۴) رکن‌الدولہ **سلطان شاہ**	۴۶۷ھ/۱۰۷۴ء
(۵) محی‌الدین **توران شاہ اول**	۴۷۷ھ/۱۰۸۵ء
(۶) بہاءالدین **ایران شاہ**	۴۹۰ھ/۱۰۹۷ء
(۷) محی‌الدین **ارسلان شاہ اول**	۴۹۵ھ/۱۱۰۱ء
(۸) مغیث‌الدین **محمد اول**	۵۳۷ھ/۱۱۴۲ء
(۹) محی‌الدین **طغرل شاہ**	۵۵۱ھ/۱۱۵۶ء
(۱۰) **بہرام شاہ**	۵۶۵ھ/۱۱۷۱ء
(۱۱) **ارسلان شاہ ثانی**	۵۷۰ھ/۱۱۷۵ء
(۱۲) **توران شاہ ثانی**	۵۷۲ھ/۱۱۷۶ء
(۱۳) **محمد ثانی**	۵۷۹—۵۸۲ھ/۱۱۸۳—۱۱۸۶ء

حکمرانوں کی اس شاخ کا خاتمہ غُز قبیلہ کے ہاتھوں ہوا جو سنجر کی شکست کے بعد ایک طاقتور قبیلہ بن گیا تھا اور پورے ایران میں لوٹ مار اور غارت گری کرتے ہوئے کرمان تک پہنچ گیا اور توران شاہ کو قتل کر کے کرمان پر قبضہ کر لیا ۔ محمد شاہ جو اس وقت خورد سال تھا فی‌الحال تخت پر بٹھایا گیا ، جو بعد میں (۵۸۲ھ/۱۱۸۶ء) عراق فرار ہو گیا اور غز قوم کا سردار **ملک دینار** سلاجقہ کی جگہ پر کرمان کا بادشاہ بن گیا ۔

(۴) سلاجقۂ شام (۴۷۱—۵۱۱ھ/۱۰۷۸—۱۱۱۷ء) :

(۱) تاج‌الدین **تُتُش**	۴۷۱ھ/۱۰۷۸ء
(۲) **رضوان** (حلب میں)	۴۸۸—۵۰۷ھ/۱۰۹۵—۱۱۱۳ء
(۳) **دُقاق** (دمشق میں)	۴۸۸—۴۹۷ھ/۱۰۹۵—۱۱۰۴ء
(۴) **آلپ ارسلان الاخرس** (حلب میں)	۵۰۷ھ/۱۱۱۳ء
(۵) **سلطان شاہ** (حلب میں)	۵۰۸—۵۱۱ھ/۱۱۱۴—۱۱۱۷ء

ان کی مسندِ حکومت کے دو شہر تھے : حلب اور دمشق جب ان کا شیرازہ بکھرا تو **بُرید** دمشق میں اور **الغازی** حلب میں حکمران ہو گئے ۔

(۵) سلاجقۂ ارض روم (۴۷۰—۷۰۰ھ/۱۰۷۷—۱۳۰۷ء):

(۱) سلیمان بن قتلمش[1]	۴۷۰ھ/۱۰۷۷ء
(۲) قلیچ ارسلان اول بن سلیمان	۴۸۵ھ/۱۰۹۲ء
(۳) ملک شاہ	۵۰۰ھ/۱۱۰۷ء
(۴) رکن‌الدین مسعود اول	۵۱۰ھ/۱۱۱۶ء
(۵) عزالدین قلیچ ارسلان ثانی[2]	۵۵۱ھ/۱۱۵۶ء
(۶) غیاث‌الدین کیخسرو اول (بار اول)	۵۸۸ھ/۱۱۹۲ء
(۷) رکن‌الدین سلیمان ثانی	۵۹۲ھ/۱۱۹۶ء
(۸) عزالدین قلیچ ارسلان ثالث	۶۰۰ھ/۱۲۰۴ء
(۹) غیاث‌الدین کیخسرو اول (بار دوم)	۶۰۱ھ/۱۲۰۴ء
(۱۰) عزالدین کیکاؤس اول	۶۰۷ھ/۱۲۱۰ء
(۱۱) علاءالدین کیقباد اول	۶۱۶ھ/۱۲۱۹ء
(۱۲) غیاث‌الدین کیخسرو ثانی	۶۳۴ھ/۱۲۳۷ء
(۱۳) عزالدین کیکاؤس ثانی	۶۴۴ھ/۱۲۴۶ء
(۱۴) کیکاؤس اور اس کا بھائی رکن الدین قلیچ ارسلان چہارم	۶۴۶ھ/۱۲۴۸ء
(۱۵) کیکاؤس ثانی و قلیچ ارسلان چہارم و علاءالدین کیقباد ثانی	۶۴۷ھ/۱۲۴۹ء
(۱۶) قلیچ ارسلان چہارم	۶۵۵ھ/۱۲۵۷ء
(۱۷) غیاث‌الدین کیخسرو ثالث	۶۶۳ھ/۱۲۶۵ء
(۱۸) غیاث‌الدین مسعود ثانی (بار اول)	۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء
(۱۹) علاءالدین کیقباد ثالث (بار اول)	۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء
(۲۰) غیاث‌الدین مسعود ثانی (بار دوم)	۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء
(۲۱) علاءالدین کیقباد ثالث (بار دوم)	۶۹۲ھ/۱۲۹۳ء
(۲۲) غیاث‌الدین مسعود ثانی (بار سوم)	۶۹۳ھ/۱۲۹۴ء

۱۔ اس نے (۴۷۹ھ/۱۰۸۶ء) تک حکومت کی ؛ اس کے بعد (۴۸۵ھ/۱۰۹۲ء) تک وقفہ رہا ۔

۲۔ ان کے آخری ایام میں ان کے بیٹوں نے مملکت کے علاقے آپس میں بانٹ لیے تھے ۔

(۲۳) علاءالدین کیقباد ثالث (بار سوم) ۷۰۰ھ/۱۳۰۱ء
(۲۴) غیاث‌الدین مسعود ثانی (بار چہارم) ۷۰۲ھ/۱۳۰۲ء
(۲۵) علاءالدین کیقباد ثالث (بار چہارم) ۷۰۴ھ/۱۳۰۵ء
(۲۶) غیاث‌الدین مسعود ثالث ۷۰۷ھ/۱۳۰۷ء[1]

سلاجقہ کے اس خاندان نے تمام سلسلوں کے مقابلے میں زیادہ عرصے تک حکمرانی کی اور انھیں پر سلاجقہ کی نسل اور سلطنت کا خاتمہ بھی ہو گیا ۔ انھوں نے روم کے مختلف شہروں میں بہت سی عمارتیں بنائیں اور کئی ایک دیگر آثار چھوڑے ، جن میں سے بہت کچھ ابھی تک برجا ہیں ۔ سلاجقہ کی دوسری شاخوں نے بھی اسی طرح اپنی اپنی سلطنتوں کے دائرے میں عراق ، کرمان ، شام اور ایران کے کئی ایک شہروں میں عمارتیں ، مساجد ، مقابر ، منارے ، غرض کہ کئی طرح کے آثار اور یادگار چھوڑے جن کی وجہ سے اسلامی عمارت سازی کی تاریخ میں سلاجقہ کا دور جداگانہ صف میں آ کر ایک الگ اور مخصوص اسکول کی شکل اختیار کر گیا ، مخصوصاً ارض روم کے آثار تو اس اسکول میں بھی ایک خاص مقام کے حامل ہیں ۔

ارض روم کی اس سلطنت کے دور میں کئی ایک مخصوص اور عمومی تاریخیں لکھی گئی ہیں جن میں زیادہ تر تاریخیں مصنفین نے اپنے میلان سے تصنیف کی ہیں ۔ بہرحال تاریخ نویسی کو اس دور میں خاصا رواج رہا ۔ ابن بی‌بی نے اپنی بڑی تاریخ اسی دور میں انھیں سلاطین کے سلسلے میں لکھی جس کا مختصر[2] بھی اسی دور کے تاریخی ذوق اور رجحان کا نتیجہ ہے ۔

(۳) تاریخ سلاجقہ کے مصادر

سلاجقہ کی تمام سلطنتوں میں یوں تو علوم اور فنون کی بہت کچھ سرپرستی ہوئی اور اس کی وجہ سے مختلف اصناف علم نے خوب ترویج اور اشاعت پائی ؛ علوم کی مختلف شاخوں میں نامی رجال پیدا ہوئے ۔ شعر و سخن نے فروغ پایا ، نامی سخنور بھی پیدا ہوئے ۔ لیکن نہیں معلوم

۱۔ سلاجقہ کا سلسلۂ نسب یہاں شامل کیا جا رہا ہے جس سے ان تمام حکمرانوں کی باہمی رشتہ داریاں اور قرابتیں آشکار ہوں گی ۔
۲۔ اس مختصر کا اردو ترجمہ آئندہ صفحات میں شائع ہو رہا ہے ۔

کیوں تاریخ نویسی پر بہت ہی کم توجہ دی گئی ہے - چنانچہ سلاجقہ کے بارے میں جتنی تاریخیں دستیاب ہوتی ہیں ان میں اکثر بلکہ بیشتر ایسی ہیں جو ان کی سلطنت ختم ہو جانے کے بعد لکھی گئی ہیں اور ان میں بھی زیادہ تر کتابیں ایک ارض روم والی شاخ سے متعلق ہیں ۔ باقی سلطنتوں کے بارے میں مقابلۃً بہت کم مواد موجود ہے ، خصوصاً سلاجقۂ عظما کے زمانے پر تو کوئی بھی مخصوص تاریخ لکھی نہیں گئی اور نہ ان کے ہاں کوئی مؤرخ ہی پیدا ہوا ہے - جو مواد ملتا ہے ، وہ بعد کے مؤرخین کا لکھا ہوا ہے ، جنھوں نے یا تو روایات پر مدار رکھا ہے ، یا دیگر عمومی تاریخوں سے مختصر اور منتشر حالات کو یک جا کر کے اپنی اپنی تاریخوں میں بطور ضمیمہ شامل کر دیا ہے - اس سلسلے کے تین بڑے سلاطین یعنی طغرل بیگ ، آلپ آرسلان اور ملک شاہ کے متعلق تو فقط بغداد میں لکھی ہوئی عام تاریخوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے[1] جو درحقیقت آل بویہ کی تاریخ کے تکملہ یا ضمیمہ کی حیثیت رکھتا ہے -

---

۱- مسلمانوں کی لکھی ہوئی عمومی تاریخیں یہ ہیں ، جن میں سلاجقہ کا ذکر آیا ہے - ان میں ایران ، عراق کے سلاجقہ کا حال مقابلۃً زیادہ دیا گیا ہے :

(۱) **تاریخ ہلال بن صابی :** ابوالحسن ابراہیم بن ہلال بن المحسن صابی (م - ۴۴۸ھ/۱۰۵۶ء) اس کے آخر میں سلاجقہ کے کچھ حالات ہیں - طغرل کے ورود بغداد (۴۴۷ھ/۱۰۵۵ء) سے متعلق خصوصی اطلاعات ہیں - یہ مؤلف کے ماموں ، ثابت بن سنان (م - ۳٦۵ھ) کی تاریخ کا تکملہ تھا جو دستبرد زمانہ نے ناپید کر دیا - اس کی مختلف عبارات ادھر اُدھر سے جمع کر کے H. F. Amedroz نے لندن سے (۱۹۰۴ء) میں چھاپی ہیں - The Historical Remains of Hilal al-Sabi

(۲) **تاریخ غرس النعمہ :** ابوالحسن محمد بن ہلال صابی - باپ کی تاریخ کا اپنے دور تک تکملہ لکھا اور حالات (۴۷۹ھ/۱۰۸٦ء) تک لایا - یہ بہت ثروت مند شخص تھا - تاریخ نویسی کا اس کو ذوق تھا اور محض شغل کے طور پر یہ کتاب لکھی - اس میں لکھے ہوئے حالات مستند اور آنکھوں دیکھے ہیں - سلاجقۂ

یہاں ان تاریخی کتابوں کی فہرست دی جا رہی ہے جو بطور خاص سلاجقہ سے متعلق مواد فراہم کرتی ہیں ۔ اکثر ابتدائی تاریخیں گم شدہ ہیں ،

→

ایران سے متعلق اس میں کافی مواد ہے ۔ ابن اثیر نے اس باپ بیٹے کی اطلاعات پر انحصار کیا ہے ۔ مراۃ الزمان نے بھی اس سے مواد لیا ہے ۔ (ترکستان نامہ ترجمہ فارسی ۱ : ۷٦ ، (Cahen—H.M.E. 61-62

(۳) **تاریخ الکامل** (۶۲۸ھ) **ابن اثیر** (م ۔ ۶۳۰ھ) : ایران ، کردستان اور جزیرہ میں سلاجقہ کے کیے ہوئے کارنامے اس تاریخ میں مرقوم ہیں ۔ (H.M.E. 62)

(۴) **مراۃ الزمان : سبط ابن جوزی** (م ۔ ۶۵۴ھ/۱۲۵٦ء) : عالم اسلام کی یہ عمومی تاریخ ہے اور (۴۹۵—۶۵۴ھ/۱۱۰۱—۱۲۵٦ء) تک کے حالات پر حاوی ہے ۔ جس میں ہلال اور اس کے بیٹے کے نوشتوں سے بہت استفادہ کیا گیا ہے ۔ اس کے پاس "تاریخ غرس النعمہ" کا نسخہ تھا (H.M.E. 61) حیدر آباد دکن سے یہ کتاب چار جلدوں میں چھپی ہے ۔

(۵) **المنتظم : ابوالفرج ابن جوزی** (۵۹۷ھ/ ۱۲۰۰ء) : ابن الاثیر کا ماخذ ہے ۔ سلاجقہ کے بارے میں اطلاعات ہیں ۔ حیدرآباد دکن سے یہ کتاب (۱۳۵۹ھ) میں چھپی ہے ۔

(٦) **زبدۃ الحلب فی تاریخ حلب : ابوالقاسم عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ** ابن العدیم حلبی (م-٦٦٠ھ/۱۲٦۳ء) یہ حلب کی تاریخ ہے اور شام کے سلاجقہ میں سے جنھوں نے حلب پر حکومت کی ہے ان کا حال درج ہے ۔ دمشق سے (۱۹۰۴ء) میں چھپی ہے ۔ اس کا لاطینی ترجمہ مع عربی متن کے برن سے (۱۸۲۰ء) میں چھپا ہے ۔ (رک : معجم المطبوعات ، ص ۱۷۱) ان اسلامی مصادر کے علاوہ شامی ، سریانی اور یونانی ماخذ بھی موجود ہیں جن میں سلاجقہ کا حال ملتا ہے ، مثلاً :

اول : **مختصر تاریخ الدول** : ابوالفرج بن عبری (Barhebraeus) کی یہ تاریخ شامی زبان میں ہے اور اس نے اپنے توسط سے اس کا عربی میں بھی ترجمہ کرایا ۔ شامی مصادر کے

←

جن کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا ہے ۔ البتہ دوسری تاریخوں میں ان کے حوالے آئے ہیں ، ذیل میں تمام ایسے مصادر کا بیان تاریخی ترتیب سے دیا جا رہا ہے ۔

(۱) **تاریخ سلجوقیان :** ابوالعلا احول ۔ تاریخ گزیدہ میں حمداللہ مستوفی نے اس کا نام لیا ہے ۔ سلجوقی دور پر روشنی ڈالتی ہے ۔ ابھی تک اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا ہے (بارتولد : ترکستان ، ص ۳۰ فارسی ترجمہ ، ترکستان نامہ ، ص ۹۰) ۔

(۲) **استظہار الاخبار :** قاضی احمد دامغانی ۔ یہ بھی سلجوقی دور کی گم شدہ تاریخ ہے ۔

(۳) **ملک نامہ یا ملوک نامہ** (۴۳۲ھ/۱۰۴۰ء) : مصنف معلوم نہیں ہے ، اور نہ کتاب دستیاب ہوتی ہے ۔ فقط تاریخوں سے پتا چلتا ہے کہ یہ فارسی تاریخ سلاجقۂ بزرگ کے دور پر حاوی ہے اور اس میں معرکۂ دندانقان (۴۳۲ھ/۱۰۴۰ء) تک کے حالات درج ہیں ۔ میر خوند ، ابوالفرج اور ابن اثیر نے اس سے استفادہ کیا ہے (Cahen-71 اور اسی مصنف کا مقالہ Le Malik-Nameh ، مطبوعہ لیڈن ۱۹۳۹ء ، صص ۳۱-۶۵ ۔ بارتولد ترکستان ، ص ۳۰ ترکستان نامہ ، فارسی ترجمہ ، ص ۹۰) ۔

(۴) **تاریخ** (۴۲۹—۵۵۲ھ/۱۰۳۷—۱۱۵۷ء) : از قاضی رکن الدین جوینی ۔ اس کا بھی کوئی نسخہ دریافت نہیں ہوا ہے ۔ سلاجقۂ بزرگ کے دور (۴۲۹—۵۵۲ھ/۱۰۳۸—۱۰۶۳ء) پر حاوی کہی جاتی ہے ۔

(۵) **تکملۂ خلاصۂ تاریخ طبری** (۴۵۵—۶۵ھ/۶۳—۱۰۷۲ء) :

→

علاوہ مصنف کے سامنے عربی کے مصادر بھی تھے ۔ اس کا ترکی ترجمہ (۱۹۴۵ء) میں شائع ہوا ہے ۔ (نشریہ دانش گاہ تبریز ، شمارہ مسلسل ۱۰۹ ، ص ۱۱۹) ۔

دوم : **تاریخ نسطوری بغداد :** تالیف ماری ۔ عمر باراسلیبا نے اس کی تکمیل کی ۔ اسی طرح Michail شامی اور ادیسا کے Mathew اور Annacamnena مؤرخ ہیں جنھوں نے اگرچہ سلاجقہ کے حدود سے باہر بیٹھ کر اپنی تاریخیں لکھیں ، لیکن سلاجقہ کے متعلق بہت سی اطلاعات جمع کر دی ہیں ۔ (H.M.E. 78)

ابو غالب بن حسین شیبانی ۔ یہ عراقی مصنف تھا جو سورہ میں جا کر رہا ۔ وہاں تاریخ طبری (۳۰۲ھ) کے خلاصے کا تکملہ لکھا ۔ کتاب گم ہے ، لیکن "بغیہ" ابن عدیم کے ذریعے جو منتشر اقتباسات محفوظ ہو گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے الپ ارسلان (۴۵۵–۶۵ھ/۱۰۶۳–۷۲ء) کے بارے میں بہت کچھ اطلاعات اور واقعات جمع کیے تھے (H.M.E. Cahen—63) ۔

(۶) **اخبار** (۴۵۵–۶۵ھ/۱۰۶۳–۷۲ء) : عمید خراسانی ، محمد بن منصور النسوی کی تصنیف ہے ، اور الپ ارسلان (۴۵۵–۶۵ھ/۱۰۶۳–۷۲ء) کے بارے میں زیادہ اطلاعات درج تھیں ۔ یہ کتاب اب تک نایاب ہے ۔ "فضائل" میں سے اس دور کے حالات لیے گئے ہیں (H.M.E. Cahen—72) ۔

(۷) **تفضیل الاتراک** (۴۲۹–۵۵ھ/۱۰۳۸–۶۳ء) : بن حسول ، سلطان طغرل (۴۲۹–۵۵ھ/۱۰۳۸–۶۳ء) کا منشی تھا ۔ اس کے اس رسالے کا ترجمہ شرف الدین یالتقیہ نے کیا ہے جسے عباس العزاوی نے ۱۹۴۰ء میں استنبول سے چھاپا ہے ۔ (نشریہ تبریز ، صص ۱۲۰–۲۱ ، بارتولد ترکستان ، ص ۳۰)

(۸) **تاریخ آل سلجوق** (۵۰۰ھ/۱۱۰۶–۷ء) : ابو طاہر خاتونی ۔ آخر قرن پنجم اور ابتدائی قرن ششم میں یہ کتاب لکھی گئی ہے ۔ مصنف سلاجقہ کے دربار میں معزز عہدے پر رہا ہے اور سلطان سنجر کا معاصر (۴۹۸–۵۱۲ھ/۱۱۰۵–۱۸ء) تھا ۔ خاتونی ادیب اور شاعر تھا ۔ دولت شاہ نے اس کا ذکر کیا ہے ۔ تذکروں نے اس کو مزاحیہ شعرا کے زمرے میں شمار کیا ہے ۔ براؤن نے بھی اس کا ذکر کیا ہے ۔ کتاب سلاجقہ کے بارے میں تھی جو اب گم ہے ۔ مصنف کو خاتونی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ سلطان محمد (۴۹۸ھ/۱۱۰۵ء) بن ملک شاہ ثانی کی ملکہ جواہر خاتون کا خزانچی تھا ۔[1]

(۹) **فضائل** (۴۵۱–۸۵ھ/۱۰۵۹–۹۲ء) : اس کا مؤلف نظام الملک طوسی (۴۵۱–۸۵ھ/۱۰۵۹–۹۲ء) کے مقربوں میں سے تھا ۔ اپنے دور کے چشم دید حالات لکھے ہیں جس سے بعد میں آنے والے مصنفین نے استفادہ

۱۔ دولت شاہ مرتبہ براؤن ، صص ۷۶ - ۶۴ - H. M. E. Cahen ، صص ۶۷ - ۶۶ - ترکستان ، بارتولد ، ص ۳۷ - ترکستان نامہ ترجمہ فارسی ، ص ۸۴ - The Sources of Dowalat Shah, J. R. A. S. 1899, p. 42

کیا ، مثلاً اخبار عہد خراسان میں اس سے مواد لیا گیا ہے ۔[1]

(۱۰) **لمعات تواریخ** (۵۰۰ھ/۷-۱۱۰۶ء): ابوالفتوح برکت بن اسماعیل زسنوفی نیشاپور ۵۲۵ھ/۱۱۳۱ء) ۔ یہ مصنف (۴۶۰ھ/۱۰۶۸ء) میں غزنی میں پیدا ہوا اور اپنی تاریخ عربی زبان میں لکھی جو (۵۰۰ھ/۷-۱۱۰۶ء) تک کے واقعات اور حالات پر ختم ہوتی ہے ۔ یہ کتاب بھی گم ہے ۔ کوئی نسخہ برآمد نہیں ہوا ہے ۔[2]

(۱۱) **مجمل التواریخ و القصص** : مصنف نامعلوم ۔ ملک الشعراء بہار نے اس کو (۱۳۱۸ھ/۱۹۳۶ء) میں تہران سے شایع کیا ہے ۔ یہ عمومی تاریخ ہے لیکن چند صفحات ـــ چونکہ مصنف سلطان سنجر کے عہد میں تھا ـــ سلاجقۂ ایران و عراق پر بھی لکھے ہیں (صص ۱۶ - ۴۰۶) اور ان کے مقابر بھی مشخص کیے ہیں (ص ۴۶۵) مثلاً :

(۱) سلطان طغرل بیگ	مدفن رے	
(۲) آلپ آرسلان	"	مرو
(۳) برکیارق	"	اصفہان (مدرسہ)
(۴) ملک شاہ	"	" (مدرسہ نظام الملک)
(۵) سلطان سنجر	"	مرو
(۶) سلطان محمود	"	اصفہان (مدرسہ)
(۷) سلطان محمد بن ملک شاہ	"	" "
(۸) طغرل بن محمد	"	ہمدان (مدرسہ طغرلیہ)
(۹) سلطان مسعود	"	" "
(۱۰) محمد بن محمود	"	" "
(۱۱) سلیمان	"	" "
(۱۲) ارسلان	"	" "
(۱۳) طغرل بن ارسلان	"	رے (طغرل اول کے ساتھ)

اس کتاب کے مصادر میں ہلال صابی ، عمید الملک ہمدانی اور دیگر بغدادی مؤرخین کی کتابیں شامل ہیں ۔

۱- H. M. E. Cahen—72 -

۲- بارتولد ، ترکستان ، ص ۲۷ -

(۱۲) **فتور زمان الصدور و صدور زمان الفتور**[1] (۵۲۹ھ/۱۱۳۴ء) :
مشرف الدین ابونصر انوشیروان بن خالد بن محمد کاشانی (۴۵۹-۵۳۳ھ/ ۱۰۶۷-۱۱۳۹ء) حریری نے اپنی کتاب "مقامات" ان کی فرمائش پر لکھی تھی ۔[2] کتاب ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکی ۔[3] وزیر موصوف نے کتاب میں ملک شاہ (۴۶۵-۸۵ھ/۱۰۷۲-۹۲ء) سے لے کر طغرل بن محمد بن ملک شاہ کے آخری دور حیات (۵۲۷ھ/۱۱۳۳ء) تک کے حالات دیے ہیں اور ضمناً اپنے حالات بھی دیتا گیا ہے ۔[4] کتاب فارسی میں تصنیف ہوئی تھی جس کا عربی ترجمہ اضافات کے ساتھ عمادالدین کاتب اصفہانی نے کیا ہے اور یہ پورا رسالہ اس نے اپنی "تاریخ السلجوقیہ" میں ضمیمہ کر دیا ہے (طبع لیڈن ، ص ۴۵ تا ۱۲۷ ہے) ۔[5]

انوشیروان پہلے خلیفہ مسترشد باللہ (۵۱۲-۲۹ھ/۱۱۱۸-۳۴ء) کا وزیر تھا ، بعد میں سلطان مسعود سلجوق (۵۲۹-۴۷ھ/۱۱۳۴-۵۳ء) کے پاس آ گیا ۔ یہ کتاب اس نے اپنی آخر عمر میں اپنے یادداشتوں کے سہارے فارسی میں مرتب کی ۔ اس میں (۴۶۵-۵۲۹ھ/۱۰۷۲-۱۱۳۴ء) کے واقعات اور حالات ہیں ۔[6]

(۱۳) **عتبة الکتبت**[7] (۵۲۸-۴۸ھ/۱۱۳۴-۵۳ء) مؤید الدولة منتجب الدین بدیع اتابک جوینی ۔ مکتوبات کا یہ مصنف سلطان سنجر (۵۱۱-۵۲ھ/۱۱۱۷-۵۷ء) کے پاس منشی تھا ۔ یہ وہی شخص ہے جس کی سفارش پر سنجر نے رشیدالدین وطواط (م۔ ۵۷۳ھ/۱۱۷۷ء) کے قتل کا

۱۔ تجارب السلف میں ہندو شاہ نے نام کا پہلا جز "نفثة المصدور" بڑھایا ہے جو غلط ہے (دیکھیے نفثة المصدور ۔ چاپ یزدگردی ، مقدمہ صص ۶۶ - ۶۵) -
۲۔ تاریخ نظم و نثر ، نفیسی ، ص ۱۱۹ -
۳۔ اشپولر ، ص ۲۵۵ -
۴۔ مقدمہ قزوینی برنفثة المصدور ، چاپ یزدگری ، ۱۳۴۳ ش تہران ۔
۵۔ نفثة المصدور ، مقدمہ ، ص ۶۴ -
۶۔ ترکستان نامہ فارسی ، ص ۸۵ -
۷۔ مرزبان نامہ ، ص ۳۰۲ -

حکم واپس لے لیا تھا ۔[1] مصنّف کے حالات یا تاریخیں نہیں ملتیں ۔ (۵۱۶ھ/ ۱۱۲۲ء) میں اس کی اوائل جوانی تھی ۔ یہ کتاب اس نے (۵۲۸ھ—۳۸/ ۵۳—۱۱۳۴ء) کے درمیان ترتیب دی ۔[2] یہ پہلا مجموعۂ مراسلات ہے جو سلاجقہ کے دور میں لکھا گیا ہے ۔ اس میں سرکاری خطوط بھی ہیں ۔ عباس اقبال نے (۱۳۲۹ ش) تہران سے اس کو شائع کیا ہے ۔ (۱۳۰) صفحات کی کتاب ہے ۔

(۴) **مشارب التجارب و غوارب الغرایب**[3] (۵۶۰ھ/۱۱۶۴ء) :
ظہیر الدین ابوالحسن علی بن ابوالقاسم زید البیہقی معروف بہ ابن فندق (۵۶۵—۴۹۹ھ/۶۹—۱۱۰۶ء) ۔[4] مشارب تاریخ یمینی کا جو (۴۱۰ھ/ ۱۰۱۹ء) کے واقعات پر ختم ہوتی ہے ، تکملہ ہے ۔ ابن فندق نے اپنی اس تاریخ کو (۵۶۰—۴۱۰ھ/۱۱۶۴—۱۰۱۹ء) تک کے حالات پر حاوی کیا ہے ۔ یعنی یمینی کے ختم ہونے سے ڈیڑھ سو سال بعد تک کے حالات لیے گئے ہیں ۔ سلجوقی دور پر یہ کتاب نہایت مفید اور بہت کار آمد ہے ۔ چار جلدوں میں عربی زبان میں لکھی گئی تھی جو اب ناپید ہے ۔ بعد کے مصنفین نے اسی تاریخ کو اپنا ماخذ بنایا ہے مثلاً : معجم الادبا (۵۹۵ھ/۱۱۹۸ء) اور معجم البلدان (۶۲۶ھ/۱۲۲۴ء) میں یاقوت نے ، ابن اثیر نے کامل (۶۲۸ھ/۱۲۳۰ء) میں ، جوینی نے جہانکشا (۶۵۸ھ/ ۱۲۶۰ء) میں ، حمد اللہ مستوفی نے تاریخ گزیدہ (۷۳۰ھ/۱۳۳۰ء) اور ابی اصیبعہ (م۔ ۶۶۸ھ/۱۲۹۸ء) نے عیون الانباء فی طبقات الاطبا میں اس تاریخ سے مواد فراہم کیا ہے ۔

کتاب ناپید ہے ، اس کے کسی نسخے کا سراغ نہیں ملا ۔ بارتولد نے

۱۔ جہانکشای جوینی ۲ : صص ۱۰-۹ ۔ دولت شاہ ، صص ۹۱-۹۰ ۔ بیست مقالہ قزوینی ۲ : صص ۵۹ - ۱۵۸ ۔ تاریخ ادبیات ایران ، شفق ، ص ۲۱۳ ۔

۲۔ سبک شناسی ۲ : ۸۷ - ۳۷۷ ۔ اسٹوری ، ص ۲۶۰ ۔ بارتولد ترکستان ، ص ۳۳ ، ترکستان نامہ فارسی ، ص ۹۷ ۔

۳۔ تاریخ بیہقی تصحیح احمد بہمنیار ، چاپ دوم ، مقدمہ ۔ اور حیدرآباد ایڈیشن میں کلیم اللہ کا مقدمہ سوانح کے لیے دیکھنا چاہیے ۔

۴۔ مقدمہ کلیم اللہ ، ص ۴ ۔

ترکستان میں مشارب پر اچھا تبصرہ کیا ہے۔[1] اس مصنف کی تاریخ بیہقی کے علاوہ دو اور کتابیں دستیاب ہوئی ہیں۔ باقی کتابیں گم ہیں :

اول : تتمہ صوان الحکمہ ، اور

دوم : جوامع الاحکام النجوم ۔

تاریخ بیہقی میں بھی مصنف نے نظام الملک اور ان کے فرزندوں کا ذکر کیا ہے اور سلاجقہ کے واقعات بھی جا بجا لایا ہے۔ سلاجقہ پر لکھتے وقت اس کا دیکھنا ضروری ہے۔[2]

(۱۵) **اخبار الدول المنقطعة** (۵۶۶ھ/۱۱۷۱ء سے پہلے) : ابوالحسن علی بن ابی منصور ظافر بن الحسینی معروف بہ ابن ظافر (متوفی ۵۶۶ھ/۱۱۷۱ء)[3] نویری (م ۷۳۲ھ/۱۳۳۲ء) نے "نہایة الارب" میں استفادہ کیا ہے۔ یہ کتاب عربی میں چار جلدوں پر مشتمل تھی۔ ایک جلد موجود ہے باقی تین جلدیں گم ہو چکی ہیں۔[4] ڈاکٹر سوشم (Cusshem) کا خیال ہے کہ اخبار الدولہ السلجوقیہ (مطبوعہ ڈکٹر اقبال) اسی کی ایک جلد ہے۔ الکتبی اور الصفری نے اس کو "تاریخ ملوک السلجوقیة" کا نام دے دیا ہے۔[5]

(۱۶) **تاریخ خراسان** (۵۷۰ھ/۱۱۷۴ء) : الاموی نے یہ تاریخ خوارزم شاہ تکش (۵۶۸–۵۹۶ھ/۱۱۷۲–۱۱۹۹ء) کے لیے لکھی جو سلاجقہ کا جانشین تھا۔ یہ عربی زبان میں تھی۔ ابن خلکان ، ابن اثیر اور جوینی کا ماخذ رہی ہے۔[6]

۱۔ ترکستان ، ص ۳۱ ۔

۲۔ بیہقی خراسان کے ایک ضلع کا نام تھا جس میں سبزوار واقع ہے۔ مصنف اس میں پیدا ہوا تھا۔ بھمنیار نے سال تولد (۴۹۰ھ/۱۰۹۷ء) لکھا ہے اور جواد مشکور نے (شنبہ ، ۷۔ شعبان ، ۴۹۳ھ/۱۱۰۰ء) لکھا ہے۔ ابن فندق کے تالیفات کی تفصیل بھمنیار کے مقدمہ اور کلیم اللہ کے مقدمہ میں دیکھنی چاہیے۔ کلیم اللہ نے (۷۶) کتابوں کے نام دیے ہیں۔

۳۔ H. M. E. Cahen 70-71 مقدمہ اخبار الدولة السلجوقیہ۔ بعض مستشرقوں نے ابن ظافر کو اخبار الدولة السلجوقیہ کا مصنف لکھا ہے۔ مقدمہ اقبال ، ص VI ۔

۴۔ مقدمہ اخبار الدولة السلجوقیہ ، اقبال ، ص III ۔

۵۔ H.M.E. Cahen ، ص ٦٦ ۔

۶۔ بارتولد ، ترکستان بحوالہ تاریخ گزیدہ ، صص ۳۲ - ۳۳ ، نیز حاجی خلیفہ ، ۲ : ۲۶۳ ۔

(۱۷) **کتاب التوسل الی الترسل (۵۷۸ھ/۱۱۸۲ء)** : بہاؤالدین محمد بن موئید البغدادی (زندہ تا ۵۸۸ھ/۱۱۹۲ء) علاءالدین تکش خوارزم شاہ (۵۶۸—۵۹۶ھ/۱۱۷۲—۱۱۹۹ء) کا دیوان انشا تھا - صاحبِ علم ، اہلِ قلم اور شعر و ادب میں افاضل روزگار میں اس کا شمار ہوتا تھا - بقول حمداللہ مستوفی شیخ مجدالدین بغدادی اس کا بھائی تھا -[۱] یہ نساء کا باشندہ تھا ، وہیں رہا ، جب تک کہ تکش نے اس کو بلا لیا -

یہ کتاب بقول علامہ بہار تاریخی حوادث پر مشتمل ہے ، اور عادات و اخلاق و کیفیات و حالات مردم و امرائے دربار و رجال (نصف قرن ششم تک) پر حاوی ہے اور فارسی نثر کا بہترین نمونہ ہے - اس میں دو سالوں کے (۵۷۸—۵۷۹ھ/۱۱۸۳—۱۱۸۲ء) اسناد بھی شامل ہیں -[۲] (Cahen) ، بارتولد اور اسٹوری نے اس کا ذکر کیا ہے - احمد بہمنیار نے یہ کتاب (۱۳۱۵ش) میں تہران سے شائع کی ہے جو اب نایاب ہے - بعض حالات اور کوائف کی وجہ سے سلاجقہ کے لیے یہ اہم ماخذ ہے -

(۱۸) **نصرۃالفقرۃ و عصرۃالفطرۃ (۵۷۹ھ/۱۱۸۳ء)** : عمادالدین ابوعبداللہ محمد بن صفی الدین ابوالفرج محمود بن نفیس الدین ابوالرجا کاتب اصفہانی معروف بہ ابن اخی العزیز یا عماد کاتب (۵۱۹—۵۹۷ھ/۱۲۰۱—۱۱۲۵ء) - اس نے انوشیروان کی ''فتور زمان'' کا (۵۷۹ھ/۱۱۸۳ء) میں عربی ترجمہ کیا اور سلاجقہ سے پہلے کے حالات مقدمے کی صورت میں اپنی طرف سے اضافہ کیے نیز سلاجقہ کے خاتمہ یعنی طغرل ثانی کی وفات (۵۹۰ھ/۱۱۹۴ء) تک کے حالات بھی اپنی طرف سے بڑھائے -[۳] اس کتاب کا دوسرا نام ''تاریخ سلجوقیہ'' بھی ہے -[۴]

سلجوقی دور کے متعلق یہ نہایت پر اہمیت اور مکمل ترین کتاب ہے - مترجم سترہ سال شام میں رہا ہے اور انوشیروان کی کتاب پر اضافے کے

۱- سبک شناسی : ۲ : ۸۶ - ۳۷۸ -
۲- ترکستان ، بارتولد ، ص ۹۸ -
۳- اسٹوری ، ص - ۲۵۵ - اس کا واحد نسخہ پیرس میں (عربی سپلیمنٹ ۷۷۲) میں ہے - فہرست ڈی سلینی نمبر ۲۱۴۵ ، بروکلمان ۱ : ۳۱۴ -
۴- نفثۃ المصدور مقدمہ قزوینی ، ص ۶۴ - بارتولد نے لکھا ہے کہ (شوال ۵۷۵ھ/۱۱۸۰ء) تک کے حالات دیے ہیں - ترکستان نامہ ، ص ۸۵ - ترکستان ، ص ۲۸) -

وقت ان مصادر سے مدد لی ہے جو فقط شام ہی میں دستیاب ہوتی تھیں اور ابھی ممالک اسلامیہ کے دیگر حصوں میں پہنچنے نہیں پائی تھیں - ۵۶۲ھ/ ۱۱۶۶ء) میں مصنف عراق آیا اور وہاں بھی اضافے کیے -

اس کتاب کی عبارت پرتکلف ، پیچیدہ اور حشو و زوائد سے بھری ہوئی ہے - یہی سبب ہوا کہ اس کے ہم وطن بغدادی نے اس کو ''زبدة النصره . . .'' کے نام سے سادہ عبارت میں منتقل کرکے (۶۲۳ھ/ ۱۲۲۶ء) نئی کتاب کی صورت دی - لیکن عماد کاتب کی کتاب پہلے ہی سے مشہور ہو چکی تھی کیونکہ ابن اثیر اور ابن بی بی اس سے واقف تھے -

Cahen کا خیال ہے کہ عماد کاتب کے سامنے فقط انوشیرواں کی روایتیں نہیں تھیں بلکہ سلاجقہ کے متعلق پہلے یا بعد کے حالات اس نے ان اشخاص سے بھی لیے ہیں جو سلاجقہ سے وابستہ تھے - ممکن ہے بغداد کی تاریخوں کو بھی ماخذ بنایا ہو - ''غرس النعمہ'' کو نہیں پڑھا لیکن ہمدانی اس نے لازماً دیکھی ہے -[۱] کاہن ، ہمدانی کو ''اخبار الدولة السلجوقیہ'' (مطبوعہ اقبال) کی کتاب سمجھ رہا ہے جو سراسر غلط ہے -[۲]

(۱۹) **سلجوق نامہ** (حدود ۵۸۲ھ/۱۱۸۶ء) : خواجہ امام ظہیرالدین نیشاپوری - بہت اہم کتاب ہے ، جو (۵۸۲ھ/۱۱۸۶ء) کے لگ بھگ تالیف ہوئی ہے اور سادہ عبارت میں ہے - ایران کے سلاجقہ بزرگ پر طغرل کے زمانے کے اس میں کوائف دیے گئے ہیں - مؤلف سلطان طغرل اور مسعود کا اتالیق تھا ، اس کا دیا ہوا مواد مستند ہے -

اس دور پر کتابوں کی کمی نے بعد کے مصنفین کو مجبور کر دیا کہ اس عہد کے حالات اس کتاب سے نقل کریں - چنانچہ راوندی نے اپنے ابتدائی صفحات بغیر کسی حوالے کے لفظاً لفظاً اس سے لے لیے ہیں - اسی طرح جامع التواریخ ، تاریخ گزیدہ اور حافظ آبرو کی کتاب میں مواد لیا گیا ہے - ''عراضة فی الحکایات السلجوقیہ'' بقول اسماعیل افشار اسی کتاب کا سرقہ ہے -

---

۱- H.M.E. Cahen ، صص ۶۹ - ۶۸ -

۲- H.M.E. Cahen ، ص ۶۹ - ترکستان ، ص ۲۸ - ترجمہ فارسی ترکستان نامہ ۱ : ۸۵ - اس کا فقط ایک ہی نسخہ اب تک دستیاب ہوا ہے جو کتاب خانے ملی پیرس میں موجود ہے (نمبر N - ۲۱۳۵) ترکستان نامہ ، ۱ : ص ۸۵ -

کتاب کا ایک سادہ ایڈیشن آقای اسماعیل افشار کی تصحیح اور مختصر مقدمہ کے ساتھ (سال ۱۳۳۲ھ/۱۹۵۴ء) میں تہران سے شائع ہوا ہے ۔

(۲۰) **عقد العلی للموقف الاعلی** (۵۸۴ھ/۱۱۸۸ء) : افضل الدین ابو حامد کرمانی مؤلف "بدایع الازمان" ۔ یہ کتاب تمام تر سلجوقیوں کے جانشین ملک دینار (۹۱—۵۸۴ھ/۹۵—۱۱۸۸ء) کے دور حکومت پر ہے ۔ ابتدا میں کرمان کے زوال اور ملک دینار کی فتح کے ابتدائی حالات (قسم اول و دوم) درج ہیں ۔ مصنف نے یہ کتاب (۵۸۴ھ/۱۱۸۸ء) میں شہر کوبنان میں لکھ کر ملک دینار کو پیش کی تھی ۔

اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہوئے ہیں ۔ محمد حسین ادیب فروغی نے (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء) میں پہلا ایڈیشن نکالا ، اور دوسرا ایڈیشن (۱۳۱۱ھ/۱۹۳۲ء) میں علی محمد عامری نے حواشی اور توضیحات کے ساتھ تہران سے شائع کیا ۔[1]

(۲۱) **زبدة التواریخ** (بعد ۵۹۰ھ/۱۱۹۴ء) : امیر صدرالدین ابوالحسن علی بن ناصر الحسینی ۔[2] سلاجقہ کے بارے میں یہ تاریخ ہے جس کا ایک ہی نسخہ برٹش میوزم میں ہے ۔ ہوتسما نے لکھا ہے کہ یہ عمادالدین کی کتاب کا خلاصہ ہے ، اور مؤلف نے سلاجقہ کے فقط شروعاتی حالات دوسری تاریخوں سے لیے ہیں ۔ مؤلف نے اپنے طرف سے جو روایتیں لکھی ہیں وہ نئی اور اہم ہیں اور ان روایات میں اس نے جزئیات سے کام لیا ہے جو کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتیں ۔

(۲۲) **راحة الصدور و آیة السرور** (۵۹۹ھ/۱۲۰۳ء) : ابوبکر محمد بن علی بن سلیمان الراوندی[3] ۔ یہ راوند کے مشہور علم دوست اور اہل علم خاندان میں سے تھا جس سے کئی استاد اور عالم ہو گزرے ہیں ۔ ابوبکر محمد بچپن میں یتیم ہوا لیکن بڑی کوششوں سے اس نے اپنی تعلیم جاری رکھی ۔ دس برس تک (۵۷۰—۸۰ھ/۱۱۷۴—۸۴ء) اپنے چچا تاج الدین احمد بن

۱۔ اسٹوری ، مقدمہ باستانی پاریزی ، ص ۹۷ ۔

۲۔ H.M.E. Cahen ، صص ۷۰-۶۹ ۔ ترکستان نامہ حاشیہ ، ص ۸۷ ۔

۳۔ راوند کاشان کے قریب ایک قصبہ ہے جو اب غیر اہم اور بہت ہی کم جمعیت ہو گیا ہے ۔ راقم الحروف اس قصبہ سے کاشان جاتے ہوئے دو مرتبہ گزرا ہے ۔

محمد کے پاس ہمدان میں پڑھا ۔ جہاں وہ جمال الدین اتابک سلطان طغرل کے برپا کردہ مدرسے میں مدرس تھا ۔ اس کے علاوہ فخرالدین بلخی ، بہاءالدین یزدی ، اور سیف الدین اصفہانی سے بھی اس نے مختلف علوم حاصل کیے ۔ یہ بزرگ اس مدرسے کے استاد تھے جو ہمدان میں سلطان ارسلان کی والدہ نے بنایا تھا ۔ اپنے چچا کے ساتھ بغداد جا کر خطاطی ، جلد بندی اور مذہّب کاری سیکھیں ۔ راوندی مختلف خط لکھنے میں ماہر تھا ۔

راوندی اپنے دوسرے چچا ضیاءالدین محمد کے ذریعے سلاجقۂ عراق کے آخری سلطان طغرل (۵۷۱–۹۰ھ/۱۱۷۶–۹۴ء) کے پاس سال (۵۷۷ھ/۱۱۸۱ء) میں متعارف ہوا ، جب کہ سلطان خود خطاطی سیکھ رہا تھا اور کلام مجید کو اپنے ہاتھ سے لکھ رہا تھا ۔ جلد ہی راوندی کو سلطان کا قرب حاصل ہو گیا ۔ طغرل کے بعد مصنف مازندران کے علوی امرا کے ہاں چھ برس تک رہا ۔ یہیں پر اس نے اپنی یہ مشہور کتاب لکھی ۔ سال (۵۹۹ھ/۱۲۰۳ء) میں آغاز کیا اور ایک دو برس لگا کر اس کو مکمل کیا ۔ مصنف یہ کتاب لے کر قونیہ پہنچا جہاں غیاث الدین کیخسرو (۶۰۱–۶۰۷ھ/۱۲۰۴–۱۲۱۰ء) کو فتح اناطولیہ (۶۰۳ھ/۱۲۰۶ء) کے موقع پر پیش کر کے صلہ اور قرب سلطانی حاصل کر لیا ۔[1]

کتاب سلاجقۂ بزرگ ایران و عراق کے متعلق ہے ، خاص طور پر (۵۵۵ھ/۱۱۶۰ء) سے لے کر (۵۹۵ھ/۱۱۹۹ء) تک کے حالات جو ارسلان اور طغرل کے عہد سے متعلق ہیں وہ بہت ہی قیمتی ہیں اور کسی اور کتاب میں نہیں ملتے ۔[2] یہ واقعات اس نے اپنی شخصی معلومات کی بنا پر لکھے ہیں ۔ ابتدائی بارہ سلاطین کے حالات سرسری طور پر درج کیے گئے ہیں جن کے لیے اس کا ماخذ امام ظہیر الدین نیشاپوری کی کتاب "سلجوق نامہ" ہے ، جس کا مصنف سلطان ارسلان کا استاد تھا ۔[3]

سلجوق نامہ ظہیر الدین کے دیباچے میں میرزا اسماعیل خاں افشار

۱۔ مقدمہ ، ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ، XIX ۔

۲۔ ایضاً ، XXI ۔

۳۔ مصنف نے کتاب میں مختلف علوم پر بحث کی ہے ۔ اس سلسلے میں جو کتابیں ان کے سامنے رہی ہیں اس کی فہرست مقدمے میں دیکھنی چاہیے II—XXVIII ۔

نے راوندی پر اس طرح تنقید کی ہے :

"راوندی کو تاریخ نویسی کے فن سے واقفیت نہیں تھی - غیر مناسب اور بے ربط جملے اور عبارات ، عربی کے بے جوڑ ٹکڑے لا کر اس نے کتاب کو ادق ، فضول اور لایعنی بنا دیا ہے - مجیر ، اثیر اور سید حسن غزنوی کے اشعار غلط اور بے موقع درج کیے ہیں - مجیر کے اشعار کو بیسوادی کی وجہ سے نثر بنا کر دے دیا ہے - اس کا مقدمہ اور خاتمہ سراسر سرقہ ہے - ظہیر کے "سلجوق نامہ" کو پورا اٹھا کر بغیر حوالے کے اپنی کتاب میں جذب کر لیا ہے -"[1]

افشار کے مقابلہ میں نفیسی مرحوم کی رائے ہے کہ :

"اس کی نثر بہترین اور نہایت فصیح اور رواں ہے - فارسی شعر بھی بہتر کہا ہے -"[2]

شیفر (Schefer) نے سلطان سنجر کے دور کو فرانسیسی ترجمے کے ساتھ (۱۸۸٦ء) میں پیرس سے چھاپا ہے - بارتولد کا قول ہے کہ اس ترجمے میں غلطیاں رہ گئی ہیں - مکمل طور پر اس کتاب کو پہلی بار ڈاکٹر شیخ اقبال مرحوم نے اوقاف گب سے (۱۹۲۱ء) میں شائع کیا ، دوبارہ اس کا آف سیٹ (۱۳۳۳ ش) تہران سے شائع ہوا ہے -

اسی کتاب راحۃ الصدور کا مراد ثانی (۸۲۴ھ—۸۵۵/۱۴۲۱—۱۴۵۱ء) کے دور میں **ترکی ترجمہ** ہوا ہے - مترجم کا نام معلوم نہیں ہے ، استانبول سے (۱۹۵۷ء) شائع ہوا ہے - اس کی تلخیص کے متعلق "العراضۃ" کے تحت پڑھیے - دوسرے دو خلاصوں کے متعلق اسٹوری نے (ص ۲۵۹ ، نمبر ۳۳۸) اشارہ کیا ہے - ترکی ترجمہ میں ایشیائے کوچک کے سلاجقہ سے متعلق مواد کو (۶۲۲ھ/۱۲۲۵ء) تک مترجم اپنی طرف سے لایا ہے - اسی کو پروفیسر ہوتسما نے (۱۸۹۱ء) میں شائع کر دیا ہے -[3]

(۲۳) **ذیل سلجوق نامہ** (۵۹۹ھ/۱۲۰۳ء) : ابو حامد محمد بن ابراہیم - یہ ظہیرالدین کے سلجوق نامہ کا ذیل ہے - جہاں ظہیرالدین نے واقعات ختم کیے ہیں وہیں سے آگے ابو حامد نے لکھے ہیں - واقعات کو خوارزم شاہ تکش

۱- مقدمہ افشار بر سلجوق نامہ ، ص ٦ -
۲- تاریخ نظم و نثر ، ص ۱۳۵ -
۳- ترکستان بارتولد ، ص ۲۹ - ترکستان نامہ فارسی ، ص ۸۸ -

کی فتح اور طغرل کے قتل (پنج شنبہ آخر ربیع الاول) تک لایا ہے۔ طغرل کے سر کو جسم سے الگ کرکے بغداد بھیجنے اور جسم کو رے کے بازار میں لٹکانے کا واقعہ درج کیا ہے۔ کسی بزرگ نے یہ رباعی اس جسم کو دیکھ کر کہی تھی:

امروز شہا زمانہ چون دل، تنگ است
فیروزۂ چرخ، بر زبان یک رنگ است
دی از سر تو تا بفلک، یک گز بود
امروز ز سر تا بدنت، فرسنگ است

(۳۲) بدایع الازمان فی وقایع کرمان۔ تاریخ افضل (حدود ۶۰۶ھ/ ۱۲۰۹ء): تاج الزمان افضل الدین ابو حامد بن حامد کرمانی۔ یہ کتاب دستیاب نہیں ہو سکی ہے۔ لیکن جن مؤرخین نے حوالے یا بغیر حوالے کے مطالب یا پوری عبارتیں لے لی ہیں ان سے تمام عبارات جمع کرکے ڈاکٹر مہدی بیانی مرحوم نے ''تاریخ افضل یا بدایع الازمان فی وقایع کرمان، تصنیف افضل‌الدین ابو حامد احمد بن حامد کرمانی'' کے عنوان سے (۱۳۲۶ ش) میں تہران سے شائع کیا ہے۔ اس کے متعلق ڈاکٹر باستانی پاریزی نے لکھا ہے کہ:

''اگرچہ بدایع نیست ولی بوی و شمیمی از آن کتاب پرارج دارد۔''[1]

اس کتاب میں زیادہ تر عبارات محمد ابراہیم کی تاریخ سے لی گئی ہیں کیونکہ اس مصنف نے حوالہ دیے بغیر سب سے زیادہ عبارات لفظاً لفظاً لی ہوئی ہیں۔

قیاس ہے کہ مصنف (۶۱۵ھ/۱۲۱۸ء) تک زندہ تھا اور اگر وہ اسّی سالہ ہو کر فوت ہوا ہو تو اس کی ولادت (۵۳۰ھ/۱۱۳۵ء) کے لگ بھگ ہونی چاہیے۔[2] مصنف طغرل شاہ سلجوقی (کرمان ۵۵۱–۶۵ھ/ ۱۱۵۶–۷۰ء) کے دور میں وزارت پر فائز ہوا۔ اس بادشاہ کی موت کے

۱۔ مقدمہ ''بر سلجوقیان و غز در کرمان''، صص ۴۵ – ۴۷۔
۲۔ دیباچہ بیانی، ص ۲ و مقدمہ بیانی، ص ۳۰۔ اس بحث کے لیے باستانی پاریزی کا مقدمہ دیکھنا چاہیے۔ خاص طور پر، صص ۸۲ – ۸۶ کی عبارتیں۔

بعد بھائیوں میں جو جنگ و جدل شروع ہوا اس کا وہ شخصی طرح گواہ ہے۔ طغرل شاہ کے بعد ملک ارسلان (کشتہ ۵۷۲ھ/۱۱۷۶ء) کے ساتھ وابستہ رہا ۔ جب ملک دینار نے سلجوقیوں کو ختم کیا تو مصنف نئے حکمران کی توجہ خاص کا مرکز بن گیا ۔ کرمان کے سلاجقہ پر ان کا لکھا ہوا مواد ایک عینی شاہد ہونے کی وجہ سے نہایت مستند ہے ۔

بدایع کا نسخہ عہد صفویہ تک موجود تھا کیونکہ محمد ابراہیم کرمانی کی تاریخ کی اسی کتاب پر اساس ہے ۔ سال تالیف کے متعلق ڈاکٹر اقبال کا قیاس ہے کہ (۶۰۲ھ/۱۲۰۵ء) میں لکھی گئی ہے ۔ اس کے مقابلے میں ڈاکٹر مہدی بیانی کا خیال ہے کہ سال تالیف (۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء) ہوگا ۔[1] چغری بیگ سے حالات شروع ہوتے ہیں ۔ اسی مصنف کی دو کتابیں اور ہیں :

(۱) **عقدالعلی للموقف الاعلی** : ملک دینار (۵۸۳—۵۹۱ھ/ ۱۱۸۸—۱۱۹۴ء) کے حالات پر ہے ۔ اور (۵۸۴ھ/ ۱۱۸۸ء) میں تالیف ہوئی ہے ۔ اس کے متعلق جداگانہ نمبر ۱۹ پر بحث ہے ۔

(۲) **المضاف الی بدایع الازمان فی وقایع کرمان** : اس کتاب میں کرمان پر خراسان اور فارس کے حملوں کا مذکور ہے ۔ (۶۱۳ھ/۱۲۱۶ء) میں تالیف ہوئی ہے ۔ مرحوم اقبال آشتیانی نے اس کو (۱۳۳۱ ش) میں تہران سے شائع کیا تھا ۔ اقبال مرحوم کا مقدمہ مؤلف کے سوانح حیات پر اب تک حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے ۔

(۲۵) **اخبارالدولة السلجوقیہ** (حدود ۶۲۲ھ/۱۲۲۵ء) : صدر الدین ابو الحسن علی ابن ناصر ابن علی الحسینی ۔ عربی میں سلاجقہ بزرگ ایران و عراق کے بارے میں ہے ۔ اس کتاب اور اس کے مصنف پر مفید معلومات نہایت شرح کے ساتھ Dr. Karl Sussheim نے لکھی ہے ۔[2] اس کے نکالے ہوئے نتائج پر ڈاکٹر اقبال نے اپنے ذاتی تحقیقات کے اضافے کرکے اپنی ایڈیشن کا مقدمہ لکھا ہے ۔

۱۔ مقدمہ مہدی ، بیانی و ایضاً ۔

۲۔ Chronik des Seldschuqischen Reiches, Leipzig 1911
ترکستان میں بارتولد نے بھی ذکر کیا ہے ، ص ۲۸ ۔

اس کتاب کا ایک ماخذ تو بقول Sussheim "زبدۃ التواریخ" ہے
اور دوسری عماد الدین الکاتب اصفہانی کی کتاب ہے[1] جن سے مؤلف نے
(۵۰۴ تا ۵۷۲) تک حالات لیے ہیں۔ اسی طرح اور بھی چند مصادر سامنے
رہی ہیں۔[2] سلجوقی سلطنت کی بنیاد (۴۲۹ھ/۱۰۳۸ء) پر معلومات اور
آخری ۳۵ سالہ سرگزشت (۵۵۵-۵۹۰ھ/۱۱۶۰-۱۱۹۴ء) بے حد مفید اور
اوریجنل ہے۔ سلطان سنجر کی آخری کشمکش، سلاجقہ کی کرستانی
... کے ساتھ پالیسی، رومنس پر آلپ آرسلان کی فتح، سلاجقہ کی جارجیا کے
ساتھ جنگ، یہ تمام ایسے عنوان ہیں کہ جس پر کسی اور کتاب میں اس
تفصیل کے ساتھ حالات نہیں آئے۔ کتاب (۶۲۲ھ/۱۲۲۵ء) کے بعد تالیف
کی گئی ہے، کیونکہ آخری واقعات اسی سال تک کے ہیں۔[3]
کتاب کو سب سے پہلے ڈاکٹر شیخ محمد اقبال نے (۱۹۳۳ء) میں
لاہور سے شائع کیا ہے جو اس وقت نایاب ہے۔ میرے سامنے اس کا
نسخہ ہے جو میں نے (۱۹۴۴ء) میں خریدا تھا۔ کتاب (۱۹۷) صفحات
پر مشتمل ہے۔ اسی کا دوسرا ایڈیشن (۱۹۴۳ء) میں استانبول سے شائع
ہوا ہے۔

(۲۶) زبدۃ النصرہ و نخبۃ العُصرہ (۶۲۳ھ/۱۲۲۶ء): قوام الدین
فتح بن علی بن محمد معروف بہ بنداری اصفہانی[4] نے سال (۶۲۳ھ/۱۲۲۶ء)[5]
میں عماد کاتب کی کتاب "نصرہ الفترہ" کا سلیس عربی میں ملخص کیا ہے
اور اس کو ایوبی سلطان الملک المعظم سے معنون کیا ہے۔ بنداری نے اپنی
طرف سے بھی اضافے کیے ہیں۔[6] ہوتسما نے یہ کتاب (۱۸۸۹ء) میں لیڈن

۱۔ حقیقت میں اقبال کے سامنے بغدادی کی کتاب "زبدۃ النصرہ"
رہی ہے جس کو ہوتسما نے لیڈن سے ۱۸۸۹ء میں شائع کیا ہے۔ عماد
کاتب اصفہانی کی کتاب "نصرۃ الفترۃ" ہے۔ ان دونوں پر یہاں جداگانہ
بحث کی گئی ہے۔

۲۔ مقدمہ اقبال، VI۔

۳۔ مقدمہ اقبال، III اور H.M.E. Cahen، ص ۶۹۔

۴۔ تاریخ نظم و نثر نفیسی، صص ۱۱۸-۱۱۹۔ اسٹوری، صص ۵۶-
۵۷۔ ترکستان نامہ فارسی، ص ۸۶۔

۵۔ H.M.E. Cahen، ص ۶۸۔

۶۔ اسٹوری، صص ۵۶-۲۵۵۔ بارتولد، ترکستان، ص ۲۸۔
ترکستان نامہ، ص ۸۶۔

سے ترجمے کے ساتھ دو جلدوں میں شائع کی ہے - ایک ایڈیشن (۱۹۰۰ء
میں قاہرہ سے نکلا ہے -[۱] تیسرا ایڈیشن (۱۹۴۳ء) میں استنبول سے چھ
ہے - بنداری کی دوسری کتاب "خریدہ القصر و جریدة العصر" ہے جو
میں سے ایک سلجوق وزیر کے سوانح کا حصہ لے کر Schefer نے چھا
ہے -[۲]

(۲۷) **شاہ نامہ** (۶۲۷ھ/۱۲۳۰ء) : نظام الدین احمد ارزنجانی ، ا
بی بی کے معاصرین میں تھا اور بہت ہی فاضل آدمی ، اہلِ قلم ، شاعر ا
دبیر تھا - عزالدین[۳] کیکاؤس (۵۵—۶۳۴ھ/۵۷—۱۲۳۷ء) اور علاء الد
کیقباد (۵۵—۶۴۷ھ/۵۷—۱۲۴۹ء) کے درباروں میں دبیری کے عہد
پر فائز تھا - علاء الدین کیقباد کو سلطان جلال الدین خوارزم شاہ
(۶۲۷ھ/۱۲۳۰ء) فتح حاصل ہوئی تو اس نے یہ "شاہ نامہ" لکھ
حقیقت میں یہ "فتح نامہ" ہونا چاہیے تھا ، کیوں کہ فقط ایک ہی وا
بیان کیا گیا ہے -

(۲۸) **تاریخ آل سلجوق** (قبل ۶۴۶ھ/۱۲۴۸ء) : جمال الدین علی
یوسف قفطی (متوفی ۶۴۶ھ/۱۲۴۸ء) کی تالیف ہے جس نے "تاریخ الح
لکھی ہے جو مشہور عالم کتاب ہے - "تاریخ آل سلجوق" ناپید
کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا ہے -[۴]

(۲۹) **سلجوق نامہ** (۶۵۵ھ/۱۲۵۷ء) : ملک الشعرا ، امیر بہاء ا
احمد بن محمود قانعی طوسی - تولد قرن ششم ہجری -[۵] سلاجقہ روم
دربار میں پہنچنے کے بعد ان کو "ملک الشعرا" اور "امیر" کے
ملے - ان کے حالات فقط اس کی تصنیف "کلیلہ و دمنہ" اور اغلاق

۱- اسٹوری ، صص ۵۶ - ۲۵۵ - بارتولد ، ترکستان ، ص
ترکستان نامہ ، ص ۸۶ -

۲- ترکستان ، ص ۲۸ -

۳- عزالدین کیکاؤس ثانی (۶۵۵—۶۳۴ھ/۵۷—۱۲۳۷ء) کا
اس میں موجود ہے -

۴- ترکستان بارتولد ، ص ۳۰ - ترکستان نامہ ، ص ۸۹ -
خلیفہ دوم ، ص ۱۰۹ -

۵- خراسان پر مغلوں کے حملے (۶۱۷—۱۸ھ/۲۱—۱۲۲۰ء
وقت وہ جوان سالہ اور معروف شاعر تھا - صفا ، تاریخ ادبیات ۳ : ۷

''مناقب العارفین'' میں بطور اشارات ملتے ہیں - مغلوں کے حملے کے وقت قانعی پہلے ہندوستان کی طرف آیا ؛ وہاں قرار نہ آیا تو حجاز اور عراق چلا گیا ، آخرکار بلاد روم جا کر علاء الدین کیقباد سلجوقی (۶۱۶---۶۳۴ھ/ ۱۲۱۹-۳۷ء) کے دربار میں پہنچ کر بار پایا جہاں سے حد قدر افزائی ہوئی - غیاث الدین کیخسرو ثانی (۶۳۴---۶۴۳ھ/۱۲۳۶---۴۶ء) اور عزالدین کیکاؤس ثانی (۶۴۳---۶۵۵ھ/۱۲۴۶---۵۷ء) تک وابستہ رہا - مؤخرالذکر بادشاہ کے نام پر منظوم ''کلیلہ و دمنہ'' لکھی ہے -

ڈاکٹر صفا کا خیال ہے کہ وہ غیاث الدین کیخسرو ثالث (۶۶۳---۶۸۱ھ/ ۱۲۶۵---۸۲ء) کے زمانے تک زندہ تھا اور مولانا روم (وفات ۶۷۲ھ/ ۱۲۳۰ء) کی خدمت میں ہمیشہ حاضری دیتا رہتا تھا - مولانا کی وفات تک ان کے حالات ملتے ہیں - اس وقت اس کی عمر ۷۵ سال کے لگ بھگ تھی - اسی کے آس پاس انتقال ہوا ہوگا - تقریباً چالیس سال تک وہ سلاجقہ کے ساتھ وابستہ رہا ، جن کی مدح میں ان کا قول ہے کہ : ''اتنا کچھ کہا ہے کہ (۳۰) جلدیں ہو سکتی ہیں - تین لاکھ (سی صد ہزار) اشعار تو فقط دو بادشاہوں ، کیخسرو ثانی اور کیقباد کی مدح میں لکھے ہیں''[۱] مدح گوئی اور قصائد کہنے کی وجہ سے افلاکی نے اس کو ''خاقانی زماں'' کہا ہے -

قانعی نے یہ منظوم ''سلجوق نامہ'' غیاث الدین کیخسرو اور علاء الدین کیقباد کے دور سے متعلق ایک جلد میں لکھا ہے اور کتاب میں عزالدین کیکاؤس ثانی کو خطاب کیا ہے :

بہانہ بود نیک شتر وار بار — کہ من نظم کردم بہ کم روزگار

. . . .

ز ہر کس ، کہ اصلش بود ز آب و گل — بہ ''سلجوق نامہ'' نہ باشم خجل

. . . .

بمن زندہ شد نام شاہان راد — جہان دار **کیخسرو** و **کیقباد**

. . . .

۱- صفا ، ۳ : ۴۹۳ -

جہان بندۂ شاہ کاؤس باد که چاکر نوازست و نیکو نہار[1]

قانعی کا "سلجوق نامہ" مکمل صورت میں گم ہے ، لیکن بڑا حصہ بقول صفا ابن بی‌بی کے "الاوامرالعلائیہ" میں بچ گیا ہے - اسی بنا پر ہوتسما (Houtsma) نے ابن بی‌بی کے مختصر کو چھاپتے وقت "مختصر سلجوق نامہ" کا نام دیا ہے - ابن بی‌بی میں غیاث الدین کیخسرو اول اور علاء الدین کیقباد کے حالات دراصل قانعی سے مقتبس ہیں اور ان کے تفصیل کی تلخیص ہے - قانعی کے اطلاعات نے ان دو پادشاہوں سے متعلق ابن بی‌بی کا کام آسان تر کر دیا - بعد کے سلاطین پر قرب زمانی کی وجہ سے لکھنا ابن بی‌بی کے لیے مشکل نہ تھا - فقط سیرت علاء الدین کیقباد پر ابن بی‌بی نے قانعی کے ایک ہزار سے زائد اشعار لے لیے ہیں -

ان ابیات سے جو ابن بی‌بی نے دیے ہیں ، معلوم ہوتا ہے کہ قانعی نے فردوسی کی طرح "سلجوق نامہ" علاء الدین اور دیگر ممدوحین کے کارناموں پر لکھا ہے ، اور فقط ستائش پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ یہ تاریخی حماسہ ہے جو اس نے "کلیلہ و دمنہ"[2] سے پہلے تصنیف کیا ہے جس کا وزن ایک اونٹ کا بوجھ تھا :

جہاں دار کاؤس ، فریاد رس که مدحش مرا کرد ، مسکین نفس

• • • •

شنیدہ است رنجی که من ، بردہ ام دران نام شاہان برآوردہ ام

• • • •

ہمانا بود یک شتر وار بار که من نظم کردم به کم روزگار

• • • •

ز ہر کس که ، اصلش بود ز آب و گل به "سلجوق نامہ" نه باشم خجل

سلجوق نامہ (۶۵۵ھ/۱۲۵۷ء) سے پہلے کی تصنیف ہے - اب تک

۱- صفا ، ۳ : ۴۹۴ تا ۵۰۱ پر قانعی اور ابن بی‌بی پر بحث کی ہوئی ہے -

۲- اس کا واحد نسخہ برٹش میوزیم میں ہے ، کتابت (۶۶۳ھ) ، ابیات (۵۰۰۰) ، نمبر (۷۷۶۶) -

اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا ہے۔

(۳۰) **سلجوق نامہ** (۶۶۹ھ/۱۲۷۰ء) : مجدالدین ہمگر شاعر (۶۸۶ھ/۱۲۸۷ء) یہ منظومہ زود نویسی کی لاف زنی کرتے ہوئے بہاءالدین محمد جوینی[1] کی فرمائش پر اس شاعر نے ایک روز میں تصنیف کیا۔ آخر کے شعر ہیں :

بحکم قاطع دستور و خواجۂ اسلام
بہاء ملت دین خواجہ و سپہر علام
کمینہ چاکر ، مخدوم بندۂ فرمان
بدست خویش کہ فرماندہ است بر افلام
بچند ساعت روزی و کم از دو دانگ شبی
کتاب قصۂ **"سلجوق نامہ"** کرد تمام
بہ سال ششصد و شصت و نہ از حساب عرب
شب دو شنبہ و فرخندہ سلخ ماہ صیام

یعنی دن کے چند ساعتوں اور رات کے دو پہر میں یہ کتاب ۳۰ رمضان دوشنبہ کی رات سال (۶۶۹ھ/۱۲۷۰ء)[2] میں لکھی گئی۔ کتاب نایاب ہے لیکن یہ "سلجوق نامہ" ظہیر کا عیناً چربہ ہے۔

(۳۱) **الاوامر العلائیہ فی الامور العلائیہ** (۶۸۰ھ/۱۲۸۱ء) : امیر ناصر الدین حسیبی بن مجدالدین محمد ترجمان بن علی الجعفری السُرغندی معروف بہ ابن بی‌بی منجمہ۔ یہ سلاجقۂ روم کی تاریخ ہے اور اس کا نام سلطان علاء الدین کیقباد کے نام کی مناسبت سے (علائیہ) رکھا گیا ہے۔[3]

کتاب فارسی زبان میں ہے لیکن اس کی عبارت نہایت مغلق ، پیچیدہ اور اتنی عربی آمیز اور لفظی تکلفات سے بھرپور ہے کہ پڑھنا تو درکنار اس سے تاریخی مطالب اور واقعات برآمد کرنا اور سمجھنا عذاب جان اور تضیع اوقات ہو جاتا ہے۔ ابن بی‌بی نے تاریخ نویسی سے زیادہ اپنے منشیانہ

۱۔ خواجہ بہاء الدین محمد جوینی پسر خواجہ شمس الدین محمد جوینی صاحب دیوان۔ اباقاخان کے دور میں اصفہان اور عراق کا حاکم تھا۔ (۶۷۸ھ/۱۲۷۹ء) میں وفات پائی۔

۲۔ خزانۂ عامرہ ، ص ۳۰۲۔

۳۔ ترکستان ، بارتولد ، ص ۳۰۔ ترکستان نامہ فارسی ، ص ۸۹ نیز حاجی خلیفہ ، ۲ : ۱۰۹۔

کمال اور معراج کا اظہار کرنا چاہا ہے ۔ فارسی ادب میں یہ دوسری کتاب ہے جو وصاف[1] کی تاریخ ”تجزیة الامصار و تزجیة الاعصار“ کی صف میں آتی ہے ۔

ابن بی بی نے یہ کتاب علاء الدین عطا ملک بن بہاء الدین جوینی (متوفی ۶۸۱ھ/۱۲۸۳ء) صاحب تاریخ ”جہانکشائی جوینی“[2] (تالیف ۶۵۸ھ/ ۱۲۶۰ء) کی خدمت میں پیش کی جو اس وقت بغداد میں اولجایتو کی طرف سے حکومت کر رہا تھا ۔ ابن بی بی اس خاندان کا مداح اور معتقد تھا ۔ یہی وجہ ہوئی کہ ”جہانکشای“ کو دیکھ کر اس کو بھی اسی طرح کی تاریخ لکھنے کا خیال پیدا ہوا اور اس نے سلاجقۂ روم کے بارے میں یہ تاریخ لکھی ۔ "جہانکشای جوینی“ کا تتبع تو کیا گیا ہے لیکن انداز تحریر ، الفاظ کی روانی یا عبارات کی نشست میں اتنا بے سروپا تکلف کرنا کہ ”جہانکشا“ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکا ہے ۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا نے لکھا ہے کہ : ”اس کی انشا حد سے زیادہ پر تکلف ہے ۔ ہر چند اس نے عطا ملک کا تتبع کیا ہے ، لیکن وہ ان کی طرح صاحب ذوق سلیم و صاحب طبع وقاد نہ تھا ، اس لیے اپنے کرتب دکھانے میں ناکام ہو گیا ہے ، اور مبالغہ آرائی ، عربیت کی بے جوڑ آمیزش اور ادق الفاظ کی فراوانی پڑھنے والے کو بالکل تھکا دیتی ہے ، اور طبیعت میں ایک تکدّر اور ملال پیدا ہو جاتا ہے ۔“[3]

ابن بی بی نے اپنی تاریخ کو ملک غیاث الدین مسعود بن کیکاؤس (۶۸۱-۸۳ھ/۱۲۸۲-۸۴ء) تک کے حالات پر ختم کیا ہے ۔ ابن بی بی شعر بھی کہتا تھا ۔ تاریخ میں کہیں کہیں اپنے شعر بھی دیے ہیں لیکن عربی اور فارسی کے دیگر شعرا کے شعر بغیر نام دیے اس کثرت سے لکھے ہیں کہ ان کے اپنے اشعار بھی مشکوک ہو گئے ہیں ۔ مثلاً سلطان رکن الدین سلیمان شاہ (۵۹۲-۶۰۰ھ/۱۱۹۶-۱۲۰۴ء) کی ستایش میں

۱- شرف الدین عبداللہ کاتب شیرازی معروف بہ وصاف الحضرت ۔ یہ رشید الدین وزیر کی معرفت غازان اور اولجایتو کے دربار میں سلطانیہ پہنچا اور (۷۱۲ھ/۱۳۱۲ء) میں کتاب اولجایتو کو پیش کی ۔ مصنف نے (۷۳۰ھ/۱۳۳۰ء) میں وفات پائی اور شیراز میں دفن ہوا ۔

۲- اسی کتاب کا انگریزی ترجمہ پروفیسر بائل نے کیا ہے ۔

۳- تاریخ ادبیات ۳ : ص ۱۲۱۷ ۔

طالب آملی کا یہ قصیدہ اس انداز سے دیا ہے کہ گویا اس کا سمجھا جائے :

زلف سرمستش ، چو در مجلس پریشانی کند
جان اگر جان در نینداز د ، گرانجانی کند
عقل ہا را ، از پریشان زیستن ، نبود گریز
اندراں مجلس ، کہ زلف او پریشانی کند[1]

اسی طرح ابن بی‌بی نے بحر متقارب کے بہت سے شعر فتوحات کے سلسلے میں دیے ہیں ، جن کے متعلق یہی خیال کیا جاتا رہا ہے کہ یہ اس کے سیجاہ منظوم کتاب بنام "شاہنامہ" کے ہیں جس کو اس نے سلاجقہ کے فتوحات میں تصنیف کیا تھا ۔ ڈاکٹر جواد مشکور کا قول ہے کہ اپنی تاریخ میں ابن بی‌بی نے ایک ہزار چار سو سے زیادہ اشعار نقل کیے ہیں جن کے لیے اسی مقدمہ نگار کا خیال ہے کہ شعر سست اور شعری حیثیت سے کچھ بھی نہیں ہیں ۔ نمونۃً ڈاکٹر مشکور نے علاء الدین کیقباد پر کہے ہوئے مرثیے کے چند شعر ، غیاث الدین کیخسرو ثانی بن قلیچ ارسلان کی مدح کے اشعار ، جب کہ ابھی وہ طفل مکتب خواں تھا ، اور خواجہ شمس الدین محمد جوینی معروف بہ صاحب دیوان کی مدح کے اشعار دیے ہیں اور ان پر تنقید کی ہے ۔[2]

ڈاکٹر صفا نے لکھا ہے کہ "ابن بی‌بی نے بحر متقارب کے شعر تمام کے تمام قانعی کے "شاہنامہ" سے سرقہ کیے ہیں اور اس قرینے سے درج کیے ہیں کہ کہاں تک نہ جائے اور لوگ ان کو اس کی تصنیف سمجھنے لگیں ۔ مثلاً سلطنت غیاث الدین کیخسرو اوّل اور علاءالدین کیقباد کے سلسلے میں جو اشعار لایا ہے وہ قانعی کے ہیں اور جو حال لکھا ہے وہ بھی قانعی کی تلخیص ہے ۔ علاء الدین کے متعلق اشعار کا ایک حصہ تو اتفاق سے بے کم و کاست قانعی سے اس طرح بے توجہی میں نقل کر دیا

۱۔ مقدمہ مختصر سلجوق نامہ ابن بی‌بی دکتر جواد مشکور ، صص ۲۲ - ۲۱ - اس قصیدے کا تتبع صائب نے میرزا ظفر خاں احسن کی مدح میں کیا ہے :

بحر طبعم ، در سخن چون گوہر افشانی کند
در صدف ، گوہر ز خجالت ، چہرہ مرجانی کند

(تذکرۂ شعراء کشمیر ۱ ، ص ۵۳)

۲۔ مقدمہ سلجوق نامہ ، ص ۲۳ -

ہے کہ قانعی کا تخلص بھی نہیں کاٹا ۔"[1]

ابن بی‌بی کا شروع میں خیال تھا کہ اپنی کتاب ". . . ذکر ابتدای دولت سلاطین سلجوق کہ عزم غز و ممالک روم در زمان سلطان ما ملک شاہ منسوب و موسوم گشتند . . . و . . . کیفیت فتوح بلاد و بقاع و قلاع . . ." تک محدود رکھے ، لیکن بعد میں اس رائے کو بدل کر ابتداء دولت غیاث‌الدین کیخسرو اور علاء الدین کیقباد اور اس کے بعد کے حالات پر چلا گیا ۔ صفا کا قول ہے کہ ان دو بادشاہوں پر لکھنے کی اس کو توفیق اور جرأت فقط قانعی کے چھوڑے ہوئے اثاثے کی بنا پر ہوئی ۔[2] کیوں کہ قانعی نے ہی غیاث الدین کیخسرو اول ، عزالدین کیکاؤس اور خصوصاً علاء الدین کیقباد کی سیرت پر نہایت تفصیل سے لکھا ہے ۔ ان کے بعد والے جانشینوں پر قرب زمانی کی وجہ سے لکھنا ابن بی‌بی کے لیے چنداں مشکل نہ تھا ۔[3]"

ابن بی‌بی نے کیقباد تک تو آنکھیں بند کر کے قانعی کی نقل ماری ہے یہاں تک کہ قانعی نے اپنے معاصر سلطان کے لیے جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہی الفاظ ابن بی‌بی نے بھی غلطی سے جوں کے توں رہنے دیے ہیں مثلاً ظل اللہ ، شہنشاہ اعظم ، خدیو جہاں ، شہر یار زمین و زمن ، شہنشاہ اعظم الغ کیقباد وغیرہ ۔[4] یہ بھول گیا کہ وہ ایسے القاب ان بادشاہوں کے لیے کیسے استعمال کر رہا ہے ، جو ان سے بہت پہلے مر چکے ہیں ۔ غرض کہ ابن بی‌بی نے ان سلاطین سے متعلق تمام حالات قانعی سے لے کر اپنی کتاب کو آراستہ کیا ہے ، اور اس کے اشعار کو اپنی منشیانہ نثر میں ڈھال کر اپنا کام چلا دیا ہے ، یہاں تک کے جو اشعار رہنے دیے ہیں وہ بھی اس چابک دستی سے لایا ہے کہ ان کی تصنیف سمجھے جائیں ۔ امکان ہے کہ قانعی کے "شاہنامہ" کے ناپید ہو جانے کی وجہ یہی ہو کہ مصنف کا نسخہ ابن بی‌بی کے ہاتھ لگا ، کام نکالنے کے بعد اپنے سرقہ پر ہمیشہ کے لیے پردہ ڈالنے کی خاطر اس کو تلف کر دیا ہو ۔

۱۔ صفا ، ۳ : ص ۴۹۹ ۔

۲۔ صفا ، ۳ : صص ۴۹۷ - ۴۹۶ ۔ اس بحث کے لیے صص ۵۰۰ - ۴۹۵ دیکھنے چاہییں ۔

۳۔ صفا ، ۳ : صص ۴۹۷ - ۴۹۶ ۔

۴۔ الفاظ دیکھیے صفا ، صص ۴۹۹ - ۴۹۸ ۔

ابن بی‌بی کی یہ کتاب فوٹو کے ذریعے انقرہ سے (۱۹۵۶ء) میں عدنان صادق ارزی نے چھاپی ہے ، اور پھر (۱۹۵۷ء) میں اس کا ایک حصہ بطور جلد اول ٹائپ میں پروفیسر نجاتی لوغال کے ساتھ مل کر عدنان صادق نے شایع کیا ہے - یہی جلد اول راقم الحروف کے سامنے ہے ، (۲۹۸) صفحات پر مشتمل ہے اور (۲۲) صفحے کا ترکی زبان میں مقدمہ ہے -

اصل نسخہ منحصر بہ فرد ہے جو کتب خانہ ایاصوفیہ میں نمبر (۲۹۸۵) پر محفوظ ہے - یہ نسخہ (۷۴۴) صفحات پر ہے ، اسی نسخے کو مذکورہ بالا ایڈیشن میں استعمال کیا گیا ہے -

(۳۲) **شاھنامہ** (۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء) : ابن بی‌بی - علمی حلقوں میں یہ خیال تھا کہ مصنف نے "شاہنامہ" کے نام سے کوئی الگ کتاب تصنیف کی تھی جو گم ہوگئی اور کچھ اشعار ان کی تاریخ میں محفوظ رہ گئے ہیں - یہی غلط فہمی چلی آتی تھی جسے دور جدید کے علما نے دور کیا ہے ، اور اوپر اس پر روشنی ڈالی گئی ہے -

(۳۳) **مختصر سلجوق نامہ** (۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء) : (مختصر الاوامر العلائیہ) مؤلف نامعلوم ہے - ابن بی‌بی کی اس بڑی کتاب کی تلخیص ہے جس کو حشو و زوائد اور تمام تکلفات سے پاک و صاف کر کے آسان اور شیریں فارسی میں خود ابن بی‌بی کے زمانے ہی میں (ماہ شعبان ، ۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء - شوال ، ۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء) کے درمیان لکھا گیا ہے - ابن بی‌بی کے (۷۴۴) صفحات کو تلخیص کنندہ نے (۳۳۷) صفحات میں تمام تاریخیں اور مفید مطالب کو سمیٹ کر پڑھنے والوں کا وقت بچا دیا ہے - اسی مختصر کے مطبوعہ ایڈیشن یا تراجم یہ ہیں :

(الف) سب سے پہلے بسلسلہ منابع تاریخ آل سلجوق M.Th. Houtsma نے (۱۹۰۲ء) میں پیرس کے قومی کتب خانے سے نسخہ لے کر اس عنوان سے شائع کیا "تواریخ آل سلجوق و هذا الجلد مشتمل علی مختصر سلجوق نامہ و اصلہ تالیف ناصر الملة والدین یحیی بن محمد المعروف بابن بی‌بی -"[۱]

۱- Histoire des Seljoucides d'Asie Mineure d'apres Ibn Bibi (=Recueil de textes relatifs a l'histoire des Seljoucides, iii), - Leiden 1902

←

(ب) اسی مختصر کا ترکی ترجمہ ہوا ہے جس میں ابن بی‌بی کے بعض واقعات حذف کر کے مترجم نے اپنی طرف سے اضافے کیے ہیں - اس ترجمے کو یازجیی اغلو علی نے اپنے "اغوز نامہ" کی تیسری فصل میں "سلجوق نامہ" کا نام دے کر شامل کر دیا ہے، جس کا آئندہ جدا ذکر ہو رہا ہے - یہ سلطان مراد ثانی کو (۸۲۷ یا ۸۸۰ھ/۱۴۲۳ یا ۱۴۳۶ء) میں پیش کیا گیا ہے -[۱]

(ج) اس مختصر کا پورا ترجمہ جرمن زبان میں حواشی کے ساتھ H. W. Duda نے کوپن ہیگن سے (۱۹۵۹ء) میں شائع کیا ہے -[۲] اس ترجمے اور تصحیح کی اساس ہوتسما کے مطبوعہ نسخے اور "اغوز نامہ" کے نسخۂ ایاصوفیہ (نمبر ۲۹۸۵) اور برلن کے نسخے پر رکھی گئی ہے -

(د) ہوتسما کی شائع کردہ ایڈیشن نایاب ہو چکی تھی، اس کو آف سیٹ کے ذریعے ڈاکٹر جواد مشکور نے مقدمہ اور خاتم کے ساتھ (۱۳۵۰ ش) میں ایران سے شایع کر دیا ہے اور اب یہی نسخہ دستیاب ہے -[۳]

اسی ہوتسما کے ایڈیشن کا آئندہ صفحات میں اُردو ترجمہ پیش کیا جا رہا

→

ہوتسما نے اس سلسلے کی دوسری یہ کتابیں شائع کی ہیں :

(۱) تاریخ سلاجقۂ کرمان، محمد بن ابراہیم -
(۲) تاریخ سلاجقۂ عراق (زبدۃ النصرہ بغدادی، ۱۸۸۹ء) -
(۳) تاریخ سلاجقۂ اناطولی (ترجمہ ترکی ابن بی‌بی، ۱۸۸۲ — ۱۹۰۲ء) -

۱- مقدمہ جواد مشکور، ص ۳۰، بحوالہ ہوتسما -

۲- H. W. Duda : Die Seltschukengeschichte des Ibn Bibi, Copenhagen 1959 -

۳- یہ ایڈیشن مبسوط مقدمے کے ساتھ ہے اور آخر میں مختلف مصادر سے سلاجقۂ روم کے باب بطور ضمیمہ دے دیے ہیں تا کہ تمام مواد یکجا ہو جائے - آخر میں سلاجقۂ روم کی بنائی ہوئی عمارتوں کے فوٹو بھی دیے ہیں -

ہے اور مقدمے کے یہ صفحات اس کے لیے لکھے جا رہے ہیں ۔ یہ ترجمہ مترجم نے پاکستان بننے سے پہلے صاف اور سلیس اردو میں کیا ہے اور بلاشبہ مستند ترجمہ کہا جا سکتا ہے ۔

(۳۴) **التوسل الی لتوسل** (۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء) : بدرالدین نخشبی رومی ۔ مصنف سلاجقۂ روم کے دربار میں دبیری کے عہدے پر فائز تھا ، (۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء) میں اس نے یہ کتاب لکھی اور سلاجقۂ روم کے بارے میں وافر معلومات فراہم کر دیں ۔[۱]

(۳۵) **عراضة فی الحکایات السلجوقیہ** (۷۱۱ھ/۱۳۱۱ء) : محمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن النظام الحسینی یزدی ۔ یہ "راحة الصدور" کی تلخیص ہے جو (۷۱۱ھ/۱۳۱۱ء) میں کی گئی ہے ۔

اس کتاب کی ایک ایڈیشن قاہرہ میں (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) شائع ہوئی ہے ۔ دوسری ایڈیشن Sussheim نے (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) میں لیڈن سے چھاپی ہے ۔ لبان والے مقدمے کے ساتھ اس کا ترجمہ جرمن زبان میں بھی شائع ہو چکا ہے ۔[۲]

اسمٰعیل افشار نے لکھا ہے کہ یہ ظہیر نیشاپوری کا سرقہ نہایت مغلق زبان میں ہے ۔[۳]

(۳۶) **مسامرة الاخبار و مسایرة الاخیار** (۷۲۳ھ/۱۳۲۳ء) : خواجہ کریم الدین محمود بن محمد مشتہر بہ کریم الآقسرای ۔ مصنف نے امیر تیمور تاش بن امیر چوپان نوی کے نام پر جسے ابو سعید بہادر کے شروع حکومت میں ایشیائے کوچک کی حکمرانی پر مقرر کیا گیا تھا (۷۲۳ھ/۱۳۲۳ء) میں لکھی تھی ۔ اس تاریخ کو شروع اسلام سے لے کر اپنے عہد تک مصنف لکھنا چاہتا تھا لیکن کسی وجہ سے فقط سلاجقۂ روم کے دور کو مکمل کر سکا ۔ سلاجقۂ ایران کے بارے میں بھی حالات دیے ہیں اور مغل غلبے تک حوادث کو لایا ہے ۔ اخری حالات سلطان ابو سعید (۷۱۶ھ—۳۶/ ۱۳۱۶-۳۵ء) اور اپنے ممدوح امیر تیمور تاش کے دیے ہیں ۔ مصنف تیمور تاش کے دور میں سر رشتۂ دیوانی میں منشی کے عہدے پر مامور تھا اور

۱- H. M. E. Cahen–9۰ ۔

۲- ترکستان ، ص ۳۰ ۔ ترکستان نامہ ، ص ۹۰ ۔

۳- مقدمہ بر سلجوق نامہ ، ص ۸ ۔

امیر کا خاص الخاص آدمی تھا ۔[1]

اس کتاب کے تین ایڈیشن نکلے ہیں :

(۱) سب سے پہلے اس کا ترکی ترجمہ "تاریخ آل سلجوق" کے نام سے نوری عثمان اور اوزلوق نے انجمن تاریخ ترکی انقرہ (۱۹۴۳ء) میں شائع کیا ۔

(۲) اصل فارسی متن انقرہ سے اسی سال (۱۹۴۳ء) عثمان توران کے حواشی اور تصحیح سے چھاپا ۔[2]

(۳) اصل فارسی متن کا فوٹو فریدوں حافظ اوزلوق نے انقرہ سے (۱۹۵۲ء) میں چھاپا ۔

(۴) اس فارسی متن کا ایک حصہ ڈاکٹر جواد مشکور نے مختصر ابن بی بی، کے آخر میں بطور ضمیمے کے دے دیا ہے (صص ۲۹۷—۳۰۱) اصل کتاب کے صفحات (۳۲۷ - ۳۱۲) -

ارض روم کے سلجوق سلاطین اور امرا کے حالات پر یہ نہایت مفید کتاب ہے اور خاص خصوصیت اس میں یہ ہے کہ سلطان یا امیر یا مشہور آدمی کے مرنے یا قتل ہونے کی تاریخیں درج کی ہیں جو عام طور پر نہیں دی جاتیں ۔ عبارت میں عطا ملک جوینی کا تتبع کیا ہے ۔ فارسی اور عربی اشعار اور اقوال کثرت سے دیے ہیں ۔ عثمان توران نے (۷۵) صفحے کا مفصل مقدمہ ترکی زبان میں لکھا ہے ۔

(۳۷) **الآثار المولویہ فی الادوار السلجوقیہ** (۷۶۵ھ/۱۳۶۴ء) : (تاریخ آل سلجوق در اناطولی) مصنف معلوم نہیں ہے ۔ کتاب (۷۶۵ھ/۱۳۶۴ء) کی تالیف ہے ۔ اس کا واحد نسخہ بخط مصنف پیرس (نمبر ۱۵۵۳) میں موجود ہے ۔ اسی فارسی متن کو مع ترکی ترجمہ کے فریدوں نافذ اوزلوق نے (۱۳۶۹ھ/۱۹۵۲ء) میں انقرہ سے شایع کیا ہے ۔ فریدوں نے فارسی نام یوں لکھا ہے "الآثار المولویہ فی الادوار السلجوقیہ" اس کا مصنف یا کاتب اہل قونیہ سے ہے ، کیونکہ کتابت کا انداز اسی خاندان کا ہے جو مولانا روم کے لیے کتابت کیا کرتا تھا ۔

یہ کتاب دراصل سلاجقۂ روم پر ہے ، لیکن ابتدا میں ایران کے

۱۔ تاریخ ادبیات ایران ، صفا ، ۳ : ص ۱۲۵۵ ۔

۲۔ پہلا اور دوسرا ایڈیشن میرے سامنے ہے ۔

سلاجقہ کا سرسری حال بھی درج کیا گیا ہے۔ کیقباد چہارم بسر سلیمان شاہ کے زمانے (۶۶۵ھ/۱۲۶۴ء) پر کتاب ختم ہوتی ہے۔ اس پورے رسالے کو ابن بی بی کے جدید ایڈیشن میں ڈاکٹر جواد مشکور نے بطور ضمیمہ کے دے دیا ہے۔[1] اس کی عبارت سلیس اور رواں ہے۔

(۳۸) زبدۃ التواریخ (قرن ہشتم) : ابوالقاسم کاشانی۔ اس مصنف نے ظہیر کے ''سلجوق نامہ'' کی عبارتوں کو حوں کا توں اپنی کتاب میں ضبط لیا ہے۔[2] اس کا ایک حصہ (اسماعیلیہ) بر تبریز سے استاد محمد تقی دانش پژوہ کی تصحیح سے شائع ہوا ہے (سال ۱۳۴۳ ش)۔

(۳۹) زبدۃ التواریخ (قبل ۸۳۴ھ/۱۴۳۱ء) : شہاب الدین عبداللہ بن لطف اللہ بن عبدالرشید الخوافی معروف بہ حافظ ابرو (۸۳۴-۷۶۳ھ/ ۱۴۳۱-۱۳۶۲ء)۔[3] ان کی تصانیف یہ ہیں :

اول : جغرافیہ : (۸۱۷ھ/۱۴۱۴ء) میں شاہ رخ تیموری کی فرمایش پر فارسی میں لکھا اور اپنے مطالب تقریباً تمام مستند جغرافیوں سے لیے۔ بنیاد فرہنگ ایران نے ہراۃ کا حصہ مائل ہروی کا تصحیح کردہ (۱۳۴۹ ش) شائع کیا ہے۔

دوم : جامع التواریخ : شاہ رخ نے (۸۲۰ھ/۱۴۱۷ء) میں ان کو جامع التواریخ رشیدی کا ذیل لکھنے کو کہا۔ مصنف نے بعد کے واقعات تا زمان شاہ رخ قلم بند کیے ہیں۔ آخری سال (۸۲۳ھ/۱۴۲۰ء) ہے۔ خان بابا بیانی نے اس کا ایک حصہ جو (۷۰۳-۷۹۵ھ/۱۳۰۳-۹۳ء) کے حالات پر مشتمل ہے، تصحیح کر کے (۱۳۱۷ ش) میں تہران سے شائع کیا۔ اسی کا ایک ایڈیشن دوسری بار تہران کی مجلس آثار ملّی نے (۱۳۵۰ ش) میں شائع کیا ہے۔ یہ حصہ اولجایتو سے لے کر ابتدائی حکومت تیمور تک ہے (۷۰۳ - ۸۱ھ)۔

سوم : مجمع التواریخ سلطانیہ : سال (۸۲۶ھ/۱۴۲۳ء) میں بایسنغر میرزا نے مصنف سے ایک تاریخ از آدم تا زمان خود لکھنے

۱- از ص ۳۲۷ - ۳۴۱ -

۲- H. M. E. Cahen، ص ۳۷، مقدمہ دکتر باستانی ''سلجوقیان و غز در کرمان''، ص ۸۵ -

۳- ذیل جامع التواریخ رشیدی، دکتر خان بابا بیانی، مقدمہ (چ) -

کی فرمایش کی جس نے چار جلدوں میں یہ تاریخ مکمل
کی ۔[1] اس میں سلاجقہ کے حالات میں بھی آ جاتے ہیں ۔

چہارم : **زبدۃ التواریخ** : (قبل ۸۳۴ھ/۱۴۳۱ء) اس میں مصنف نے
تمام تاریخوں سے مواد لے کر سلجوقیوں پر تفصیل سے لکھا
ہے ۔ اسی مواد کو دوبارہ اس نے "مجمع التواریخ سلطانیہ"
کے جلد دوم میں داخل کر دیا ہے ۔ کتاب میرزا بایسنقر
کے نام موشح ہے ۔ یہی حصہ سلاجقہ کے مصادر کے سلسلے
میں آتا ہے ۔ اس کا ایک نسخہ استنبول میں داماد ابراہیم
پاشا کے کتب خانے میں (نمبر ۹۱۹ پر) ہے ۔

(۳۰) **اغوز نامہ** (۸۲۷-۸۳۰ھ/۱۴۲۳-۳۶ء) : یازجی اغلو علی
نے یہ کتاب اناطولیہ کے سلاجقہ پر ترکی میں لکھی اور اس کی تیسری
فصل میں ابن بی بی کے مختصر کو "سلجوق نامہ" کا نام دے کر شامل
کر دیا ہے ۔ یہ کتاب سلطان مراد دوم کی خدمت میں (۸۲۷-۸۳۰ھ/
۱۴۲۳-۳۶ء) پیش کی گئی ۔

اسی اغوز نامہ کا خلاصہ سید لقمان نے (۱۰۰۸ھ/۱۵۹۹ء) میں کیا
جس کا ایک ہی دستیاب شدہ نسخہ اطربش کے کتب خانۂ ملّی میں موجود
ہے ۔ وہی نسخہ Lagus کے ذریعے لاطینی میں ترجمہ ہو کر (۱۸۵۴ء) میں
شائع ہوا ہے ۔[2]

(۳۱) **جامع التواریخ حسینی** (۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء) : تاج الدین حسن بن
شہاب منجم ملقب بہ ابن شہاب شاعر منجم یزدی ۔[3] (۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء)
میں تالیف کی گئی ہے ۔ اس میں حضرت آدم سے لے کر محمد بن بایسنقر
تیموری تک کے حالات ہیں ۔ قسم پنجم میں دیگر سلاطین کے ساتھ ایک
باب سلاجقہ پر ہے ۔ یہ باب دوسرے سلاطین اور خلفا کے مقابلے میں

۱۔ اس کی جلد سوم کے آخری حصے اور جلد چہارم کے مکمل متن
کو "مطلع السعدین" کے صاحب نے اپنی کتاب میں بغیر حوالے کے
جذب کر لیا ہے ۔ ان کی تصنیفات پر خان بابا بیانی اور مائل ہروی کے
مقدمات دیکھنے چاہییں ۔

۲۔ J. J. W. Lagus : Seid Locmani ex libro turcico qui Oghuzname inscribitur excrpta, Helsingfors, 1854 ۔

۳۔ مقدمۂ تاریخ افضل ، ص ۶ ۔

نسبتاً مفصل ہے ، جس کے لیے مصنف کا ماخذ "تاریخ افضل" ہے۔[1] اس کا ایک نسخہ فاتح استنبول میں (۴۵۰۷ نمبر پر) موجود ہے۔

(۳۲) **تواریخ آل سلجوق** (حدود ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء) : مؤلف محمد بن ابراہیم کرمانی کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملتی ، غیر ازیں کہ شمس الدین ابوطالب زید (مدفون خبیص)[2] ان کا جد بزرگ تھا ، جس کو قاورد شاہ سلجوق (۴۳۳-۶۵ھ/۴۳-۱۰۴۱ء) نے اپنی بیٹی دی تھی[3] اس طرح وہ والد کی طرف سے سید اور دادی کی طرف سے اپنے آپ کو سلجوق شمار کرتا ہے ۔ مؤلف نے یہ کتاب (۶۱۹ھ-۶۷۲ھ/۱۲۲۲ء-۱۰۷۳ء) تک کے حالات پر لکھی ہے ۔ تاریخ کی ابتدا قاورد بن جغری سے کی ہے اور سلاجقہ کے حصے کا اختتام محمد شاہ (۸۲-۵۷۹ھ/۸۶-۱۱۸۳ء) کے خاتمے پر کیا ہے ۔ اور اس کے بعد ملک دینار غُز اور اس کے خاندان کی بادشاہت کے حالات درج ہیں ۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن M. Th. Houtsma نے اوقاف گیب کی طرف سے سال (۱۸۸۶ء) میں برلن کے نسخے سے شائع کیا ، لیکن یہ ایڈیشن بعض وجوہ کی بنا پر ناقص تھا ۔[3] اس کتاب کی صحت ، غلط اور مرقہ کے سلسلے میں علما میں بہت کچھ بحث ہو چکی ہے ۔[5] معلوم ہوتا ہے کہ اس تاریخ کا ماخذ ابو حامد افضل کرمانی کی تاریخ ہے[6] جس کا ذکر جداگانہ کیا جا چکا ہے ۔

ہوتسما کے بعد ایران سے بہمن کریمی نے اس کو (۱۹۳۲ء) میں شائع کیا اور اب چند سال ہوئے ہیں کہ اس کا تیسرا ایڈیشن ڈاکٹر باستانی

۱- ایضاً ، ص ۸ ۔

۲- کرمان کے حدود میں یہ شہر ہے اور اس کے چاروں طرف قلعہ ہے (معجم البلدان ووسٹنفلڈ ، ۲ : ۴۰۱) ۔

۳- یہ حالات ڈاکٹر باستانی باریزی نے اسی کتاب کے جدید ایڈیشن کے مقدمے میں لکھے ہیں ، ص ۴۸ و بعد ۔

۴- نقائص کے سلسلے میں دیکھیے مہدی بیانی کا مقدمہ تاریخ افضل ۔ یہ کتاب بسلسلہ تاریخ سلاجقہ بطور جلد اول کے شائع ہوئی ہے : (Recueil de textes relatifs a l'histoire des Seljoucides)

۵- باستانی پاریزی مقدمہ ، ص ۵۳ و بعد ۔

۶- تاریخ افضل ڈاکٹر مہدی بیانی دیباچہ ، ص ۱ اور مقدمہ علامہ قزوینی در تاریخ افضل ۔

باریزی کرمانی نے جو کرمان کی تاریخ پر فی زمانہ ایران کے اندر واحد متخصص ہے ۔ عالمانہ مقدمے کے ساتھ (۱۳۴۳ ش) میں "سلجوقیان و غز در کرمان" کے عنوان سے شائع کیا ہے جو ہر لحاظ سے جدید ضرورتوں کو پورا کرتا ہے ۔

(۳۳) **تاریخ کرمان (سالاریہ)** (۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء) : احمد علی خان وزیری کرمانی (متوفی ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) نے (۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء) میں لکھی ۔ یہ کرمان کی عمومی تاریخ ہے جو قدیم تاریخ سے لے کر مصنف نے اپنے عہد تک تمام حکومتوں کے حالات اور دیگر کوائف پر لکھی ۔ اس میں ایک باب سلاجقۂ کرمان پر ہے (صص ۷۷ - ۱۲۷) ۔ مصنف کے وفات پا جانے کے بعد اس کے بیٹے آقا خان نے عبدالحسینی میرزا سالار لسکر کے نام پر تکملہ لکھ کر "سالاریہ" کے نام سے اس میں شامل کیا ۔

ڈاکٹر محمد ابراہیم باستانی پاریزی نے مختلف نسخوں سے تصحیح کر کے حسب عادت جامع مقدمہ اور مفصل حواشی کے ساتھ (۱۳۴۰ ش میں) اس کو تہران سے شائع کیا ہے ۔ سلاجقہ کے باب کو باستانی نے مفصل تر حواشی لکھ کر روشن کر دیا ہے ۔

یہ ہیں وہ تمام مصادر جو سلاجقہ کے سلسلے میں لکھے گئے ہیں جن میں سے کچھ گم ہیں ، کچھ کے فقط حوالے ملتے ہیں ، کچھ شائع ہو چکے ہیں اور کچھ ابھی شائع ہونے ہیں ۔

(۴) ابن بی‌بی کا حال

مصنف ابن بی‌بی کے مفصل حالات کہیں نہیں ملتے ، اس نے خود یا کسی اور مصنف نے جستہ جستہ جتنے کچھ اشارے کیے ہیں ان کو ترتیب کے ساتھ یوں بیان کیا جا سکتا ہے :

نام اور نسب :

مصنف اپنا نسبی سلسلہ فقط دادا تک دیتا ہے — حسین ، بن محمد ، بن علی الجعفری الرغدی — نام سے کوئی واقف نہیں علمی دنیا میں **ابن بی‌بی** کی نسبت سے مشہور اور معروف ہوا اور یہ نسبت اس کے ساتھ یہاں تک چسپاں ہوئی ہے کہ اس کی تاریخ جس کا نام **"الاوامر العلائیہ فی الامور العلائیہ"**

ہے وہ بھی اپنا اصل نام ضایع کر بیٹھی اور "تاریخ ابن بی بی" کے نام سے زبان زد ہے اور کتاب کا اصل نام ذہنوں سے بالکل نکل چکا ہے۔

ابن بی بی کا لقب امیر ناصرالدین ہے اور وہ ملک دیوان طغرا یا امیر دیوان طغرا ، یعنی سلاجقۂ روم کی حکومت میں فرمان نویسی اور مہرداری کے عہدے پر فائز تھا۔

والد۔ مجدالدین محمد ترجمان :

محمد نام ، مجدالدین لقب ، ترجمان کی نسبت سے بڑے مشہور ہوا کہ مدت تک سلطان جلال الدین خوارزم شاہ (۶۲۸-۶۱۷ھ/۳۱-۱۲۲۰ء) کے دربار میں منشی رہا۔ وہ سادات "کوہ سرخ" یا "گور سرخ"[1] میں سے تھا ، اور ان کا شمار جرجان کے عمائدین میں ہوتا تھا۔ خوارزم شاہی دربار سے تعلق ختم ہو جانے کے بعد کمال الدین کامیار کے ذریعے اس نے سلاجقۂ روم کے دربار میں بار پایا اور مسرب خاص کی منزل تک پہنچ گیا۔ سلاطین سلاجقہ کی طرف سے دوسرے درباروں میں سفارت اور رسالت کے فرائض بھی جا کر انجام دیتا تھا اور ہمیشہ شاہی مقاصد کی تکمیل میں کامیاب ہو کر آتا تھا۔ "ترجمان" کا لقب اسی وجہ سے ان پر پڑ گیا اور ان کو۔ مجدالدین محمد ترجمان[2] کے نام سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ ان کا انتقال (۶۷۰ھ/۱۲۷۲ء) میں ہوا۔

خسر۔ کمال الدین کامیار :

ابن بی بی کے خسر کا نام اوپر آیا ہے ، اسی نے ان کے والد کو

۱۔ ڈاکٹر صفا نے اسے کو گور سرخ لکھا ہے (تاریخ ادبیات ۳ : ۱۲۱۵) گور سرخ۔ گرگان (گنجینۂ سخن ، ۳ : ۹۷) ۔

۲۔ سلطان ولد نے مجدالدین محمد بن علی کے نام سے ان کا قصیدہ لکھا ہے :

منم منم کہ ترا خاص بندہ فرمانم
بقای عمر ترا از خدای خواہانم

(دیوان ، ص ۴۷۹ ۔ مطبوعہ نسخہ میں نام مجدالدین علی بن محمد لکھا ہے ۔ مرتبہ سعید نفیسی اور نافذ اوزلوک کے مطبوعہ دیوان (انکارا ، ص ۱۴۳ شمارہ ۲۰۴ ۔ سال ۱۹۴۱ء) میں مجدالدین محمد بن علی آیا ہے ۔

سلاجقۂ روم کے دربار تک پہنچایا تھا ۔ کمال الدین کامیار سلاجقۂ روم کا بہت بڑا امیر اور اہم ترین رکن تھا اور ان کا شمار بزرگوں میں ہوتا تھا ۔ سلطان علاءالدین کیقباد (۶۱۶-۶۳۴ھ/۱۲۱۹-۳۷ء) کے دور میں بہت سے کام ان کی سیاسی سوجھ بوجھ اور تدبر کی وجہ سے سرانجام پائے اور بہت سی فتوحات ، ان کی اصابت رائے ، سیاسی شعور اور حسن تدبیر کی وجہ سے حاصل ہوئیں ، مثلاً ارمنستان ، گرجستان اور بلاد شام کے بعض حصے ان کے مشورے پر عمل کرکے حاصل کیے گئے ۔

نہ فقط سیاسی تدبر کی وجہ سے کمال الدین کامیار اپنے دور میں بے مثل اور مشہور تھے ، بلکہ تحریر اور قلم میں بھی ان کا کوئی جواب نہیں تھا ۔ ابن بی بی نے اپنے خسر کی خصوصیات کی بہت تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ ''اعیان دہر'' اور ''اکابر سروران عصر'' میں سے تھے[۱] ۔

غیاث‌الدین کیخسرو (۶۳۴-۴۴ھ/۱۲۳۷-۴۶ء) کے سال اول یعنی (۶۳۴ھ/۱۲۳۷ء) میں[۲] علاقہ قونیہ کے قلعہ ''کاونہ'' میں بقول ابن بی بی ''اوج سعادت شہادت'' سے ہمکنار ہوئے ، جیسا کہ اکثر و بیشتر جید وزراء اسلام کا انجام ہوا ہے ۔

والدہ — بی بی منجمہ :

اپنے نوشتہ کے مطابق مصنف کی والدہ نیشاپور کے مشہور اور معروف خاندان سے تھیں ۔ ان کے والد کا نام کمال الدین سمنانی تھا جو شافعیان نیشاپور کا رئیس اور سرور تھا ۔ ماں کی طرف سے یہ خاتون محمد بن یحییٰ کی نبیرہ تھیں جن کا اپنے دور کے اندر اکابر دین میں شمار ہوتا تھا ۔

یہ خاتون علم نجوم ، زائچہ کشی ، طالع بینی اور احکام نجوم میں بے نظیر تھیں اور ان فنون میں ان کو اتنا کمال حاصل تھا کہ ان کا نام ہی — ''بی بی منجمہ'' — پڑ گیا ۔ چنانچہ اصل نام کسی کو بھی یاد نہیں رہا اور نہ تاریخوں میں ضبط ہو سکا ۔ وہ اپنے شوہر مجدالدین محمد کے ساتھ سلطان

۱- سیرت جلال الدین منکبرنی (طبع تہران) میں ان کو ''امیرالامرا'' کہا گیا ہے (رک : ۲۳ ، ۲۳۶ ، ۳۶۴ ، ۳۷۷ ، ۳۸۵ تا ۳۸۷ اور ایک جگہ لکھا ہے کہ : کمال الدین کامیار بن اسحاق قاضی ، (ص ۲۳۴) ۔

۲- یہ سال ڈاکٹر جواد مشکور نے اپنے مقدمے میں لکھا ہے بروایت تاریخ ابن بی بی ۔

جلال الدین خوارزم شاہ کے دربار سے وابستہ تھیں اور بادشاہ کے سامنے ان کا کہا ہوا قول ، قول فیصل کی حیثیت رکھتا تھا ۔ اسی وجہ سے سلطان کے مزاج اور رائے پر ان کو پورا پورا اختیار اور ضبط تھا ۔

جب کمال الدین کامیار (ابن بی بی کا خسر) سلطان علاءالدین کیقباد (۶۱۶-۳۴ھ/۱۲۱۹-۳۷ء) کی طرف سے سلطان جلال الدین خوارزم شاہ (۶۱۷-۲۸ھ/۱۲۲۰-۳۱ء) کے دربار میں آیا تو اس خاتون کو درباری کاروبار میں بہت با اثر اور مقرب سلطانی پایا ۔ واپس ہو کر اس نے علاءالدین کیقباد سے کیفیت بیان کی ، جس پر علاءالدین کیقباد بہت متاثر ہوا اور چاہا کہ کسی طرح یہ خاتون ان کے دربار سے وابستہ ہو جائے ۔

کچھ عرصے کے بعد جب سلطان جلال الدین نے مغل لشکر کے ہاتھوں مایوس کن شکست (۶۲۸ھ/۱۲۳۱ء) کھائی اور اس کا دربار درہم برہم ہوا تو بی بی منجمہ اور ان کے شوہر مجدالدین محمد ترجمان بے بس ہو کر وہاں سے فرار ہوئے اور دمشق پہنچے جہاں مجدالدین محمد ترجمان نے ملک اشرف مظفر الدین موسیٰ ایوبی کے دربار میں نوکری حاصل کر کے معاش کا ذریعہ پیدا کر لیا اور دونوں میاں بیوی دمشق میں زندگی کے دن بسر کرنے لگے ۔

علاءالدین کیقباد چونکہ کمال الدین کامیار کے بیان کردہ واقعات کی وجہ سے بی بی منجمہ کا پہلے سے متلاشی تھا لہٰذا بی بی منجمہ اور ان کے شوہر کو دمشق میں کچھ ہی دن گزرے تھے کہ کیقباد کا بلاوا پہنچ گیا ۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی ایک نئے خداوند اور سرپرست کے پاس قونیہ پہنچ گئے ، جہاں بی بی منجمہ بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ سلطان کے مقربین میں شامل ہو گئیں اور اس مختصر خاندان نے از سر نو سلجوقی دربار میں آبرو اور عزت کے ساتھ اطمینان کی زندگی شروع کر دی ۔ ابھی اس نئی زندگی کا آغاز ہی تھا کہ بی بی منجمہ کے امتحان کا وقت آ گیا ، اور سلاجقۂ روم اور عساکر شام کے درمیان جنگ چھڑ گئی ۔ رومی لشکر جب ''خرتبرت'' کے مقام پر پہنچا تو بی بی منجمہ نے نجوم کے ذریعے کہا کہ : فلاں روز اور فلاں ساعت میں سلطان علاءالدین کیقباد کو فتح حاصل ہوگی ! چنانچہ وہی ہوا جو بی بی منجمہ نے کہا ۔ شامی لشکر نے شکست کھائی اور ان کا قلعہ کیقباد کے قبضے میں آ گیا ۔

اس واقعے کے بعد سلطان علاءالدین کیقباد کو بی بی منجمہ پر اور

زیادہ اعتماد بڑھ گیا ، اور ان کو اپنے خصوصی اور خاص الخاص حلقے میں شامل کر لیا ، اور کہا کہ جو کچھ خواہش ہے وہ پوری کی جائے گی ! چنانچہ بی بی منجمہ نے موقع کو مناسب جان کر اسی وقت اپنے شوہر کے لیے دارالانشا کی ریاست مانگی جو فوراً ان کے سپرد کی گئی ۔ اس کے بعد مجدالدین سفر و حضر میں سلطان کے ساتھ رہنے لگا اور ہر وقت اور ہر آن شاہی نوازشوں سے متمتع اور سرفراز ہوتا رہا ۔

ہمارا مؤرخ حسین بن مجدالدین محمد ترجمان اسی نام آور والدہ کی وجہ سے ''ابن بی‌بی'' کے عرف سے ابد تک کے لیے مشہور ہو گیا ۔ یہاں تک عرفیت حاوی ہو گئی کہ اگر اپنے والد کے نام کی خود نشان دہی نہ کرتا تو شاید کوئی ان کا نام نہ جانتا ۔

معلوم ہوتا ہے کہ قونیہ میں کمال الدین کامیار نے اپنی بیٹی ابن بی‌بی کے عقد میں دے دی ہوگی اور اسی رشتے کی وجہ سے اس دور کے یہ دو بڑے خانوادے باہم وابستہ ہو گئے ہوں گے ۔

ابن بی‌بی اور ان کے خاندان کے حالات اتنے ہی میسر ہوئے ہیں ، یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ مؤرخ کتنا جیا ، کب وفات پائی اور کہاں سپرد خاک ہوا ، نیز اس کے خاندان کے دیگر افراد کون کون تھے ، تھے بھی یا یہ خاندان ابن بی‌بی پر ہی ختم ہو گیا ۔[1]

(۵) تاریخ ابن بی‌بی کا اُردو ترجمہ اور اس کا مترجم

تاریخ ابن بی‌بی کے متعلق جتنی ضروری معلومات ہے وہ مصادر کے تحت آ چکی ہے ، جس کا یہاں دھرانا بے سود ہے ۔ ابن بی‌بی کی کامل تاریخ کے یہ اُس اختصار کا اُردو ترجمہ ہے جس کو کسی نا معلوم دانش مند نے مصنف کی زندگی میں ہی غیر ضروری تکلفات سے پاک کرکے صاف عبارت میں منتقل کیا تھا ، جس کا ذکر بھی مصادر کے تحت آ چکا ہے ۔

لیڈن میں شائع شدہ ہوتسما کی ایڈیشن سے ، پاکستان بننے سے کئی

۱۔ مصنف کا حال ڈاکٹر صفا نے ''تاریخ ادبیات'' (۳ : ۱۷ - ۱۲۱۳) میں دیا ہے ۔ ڈاکٹر جواد مشکور نے بھی تاریخ ابن بی‌بی کے ایرانی ایڈیشن کے مقدمہ میں دیا ہے (اخبار سلاجقۂ روم تہران ، ۱۳۵۰ ، صص ۱۹ - ۱۷) ۔

سال پہلے غالباً دارالترجمہ حیدرآباد دکن کے لیے ، وہاں کے مشہور دانش مند اور فاضل مترجم مولوی محمد زکریا مائل نے اس کا ترجمہ کیا ہوا تھا ، جسے وہ پاکستان بن جانے کے بعد اپنے ساتھ یہاں کراچی لیتے آئے - کئی سال تک وہ اس تگ و دو میں لگے رہے کہ کوئی خدا کا بندہ یہ ترجمہ شائع کرے تاکہ ان کی کی ہوئی محنت ٹھکانے لگ جائے - راقم الحروف مرکزی اردو بورڈ لاہور کا بے حد شکر گزار ہے کہ میری ہی سفارش پر بورڈ نے اپنے کتابی زمرہ میں اس کو شامل کر لیا ، اور اب یہ ترجمہ شائع ہو کر قارئین کے سامنے پہنچ رہا ہے -

مجھے افسوس ہے یہ کتاب اب شائع ہو رہی ہے بلکہ یہ مقدمہ میں اس وقت لکھ رہا ہوں جب کہ اس کے مترجم کو اس دنیا سے رخصت ہوئے ابھی چھ دن گزرے ہیں ، یعنی

یار بالیں پہ جو آیا تو قضا بھی آئی !

افسوس کہ وہ اپنی اس علمی محنت کو جیتے جی نہ دیکھ سکے -

مرحوم کئی سال سے پیرانہ سالی کا شکار تھے ، اس پر بے روزگاری اور پھر مستزاد یہ کہ لقوے کی وجہ سے معذوری کی زندگی گزار رہے تھے - مرگ و زیست اور کشمکش روزگار کے تمام مصائب اور مشکلات سے بالآخر ۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء (۲۱ رمضان المبارک ، ۱۳۹۴ھ) کو نجات حاصل کر کے وہاں چلے گئے ، جہاں انھیں کوئی آزار یا روگ نہیں لگ سکتا - غمِ زندگی سے بھی آزاد تو غمِ روزگار سے بھی بے فکر ! اللہ پاک کی رحمتیں اس پر نازل ہوں اور جوارِ رحمت میں جگہ پائے - ان کے ہاتھ سے اسلاف کی کئی کتابوں کا اردو ترجمہ ہوا اور پاکستان سے پہلے ہندوستان بھر میں ان کو شہرت حاصل ہوئی -

حسام الدین راشدی

۱۳- اکتوبر ، ۱۹۷۴ء
۲۶- رمضان ، ۱۳۹۴ھ
جمشید روڈ ، کراچی - ۵

کتابیات

اس کتاب کا مقدمہ لکھتے وقت مندرجہ ذیل کتابیں اور مقالے میرے پیش نظر رہے ہیں :

فارسی

۱- از سعدی تا جامی ، براؤن - علی اصغر حکمت ، تہران -
۲- اخبار سلاجقۂ روم (مختصر سلجوق نامہ ابن بی بی) ڈاکٹر محمد جواد مشکور ، تہران ، ۱۳۵۰ھ -
۳- الاوامر العلائیہ فی الامور العلائیہ ، ابن بی بی - نجاتی لوغان و عدنان صادق ، جلد اول ، انقرہ ۱۹۵۷ء -
۴- اخبار الدولۃ السلجوقیۃ ، صدرالدین حسینی ، محمد اقبال ، لاہور ، ۱۹۳۳ء -
۵- تاریخ ادبیات ایران ، ڈاکٹر رضا زادہ شفق ، شیراز ، ۱۳۵۲ھ -
۶- تاریخ نظم و نثر در ایران ، مرحوم نفیسی ، جلد اول ، تہران -
۷- تاریخ ادبیات ایران ، ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا ، جلد سیوم بخش اول و دوم تہران ، ۵۲ - ۱۳۵۱ھ -
۸- تاریخ کرمان (سالاریہ) احمد علی خان وزیری ، باستانی پاریزی ، تہران ، ۱۳۴۰ھ -
۹- تاریخ اسمٰعیلیہ (زبدۃ التواریخ) ابوالقاسم کاشانی ، محمد تقی دانش پژوہ تبریز ، ۱۳۴۳ھ -
۱۰- تاریخ افضل ، بدایع الازمان فی وقایع کرمان ، افضل الدین کرمانی ، مہدی بیانی ، تہران ، ۱۳۲۶ھ -
۱۱- تاریخ بیہقی ، ابوالحسن علی بیہقی ، احمد بہمن یار ، تہران ، چاپ دوم -
۱۲- تاریخ بیہقی ، ابوالحسن علی بیہقی ، دکتر کایم اللہ ، حیدر آباد ، ۱۹۶۸ء -

۱۳- ترکستان نامه (ترجمه فارسی ترکستان) کریم کشاورز (ترجمه از روسی براہ راست) بنیاد فرہنگ ، ۱۳۵۲ھ -
۱۴- جغرافیائی حافظ ابرو (قسمت خراسان) ، مایل ہروی ، بنیاد فرہنگ ، ۱۳۴۹ھ -
۱۵- ذیل جامع التواریخ رشیدی ، حافظ ابرو ، خان بابا بیانی ، انجمن آثار ملّی ، تہران ، ۱۳۵۰ھ -
۱۶- ذیل جامع التواریخ رشیدی ، حافظ ابرو ، خان بابا بیانی ، تہران ، ۱۳۱۷ھ -
۱۷- راحۃ الصدور و آیۃ السرور ، محمد راوندی ، محمد اقبال ، تہران ، ۱۳۳۳ھ -
۱۸- سیرت جلال الدین منکبرنی ، شہاب الدین محمد نسوی ، مجتبیٰ مینوی ، بنگاہ ترجمہ ، تہران ، ۱۳۴۴ھ -
۱۹- سمط العُلیٰ للحضرت العلیا ، ناصر الدین کرمانی ، عباس اقبال ، تہران ، ۱۳۲۸ھ -
۲۰- سلجوقیان و غُز در کرمان ، محمد بن ابراہیم ، باستانی پاریزی ، تہران ، ۱۳۴۳ھ -
۲۱- سلجوق نامہ ، ظہیر الدین نیشاپوری و ذیل سلجوق نامہ ، ابو حامد بن محمد بن ابراہیم ، اسمٰعیل افشار ، تہران ، ۱۳۳۲ھ -
۲۲- سبک شناسی ، علامہ بہار ، سہ مجلد ، کتابہائی پوستو ، تہران ، ۱۳۴۱ھ -
۲۳- سلجوق (آل) Huart کے مقالہ کا ترجمہ ہے جو دائرۂ معارف اسلامیہ (اُردو) میں چھپا ہے ، جلد ۱۱ ، صص ۱۴۹ - ۱۲۷ -
۲۴- نفثۃ المصدور ، شہاب الدین محمد نسوی ، دکتر یزدگردی ، تہران ، ۱۳۴۳ھ -
۲۵- وزارت در عہد سلاطین بزرگ ، سلجوقی ، عباس اقبال ، تہران ، ۱۳۳۸ھ -
۲۶- مجمل التواریخ و القصص ، تصحیح بہار ، تہران ، ۱۳۱۸ھ -
۲۷- مسامرۃ الاخبار و مسایرۃ الاخیار ، محمود آلاقسرائی ، عثمان توران ، انقرہ ، ۱۹۴۳ء -

۲۸- معجم المطبوعات ، الیان سرکس ، چاپ آفسٹ ، قاہرہ ، ۱۹۲۸ء -
۲۹- معجم البلدان ، یاقوت حموی ، چاپ اسدی ، تہران ، ۱۹۶۵ء -
۳۰- مجلۂ سخن ، شمارہ ۳ - ۴ ، منابع تاریخی دورۂ سلجوق ، اسماعیل دولت شاہی تہران ، ۱۳۵۲ھ -
(اس میں فارسی ترجمہ ہے Cahen کے مقالے کا ، لیکن مربوط نہیں ہے)
۳۱- مجلہ نشریہ ، دانشکدۂ ادبیات و علوم انسانی (مقالہ : پسران سلجوق ، ابراہیم اوغلو) تبریز ، بہار ، ۱۳۵۳ھ -

انگریزی

۳۲- Historians of the Middle East, Ed. B. Lewis, London 1962
C. Cahen : The Historiography of the Seljuquid Period - pp. 59-79
(اسی مقالہ کا "سخن" میں ترجمہ ہے - میں نے حوالہ اصل انگریزی مضمون کا دیا ہے اور ایچ - ایم - ای - سے مراد یہی کتاب ہے)
۳۳- Turkestan by Barthold -
(اس کا فارسی ترجمہ براہِ راست روسی متن مطبوعہ ۱۹۶۳ء سے "ترکستان نامہ" کے نام سے کیا گیا ہے جس میں وہ سب مواد ہے جو انگریزی مترجم نے چھوڑ دیا تھا)
۳۴- The Cambridge History of Iran. Vol. 5 : The Saljuq and Mongol Periods. Ed. by J. A. Boyle, Cambridge 1968 -
۳۵- Turkish Literature, A Bio-Bibliographical Survey, Vol. 1-4 By H. F. Hofman -
۳۶- Persian Literature. C. A. Storey, Vol. I, Part 2, London 1953 -
۳۷- Persian Literature. C. A. Storey, History of Persian II, London 1963 -
۳۸- History of Iranian Literature, By Jan Rypka. Dordrecht 1968 -

۳۹- The Islamic Dynasties. C. E. Bosworth Edinburgh, 1967 -

۴۰- The Mohammadan Dynasties. By Lane-Poole, Paris 1925 -

ترکی

۴۱- Turkiye Tarihi-T. Yilmaz Oztuna - استنبول ۱۹۶۴ء حصہ دوم
(تاریخ ترکیہ ، سلاجقۂ اناطولیہ و امرائے سلجوقی) یہ ترکی کی عمومی تاریخ ہے جس کی دوسری جلد میں اناطولیہ کے سلاجقہ کی تاریخ دی گئی ہے جو (۱۱۸ - ۱) صفحات پر حاوی ہے)

۴۲- Selguklular, Tacihive Turk—Islam Medeniyet. Prof. - Orusman Turan, Ankara, 1965
(عثمان توران نے سلاجقہ کی حکومت پر یہ مخصوص تاریخ لکھی ہے - ۸۴۴ صفحات پر مشتمل ہے) -

۴۳- Alp-Arslan Zamani Selguklu Saray—Teskilative Hayati By - Mehmetaltay Kayme, Ankara, 1968
(یہ مقالہ انکارا یونی ورسٹی کے مجلہ ''تاریخی تحقیقات'' میں چھپا ہے - ایک سو صفحات پر ہے - الپ ارسلان کے دور اور اس کی محلسرای زندگی اور تنظیم پر مفصل طور پر روشنی ڈالی گئی ہے)

۴۴- Selcuklurar Tarihi Prof. Dr. Ibrahim Kafesoglu
(یہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ترکی میں (۴۶) صفحے کا مقالہ لکھا گیا ہے اور استنبول سے (۱۹۶۴ء) میں چھپا ہے)

۴۵- Selcuki Devletleri Tarihi By F. N. Uzluluk and M. Nuri - genco Sman, Ankara 1943
(یہ مسامرۃ الاخبار کریم الدین آقسرائی کی تاریخ کا ترکی ترجمہ ہے)

یہ وہ کتابیں تھیں جو مقدمہ لکھتے وقت میرے سامنے تھیں - سلاجقہ اور ان کے عہد پر اور بھی بہت سا مواد یورپی زبانوں میں لکھا گیا ہے - مزید تحقیق کے لیے اس کا دیکھنا ضروری ہے - ذیل میں ان مقالوں اور کتابوں کی فہرست درج کی جا رہی ہے جو کار آمد اور تحقیق کے سلسلے میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں -

BOWEN, H.

———"Notes on some early Seljuqid Viziers." Bulletin of the School of Oriental and African Studies, Vol. XX, 1957.

BROWNE, E. G.

———"Account of a rare. if not unique, manuscript history of the Seljuqs . . ." J.R.A.S., 1902.

CAHEN, C.

———"Le Malik-Nameh et l' histoire des origines Seljukides." Oriens, Vol. II 1949.

———"The Turkish invasions : the Selchukids." A history of the Crusades. Vol. I : The First Hundred Years. Ed. K.M. Setton and M.W. Baldwin. Philadelphia, 1955.

———"The historiography of the Seljuqid Period." Historians of the Middle East. Ed. B. Lewis and P. M. Holt. London, 1962.

———"The Turks in Iran and Anatolia before the Mongol invasions." A History of the Crusades, Vol. II : The Later Crusades, 1189-1311. Ed. R.L. Wolf and H.W. Hazard, Philadelphia, 1962.

———"L' Iran du Nord-Ouest face a l' expansion Seljukide, d' apres une source inedite." Melanges d' Orientalisme offerts a Henri Masse. Tehran, 1963.

———"Qutumush et Ses Fils avant l' Asie Mineure." Der Islam, Vol. XXXIX, 1964.

———"Alp-Arslan", "Atabak', "barkyaruk", and "Buwayhids". Encyc. of Islam, 2nd. ed.

FRYE, R. N. and A. M. SAYILI :

"Turks in Middle East before the Saljuqs." Journal of the American Oriental Society, Vol. LXIII, 1943.

HOUTSMA, M.T.

——"Zur Geschichte der Selguqen von Kerman." Zeitschrift der Deutschen Morgenlandischen Gesellschaft, Vol XXXIX, 1885.

——"The death of the Nizam-al-Mulk and its consequences." Journal of Indian History, ser. 3, Vol. II, 1924

——"Some remarks on the history of Saljuks." Acta Orientalia, Vol. III, 1924.

——"Ildegiz", "Malikshah", "Muhammad b. Malikshah", "Mahmud b. Muhammad b. Malikshah", "Tughril II b. Arslan", and "Tughril b. Muhammad". Encyc. of Islam, 1st ed.

KAFESOGLU, I

——"Dogu Anadoluya ilk Selcuklu (1015-21) ve tarihi ehemmiyeti." Koprulu Armagani. Istanbul, 1953.

——"Sultan Melikshah devrinde Selcuklu imparatorlugu." Istanbul, 1953.

——"Selcuklu tarihinin meseleleri." Belleten, Vol. XIX, 1955.

——"Buyuk Selcuklu Veziri Nizamu-L-Mulk un eseri Siyasetname ve turce tercumesi." Tiirkiyat Mecmuasi, Vol. XII, 1955.

KOYMEN, M.A.

——"Buyuk Selcuklular Imparatorlugunda Oguz Isyani", and "Buyuk Selcuklu Imparatorlugu Tarihinde Oguz istilasi." Ankara Universitesi Dil ve Tarib-Cografya Fakultesi Dergisi, Vol. V. 1947.

——"Buyuk Selcuklu Imparatorlugu tarihi. Vol. II : Ikinci Imparatorluk Devri. Ankara, 1954.

LAMBTON, A.K.S.

——"The Administration of Sanjar's Empire as illustrated in the "Atabat al-Kataba". Buletin of the School of Oriental and African Studies, Vol. XX, 1957.

LAURENT, J.

———Byzance et les Turcs Seldjoucides dans l' Asie Occidentale jusqu'en 1081. Mancy, 1913.

RIPPE, K.

———"Uber den Sturz Nizam-ul-Mulks." Koprulu Armagani. Istanbul, 1953.

SANAULLAH, M F.

———The Decline of the Saljuqid Empire, Calcutta, 1938.

ZETTERSTEEN, K.V.

———"Kizil Arslan", "Pehlewan Muhammad b. Ildegiz", "Sandjar", "Sulaiman b. Kutulmush", and "Zengi 'Ilmad al-Din." Encyc. of Islam, 1st ed. Leiden/London, 1913—42.

BOWEN, H.C.

———"Nizamal-Mulk." Encyclopaedia of Islam, 1st ed.

IQBAL, 'ABBAS

———Vizarat dar 'ahd-i salatin-i buzurg-i Saljuqi. Tehran, 1959/60.

NIZAM AL-MULK.

———Siasset Nameh, Traite de Gouvernement, transl. C. Schefer. Paris, 1893.

REBERA Y TARRAGO, J.

———"Origen del Colegio Nidami de Baghdad". Disertaciones Y opusculos, Vol. I. 1928.

TALAS, ASAD.

———La madrasa Nizamiyya et son histoire, Paris, 1939.

سلجوقیوں کے متعلق مزید ماخذ

BROWNE, E. G.

Literary History of Persia. Reprinted : Cambridge 1965, Vol. 2, Chapter 3. Persian translation by Fathallah Mujtabai, Vol. 2.

ERDMANN, K.

Ibn Bibi als kunsthistorische Quelle, Istanbul 1962.

Encyclopaedia of Islam, New Edition, Vol. III, Leiden 1971. Article "Ibn Bibi" by H. W. Duba, pp 737-738.

KLAUSNER, CARLA K.

The Seljuk Vezirate. A study of civil administration (1055–1194 A. D.) Harvard 1973.

OKTAY ASLANAPA

Turkish Art and Architecture. London 1971.

SCHAENDLINGER, A. C.

Aemter und Funktionen im Reiche der Ruemseltschuken nach der "Seltschukengeschichte des Ibn Bibi" (Wiener Zeitschrift fuer die Kunde des Morgenlandes, Vol. 62 (1969), pp. 172—192).

TALBOT RICE, T.

Seljuks in Asia Minor, London.

SANAULLAH, FAZIL.

The decline of the Saljuqid empire, Calcutta 1938.

GORDLEVSKII, VLADIMIR A.

The Saljuk state in Asia minor (Russian), Moscow/Leningrad 1941.

KOYMEN, MEHMED ALTAY.

The Empire of the great Saljuks (Turkish). 2 Vols., Ankara 1953-1954.

YINANC, MUKRIMIN HALIL.

The Saljuk Period; I, The conquest of Anatolia (Turkish). Istanbul 1944.

سلاجقۂ بزرگ ایران
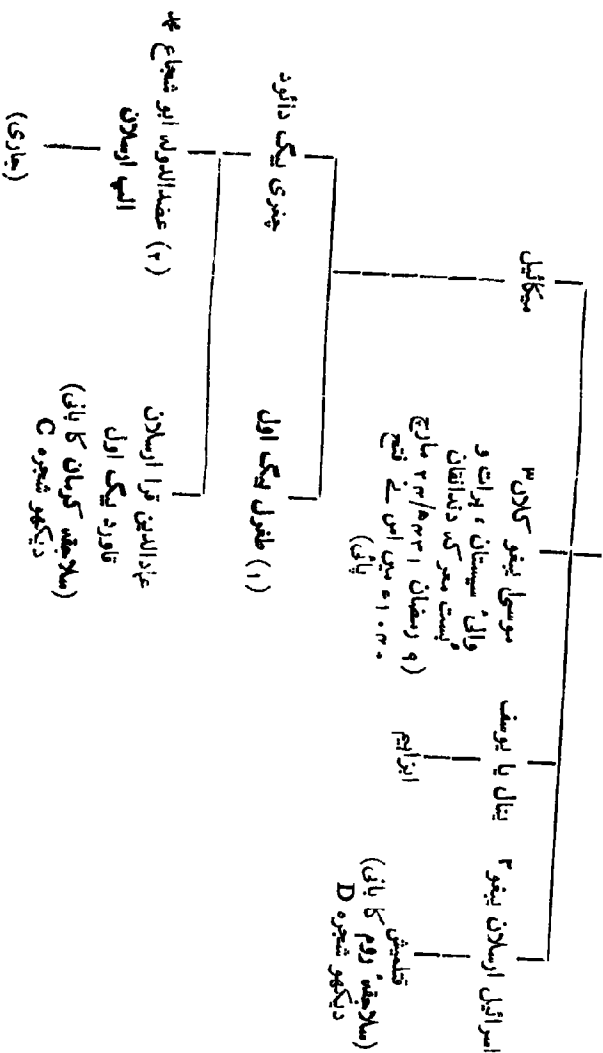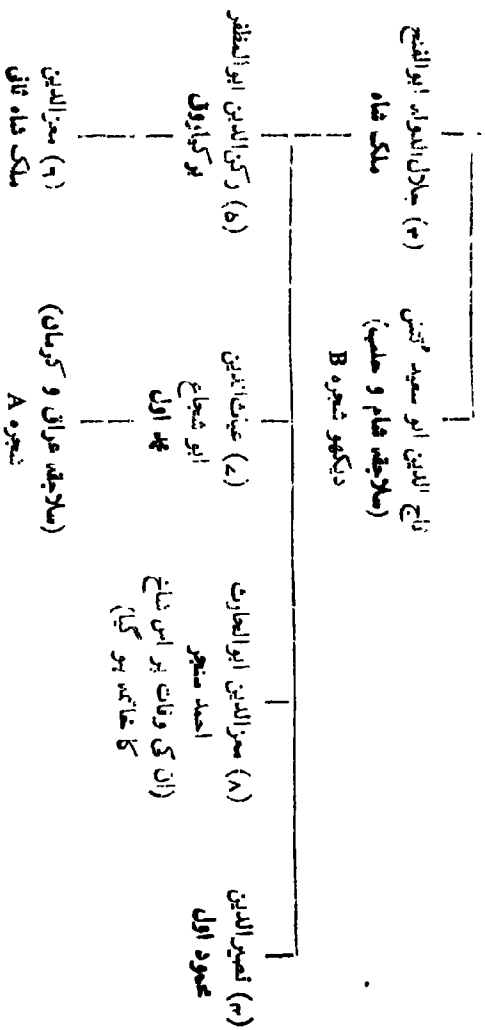
۱- نشریۂ دانشکدۂ تبریز شمارہ ۱۰۹ ، ص ۱۲۲ -

۲- اس کو محمود غزنوی نے طرح دے کر گرفتار کیا اور قلعہ کالنجر میں (۴۱۶ھ) قید کر دیا جہاں وہ مرتے دم تک (۴۲۳ھ) رہا - راحۃالصدور ، ص ۸۹ ببعد -

۳- بیہقی ، ص ۴۷۰—۴۷۲—۵۰۳ -

سلاجقۂ عراق و کردستان (A)
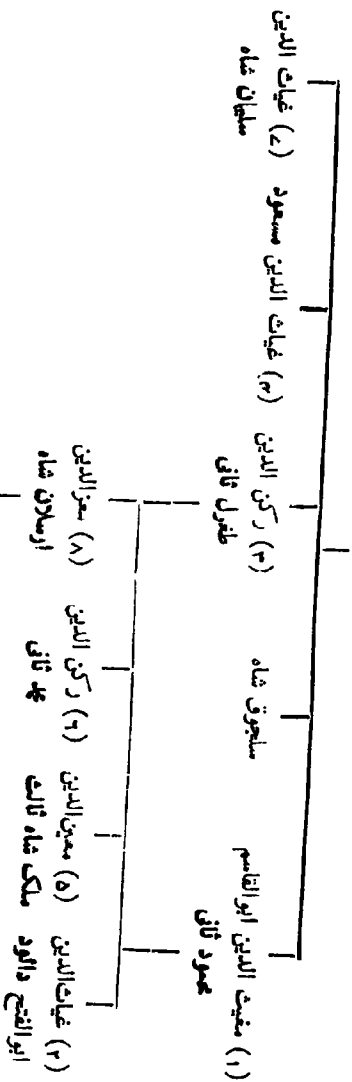
عضدالدوله ابو شجاع الپ ارسلان بن چغری بیگ داؤد
تکش
(صاحب طخارستان)
(۱) تاج الدین ابو سعید تُتش
(۲) رضوان
(حلب)
(۳) دقاق
(دمشق)
(۴) تاج الدوله الپ ارسلان الاخرس
(حلب)
(۵) سلطان شاہ
(حلب)

سلاجقہ کرمان (C)
چغری بیک دائود بن میکائیل
الپ ارسلان
(۱) عمادالدین قرا ارسلان
قاورد بیگ اول
(۲) کرمان شاہ
(۵) محی‌الدین عمادالدولہ
توران شاہ اول
(۴) رکن‌الدولہ سلطان شاہ
(۶) بہاؤالدین
ایران شاہ
(۳) حسین
(۷) محی‌الدین
ارسلان شاہ اول
طغرل شاہ
(۸) مغیث الدین محمد اول

(۹) محی الدین طغرل شاہ

(۱۰) بہرام شاہ

(۱۳) محمد ثانی

(ان سے غُز قبیلے نے حکومت لے لی)

(۱۱) ارسلان شاہ ثانی

(۱۲) توران شاہ ثانی

سلاجقہ اناطولیہ و روم (D)

شہاب الدین قتلمیش بن اسرائیل ارسلان بن سلجوق

(۱) سلیمان اول

(۲) قلیج ارسلان اول

(۴) رکن الدین مسعود اول — (۳) قطب الدین ملک شاہ اول

(۴) رکن الدین مسعود اول ← (۵) عزالدین قلیج ارسلان ثانی
(اپنے آخری دور میں اولاد کو ملک تقسیم کر دیا)

(۵) عزالدین قلیج ارسلان ثانی کی اولاد:

- (۶) قطب الدین ملک شاہ ثانی
- (۷) رکن الدین سلیمان شاہ
  - (۸) عزالدین قلیج ارسلان ثالث
- (۹-۶) غیاث الدین کیخسرو اول (دوبار)
  - (۱۰) عزالدین کیکاؤس اول
  - (۱۱) علاؤالدین کیقباد اول
    - (جاری)
- (A) مغیث الدین طغرل
  - (B) رکن الدین جہان شاہ
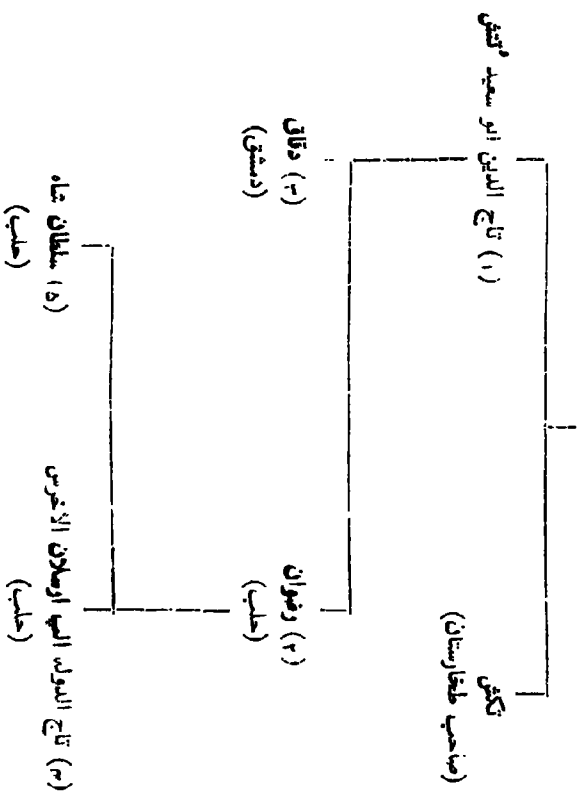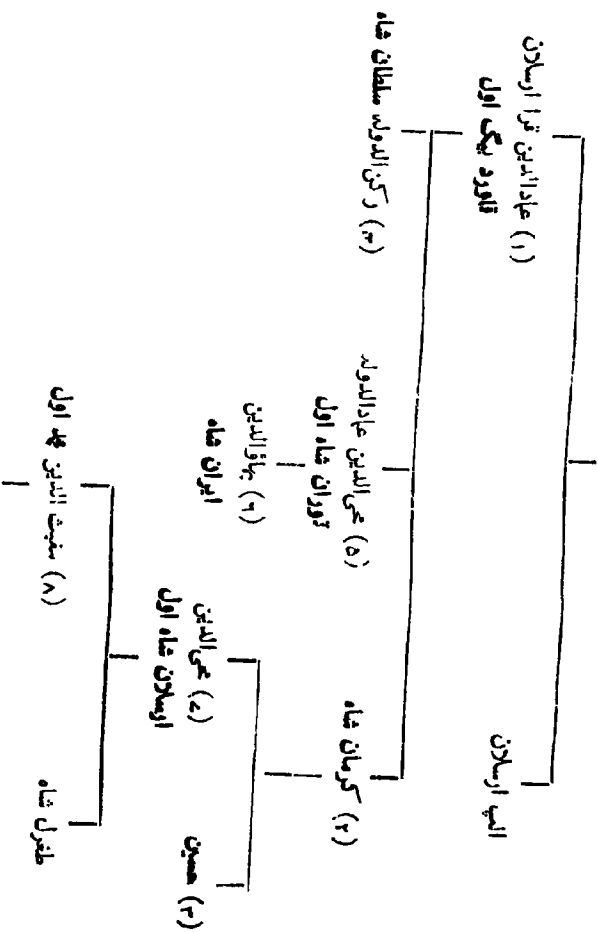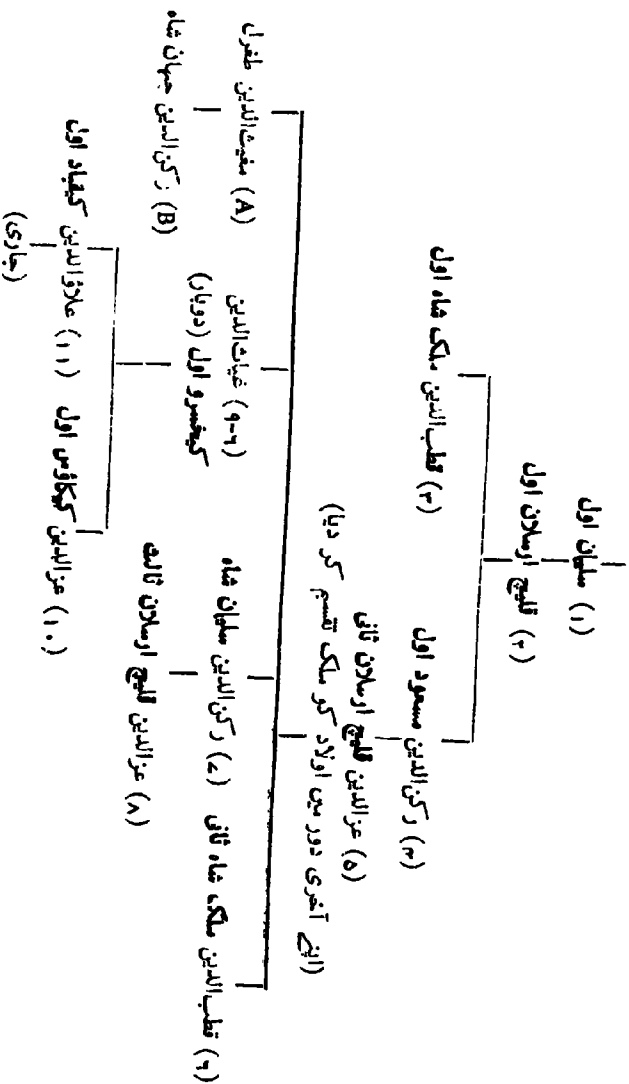
(ان نسب ناموں کو تیار کرنے میں یہ مآخذ زیر نظر رہے ہیں)

۱- The Mohammadan Dynasties. By Lane-Poole, 1925 -

۲- E. von Zambaur : Manuel de genealogie, et de chronologie pour l' histoire de l' Islam, - Hanover 1927, 2. ed. 1955

۳- The Islamic Dynasties. By C. E. Bosworth, 1967 -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اوراق کا مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہ رہے کہ ''سلجوق نامہ'' مصنفہ علامہ یحیٰی ابن محمد المعروف بابن بی بی ایک معتبر کتاب ہے۔ علامہؒ موصوف نے اس کتاب کو جس سلیقہ سے لکھا ہے کسی صاحب فن کا مقدور نہیں کہ اس سے اس کامیابی سے عہدہ برا ہو سکے۔ مگر اکثر لوگ اس کے ضخیم ہونے کے شاکی ہیں، اور اس سے مستفید ہونے سے محروم رہتے ہیں۔ اس لیے مؤلف کو اپنی کم لیاقتی کے باوجود خیال ہوا کہ اس کتاب کے صرف واقعات اور ضروری مطالب چند اجزا میں مختصر طور پر جمع کر دے تاکہ ہر شخص بآسانی فائدہ اٹھا سکے۔

مصنف علام نے اس کتاب کے دیباچہ میں جو پہلی معذرت کی ہے، وہ یہ ہے کہ چونکہ سلطان سلیمان[1] ابن قتلمش ابن اسرائیل کے تسلط کے واقعات اور ان کے بڑے امرا مثلاً امیر منکوجک، امیر ارتق اور امیر دانشمند کے حالات کی تحقیق مکمل نہ تھی، اور اس زمانے کی لکھی ہوئی تاریخیں زیادہ معتبر نہ تھیں، اس لیے کتاب کا آغاز سلطان غیاث الدین کیخسرو والد سلطان معظم علاء الدین کیقباد کے عہد سلطنت سے کیا گیا۔ یہی ترتیب مؤلف نے بھی قائم رکھی ہے۔

سلطان قلیچ ارسلان کا غیاث الدین کیخسرو کو ولیعہد کرنا

غیاث الدین کیخسرو کی ولیعہدی اور باپ کی وصیت :

جب سلطان سعید قلیچ ارسلان کو بڑھاپے نے گھیر لیا اور زندگی ختم ہونے کو آئی تو انہوں نے غیاث الدین کیخسرو کو بلایا جو ان کی اولاد میں سب سے چھوٹا تھا، مگر گیارہ بھائیوں میں اسے باپ کی نظر میں سب سے زیادہ خصوصیت حاصل تھی۔ پھر اس سے کہا: ''اے فرزند،

۱- سلطان سلیمان ابن قُتُلْمِش، سلجوقیوں کا جد اعلیٰ۔ اس نے بازنطین والوں سے جنگ کی اور انطاکیہ ان سے لے لیا۔ (۱۰۸۴ء)۔

تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں اس دار فانی سے سفر کرنے والا ہوں، آخرت سے سابقہ در پیش ہے - تم الحمد للہ باغ شاہی کے ثمرنورس ہو اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہر آئینہ تخت کے سزاوار ہو اور تاج و سریر تمھارے سوا کسی کے لیے موزوں نہیں - میں نے تمھیں تمھارے اور بھائیوں پر اس لیے ترجیح دی ہے کہ تم میں بادشاہی کی لیاقت ہے - اب میں اللہ کی مخلوق کو، جو اس کی امانت ہے، اور اس کے عطا کیے ہوئے ملک و مال کو تمھارے حوالے کرتا ہوں اور جان رضوان کے سپرد کرتا ہوں - پھر یہ آیتیں پڑھیں:

یا بُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ ، اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ، یا بُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ ، اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ، وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحاً ، اِنَّ اللّٰہَ لا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ[1]

(بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے - بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر، یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے - اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر نہ چل، بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا)

اے فرزند، بادشاہوں سے عدل کے متعلق پوچھ گچھ کی جائے گی -

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ[2]

(بیشک اللہ تعالیٰ اعتدال و احسان کا اور اہل قرابت کو دینے کا حکم دیتا ہے اور کھلی بے حیائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتا ہے، وہ تم کو اس لیے نصیحت فرماتا ہے کہ تم نصیحت قبول کرو)

۱- سورہ لقمان (۳۱ : ۱۳ ، ۱۷ ، ۱۸)

۲- سورۂ النحل ۱۶ : ۹۰

چلتی پھرتی دنیا کسی کے ساتھ نہیں رہتی۔ اس کی ہنسی ابر کے رونے کی طرح ناپائدار ہے، اور اس کا گریہ خندۂ برق کی طرح بے ثبات ہے۔

ان اضحک ساعۃ ابکی سنۃ و اذا اتی بسیئۃ جعلہا سنۃ

(دنیا اگر گھڑی بھر ہنساتی ہے تو سال بھر رلاتی ہے اور جب کوئی برائی کرتی ہے تو اسے ایک رواج اور طریقہ بنا دیتی ہے)۔"

جب (سلطان قلیج ارسلان) غیاث الدین کو یہ فصیح و بلیغ وصیتیں فرما چکے تو ارکان دولت کو جمع کر کے ارشاد فرمایا: "میرا آفتاب اقبال درجۂ زوال کو پہنچ چکا ہے اور یہ ایک یقینی امر ہے کہ ملک بغیر مالک کے اور شہر بغیر شہریار کے نہیں رہتا۔

یکے بگزرد دیگر آید بجائے جہاں را نمانند بے کدخدائے

(ایک گزر جاتا ہے اور دوسرا اس کی جگہ آ جاتا ہے۔ (کارکنان قضا و قدر) دنیا کو صاحب خانہ یا مالک کے بغیر نہیں چھوڑتے)۔

فرزند عزیز کیخسرو آداب شاہانہ سے آراستہ ہے اور ان صفات میں تمام بھائیوں اور ہم عصر بادشاہوں سے آگے ہے۔ میں نے اس کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ یہ بادشاہی اس کے سپرد کر کے اس کا حکم اپنے ملک اور رعیت پر جاری کرتا ہوں اور اس کو اپنا وارث بنا کر خود دستکش ہوتا ہوں۔ اب تم سب کو اس کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے اور اس کی محبت و خیر خواہی میں چٹان کی طرح مضبوط اور مستقل رہنا چاہیے۔"

غیاث الدین کی تخت نشینی اور امرا کا حلف اطاعت:

اس تقریر سے اہل دربار پر رقت طاری ہو گئی۔ ایک طویل خاموشی کے بعد سب نے سلطان کے احکام کی اطاعت لازم سمجھ کر گزارش کی کہ "سلطان غیاث الدین ہمارے حاکم ہیں، (ان کے لیے) ہمارا ظاہر و باطن ان کے حضور و غیبت میں یکساں ہے۔ ہم ان کے مخالفان دولت کے ساتھ شمشیر و سناں کا سلوک کریں گے۔ بعد ازاں حلف اور یقین دہانی کے ایسے ذریعے اختیار کر کے جن سے کسی اہل ایمان (کے دل میں) اس عہد میں زوال آنے کا خطرہ نہ رہے اس عہد کو پختہ کیا اور اس کی اطاعت و خیر خواہی وغیرہ امور پر قائم رہنے کی قسم کھا کر غیاث الدین کیخسرو کو تخت پر بٹھایا۔

نشست شاہ مبارک قدم بیمن قدوم فراز تخت شہی در بسیط خطۂ روم

(مبارک قدم بادشاہ آمد کی برکت سے ، وسیع خطۂ روم میں تخت شاہی پر بیٹھا) -

اطراف ملک کے سردار اور حکام تخت کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے ، بے شمار درم و دینار نچھاور کیے گئے اور خزانۂ سلطنت سے قیمتی خلعت امرا کو تقسیم ہوئے - اس طرح سلطان کو سب کی نظروں میں حسن قبول اور زیادہ حاصل ہوا - دس دن تک خوب جشن منائے گئے اور صرف ناچ رنگ کے ہنگامے برپا رہے - اس کے بعد یہ خبریں اطراف مملکت میں منتشر ہوئیں -

۸ تخت نشینی ۵۸۸ھ میں ہوئی -

ملک رکن الدین کے پاس کیخسرو کے اور بھائیوں کا جمع ہونا اور اسے آمادۂ فساد کرنا

بھائیوں کا حسد اور سازش :

جب یہ خبر کیخسرو کے دوسرے بھائیوں کے کان میں پہنچی تو ان میں سے ہر ایک کو حسد ہوا - یہ سب رشک و رقابت سے جلنے لگے اگرچہ ان میں سے ہر ایک ایک نہ ایک قطعۂ ملک پر قابض تھا - ان سب بھائیوں کے مقبوضات کی تفصیل ذیل میں درج ہے :

۱- رکن الدین سلیمان شاہ — علاقۂ توقات[1] مع مضافات
۲- ناصر الدین برکیارق شاہ — نیکسار[2] مع مضافات
۳- مغیث الدین طغرل شاہ — آبلستان

۱- توقات : ترکیہ کا ایک شہر جو کانسے کے ظروف وغیرہ کی صنعت و تجارت میں اور چمڑے کے کاروبار میں مشہور ہے - اس کی آبادی ۱۹۲۷ء کے قریب بیس ہزار اٹھتر نفوس تھی -

۲- نیکسار : اناطول (ولایت سیواس) کا ایک شہر جس کی آبادی ۴۰۰۰ تھی - رائے غالب یہ ہے کہ یہ جدید قیصریہ ہے جسے طیباریوس نے آباد کیا تھا -

۴- نورالدین سلطان شاہ	—	قیصریہ[1]
۵- قطب‌الدین ملک شاہ	—	سیواس و آقسرا
۶- معزالدین قیصر شاہ	—	ملطیہ[2]
۷- سنجر شاہ	—	ارا کلیہ
۸- ارسلان شاہ	—	نکیدہ
۹- نظام الدین ارغوان شاہ	—	اماسیہ[3]
۱۰- محی الدین مسعود شاہ	—	انگوریہ
۱۱- غیاث الدین کیخسرو	—	برغلو

ان علاقوں کی کوئی چیز ، تھوڑی ہو یا بہت ۔ باپ کے دیوان سلطنت میں کبھی نہیں آتی تھی ۔ یہ لوگ سال میں ایک بار باپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنا مقصد حاصل کر کے واپس ہو جاتے تھے ۔

جب ان شاہزادوں کے سر میں شہریاری کا سودا سمایا تو یہ سب بڑے بھائی ''رکن الدین سلیمان شاہ'' کے پاس جمع ہوئے اور باپ کی رائے اور ان کے خیالات کی مخالفت کرنے لگے کہ انھوں نے آب زلال کے ہوتے ہوئے ناپاک مٹی سے تیمم کیا اور شیرانہ دبدبہ رکھنے کے باوجود لومڑی کا سا حیلہ اختیار کیا ۔

نمی شویم بدیں حکم از پدر راضی
(ہم اس حکم پر باپ سے راضی نہ ہوں گے)

۱- قیصریہ سے مراد قیصریہ قبدوقیہ ہے جو ایشیائے کوچک کا ایک شہر ہے ۔ عربوں نے اسے ساتویں صدی عیسوی میں فتح کیا تھا ۔ اس کے بعد پھر رومیوں کے قبضے میں چلا گیا ۔ گیارھویں صدی عیسوی میں سلاجقہ نے اور چودھویں صدی میں مغلوں نے ، پھر آخر میں ۱۳۹۸ء کے لگ بھگ ترکوں نے فتح کیا ۔

۲- ملطیہ ۔ ترکیہ میں فرات کے کنارے ایک شہر جس کی آبادی ۱۹۲۷ء میں بیس ہزار تھی ۔

۳- اماسیہ اناطول (ترکیہ) میں ایک شہر ہے جس کی آبادی ۱۹۲۷ء میں تیرہ ہزار تھی ۔

اس قدر ننگ و عار ہم سے کیونکر برداشت ہو سکتا ہے۔"

رکن الدین کا پاس ادب :

غرض ان لوگوں نے اس قسم کی بہت سی بے سر و پا باتیں کہیں۔ ملک رکن الدین چونکہ عقل و ہوش سے کافی بہرہ رکھتا تھا، اس نے جواب دیا : "ہمارے بادشاہ اور پدر بزرگوار ایک کامیاب اور اقبال مند شہریار ہیں؛ وہ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں، زمانہ بھی اسے تسلیم کرتا ہے۔ پھر چونکہ ان کی ذات گرامی ہماری پیدایش کا باعث ہوئی ہے اس لیے ان کے احکام کی تعمیل نہ کرنا نافرمانی میں داخل ہوگا۔

رضاے او نہ فروشم بہ ملک روے زمین
کہ خاک[1] تودۂ فانی ندارد آن مقدار

خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کا مزاج مبارک ناساز ہے ان کے احکام سے سرتابی کر کے دوسروں کو ہنسنے کا موقع دینا رائے کی صحت و درستی کے خلاف ہے۔ غیاث الدین اگرچہ سب سے چھوٹا ہے لیکن اسے خدا کی طرف سے علم و عقل کی دولت ملی ہے اور اس نے آداب شاہی اچھی طرح حاصل کیے ہیں۔ واللہ[2] یؤید بنصرہ من یشاء (اللہ جسے چاہتا ہے اپنی نصرت سے تائید بخشتا ہے)۔

سلطان قلیج ارسلان کی وفات :

جب ان لوگوں نے یہ نصیحتیں سنیں تو جو سودا ان کے دماغوں میں سما گیا تھا دب گیا اور سب حسرت زدہ اپنے اپنے ملک کو واپس ہوئے۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ سلطان نے وفات پائی اور غیاث الدین پورے استقلال کے ساتھ مسند شاہی پر بیٹھ گیا۔

بھائی کے خلاف سلطان رکن الدین کی جد و جہد

رکن الدین کی لشکرکشی و کامیابی :

جب ملک رکن الدین کو ۵۸۸ھ کے کسی مہینے میں باپ کے انتقال کی خبر ملی تو اسے بہت صدمہ ہوا۔ اظہار رنج و ملال کے بعد جلد

۱۔ میں اس کی خوشنودی کو روے زمین کی بادشاہت کے عوض بھی نہ بیچوں گا کیونکہ فنا ہونے والے تودے (دنیا) کی خاک وہ قدر و منزلت نہیں رکھتی۔

۲۔ آل عمران (۳ : ۱۳)

ہی اپنی جمعیت روانہ کردی اور خود توقات سے بغیر لشکر چل کھڑا ہوا۔ جب آقسرا پہنچا تو اس کا بے حساب لشکر جمع ہو چکا تھا۔ یہ سب لوگ قونیہ[1] میں اس کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ مگر قونیہ کے لوگوں نے مدافعت کی اور چار ماہ تک ساٹھ ہزار کمان‌دار سپاہی روزانہ ملک رکن الدین کے لشکر سے مقابلہ کرتے رہے۔ آخر انہوں نے ملک رکن‌الدین کے پاس ایلچی بھیج کر اس شرط پر صلح کر لی کہ سلطان غیاث الدین اپنے متعلقین اور فرزندوں کو لے کر جہاں جانا چاہیں روانہ ہوجائیں اور سلامتی کے ساتھ اپنے مقصد کو پہنچیں۔ ان کے جانے کے بعد ملک رکن‌الدین شہر میں داخل ہوں اور سب ان کے خیرخواہ اور دوست رہنے کا حلف اٹھائیں اور بیعت کریں۔

اسی تجویز کے مطابق عہد نامے مرتب ہو کر نفاذ پذیر ہوئے اور سب نے متفقہ طور پر سلطان غیاث‌الدین کو اس پر عمل کرنے کے لیے توجہ دلائی۔ سلطان نے اس قرارداد کو پسند کر کے حکم دیا کہ اہل شہر میں سے دو شخص جو معاملات میں کافی سلیقہ رکھتے ہوں تاکید کے لیے ملک رکن الدین کے پاس جائیں اور عہد نامۂ امان حاصل کریں جو سخت اور مضبوط قسموں کے ساتھ مرتب کیا گیا ہو اور ملک رکن‌الدین کے دستخط سے مزین ہو۔ اس حکم کی فوری تعمیل کی گئی اور عہد نامہ لاکر پیش کر دیا گیا۔

سلطان غیاث الدین کو ان وعدوں سے تسلی ہوئی اور اس نے اس پریشانی کے عالم میں جلاوطنی پر کمر بستہ ہو کر سفر اختیار کیا۔

غیاث الدین کیخسرو کی جلاوطنی اور غربت کے واقعات و حوادث

سلطان غیاث الدین ۵۹۶ھ میں نماز شام کے وقت چند خاص ہمراہیوں

۱- قونیہ: ترکیہ کا مشہور شہر جس کی آبادی (بروایت المنجد) اٹھاون ہزار چار سو ستاون تھی۔ مثنوی کے مؤلف، مولانا جلال‌الدین رومی یہیں کے باشندے تھے۔ اسی شہر کے قریب ابراہیم پاشا ابن محمد علی نے ۱۸۳۲ء میں عثمانی ترکوں کی فوج کو شکست دی تھی۔ یہاں قدیم زمانے کے آثار اور کھنڈر بکثرت ہیں۔

کے ساتھ شہر سے نکلا اور آقشہر کے راستے سے استنبول[1] روانہ ہو گیا۔ شاہزادۂ عزالدین کیکاؤس اور علاءالدین کیقباد پریشان حالی اور عجلت کی وجہ سے اس کے ساتھ نہ رہ سکے ، نہ سلطان ہی کو ان پر توجہ کرنے کا موقع ملا۔ یونہی نکل کھڑا ہوا۔ جب قونیہ کے موضع لادیق[2] میں پہنچا تو وہاں کی رعایا نے اس کے ساتھیوں اور غلاموں کی بے عزتی کی اور بعضوں کو زخمی کر کے اس کے ساتھ کا اسباب و سامان تلف کردیا۔

بھائی سے بدسلوکی کرنے والوں کی سزا :

سلطان اس واقعہ سے سخت برہم ہوا ؛ لارندہ کی راہ لی اور ایک عتاب آمیز خط بھائی کو لکھ کر اپنی اس توہین اور بے آبروئی کا شکوہ کیا۔ دوسرے دن جب رکن الدین شہر میں آ کر تخت پر بیٹھا۔ تو قاصدوں نے وہ خط پیش کیا۔ اس خط کو پڑھ کر اسے غصہ تو بہت آیا مگر مصلحت وقت دیکھ کر پی گیا ، اور بلند آواز سے کہا ”بے شک مخالفان دولت کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیے“۔ ساتھ ہی خفیہ طور پر بعض خاص لوگوں کو سمجھا دیا کہ ظاہرا ان لوگوں کو ہموار رکھنے کی کوشش کریں۔ پھر یہ اعلان کرا دیا کہ ”جس جس نے سلطان کے بھائی کو لوٹا اور ان کے آدمیوں کو ستایا ہو وہ آئے اور اس بات کو تقرب و خوشنودی کا باعث جانے۔“ وہ جاہل اس دھوکے میں آ گئے اور ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کے لیے عجلت کے ساتھ جمع ہو گئے۔

۱۔ استنبول : دریائے بالفور کے کنارے ترکیہ کا مشہور شہر ہے ، جس کو آستانہ اور قسطنطنیہ بھی کہتے ہیں۔ یہ شہر کمالی ترکوں کے تسلط سے پہلے سلاطین آل عثمان کا پایۂ تخت تھا۔ عثمانیوں نے ۱۴۵۳ء میں اسے بیزنطینیوں سے فتح کیا تھا۔ اس کی آبادی بروایت المنجد آٹھ لاکھ پینتالیس ہزار تھی۔ کمالیوں نے ۱۹۲۳ء میں استنبول کی بجائے انقرہ یا انگورہ کو ترکی حکومت کا پایۂ تخت بنایا۔ تجارتی اور عسکری نقطۂ نظر سے یہ بڑا اہم شہر اور تجارتی مرکز ہے۔ یہاں کے تاریخی آثار و علمی کتب خانے اور عجائب خانے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

۲۔ لادیق یہ بستی شمالی قونیہ میں واقع ہے جو لادیق کے بجائے لاذق کے نام سے موسوم ہے۔

جب یہ سب اکٹھے ہو گئے اور ہر ایک نے جو کچھ لوٹا تھا، اسے حصول خوشنودی کے لیے اپنے ساتھ لے آیا تو سلطان رکن الدین نے انھیں ایک قوم کے سپرد کر دیا۔ غیاث الدین کے بیٹوں کو تخت پر اپنے قریب بٹھایا؛ نہایت شفقت ظاہر کی اور انھیں اختیار دیا کہ خواہ سفر کریں خواہ وہیں رہیں۔

دونوں نے سفر اختیار کرنے اور باپ کے پاس پہنچنے کو ترجیح دی۔ اس وقت ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر سلطان رکن الدین پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ اس نے کمال محبت سے نفیس خلعت، مرصع پٹکے اور اسی قسم کا مناسب سامان منگوا کر اپنے آدمیوں کے ساتھ سلطان غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کیا۔ پھر ان سرکش مجرموں کی نسبت حکم دیا کہ انھیں فصیل کے برجوں پر سولی دے دی جائے، اور ان کے گاؤں میں آگ لگا دی جائے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اسی لئے (اس گاؤں) لادیق کو لادیق سوختہ کہتے ہیں۔ پھر یہ منادی کرا دی کہ "جو شخص سلجوقیوں کی توہین کرے گا اسے ایسی ہی سزا دی جائے گی"۔

سلطان غیاث الدین کا عزم ممالک ارمن:

جب تک بیٹے پاس نہ آ گئے سلطان غیاث الدین (لارندہ ہی میں) ٹھہرا رہا۔ بیٹے آئے تو انھوں نے چچا کی مہربانیوں کا ذکر کیا۔ پھر سلطان رکن الدین کے قاصد آئے اور انھوں نے نمائشی الفاظ میں عذر معذرت کر کے سلطان کو اطمینان دلایا۔ سلطان نے ان باتوں کو توجہ کے ساتھ سنا اور ان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کر کے انھیں رخصت کیا اور خود ممالک ارمن[1] کی راہ لی۔

---

[1] ممالک ارمن سے مراد ارمینیا ہے۔ یہ علاقہ ایشیائے کوچک میں قفقاز کے جنوب میں واقع ہے۔ قدیم زمانے میں اسے ایک مستقل حکومت کی حیثیت حاصل تھی۔ بازنطینیوں اور عباسیوں کے درمیان اس کے قبضے پر لڑائی ہوئی۔ سلجوقیوں کے اسے فتح کرنے اور بیزنطینی سلطنت کے ختم ہونے کے بعد یہ علاقہ روس، ایران اور دولت عثمانیہ کے مابین تقسیم ہو گیا۔ آج کل ارمنیا کے دو حصے ہیں۔ ایک ترکی ارمینیا جس میں قرص، ارض روم، موش، بتلس اور فان شامل ہیں۔ دوسرا روسی ارمینیا اس میں دو جمہوریتیں اریوان اور آذربیجان قائم ہیں۔

ارمنستان میں سلطان غیاث الدین کا ورود

فرمانروائے ارمنستان کا اظہار عقیدت :

جب نیفوں کو سلطان کے آنے کی اطلاع ملی تو بڑے خلوص اور اہتمام کے ساتھ استقبال کو نکلا اور چتر مبارک پر نظر پڑی تو پیادہ ہو گیا ۔ اس کے بعد سلطان کے اعزاز و احترام میں ہمہ تن مصروف رہا ۔ سلطان کو یہاں ایک ماہ تک ٹھہرنے کا اتفاق ہوا ۔ پھر آبلستان روانہ ہو گیا ۔

ملک مغیث الدین کی مہمان نوازی :

ملک مغیث الدین طغرل شاہ بسر قلیچ ارسلان (والی آبلستان) نے خدمت گذاری و مہمان نوازی میں انتہائی کوشش کی ۔ قاضی اور سرداران شہر کو طلب کر کے ان کے سامنے اقرار کیا کہ ''ملک آبلستان مع مضافات جس طرح میرے باپ نے مجھے عنایت فرمایا تھا ، میں طغرل شاہ اقرار کرتا ہوں کہ اسی طرح اس کا مالک میرا بھائی سلطان غیاث الدین کیخسرو ہے'' ۔ یہ کہہ کر بزم عام میں دستاویز (صک) سلطان کی خدمت میں پیش کر دی ۔ سلطان نے اس کے جواب میں ''قبول کی'' کہہ کر پھر اسے واپس کر دی ۔

ملطیہ میں آمد :

چند روز کے بعد سلطان نے ملطیہ کا عزم کیا ۔ جب ملک معزالدین قیصر شاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ استقبال اور ضیافت کی تیاریوں میں مشغول ہوا اور اپنے تمام اقارب و لواحق کے ساتھ سلطان کی پیشوائی کو نکلا ۔ اس موقع پر دور سے ان پر نظر پڑی تو پا برہنہ ہو کر دست بوسی کو دوڑا ۔ پھر بڑے بھائی کے دھوکا دینے ، تخت سلطنت چھڑانے اور سلطان کے لیے جلا وطنی کا حکم دینے پر افسوس ظاہر کیا اور بہت ہمدردی کی ۔ اس کے بعد سلطان کو بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لایا ۔ قصر سلطنت تمام اسباب ، لوازمات اور خدام کے ساتھ اس کے تصرف میں دیا اور روز بروز اپنی اطاعت شعاری اور خیر اندیشی کے اظہار میں مبالغہ کرتا رہا ۔

ایک رات کو ملک معز الدین سلطان کے پاس تنہائی میں گیا اور دو زانو ہو کر اس سے عرض کی: ''میرے جی میں آتی ہے کہ سلطان کی

جارہے ہو تو اپنے خسر ملک العادل کے پاس چلا جاؤں اور سلطان سلطیہ کے کسی معمولی سے حصے پر قناعت فرمائیں ۔ جب یہ نحس ایام گزر جائیں تو بندہ پھر اسی نواح میں حاضر ہو جائے اور سلطان حسب مدعا تخت سلطنت کو رونق بخشیں'' ۔

یہ سن کر سلطان نے تبسم کیا اور فرمایا کہ ''ملک العادل ایک ہوشمند بادشاہ ہے ، تمہاری خوشی کے خیال سے یہ زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں ہی اس کے پاس چلا جاؤں اور کچھ صلاح مشورہ کروں ، دیکھوں پھر کیا ہوتا ہے ۔ اس وقت تک تم اپنا ملک اپنے قبضے میں رکھو اور فیصلۂ تقدیر کا انتظار کرو''۔

سلطان غیاث الدین نے یہاں سے حلب کا عزم کیا .. ملک معزالدین نے اس موقع پر اپنی حرم کا ایک پچاس ہزار دینار کی قیمت کا گلوبند بطور نذر سلطان کے خزانچی کے حوالے کیا اور اس کے علاوہ بے شمار اسباب و سامان ساتھ کر کے سلطان کو رخصت کیا ۔

سلطان کا ورود ملک شام میں

شاہانہ مدارات اور ملوک شام کی تسلی و دلدہی :

جب ملوک شام کو سلطان کے آنے کی خبر ملی تو انھوں نے باقاعدہ لشکر استقبال کے لیے بھیجے اور سامان ضیافت ساتھ کیا ۔ پھر سب نے ادب کے ساتھ حاضر ہو کر شرف دستبوسی حاصل کیا اور خیر مقدم کی رسم ادا کرنے کے بعد سلطان سے عرض کی : ''سلطان نے اپنی تشریف آوری سے گویا اپنے ہی آستانے کو رونق بخشی ہے ۔ ہمارے امکان میں جو کچھ ہے ہم وہ سب خاطر اشرف کی وحشت اور پریشانی رفع کرنے کے لیے صرف کرنے پر آمادہ ہیں ۔ خدا کے لیے اطمینان و سکون سے کام لیں ، اپنے آپ کو قدرت سے بچائیں اور حضرت امیرالمومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اس ارشاد پر عمل فرمائیں کہ تمام محنتوں کی ایک حد ہوتی ہے ۔ عاقل کے لیے یہی ایک راستہ ہے کہ اس حد سے گزرنے تک بے پروا ہوجائے ۔ مناسب ہے کہ سلطان قابوس[۱] کے اس شعر کو جو اس نے اپنی معزولی کے

۱- قابوس بن وشمگیر مراد ہے جو ایک بڑا لائق اور ذی علم تھا ۔

موقع پر کہا ہے دل محزوں کی تسلی کا ذریعہ بنائیں :

وفی السماء نجوم غیر ذی عدد ولیس یکسف الا الشمس والقمر

فلک پر یوں تو بے گنتی ثوابت اور ستارے ہیں
گہن لگتا ہے لیکن صرف مہر اور ماہ تاباں کو

اس طرح اس زمانے میں روزانہ ایک بادشاہ تسلی و دلدہی کر کے سلطان کی میزبانی کرتا اور شان دار ضیافت کر کے حق تواضع ادا کرتا ۔ یکایک سلطان نے اپنے دل میں آمد کا عزم کر لیا ۔ ان میزبانوں نے مقدور بھر خدمت کی اور چند روز تک رسم وداع کے طور پر سلطان کے ہمرکاب رہے ۔ پھر گرانمایہ خلعت وغیرہ حاصل کر کے واپس ہوئے ۔

آمد میں سلطان کی آمد :

سلطان جب آمد کی حدود میں پہنچا تو ملک صالح نے ، جس کی والدہ سلطان قلیج ارسلان کی بیٹی تھیں اور اس طرح وہ سلطان کا بھانجا تھا ، سلطان کی پیشوائی کے لیے اپنے بیٹوں کو خدم و حشم کے ساتھ روانہ کیا اور قصر سلطنت کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہر قسم کے پرتکلف سازو سامان سے آراستہ کر کے خاصان دولت کے ساتھ خود استقبال کو نکلا ۔ جب اس کی نظر چتر مبارک پر پڑی تو پیادہ ہو گیا ۔ حاجبوں نے دوڑ کر اسے پھر سوار کر دیا ۔ جب اور قریب پہنچا تو پھر پیادہ ہونا چاہا مگر سلطان نے قسم دے کر روک دیا اور گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے دست بوسی کی اجازت دی ۔ جب شہر کے پاس پہنچے تو ملک الصالح پھر پیادہ ہوگیا اور سلطان کے ہاتھ سے باگ لے کر ساتھ ساتھ چلنے لگا ۔ جب محل کے دروازے پر پہنچے تو ملک الصالح کے بیٹوں نے دیناروں سے بھرے ہوئے طباق نچھاور کیے ۔ جب سلطان تخت پر بیٹھا تو ملک الصالح نے اپنے قلعوں اور خزانوں کی کنجیاں سلطان کی خدمت میں پیش کیں ۔ سلطان اس کی عالی ہمتی سے حیران ہوا اور اس کی بے انتہا تعریف کر کے کہا : ''ہم نے قبول کیا اور نہایت شکریے کے ساتھ انہیں تم کو بخش دیا ۔ خدا تمھیں ان سب چیزوں سے مستفید فرمائے'' ۔ اس کے بعد نذر کے خوان رکھے گئے اور پھر اٹھائے گئے ۔ پھر سلطان ہمشیرہ کو دیکھنے کے لیے حرم سرا میں داخل ہوا ۔

جن بھائی کی ملاقات :

جب ملکہ (والدہ ملک الصالح) کی نظر سلطان کے چہرے پر پڑی تو بھائی کے قدموں پر جھک گئی اور کہا "جو کچھ خادمہ کا ہے شہریار کے قدموں پر نثار ہے۔ آپ اس شہر میں قیام فرمائیں اور اللہ کی مہربانی کا انتظار کریں۔ شاید اسی جلاوطنی میں کوئی مصلحت ہو۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم¹ (یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمھارے حق میں خیر ہو)۔

پھر سلطان خلوت خانے میں گیا۔ وہاں حسینان مہ جبیں دست بستہ حاضر خدمت تھیں۔ تھوڑی دیر یہاں آرام کر کے بزم میں آیا اور روح پرور نغموں سے غم غلط کرتا اور دل کو تازگی پہنچاتا رہا۔ اس حال میں وہ اس جگہ مدت تک مقیم رہا۔ اس کے بعد آگے کا قصد کیا۔

یلیان کی پذیرائی :

جب ملک یلیان کو سلطان کی آمد کا علم ہوا تو اپنے فرزندوں اور عزیزوں کو پانچ روز کے راستے پر پہلے روانہ کر دیا ، پھر ان کے پیچھے خود روانہ ہوا۔ پاپیادہ سلطان کا استقبال کیا اور اس کے ہمرکاب رہ کر محلسرا پر آیا۔ نفیس اور بیش قیمت چیزوں میں سے جو کچھ تھا یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی سلطان کے قدموں پر ڈال دیا۔ قلعوں کی کنجیاں اور خزائن ریاست کے تفصیلی حسابات حاضر خدمت کر کے سخت قسمیں کھائیں اور کہا : "اس میں ذرا بناوٹ کو دخل نہیں ، یہ سب نہایت خلوص کے ساتھ حاضر ہے" سلطان نے فرمایا : "تمھاری مروت و جواں مردی کا درجہ جتنا کہ تم کہتے ہو اس سے بہت بلند ہے بلکہ ہزار گنا زیادہ ہے۔ مگر مجھے فضل الٰہی سے توقع ہے کہ عنقریب میرے دن پھرنے والے ہیں اور اس ادبار کی انتہا ہونے والی ہے۔ اس وقت میں اپنے میزبان کی مہربانیوں کا شکریہ ادا کر سکوں گا"۔

استنبول کا سفر :

سلطان غیاث الدین نے ایک عرصہ تک یہاں قیام کر کے جانیت کی جانب توجہ فرمائی۔ پھر وہاں تھوڑے دن رہ کر استنبول جانے کے عزم سے

---

¹ سورۃ البقرہ (۲ : ۲۱۶)

کشتی میں بیٹھ گیا ۔ سوء اتفاق (دیکھیے) کہ ہوا ناموافق ہو گئی اور کشتی ساحل مقصود کے بجائے دیار مغرب کے ساحل پر جا پہنچی ۔ مجبوراً وہیں لنگر ڈالنا پڑا ۔ ساحل پر اتر کر ایک مدت تک ان اطراف میں پھرتا اور مشرق خوش خلقی سے مغربی سوء اخلاق کا موازنہ کرتا رہا ۔ اس درمیان میں امیرالمؤمنین عبدالمؤمن کی حمایت شامل حال رہی اور زمانے کے خطرات سے امن رہا ۔ سلطان ان امارت پناہ کی چند در چند مہربانیوں سے شرفیاب ہوا ۔ پھر انھیں کی اجازت سے استنبول کا سفر اختیار کیا ۔

سلطان کا مغرب کی طرف سے استنبول پہنچنا

استنبول کے فرمانروا :

فاسلوس نے سلطان کی تشریف آوری بہت غنیمت جانی اور ان کی آمد کو اپنے ملک کے استقلال کا سبب خیال کیا ۔ یہ دونوں جب ساتھ ہوتے تو ایک ہی تخت پر بیٹھتے اور باہم محبت و اخلاص کی باتیں کیا کرتے ۔

ایک فرنگی کا گستاخانہ رویہ :

اسی زمانے میں ایک فرنگی جرأت و دلاوری میں بہت شہرت پا گیا تھا ۔ اس کی نسبت مشہور تھا کہ یکہ و تنہا ہزار مردوں سے جنگ کرتا ہے ۔ اس کی تنخواہ دس ہزار دینار سالانہ تھی ۔

ایک دن کسی دفتر والے سے اور اس سے تنخواہ کی وصولی پر جھگڑا ہو گیا ۔ وہ فاسلیوس کے پاس آیا اور لمبی چوڑی شکایت کر کے بیہودہ طور پر الجھنے لگا ۔ فاسلیوس فرنگی سے کہتا تھا : ”آج سلطان تشریف رکھتے ہیں اس معاملے کو ملتوی رکھو ، کل تمھاری مرضی کے مطابق انتظام کر دیا جائے گا“ مگر فرنگی کچھ نہ سنتا تھا ۔ اس کے لب و لہجہ کی درشتی اور پیشانی کے بل دور ہی نہ ہوتے تھے ۔

یہ دیکھ کر سلطان کو غصہ آگیا اور تکفور (فاسلیوس) سے پوچھا :

——— ” یہ امیر کیا کہتا ہے؟“

——— ” شاید اہل دیوان نے اس کی مقررہ تنخواہ ادا کرنے میں کچھ بے پروائی برتی ہے “ فاسلیوس نے جواب دیا ۔

اس پر سلطان نے کہا :

———”کچھ بھی ہو ، نوکروں کو اس حد تک گستاخ کیوں کر لیا ہے؟“

سلطان کا فرنگی کو سزا دینا :

یہ بات سن کر وہ فرنگی خود سلطان کے ساتھ گستاخی پر آمادہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سلطان کو غصے کی شدت سے تاب ضبط نہ رہی ، ایک پگڑی ہاتھ پر لپیٹ کر ایک گھونسا اس کے کان کی لو پر اس زور سے مارا کہ فرنگی بیہوش ہوکر گر پڑا ۔

فرنگی اور رومی سلطان کی اس حرکت سے مشتعل ہو گئے اور انھوں نے سلطان پر حملہ آور ہونے اور اسے جان سے مارنے کا قصد کر لیا ۔ فاسلیوس نے ان کو بمشکل روکا اور خود تخت سے اتر کر اس فتنے کو رفع دفع کیا ۔ پھر سب لوگوں کو محل سے باہر کر کے تنہائی میں سلطان سے نرمی اور ملاطفت کی باتیں کیں اور اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی سعی کرتا رہا ۔

فاسلیوس سے سلطان کا مطالبہ :

اس وقت سلطان کی حالت شدت غضب سے بہت خراب تھی ۔ تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی ۔ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ رہ رہ کر ٹھنڈی سانسیں بھرتا اور اپنی بے بسی پر صبر کرتا ۔ اسی حالت میں سلطان نے فاسلیوس سے کہا :

تمھیں معلوم ہے میں قلیج ارسلان کا بیٹا ، الپ ارسلان کی اولاد ، اور ملک شاہ ہوں ۔ میرے اجداد و اعمام (داداؤں اور چچاؤں) نے دنیا کو مشرق سے مغرب تک فتح کیا ہے ۔ تمھارے اجداد ہمیشہ ان کے خزانوں میں خراج بھیجتے رہے ہیں ، اور میرے ساتھ تمھارا یہ برتاؤ ہے ! اب اگر تم اسے روا رکھتے ہو کہ چونکہ تقدیر نے مجھے تمھاری سرزمین پر لا پھینکا ہے اس لیے میرے ساتھ ایسی بے عزتی کرو ، تو اس بات کو جان لو کہ میرے بھائی جن میں سے ہر ایک صاحب ملک ہے ، جب یہ سنیں گے تو

آکل لحم اخی ولا ادعہ لغیری

(میں اپنے بھائی کا گوشت خود کھا لوں گا ، لیکن اسے اپنے غیر کے لیے نہ چھوڑوں گا)

کہتے ہوئے اسی بہانے سے تم پر لشکر کشی کریں گے اور تمھارے ملک کو تباہ و برباد کر کے جانوروں کی چراگاہ بنا دیں گے ۔

فاسلیوس نے جواب دینے میں جلدی نہ کی تاکہ سلطان کا غصہ کم ہو جائے ۔ پھر بہت زیادہ عذر و معذرت کرکے معافی کا طالب ہوا اور کہا :

——''سلطان کو اختیار ہے کہ میرے ملک اور لشکر پر جو حکم چ
نافذ فرمائیں''۔

سلطان نے جواب دیا :

——''اس کی تصدیق تو جبھی ہوگی کہ جو کچھ میں کہوں تم امر
خلاف نہ کرو''۔

فاسلیوس نے پھر قسم کھا کر کہا ''میں سلطان کے احکام سے
نہ کروں گا'' ۔

اس پر سلطان نے کہا :

——''اچھا ، جیسے اسلحہ میں پسند کروں ، اور جو گھوڑا میدان .
کے لائق اور مردوں کے لیے زیبا ہو حاضر کیا جائے اور اس فرنگی کو
کیا جائے کہ یہ سر میدان مجھ سے مقابلہ کرے ۔ اگر مقابلے میں وہ
پا جائے تو مجھے غربت کی مصیبتوں سے نجات مل جائے گی ، اور میں ظفر
ہوں تو فاسلیوس کو اس کی گستاخی اور بیہودگی سے خلاصی ح
ہو جائے گی ۔

فاسلیوس نے کہا :

——''خدا نہ کرے کہ میں آپ کو ایسا کرنے دوں ۔ اگر معاذاللہ س
کو اس فرنگی کے ہاتھوں کوئی گزند پہنچا تو دنیا مجھے بے وقوف بنائے گ
ایک بادشاہ کو ایک لشکری کے مقابلے میں کھڑا کر دیا ۔ اس کے
میں آپ کے بھائیوں کے انتقام کے خیال سے اور بھی ایسا نہیں کر سکتا'

مگر سلطان نے قسم کھا کر کہا :

——''اگر اس معاملے میں فاسلیوس نے توقف کیا تو میں بلاتأمل خود
کر لوں گا'' ۔

فرنگی سے سرمیدان مقابلے کی تیاری :

جب سلطان غیاث الدین کا اصرار حد کو پہنچ گیا تو فاسلیوس
حکم سے شاہانہ سامان جنگ اور اسلحہ حاضر کیے گئے ۔ سلطان نے ا
سے مناسب ہتھیار چن لیے ۔ پھر اس فرنگی کو خبر دی گئی کہ کل زو
کا دن ہے ۔ فرنگی تمام رات اسباب جنگ مہیا کرتا اور تیار ہوتا رہا ۔
مضبوطی کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ کر جنگ کے عزم سے میدان میں آ پہ

اس طرف کے لوگ ، پڑھے لکھے ، جاہل ، مسلمان اور ذمی ہر طبقے کے دو گروہ میں ہو کر بعض سلطان کی طرف مائل ہوگئے اور بعض فرنگی کے طرف دار ہو کر جنگ کا تماشا دیکھنے لگے ۔ اس وقت سلطان کے کان میں ہر لحظہ روح الامین کی طرف سے و ینصرک اللہ نصراً عزیزاً (اللہ تجھے نمایاں فتح دے گا) کی صدائیں آ رہی تھیں اور وہ کوہ آہنیں کی طرح فاسلیوس کے سامنے قلب میں جا ہوا و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ[1] (اور جو شخص اللہ پر توکل (بھروسہ) کرے گا تو اللہ (اس کی اصلاح مہمات کے لیے کافی ہے) کی تلاوت کر رہا تھا ۔

فرنگی سے دو دو ہاتھ اور سلطان کی فتح :

جب آفتاب بلند ہوا اور ہر طرف دھوپ پھیلنے لگی تو پہلے فرنگی نے نیزہ سنبھال کر سلطان پر حملہ کیا ۔ سلطان نے سپر (ڈھال) پر روکا ۔ دوبارہ پھر حملہ کیا اور سلطان نے روکا ۔

تیسری مرتبہ سلطان نے جم کر حملہ کیا اور ایک ہی جان فرسا وار سے فرنگی کو عاجز کر دیا اور ایک گرز رسید کر کے خر عیسیٰ کے اس پرستار کو اس طرح دبایا کہ اس کے رخسار زمین سے جا لگے ، خاک چاٹنے لگا اور اس کے رونے کی آواز اسفل السافلین تک پہنچی ۔

بضربۃ لم تکن منی مخالسۃ   و لا تعجلتھا جبنا و لا فرقا

(میں نے اس پر ایسی ضرب لگائی جو شتاب کارانہ نہ تھی اور میں نے وہ ضرب عجلت میں پہلو یا سر پر نہیں لگائی تھی (بلکہ جم کر بھرپور وار کیا تھا) ۔

فرنگی کا گھوڑا گرز کے صدمے سے میدان میں نہ ٹھہر سکا ۔ فرنگی نے چونکہ اپنے آپ کو اچھی طرح گھوڑے سے باندھ رکھا تھا اس لیے وہ اسی طرح گھوڑے پر مدہوش و بیہوش لٹکتا رہا ۔ یہ دیکھ کر فاسلیوس اور جو مسلمان و تجار اور بڑے بڑے امرا حاضر تھے بے اختیار آفرین و شاباش کے نعرے بلند کرنے لگے ۔ ذلیل فرنگیوں نے شورش برپا کرنا چاہی مگر فاسلیوس نے حکم دیا کہ ان کو دفع کر دیا جائے ۔ پھر ان میں سے بعض کو سزائیں دیں اور بعض کو تنبیہ کرکے اس فساد کو رفع کیا ۔

۱- سورۃ الطلاق (۶۵ : ۳)-

اس کے بعد فاسلیوس سلطان کو اپنے گھر لے گیا - بہت سی پیشکش نذر گزرانی - اس رات کو صبح تک بزم نشاط آراستہ رہی - دور شراب چلتا رہا - دوسرے دن فاسلیوس تمام اسباب و آلات بزم کے ساتھ جو اس کے آبا و اجداد کے جمع کیے ہوئے تھے، سلطان کی فرودگاہ پر حاضر ہوا - دن بھر خوب جشن مناتا اور دادِ عیش دیتا رہا -

فاسلیوس کے دل کی بات زبان پر آ گئی :

اسی دن نشے کی حالت میں فاسلیوس کی زبان سے یہ باتیں نکلیں:

——— خسرو اسلام کی محبت میرے دل و جان سے کسی حال میں دور نہیں ہو سکتی اس لیے اگرچہ بادشاہ کے بغیر میرا ایک لمحہ بھی میرے لیے وبال ہے لیکن میں بادشاہ کی مصلحت کو اپنی خوشی پر ترجیح دیتا ہوں - میری رائے یہ ہے کہ سلطان چند روز کے لیے ملک مفرزوم کے پاس چلے جائیں جو روم کے زبردست فرماں رواؤں میں سے ہے تاکہ فرنگیوں کے سینے میں حسد اور کینے کی جو آگ بھڑک اٹھی ہے سرد ہو جائے - اس اثنا میں جو کچھ ممکن ہے بندہ خدمت عالی میں ارسال کرنے میں کمی نہ کرے گا - علاوہ ازیں ملک مفرزوم خود تعظیم و احترام کے شرائط بجا لائے گا: لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً[1] (شاید اللہ تعالیٰ بعد اس کے کوئی نئی بات پیدا کر دے)

سلطان غیاث الدین کا قصد جزیرۂ مفروزم :

فاسلیوس کی یہ باتیں اپنا کام کر گئیں - چند روز کے بعد سلطان نے خدم و حشم کے ساتھ جزیرۂ مفرزوم کی جانب روانہ ہونے کا عزم کر لیا - (سفر کی تیاری مکمل ہونے تک) دور جام سے گردش ایام کا غم غلط کرتا رہا - اس اثنا میں شہزادہ عزالدین اور علاء الدین جب سلطان کی خدمت سے فرصت پاتے بحر و بر کے شکار سے دل بہلایا کرتے -

اب سلطان رکن الدین کی باشاہی کا ذکر کیا جاتا ہے -

۱- سورة الطلاق (۶۵ : ۱)

سلطان رکن الدین کا عہد بادشاہی

رکن الدین کے اخلاق حسنہ :

رکن الدین سلیمان شاہ ایسا بادشاہ تھا کہ سلطان قلیچ ارسلان کی اولاد کیا تمام آل سلجوق میں ان صفات کا کوئی شہریار نہیں ہوا ۔

وہ بڑا زبردست اور باوقار فرماں روا تھا ۔ رعیت پر بے انتہا شفقت کرتا اور نہایت سلامت روی اور پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا ۔ اس میں حلم و بردباری کے اوصاف بہت نمایاں تھے ۔ اس کے احکام بغیر کسی روک ٹوک کے سب پر نافذ ہوا کرتے تھے :

حلو الفکاھۃ مر الجد قد مزجت
بقسوۃ البأس منہ رقۃ الغزل

(وہ خوش طبعی کے لحاظ سے شیریں اور جہد و جہد کے اعتبار سے تلخ (سخت جفاکش) ہے ۔ اس میں ہیبت اور دبدبے کی سختی کے ساتھ ساتھ غزل کی سی لطافت و نرمی سمو دی گئی ہے) ۔

اسے اکثر علوم میں کمال حاصل تھا ، اس پر بھی وہ ہمیشہ کمال کا جویا رہتا تھا ۔ ذیل کے دو شعر اس کے نتائج طبع سے مشہور ہیں جو اس نے اپنے بھائی قطب الدین ملک شاہ والی سیواس و آقسرا کی نسبت کہے تھے ۔ یہ دونوں بھائی آپس میں دشمن تھے :

اے قطب! فلک وار از تو سر نکشم تا چوں نقطت بدائرہ در نکشم
از دوش کشیدہ باد کیمخت تنم گر پرچمت از کاسۂ سر بر نکشم

(اے قطب ، میں فلک کی طرح تجھ سے اس وقت تک سر نہ ہٹاؤں گا جب تک تجھے نقطے کی طرح دائرے میں نہ کھینچ لوں ۔ اگر میں تیرے کاسۂ سر یعنی (کھوپڑی کی کھال) سے پرچم نہ نکالوں تو میرے بدن کا کیمخت (چمڑا) میرے دوش سے کھینچ لیا جائے (یعنی اگر تیری کھوپڑی کی کھال نہ کھینچ لوں تو خود میری کھال ادھیڑ دی جائے) ۔

عفو عام :

جس وقت سلطان غیاث الدین کیخسرو اپنی جلا وطنی کے وقت قونیہ کے دروازے سے باہر نکل گیا تو ارکان و اعیان دولت نے سلطان رکن الدین کا استقبال کیا اور اپنی فروگزاشت اور سابقہ ترک ادب پر معافی کے خواستگار ہوئے ۔ سلطان نے آیت :

لا تثریب علیکم الیوم[1]

(آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے)

ھتے ہوئے انہیں معاف کر دیا اور مبارک گھڑی میں چتر کے زیر سایہ
ہر میں داخل ہوا اور تخت شاہی کو رونق بخشی ۔

سخاوت اور داد و دہش :

سلطان رکن الدین کی سخاوت اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ جو روپیہ لشکر
، پانچ سال کی تنخواہ کے لیے اس کی خدمت میں پیش کیا گیا ، اس نے
ب کا سب ایک ہی دن میں خاص و عام پر تقسیم کر دیا ۔ شعرا ، اہل
ضل و .ال اور ہنرمند اشخاص اس کی تربیت اور سرپرستی کی بدولت فقر و
اقہ سے نجات پا گئے اور عیش و آرام کی زندگی گزارنے لگے ۔

ظہیر فاریابی کا صلہ :

امام الکلام ظہیرالدین فاریابی نے اپنا مشہور قصیدہ سلطان رکن الدین
ی خدمت میں بھیجا جس کا مطلع یہ ہے :

زلف سرمستش چو در مجلس پریشانی کند
جان اگر جان درنیندازد گران جانی کند

(جب اس کی مست زلف مجلس میں پریشان ہو جائے ، اس وقت جان اگر
اپنے آپ کو قربان نہ کر دے تو سخت جانی کی مرتکب ہوگی یا سخت جان
کہلائے گی) ۔

سلطان نے اس کے قاصدوں کو دو ہزار دینار ، دس گھوڑے ، پانچ
خچر ، پانچ غلام ، پانچ لونڈیاں اور ہر قسم کے پچاس خلعت صلے میں
عنایت کیے ۔

بے لاگ عدل کی ایک عجیب مثال :

سلطان رکن الدین کے عدل و انصاف کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا
ہے :

سلطان کا ایک محمود سیرت غلام تھا جس کا نام ایاز تھا ۔ سلطان
اس کے حسن و جمال پر دل سے فریفتہ تھا ۔

---

۱ ۔ سورۂ یوسف (۱۲ : ۹۲)

ایاز ایک دن اپنے ہاتھ پر باز لیے ہوئے شکار کھیل کر واپس آ رہا تھا ، اتفاقاً ایک بڑھیا کا سامنا ہو گیا جو دہی کا پیالہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھی ۔ غلام دھوپ کی شدت اور پیاس کے غلبے سے بیتاب ہو رہا تھا ؛ بڑھیا سے پیالہ چھین کر دہی پی گیا ۔ بڑھیا اس کے پیچھے پیچھے دوڑتی ہوئی محل سرا تک آئی اور فریاد کرنے لگی کہ میں نے پیالہ بھر دہی اپنے یتیم بچوں کے لیے رکھا تھا ، اسے ایک غلام نے لے لیا اور قیمت نہیں دی ۔

سلطان نے یہ سن کر حکم دیا کہ اس مظلومہ کا حال معلوم کیا جائے ۔

اتنے میں وہ غلام بھی حاضر ہوگیا ، بڑھیا نے کہا ''وہ یہی ہے'' ۔ غلام نے بادشاہ کے ڈر سے اس جرم سے انکار کر دیا ۔ اب سلطان نے بڑھیا سے کہا :

——''اگر غلام کا پیٹ چیرنے پر دہی نہ نکلا تو تیری سزا قتل ہوگی'' ۔

——''مجھے یہ فیصلہ تسلیم ہے'' بڑھیا نے کہا ۔

فوراً جراح کو حکم ہوا کہ غلام کے پیٹ میں شگاف دیا جائے ۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی تو آنتوں میں دہی بھرا ہوا نکلا اور سلطان کے فیصلے کے مطابق غلام کو قتل کر دیا گیا ۔

اس واقعے سے سلطان کو سخت صدمہ ہوا ۔ غلام کے فراق میں اس کی حالت نہایت ابتر ہوگئی اور 'از ماست کہ برماست'[1] والی مثل اس پر صادق آ گئی ۔ آخر اس نے بڑھیا کو ایک ہزار دینار انعام دے کر رخصت کیا ۔

ایاز پر لشکرکشی کا عزم :

سلطان رکن الدین نے ان اوصاف کے ساتھ ایک مدت تک بادشاہی کی

---

۱ - ''یہ سب اپنے ہی ہاتھوں کا کیا دھرا ہے'' اس موقع پر اس ضرب المثل کا استعمال مؤلف فارسی کی لطافت طبع پر دلالت کرتا ہے ۔ اس مثل میں لفظ ''ماست'' کی لفظی تجنیس لطف سے خالی نہیں ۔ ''ماست'' دہی کو کہتے ہیں ۔ (مترجم)

کر آخر عمر میں جہانگیری کی حرص نے گھیر لیا اور اس نے گرجستان کی تسخیر کا عزم مصمم کر لیا -

اس عزم کا سبب یہ تھا کہ ملکہ گرج جس کا نام تامار تھا ، سلطنت ابخاز اور دارالملک تفلیس پر بلقیس کی طرح بادشاہی کرتی تھی اور اس کے حکام تمام قلمرو میں رواں تھے -

اس ملکہ نے سنا تھا کہ سلطان قلیچ ارسلان کے بارہ بیٹے ہیں اور ان میں سے ہر ایک حسن و جمال میں یکتا ہے - مثل ہے کہ:

اما النساء فمیلهن الی الهوی

(عورتوں کا میلان تو ہمیشہ عشق و محبت ہی کی طرف رہتا ہے)

وہ جہاں کسی خوبرو اور نرم گفتار شہزادے کو دیکھ پاتی:

الاذن تعشق قبل العین احیانا[1]

(کبھی کبھی کان آنکھوں سے پہلے عاشق ہو جاتے ہیں)

زبان پر لا کر روپے یا باتوں کے ذریعے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتی -

ملکہ نے ان شہزادوں کی تصویریں حاصل کرنے کے لیے اپنی طرف سے ایک نقاش کو دیار روم میں بھیج دیا - جب ان سب کی تصویریں اس کی نظر سے گزریں تو اس نے ملک رکن‌الدین سلیمان شاہ کو بہت پسند کیا - اس پر عاشق ہو گئی اور اس سے شادی کرنے کے لیے قلیچ ارسلان کے حضور میں تحریک کی -

قلیچ ارسلان نے یہ قصہ تنہائی میں رکن‌الدین سے کہا اور اس کی رضامندی معلوم کرنا چاہی - رکن الدین چونکہ اس باب میں بہت غیور تھا اس نے ناگواری کے ساتھ جواب دیا کہ ''سلطنت ابخاز کے لیے جو ایک ادنٰی سا دنیوی مقصد ہے شاہ عالم یہ کیونکر روا رکھتے ہیں کہ مجھے اس کفرستان میں بھیج دیا جائے - امید ہے کہ وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ[2] (اللہ تعالیٰ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے)

۱- مولانا جامی کا مشہور شعر نظر میں رکھیے :

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

۲ - سورۃ الفتح (۴۸ : ۲۰)

کا وعدہ فتح ابخاز کے معاملے میں کافی ہوگا ۔ میں انشاءاللہ خود چڑھائی کرکے اس کے ملک کو برباد کر دوں گا اور اس فاسقہ کو چوٹی پکڑ کے گھسیٹتا ہوا بادشاہ کی درگاہ میں حاضر کر دوں گا ۔

سلطان (قلیج ارسلان) کو بیٹے کے یہ اخلاق عالیہ دل و جان سے پسند آئے اور اس سے بہت معذرت کی ۔

سلطان رکن الدین کا عزم گرجستان اور وہاں سے خلاف ارادہ واپسی

گرجستان کی جانب روانگی :

ملکہ گرجستان کے ساتھ یہ کینہ سلطان رکن الدین کے دل میں مدت سے قائم تھا ۔ جب سلطنت ملی تو اس نے ایک زبردست فوج مہیا کرکے اس طرف کا رخ کیا اور اطراف و نواح کے بادشاہوں اور بھائیوں کے پاس قاصد بھیجے کہ اس جنگ میں شرکت کے لیے تیار ہو جائیں ۔ سب سے پہلے مغیث الدین طغرل شاہ والی آبلستان نے شرکت کی ، پھر ملک فخرالدین بہرام شاہ کو شرکت کا ایما کیا گیا ۔

فخرالدین بہرام شاہ کا ذکر

فخرالدین بہرام شاہ منکوجک غازی کے خاندان سے تھا اور سلطان کا داماد تھا ۔ یہ شخص ضبط نفس ، حسن سیرت ، علو ہمت ، پاکبازی اور شفقت و مہربانی وغیرہ اوصاف میں یکتائے زمانہ تھا ۔ اس کے عہد شاہی میں ارزنجان میں کوئی شادی یا غمی ایسی نہ ہوتی جس میں اس کے مطبخ (باورچی خانے) سے فقرا اور مساکین کو کھانے نہ کھلائے جاتے ہوں یا ان میں وہ خود شریک نہ ہوتا ہو ۔

جانوروں کے لیے غلے کی رسد :

جب ماہ دی میں جنگل اور پہاڑوں کے جانور بھوک پیاس کی شدت سے اس کے انعام عام کے زیادہ محتاج ہوا کرتے تو بہرام شاہ کے حکم سے جنگلوں اور پہاڑوں میں چرخی کے ذریعے غلہ بھیجا جاتا تھا تاکہ پرندوں اور وحشی جانوروں کو غذا پہنچ سکے ۔

بہرام شاہ اور نظامی گنجوی :

مولانا نظامی گنجوی نے اپنی مثنوی "مخزن الاسرار" اسی بہرام شاہ کے نام سے لکھی اور تحفے کے طور پر اس کی خدمت میں ارسال کی تھی ۔

بہرام شاہ نے پانچ ہزار دینار اور پانچ راس خچر انھیں انعام میں دیے۔

الغرض رکن الدین کے ایما سے فخرالدین بہرام شاہ نے بھی ہر طرف سے لشکر جمع کیے اور ارزنجان کی طرف چلا تاکہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہو

علاءالدین سلتقی کا تساہل اور معزولی :

علاء الدین سلتقی ارزن الروم کا والی تھا ، اس نے شامت اعمال سے لشکروں کے فراہم کرنے میں تساہل سے کام لیا ۔ سلطان نے اسے معزول کر دیا اور اس کا ملک مغیث الدین طغرل شاہ کے سپرد کردیا ۔

ابخاز میں داخلہ جنگ اور شکست :

یہاں سے سلطان رکن الدین بے شمار لشکر ساتھ لے کر سلطنت ابخاز میں داخل ہوا ۔ وہاں کے کفار نے ایک زبردست جماعت کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور دونوں لشکروں میں اتنی سخت جنگ ہوئی کہ میدان جنگ میں ہر طرف کشتوں کے پشتے لگے ہوئے تھے ۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کو ایک زبردست فتح حاصل ہو اور کفار ولوا علی ادبارھم[1] (انھوں نے پیٹھ دکھائی) کا مصداق بن کر بھاگ کھڑے ہوں مگر اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے ، (اسے یہ بات منظور نہ تھی) دفعۃً کامیابی کی باگ مسلمانوں کے ہاتھ سے چھٹ گئی ۔ سلطان کے گھوڑے کا پاؤں ایک چوہے کے بل میں جا پڑا ۔

یہ دیکھ کر سلطان کے خدم و حشم اور اہل لشکر نے خیال کیا کہ شاید دشمن کا مکر کام کر گیا اور سلطان کو کوئی گزند پہنچا ۔ آن کی آن میں کایا پلٹ گئی ۔ مارنے والے مار کھانے لگے اور قاتل مقتول بن گئے : صار الاسیر امیراً والامیراسیراً وکان ذلک علی اللہ یسیراً (قیدی امیر اور امیر قیدی ہو گیا ، اور یہ بات اللہ پر آسان تھی) ۔ دم بھر میں شکست ہو گئی ۔ ملک فخرالدین بہرام شاہ اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ قید ہو گیا اور سلطان نے ملک مغیث الدین اور کچھ سپاہ کے ہمراہ ارزن‌الروم کی راہ لی ۔

قونیہ کو واپسی اور وفات :

چند روز ارزن الروم میں آرام کرنے اور زخموں کے مندمل ہونے کے بعد سلطان رکن الدین روم کا عزم کرکے قونیہ پہنچا ۔ وہ قونیہ میں پھر جہاد کی

---

۱ ۔ سورۃ الاسری (۱۷ : ۴۶)

تیاری اور حملہ کا دوبارہ عزم کر رہا تھا کہ اپنی ایک بیماری کی وجہ سے مجبور ہو گیا اور ۵۰۰ھ کے دوران جان جان آفریں کو سپرد کی۔

فقد ناہ لما تم واعتم بالعلی کذاک کسوف البدر عند تمامہ

(جب وہ کمال کو پہنچ گیا اور اس نے خوب سربلندی حاصل کر لی تو ہم اسے کھو بیٹھے۔ یہی حال ماہ کامل کے پورے ہونے کے وقت ہوتا ہے کہ اس میں گہن لگ جاتا ہے)۔

سر انجام گیتی بجز خاک نیست وزو بہرہ زہر است و تریاک نیست

(دنیا کا انجام خاک (ہونے) کے سوا کچھ نہیں۔ اور اس کی طرف سے زہر حصہ میں آتا ہے، تریاق نہیں)۔

سلطان عزالدین قلیج ارسلان

ابن

رکن الدین سلیمان شاہ

نابالغ شہزادے کی تخت نشینی:

جب سلطان رکن الدین راہی فردوس ہوا تو امرائے دولت نوح الپ امیر بندہ، اور توز بیگ نے جو ملک توقات سے سلطان کے حضور میں آئے ہوئے تھے، اور اپنے اعلیٰ مراتب و مناصب کی وجہ سے رازہائے شاہی کے محرم تھے، سلطان کے بیٹے عزالدین قلیج ارسلان کو تخت پر بٹھایا جو ہنوز بالغ نہیں ہوا تھا۔ اس طرح انھوں نے بیٹے کی خیر خواہی کر کے باپ کے احسانات کا حق ادا کیا۔

قلعۂ سپرتہ کی فتح:

اس معصوم بادشاہ کے زمانے میں سپرتہ فتح ہوا جو سواحل دریائے مغرب کا ایک زبردست قلعہ ہے۔ شاہان اسلام، قیاصرۂ روم اور تکافرہ[1] نے اس کی اطاعت اور خیر سگالی پر بیعت کی۔ پیشکش اور نذریں حسب سابق ملک کے اطراف سے خزانے میں آتی رہیں۔ (مزید حالات بعد میں

۱۔ تکافرہ تکفور کی جمع ہے۔ یہ لفظ عیسائی بادشاہوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

لکھے جائیں گے) ۔

بھائیوں کی بغاوت اور سلطان غیاث الدین سے سازباز :

سلطان رکن الدین مرحوم کے دوسرے بیٹے مظفرالدین محمود ، ظہیرالدین ایلی اور بدرالدین یوسف باغی ہوگئے کیونکہ یہ تینوں سلطان غیاث الدین کیخسرو کا دم بھرتے تھے ۔ انھوں نے بھائی (عزالدین) کے ساتھ منافقت اختیار کی ۔ تینوں بھائی عساکر اوجھا کے حاکم اور سردار تھے ۔ انھوں نے اطراف کے امرا کو سلطان غیاث الدین کی محبت و اطاعت پر آمادہ کر کے قسمیں دلوائیں اور ان سے عہد نامے لکھوائے ۔ پھر یہ سب انتظام کر کے زکریا حاجب کو جو ہوشیاری ، چالاکی اور احتیاط اور زبان دانی میں بہت مشہور تھا سلطان کو لانے کے لیے نامزد کیا ۔ وہ سب عہد نامے بڑی احتیاط کے ساتھ ایک چوب دستی کے جوف میں چھپائے اور زکریا کے حوالے کر کے اسے راہبوں کا لباس پہنایا اور وعدہ وعید سے اس کا دل مضبوط کر کے اس مہم پر روانہ کر دیا ۔

زکریا حاجب کی عجیب چال :

یہ حاجب جب ملک مغرزوم کے ملک میں پہنچا اور اسے سلطان کی قیام گاہ کا پتا ملا تو موقع کے انتظار میں وہیں ٹھہر گیا اور آس پاس گشت کرتا رہا ۔ ایک دن شہزادے غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ سیر کو نکلے اور ایک سبزہ زار میں بچوں کی طرح کھیلنے لگے ۔ زکریا ملک عزالدین[1] (ابن غیاث الدین) کے پاس پہنچا جو شکل و صورت میں بے مثال تھا

یکا یک از پے او روزگار ساختہ بود ز باب حسن ہرآنچش بکار می آمد

(حسن کے باب میں جو کچھ بھی اس کے کام آسکتا تھا زمانے نے اس کے لیے سب ایکبارگی مہیا کر دیا تھا) اور اس کا ایک بوسہ لے لیا ۔

شہزادہ غصے سے بیتاب ہوگیا اور سلطان (غیاث الدین) سے شکایت کی ۔ سلطان نے اسے طلب کیا ۔ جب وہ حاضر ہوا تو مغرزوم نے سزا کا مشورہ دیا ۔ زکریا نے یہ دیکھ کر کہ اب آبرو پر آ بنی ہے پیشانی سے ٹوپی سرکائی ۔ سلطان نے اسے پہچان لیا اور اس قضیے میں دانستہ گریز

۱۔ یہ دوسرا عزالدین ہے اور یہ سلطان معزول غیاث الدین کا بیٹا تھا ۔ اس سے پہلے جس عزالدین کا ذکر ہے وہ سلطان رکن الدین کا بیٹا تھا ۔

کرکے اس کی طرف سے کوئی مناسب وقت عذر کر دیا اور ملک مفرزوم کو سمجھا دیا ۔ پھر ایک خاص آدمی کو حکم دیا کہ اسے کسی جگہ ٹھہرا دیا جائے ۔

افشائے راز :

جب مکان غیروں سے خالی ہوگیا تو سلطان نے زکریا کو طلب فرمایا ۔ وہ حاضر ہوا تو اس نے عرض کی :

——" مجھے اس وقت جو تقرب نصیب ہوا ہے یہ اسی جرأت کا نتیجہ ہے "۔

" میرا بھائی کیسا ہے ؟" سلطان نے پوچھا ۔

" آپ کے بھائی نے بڑی شان کے ساتھ ملک انجاز فتح کیا اور ولایت گرج پر قبضہ کر لیا " زکریا یہ کہہ کر مسکرا دیا ۔

سلطان نے ہنسی کا سبب پوچھا تو زکریا نے قریب آکر تمام حالات بیان کیے اور تمام خطوط اور عہد نامے پیش کیے ۔ جب سلطان ان سب کو ملاحظہ کرچکا تو باوجودیکہ اس کا دل بھائی کی زیادتی سے بہت آزردہ تھا اور اس کے ہاتھوں بہت صدمے اٹھا چکا تھا ، اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بھائی کے انتقال سے رنجیدہ ہوا ۔

ملک موروثی کی طرف مراجعت کا عزم :

سلطان نے ملک مفرزوم کو بلا کر یہ واقعہ اس سے بیان کیا ۔ پھر تین دن رسم عزاداری میں گزار کر چوتھے روز ملک مفرزوم سے کہا :

——" میں نے ممالک موروثی کا عزم کر لیا "۔

——" جو کچھ میرے پاس ہے آپ پر فدا ہے " اس نے کہا ۔ " سفر کا سامان درست فرمائیں بندہ بھی ہم رکاب رہے گا "۔

بازنیق میں فاسلیوس کی مزاحمت :

ملک مفرزوم اس سے پہلے اپنی بیٹی سلطان سے بیاہ چکا تھا اور بیٹے کو سلطان کی ملازمت میں دے دیا تھا ۔ چلتے وقت سلطان نے سب کے ساتھ خیر و احسان کے وعدے کیے اور بازنیق کے راستے سے روانہ ہو گیا ۔

بازنیق پہنچا تو فاسلیوس نے یہ کہہ کر روکا کہ میں سلطان رکن الدین کے بیٹے سے سخت عہد کر چکا ہوں ، اب میرے امکان میں نہیں کہ سلطان

کو اس ملک پر چڑھائی کرنے کے لیے ادھر سے گزرنے دوں ۔

چند روز اسی قیل و قال میں گزرے۔ آخر میں طے پایا کہ جتنا ملک سلجوقیوں نے ولایت روم سے حدود قونیہ تک فتح کیا ہے مثلاً خوناس ، لادیق وغیرہ وہ فاسلیوس کے ملازموں کو سپرد کر دیا جائے اور سلطان اپنے بیٹوں کو زکریا کے ساتھ رہن کے طور پر یہیں چھوڑ کر خود روانہ ہوجائے ۔ جب تخت نشین ہو تو یہ مواضع فاسلیوس کے معتمدوں کو تفویض کردے اور شہزادے یہاں سے روانہ کر دیے جائیں ۔

اس قرارداد کو سلطان اور ملک مغرزوم اور تمام خاصان دولت نے منظور کر لیا اور اطراف اوچ کی راہ لی ۔

زکریا حاجب شہزادوں کو نکال لے جاتا ہے :

جب اس معاہدے کو چند روز گزر گئے تو زکریا فاسلیوس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ بادشاہزادے نازک طبیعت ہیں ، گھر میں رہنے سے انھیں رنج ہوتا ہے ۔ فاسلیوس نے اجازت دی کہ روزانہ دو مرتبہ سیر کے لیے سواری کیا کریں اور انیق ازینق کے میدان میں دل بہلایا کریں ۔ اس کے بعد زکریا نے فاسلیوس کے چند خاص آدمیوں کو انعام و اکرام دے کر ہموار کیا اور ان کی دعوت کر کے انجیل اور صلیب کی قسمیں دیں اور انھیں راستہ دینے پر آمادہ کر لیا ۔

ایک دن شہزادے نماز ظہر کے وقت سوار ہو کر شکار گاہ کو چلے ۔ یکایک ایک سور سامنے آگیا اور شمشیروتیر کے ڈر سے ممالک اسلام کی طرف بھاگا ۔ ان لوگوں نے اس واقعے سے فال نیک لی اور کہا :

امروز جہان بکام ما شد گردندہ فلک غلام ما شد
منشور ممالک از خداوند بے منت کس بنام ما شد

(آج دنیا ہمارے مقصد کے موافق ہو گئی گردش کرنے والا آسمان ہمارا غلام ہوگیا ۔

خدا کی طرف سے مملکتوں کا پروانہ ،کسی کے احسان کے بغیر ہمارے نام ہوگیا)

پھر یہ لوگ فاسلیوس کے یہاں واپس ہونے کے بجائے آگے روانہ ہو گئے اور صبح ہوتے ہوتے ممالک اسلام کی حدود میں داخل ہو گئے ۔

سلطان ہنوز اوچ کی مہم میں مشغول تھا اور ان اطراف کے امرا کو ہموار کرنے میں کوشاں تھا کہ اسی اثنا میں زکریا کا عریضہ وصول ہوا جس میں لکھا ہوا تھا کہ :

''سلطان وہ شہر اور قلعے فاسلیوس کو نہ دیں ، کیونکہ اب معاملہ اس حد سے گزر چکا ہے - ہم اور شہزادے وہاں سے نکل کر صحیح و سلامت ملک جدود کی حد میں آ پہنچے ہیں''۔

سلطان اس خبر سے بہت خوش ہوا اور اوچ کے معاملات سے جلد فرصت پا کر قونیہ کو روانہ ہوگیا - یہ واقعہ رجب ۶۰۲ ھ کا ہے -

سلطان غیاث الدین کا محاصرۂ قونیہ

اہل قونیہ کا عزم جنگ اور صلح کی سلسلہ جنبانی :

جب قونیہ کے لوگوں کو سلطان کی چڑھائی کی خبر ملی تو انھوں نے عزالدین قلیچ ارسلان کی خیر خواہی میں جنگ کی تیاری شروع کردی - ادھر سلطان غیاث الدین کی نخوت نے زور کیا تو یہ حکم دے دیا کہ تمام باغ تباہ کردیے جائیں اور جو محلات وغیرہ شہر سے نزدیک یا دور ہوں انھیں جلا دیا جائے -

یہ دیکھ کر عزالدین نے اہل قونیہ سے کہا :

''میں جانتا ہوں کہ میرے چچا انتقام لینے پر تلے ہوئے ہیں اور وہ اس میں کوئی کمی نہ کریں گے - اگر مجھے جان کی امان ہی دے دیں تو بڑی بات ہے - تم لوگ بے فائدہ اپنی مصلحت پر پانی نہ پھیرو -''

اس وقت ان لوگوں نے سلطان کی خدمت میں قاصد بھیج کر صلح کی تحریک کی - شرط صلح یہ قرار پائی کہ سلطان غیاث الدین بھی اپنے بھتیجے کے ساتھ وہی سلوک کریں جو سلطان رکن الدین نے شہزادوں کے ساتھ کیا تھا اور ایک ملک اس کو دے دیں - جب یہ انتظام ہو جائے تو عزالدین سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوس ہوں اور سلطان مبارک ساعت میں شہر میں داخل ہو جائیں -

بھتیجے کے ساتھ شفقت کا برتاؤ :

سلطان کو یہ رائے پسند آئی اور اس نے ولایت توقات جو سلطان

رکن الدین کے زمانۂ شہزادگی کی جاگیر تھی اپنے بھتیجے کو دے کر اس مضمون کا فرمان نافذ کر دیا۔ جب اسناد اور فرامین وغیرہ دیکھ کر اطمینان کرلیا تو اہل قونیہ شہزادہ عزالدین قلیچ ارسلان کو بے خوف و خطر چچا کی خدمت میں لے آئے۔

سلطان غیاث الدین نے اپنے بیٹے عزالدین اور علاء الدین کو بھتیجے کی پیشوائی کے لیے بھیجا۔

عز الدین ابن سلطان رکن الدین نے چچا کو دیکھا تو جھک کر زمین کو بوسہ دیا اور چاہا کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے مگر سلطان نے ایسا نہ کرنے دیا اور اپنے پاس بٹھا کر شفقت ظاہر کی اور زانو پر بٹھا کر بہت دلدہی کی۔ پھر شاہانہ خلعت دے کر حکم دیا کہ ''چند روز قلعۂ کاولہ میں قیام کرو۔ پھر وہاں سے اپنے ملک توقات کو روانہ ہو جاؤ''۔

سلطان غیاث الدین کا قونیہ میں داخل ہونا اور تخت سلطنت پر اجلاس کرنا

غیاث الدین کیخسرو کی (دوبارہ) تخت نشینی :

دوسرے دن طلوع آفتاب کے بعد بادشاہ (غیاث الدین کیخسرو) چتر سیاہ سر پر سایہ کیے ہوئے بے شمار خدم و حشم کے ساتھ شہر قونیہ میں وارد ہوا اور رکاب سے پاؤں نکال کر آبائے کرام کے تخت پر قدم رکھا۔ تمام خاص و عام بہت خوش ہوئے اور لشکر اور رعایا کے آزردہ دل اس کی محبت و مہر فرمائی سے شاد ہو گئے۔

چو تاج بزرگی بسر بر نہاد — ازو شاد شد تاج و او نیز شاد
بہر جا کہ ویران بد آباد کرد — دل غمگنان را ز غم شاد کرد

(جب اس نے عزت کا تاج سر پر رکھا تو تاج اس سے خوش ہو گیا اور وہ خود بھی خوش ہوا۔

جہاں کہیں ویرانہ تھا اس نے اسے آباد کیا اور غمگینوں کے دل کو شاد کر دیا)۔

ملک مفرزوم کے مراتب میں اضافہ :

سلطان غیاث الدین نے تخت نشیں ہوتے ہی ملک مفرزوم کے

مراتب بہت بلند کر دیے ۔

ملطیہ کا علاقہ ملک عز الدین کیکاؤس کو اور ملک دانشمند کا تمام علاقہ ملک علاءالدین کیقباد کو تفویض فرمایا اور اطراف کے ملوک و سلاطین کے پاس ایلچی بھیج کر انھیں اپنی کامگاری اور عروج و اقبال سے مطلع کیا ۔

شیخ مجدالدین اسحاق کو دعوت :

اسی سلسلے میں شیخ مجدالدین اسحاق کو اشعار ذیل روانہ کر کے انھیں آنے کی دعوت دی ۔ شیخ موصوف سلطان غیاث الدین کے جلا وطن ہوتے وقت ممالک روم سے ملک شام کی طرف منتقل ہو گئے تھے ۔

صحت ذات طاہر سموی   تاج اصحاب مجلس اخوی

(بلند و پاکیزہ صحیح شخصیت والے ، مجلس اخوت کے لوگوں کے سرتاج) ۔

عز اقران ، یگانۂ آفاق   صدراسلام مجد دین اسحاق

(ہم نشینوں کی عزت ، آفاق (عالم) میں یکتا، اسلام کے صدر مجدالدین اسحاق)

آن عزیز و رفیق و شایستہ   وان چو جان فرشتہ بایستہ

(وہ عزیز و رفیق اور لائق شخص ، وہ جو فرشتے کی طرح دوست و موزوں ہے) ۔

باد تا روز حشر پایندہ   حرمت و رتبتش فزایندہ

(قیامت کے دن تک پایندہ رہے ، اس کا احترام اور رتبہ بڑھتا رہے)

دست آفت ز عرض او مصروف   چشم فتنہ ز ذات او مکفوف

(آفت کا ہاتھ اس کی آبرو کی طرف سے ہٹا رہے ، فتنہ کی آنکھ اس کی ذات کی طرف سے بند رہے ۔ یعنی اس کی آبرو آفت سے اور اس کی ذات فتنہ کی زد سے بچی رہے) ۔

اے ولی سیرت اے نبی سنت   گر بگویم کہ اندرین مدت
چہ کشیدم ز جور چرخ حرون   مدہ برنوک کلک گردد خون

(اے ولی کی سی خصلت اور نبی کا سا طریقہ رکھنے والے (مجد الدین) اگر میں تم سے کہوں کہ میں نے اس مدت میں سرکش آسمان کے کیسے کیسے ظلم اٹھائے ہیں تو روشنائی نوک قلم پر خون ہو جائے) ۔

دیدی آن مجمع صدور کرام — کہ زمانہ چگونہ کرد حرام
(تم نے دیکھا کہ معزز سرداروں کے اس مجمع کو زمانے نے ہم پر کس طرح حرام کر دیا)۔

پادشاہی ز ما بظلم ببرد — بیکے تند بے حفاظ سپرد
(اس نے ظلم کے ساتھ ہم سے بادشاہی لے لی اور ایک سخت مزاج اور بے مروت شخص کے سپرد کر دی)۔

من چو جم دل بغصہ آگندہ — شدہ اندر جہان پراگندہ
(میں جمشید کی طرح دل کو غصے سے بھرے ہوئے دنیا میں پراگندہ ہو گیا)۔

گاہ در شام و گاہ در ارمن — گاہی اطلال جاے و گاہ دمن
(کبھی شام میں اور کبھی ارمن میں ، کبھی ٹیلے اور کبھی کھنڈر (میری قیام گاہ اور جگہ بنا کرتے)۔

گاہ ہمچوں نہنگ در دریا — گاہ ہمچوں پلنگ بر صحرا
(کبھی مگرمچھ کی طرح دریا (میں ہوتا) اور کبھی تندوے کی طرح جنگل میں)۔

گہ ستنبول جاے و گہ نشکر — گاہ مغرب مقام و گہ بربر
(کبھی استنبول (میری) جگہ بنتا اور کبھی نشکر ، کبھی مغرب مقام ہوتا اور کبھی بربر)۔

مدتے کار من ز دہر دو رنگ — تیغ و پشت سمند و حرب فرنگ
(دو رنگی دنیا کی طرف سے میرا کام ایک مدت تک ، تلوار (چلانا) ، گھوڑے کی پیٹھ (پر بیٹھنا) اور فرنگیوں سے لڑنا رہا)۔

رزمہا دیدہ حربہا کردہ — طعنہا دادہ ضربہا خوردہ
(بہت سی لڑائیاں دیکھیں ، بہت سی جنگیں کیں ، بہت سے وار کیے اور بہت سی ضربیں کھائیں)۔

گاہ گاہم غذا ندامت و غم — از پے دوستان طبع دژم
(کبھی کبھی برگشتہ طبیعت دوستوں کے پیچھے مری غذا ندامت اور غم ہوا کرتی)۔

دوستانم چو باز برکنده همچو من در جہان پراگندہ
(میرے دوست الگ تھلگ باز کی مانند ، میری طرح دنیا میں پراگندہ تھے)۔
باز چوں لطف حق جمال نمود گردش چرخ ہم وفا فرمود
(پھر جب اللہ کی مہربانی نے اپنا جمال دکھایا تو آسمان کی گردش نے بھی وفا کی) ۔
خوابہای صواب می دیدم اثر آں بخواب می دیدم
(میں اچھے اور صحیح خواب دیکھتا تھا ، اور اس بھلائی کا اثر خواب میں دیکھا کرتا) ۔
عزم کردم بجانب الاماں کاندر آمد مبشری بہماں
(میں نے الاماں کا عزم کیا تھا کہ اتنے میں وہاں ایک اس کی بشارت دینے والا آ پہنچا) ۔
خبر مرگ خصم و فترت ملک گفت ہیں! شاد شو برویت ملک
(اس نے دشمن کے مرنے اور ملک میں خرابی و ابتری پیدا ہونے کی خبر دی اور کہا ، یہ لو بادشاہی کے دیدار سے خوش ہو جاؤ) ۔
نسامہای اکابر اطراف با پیام خلاصۂ اشراف
گفت ما جملہ داعیان تو ایم مہدیاہیں ! کہ ساعیان تو ایم
(سرداران نواح و اطراف کے خط برگزیدہ اشراف کے اس پیام کے ساتھ آئے کہ ہم سب آپ کے دعا گو ہیں اور اے صاحب ہدایت مخاطب آگاہ ہو کہ ہم آپ کی (سلطنت) کے لیے کوشاں ہیں) ۔
ہر دمم ہاتف از رہ الہام گفت عجل و حرک الاقدام
(ہاتف ہر وقت مجھ سے از راہ الہام یہ کہتا تھا کہ جلدی کر اور قدموں کو حرکت دے) ۔
باز گشتم بساحل دریا وانگہی چہ مخوف بحر و شنا
(میں دریا کے ساحل پر پھر گیا اور اس وقت دریا کے اور تیرنے کے کیسے کیسے خطرات پیش آئے) ۔
قصہ کوتاہ بحر ببریدم تو مبیناش آنچہ من دیدم
(مختصر یہ ہے کہ میں نے دریا کو طے کیا ۔ اس موقع پر میں نے جو کچھ دیکھا خدا کرے تم اسے نہ دیکھو) ۔
آمدم سوئے برغلو بمراد ملکے یافتم چو نرد زیاد
(یوں حسب مراد برغلو کی طرف آیا ۔ (وہاں) میں نے نرد زیاد کی طرح ایک بادشاہ پایا) ۔

مفسدے چند عزم کین کردہ   اسپ ظلم و جفا بزین کردہ
(چند مفسدوں نے عداوت کا عزم کیا اور ظلم و جفا کے گھوڑے پر زین کسی (یعنی زیادتی پر آمادہ ہو گئے)۔

چوں خدا بود یار و حافظ پشت   خورد گشتند گاہ زخم درشت
(چونکہ خدا مددگار اور پشت کا محافظ تھا اس لیے وہ سخت حملہ کے وقت ریزہ ریزہ ہو گئے)۔

عاقبت بخت ما مظفر شد   مملکت سربسر میسر شد
(آخرکار ہمارا اقبال فتحیاب ہوا اور مملکت شروع سے آخر تک میسر ہو گئی)۔

مملکت رام ما و رام شماست   در جہاں نام ما و کام شماست
(اب مملکت ہماری اور تمھاری مطیع ہے۔ دنیا میں ہمارا نام اور تمھارا کام ہے)۔

نیک خواہاں ز فضل داور ما   مجمع دوستان ما بر ما
(خدا کے فضل سے ہمارے خیر خواہ موجود ہیں اور ہمارے دوستوں کا مجمع ہمارے پاس ہے)۔

ہیں کہ وقت است جائےاینجاجوی   گرسرت درگل است اینجا شوی
(ہاں اب وقت ہے کہ یہاں کی جگہ ڈھونڈو اور اگر تمھارا سر خاک سے آلودہ ہو تو یہاں (آ کر) دھو ڈالو (یعنی فوراً روانہ ہو جاؤ اور جس حال میں ہو وہاں سے چل کھڑے ہو)۔

شیخ مجدالدین اسحاق کی آمد :

جب یہ خط شیخ مجد الدین اسحاق کو وصول ہوا تو آنے میں جلدی کی اور منزلیں طے کرتا ہوا (ملک روم کے) قریب آپہنچا۔ سلطان غیاث الدین شیخ کا استقبال بہت خلوص کے ساتھ شان دار طریقے پر کرنا چاہتا تھا اس لیے اس نے ملک عزالدین کو شیخ کے پاس ملطیہ بھیجا اور علاء الدین کیقباد کو سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ توقات روانہ کیا۔

قاضی ترمذی کا قتل اور سلطان کی ندامت :

شیخ کے شہر میں داخل ہوتے وقت سلطان سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جسے کسی نے پسند نہ کیا ، یعنی قاضی ترمذی کا قتل جنھیں امام ابواللیث سمرقندی کا بدل خیال کیا جاتا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ (سلطان کے قونیہ کا) محاصرہ کرتے وقت اہل شہر نے جو مزاحمت کی تھی اس کو انھوں نے قاضی ترمذی کے فتوے پر محمول کیا اور کہا کہ :

"قاضی صاحب کہتے ہیں کہ چونکہ غیاث الدین اس سے پہلے کفار کے ساتھ دوستی کرکے ان کے شہروں میں ممنوعات شرعیہ کے مرتکب ہو چکے ہیں اس لیے سلطنت کے مستحق نہیں ہیں -

اس بنا پر سلطان نے ان کے قتل کا حکم دے دیا -

اس واقعے پر لوگوں کو بہت صدمہ ہوا اور اہل قونیہ نے تین سال تک وہاں کی بستانی اور زرعی پیداوار نہیں کھائی -

آخر سلطان اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور قاضی ترمذی کے پس ماندگان کے ساتھ سلوک کرکے بہت کچھ معذرت کی اور افسوس ظاہر کیا -

سلطان غیاث الدین کا عزم تسخیر انطالیہ

تاجروں کی فریاد اور داد خواہی :

ایک دن سلطان حسب دستور تخت پر بیٹھا ہوا عدل و انصاف میں مصروف تھا ، یکایک تاجروں کا ایک گروہ محل سرا پر حاضر ہوا - یہ لوگ کپڑے چاک کیے ہوئے سر پر خاک اڑا رہے تھے اور یہ فریاد کر رہے تھے :

"اے شاہ بلند اقبال! ہم لوگ تاجر ہیں ، اپنے اہل و عیال کے لیے کسب حلال کی غرض سے جابجا مصیبت جھیلتے اور سفر کی تکلیف برداشت کرتے پھرتے ہیں - ہمارے بچے ہمیشہ انتظار میں رہتے ہیں کہ کب باپ کی صورت دیکھیں یا بھائی کا خط بھائی کو پہنچے - ہم لوگ ملک مصر سے اسکندریہ[۱] کی طرف

۱- اسکندریہ : مصر کا ایک شہر ہے جس کی آبادی صاحب المنجد فی الادب و العلوم کے بیان کے مطابق نو لاکھ پچیس ہزار نفوس تھی - اس شہر کی بنا سکندر اعظم نے ۳۳۱ ق م میں ڈالی تھی - عربوں نے اس شہر کو ۶۴۵ء میں فتح کیا اور بندرگاہ کے طور پر استعمال کیا - ترکوں نے ۱۵۱۷ء میں اس پر تسلط قائم کیا - انیسویں صدی عیسوی میں محمد علی الکبیر نے اس کی رونق اور خوش حالی بڑھانے میں بہت حصہ لیا تھا -

گئے اور وہاں سے کشتی پر انطالیہ[1] کی سرحد میں آئے ۔ یہاں فرنگی حاکموں نے ہمیں ستایا اور بغیر کسی گناہ کے ہم سے کم و بیش رقمیں وصول کیں اور ہم سے طنزیہ کہا ''وہ عادل و غازی سلطان جو قونیہ میں عدل و انصاف کی بساط بچھائے بیٹھا ہے اس کے پاس فریاد لے جاؤ تاکہ لشکر کشی کرے اور ہمارا تدارک کرے'' ۔

سلطان کی قسم :

سلطان کو ان (تاجروں) کی رسوائی اور قلت تعداد پر بہت افسوس ہوا اور غصے سے بیتاب ہو گیا ۔ اس نے قسم کھا کر کہا کہ جب تک تمھارا مال واپس نہ دلا دوں گا چین سے نہ بیٹھوں گا ۔ میں نے غربت کی تلخی چکھی ہے اور ظالموں کے ظلم دیکھ چکا ہوں ۔

من می دانم حال شما مسکیناں زیرا ہم ازیں نمد کلاہم بود است

(میں تم مسکینوں کا حال جانتا ہوں اس لیے کہ میری ٹوپی بھی اسی نمدہ کی رہ چکی ہے ، (یعنی مجھ پر بھی ایسی ہی مصیبت پڑ چکی ہے) ۔

انطالیہ پر لشکر کشی :

پھر سلطان نے تمام ممالک محروسہ میں لشکروں کی فراہمی کے احکام بھیجے اور تھوڑی ہی مدت میں بہت سا لشکر جمع کر لیا ۔ اس کے بعد اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے کفار کے ملک کا رخ کیا اور چند منزلیں طے کر کے ان حدود میں پہنچ گیا ۔

سلطان کی بہادر اور جری فوجیں انطالیہ کے ارد گرد گھیرا ڈال کر اتر پڑیں ۔ منجنیقیں نصب کر دی گئیں ۔ دو ماہ متواتر محاصرہ قائم رہا ۔ جب کسی صورت سے اہل فصیل میں کسی قسم کا فتور ظاہر نہ ہوا تو سلطان نے حکم دیا کہ گرز و سناں کے بجائے تیر و سناں سے جنگ کریں اور کسی فرنگی کو اتنا موقع نہ دیں کہ وہ قلعے کی بلندی سے دلاوران جنگ پر نظر کر سکے ۔ ساتھ ہی ہدایت کی کہ طاقتور اور تنومند پہلوان جنگ

۱۔ انطالیہ یا ادالیہ بحر متوسط پر ترکی کی بندرگاہ ہے جس کی آبادی بروایت المنجد پچیس ہزار تھی ۔ یہ شہر سلجوقیوں کے سرما بسر کرنے کا مقام تھا ۔ اس میں بہت سی کانیں اور جنگل ہیں ۔

کریں اور قلعے پر سیڑھی لگا کر بہادری کے امتحان میں کامیاب ہوں ۔

حسام الدین یولق کی بے مثال دلیری :

جب یہ حکم اہل لشکر کو پہنچا تو دم کے دم میں مور و ملخ کی طرح شور کرتے ہوئے جمع ہو گئے اور ایک گھڑی کے اندر نہایت بڑی اور اونچی سیڑھیاں ہر شخص کو دے دی گئیں ۔

سب سے پہلے جس شخص نے قدم بڑھایا وہ قونیہ کا ایک قدیم سپاہی حسام الدین یولق تھا۔ یہ تیغ لگائے ہوئے اور خود و زرہ پہنےہوئے سنگین فصیل پر آیا اور نہنگ کی طرح اچک کر فرنگیوں کے درمیان جا پڑا ۔ ان میں سے چند آدمی اس کے ہاتھ سے مارے گئے باقیوں نے راہ فرار اختیار کی ۔ ساتھ ہی دلاوران لشکر ہر طرف سے تلواریں لیے ہوئے فصیل پر چڑھ آئے اور سلطان کا جھنڈا نصب کرکے شہر میں گھس بیٹھے اور ایک پر زور حملہ کرکے گرزوں کی ضربوں سے دروازے کے قفل توڑ ڈالے اور دروازہ کھول دیا ۔

دروازہ کھلنا تھا کہ سلطان کے باقی لشکر بھی باز کی طرح جھپٹے اور شہر میں داخل ہو گئے

بیہودہ گوئی کی پاداش — مبارزالدین ارتقش کی امارت :

چونکہ اثناء محاصرہ میں فرنگیوں نے بیہودہ گوئی بہت کی تھی اس لیے سلطان کے حکم سے تین دن تک خونریزی ہوتی رہی اور ان کے ناپاک گوشت سے مرغ و ماہی کو غذا پہنچائی ۔ اس کے بعد سلطان نے تلواروں کو میان میں کرنے کا حکم دیا اور تاخت و تاراج کا ایما ہوا ۔ جو لوگ قتل ہونے سے بچ گئے تھے ان پر لوٹ مار ہوئی اور پانچ دن تک یہی ہنگامہ رہا ۔

چھٹے دن سلطان نے انطالیہ کی امارت اپنے ایک خاص غلام مبارز الدین ارتقش کو عطا کی جو غربت کے وقت ان کے ہمرکاب رہ چکا تھا ۔

یہ فتح شعبان ۶۰۳ھ میں ہوئی ۔

پھر مبارزالدین کو حکم ہوا کہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو اور امان کا اعلان کرے ۔

یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی سلطان نے ایک مدت تک وہاں قیام کیا ۔ جب فصیل کے رخنے وغیرہ درست ہو گئے اور قاضی ، خطیب ، امام ، مؤذن اور محراب وغیرہ کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تو سلطان نے دارالملک قونیہ کی طرف مراجعت کی ۔

جب سلطان سواحل سے ایک منزل نکل آیا تو دیوان سلطنت کے گماشتوں کو حکم ہوا کہ منزل دودان میں ٹھہر کر خمس خاص وصول کیا جائے۔ یہیں ان فریادی سوداگروں کو طلب کیا جو جنگ میں اس کے ہم رکاب تھے اور ان کے خورونوش کا انتظام باورچی خانۂ خاص سے ہوتا تھا اور اموال کی فہرست طلب کرکے سوداگروں سے کہا کہ اس میں جو تمہارا مال موجود ہو لے لو۔ باقی اموال کے لیے امیر مبارز الدین کو لکھ دیا کہ سوداگروں کا بقیہ مال وہاں تلاش کیا جائے۔ جتنا سامان غائب ہو مدات خاص سے اس کا معاوضہ ادا کیا جائے کیونکہ اس فتح کا باعث انھیں کے ظلم کی مدافعت ہوئی اور دشمنوں کو ان کے کیے کی سزا ملی۔
اس کے بعد سلطان کامیاب و بامراد قونیہ پہنچا۔

جنگ روم کا عزم اور سلطان کی شہادت

جب سلطان انطالیہ کی جنگ سے واپس ہوا اور یہ نیا ملک بندگان سلطنت کے تصرف میں آ گیا تو بڑے بڑے جابر و قاہر سرکش مطیع فرمان ہو گئے اور حکومت اتنی مستحکم ہو گئی کہ کسی کو اس کے نقص و زوال کا گمان تک نہ ہوتا تھا مگر تقدیر کے کرشمے عجیب و غریب ہوتے ہیں۔ دفعتاً سلطان غیاث الدین کی عالی حوصلگی نے زور کیا اور وہ بلاد روم کی جنگ کا عزم کر بیٹھا۔ یہ بلاد وہ تھے جو لشکری کے نام سے منسوب تھے۔

جنگ کا سبب :

اس جنگ کا سبب یہ ہوا کہ ممالک اسلام میں آمد و رفت کے لیے لشکری کے ممالک سے ہو کر گزرنا پڑتا تھا اور وہ اس میں مزاحمت کیا کرتا تھا۔ جس زمانے میں سلطان پورے استحکام کے ساتھ سلطنت کر رہا تھا لشکری (مقررہ) خراج ادا کرنے، بعض فرامین کی اطاعت کرنے اور مفوضہ خدمات بجا لانے میں توقف اور تساہل سے کام لینے لگا تھا۔ سلطان کو اس کی یہ بات بہت گراں گزری اور ایک دن اس نے ارکان دولت سے مشورہ کرتے ہوئے کہا :

''اگر لشکری کے غرور و سرکشی کا تدارک حملہ سے نہ کیا گیا تو ممکن ہے کہ اس کا نتیجہ خراب نکلے''۔

اکابر دولت نے جواب میں عرض کی :

"عہد شکنی مذموم ہے اور اس کا انجام برا ہوتا ہے - الیمین الغموس یدع البلاد بلاقع - (توڑا ہوا عہد ملک کو ویران کر چھوڑتا ہے -) ابھی وعدہ و وعید کا راستہ بند نہیں ہوا ہے - ایلچی بھیج کر سختی سے باز پرس کرنا چاہیے - اگر نادم ہو کر معذرت کر لے تو لا تثریب علیکم الیوم[1] (آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے) کہہ کر معاف کر دینا بہتر ہے - اور اگر نفاق اور مخالفت پر اصرار کرے تو آخر الدواء الکی (آخری علاج داغ دینا ہے یعنی بدرجہ آخر جنگ کرنا چاہیے) پر عمل کرنا مناسب ہوگا" -

اس پر سلطان نے جواب دیا :

و وضع الندی فی موضع السیف بالعلی مضر کوضع السیف فی موضع الندی -

(تلوار استعمال کرنے کے موقع پر فیاضی سے کام لینا سربلندی اور عزت کے لیے ایسا ہی مضرت رساں ہے جیسے بخشش کے موقع پر تلوار سے کام لینا) -

جہاں زخم کو نیشتر (نشتر) کی ضرورت ہو سکنجبین و عناب سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا -- سواء علیهم ا انذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون (تم انھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ ، ان کے لیے برابر ہے - وہ ایمان نہ لائیں گے -)

الغرض سلطان نے یہ فیصلہ کرکے اطراف ممالک میں فرمان بھیج دیے اور تمام چھوٹے بڑے امرائے لشکر کو جنگ اور جہاد پر ابھارا - تمام سرداران لشکر اور سپہ داران ملک اپنی اپنی فوجیں فرمان سلطانی کے مطابق ہمراہ لے کر لشکرگاہ پر حاضر ہو گئے اور بڑی شان و شکوہ کے ساتھ سلطان کے ہمرکاب اس مہم پر روانہ ہو گئے -

جب آلا شہر کی حدود میں جو روم کا ایک بڑا شہر ہے پہنچے تو جاسوسوں نے سلطانی افواج کی نقل و حرکت کی اطلاع لشکری کو پہنچائی -

---

۱- سورہ یوسف (۱۲ : ۹۲)

لشکری نے فوراً قبائل و اقارب اور بلاد و جزائر کے حکام کے پاس فریاد نامے بھیج کر مدد مانگی اور اس طرح ایک عظیم الشان اور بے حساب لشکر جمع کرکے لشکر اسلام سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہوگیا۔

سلطان کا شیرانہ حملہ :

(جنگ کے وقت) سلطان نے سرخ ریشمی لباس زیب تن کیا (جو وہ ایسے موقعوں پر پہنا کرتا تھا)، ایک سخت کمان بازو پر لگائی، تلوار کمر سے باندھی اور ایک فیل زور اور برق دم گھوڑے پر سوار ہوکر قلب لشکر میں کھڑا ہو گیا۔

جب جنگ میں روانی پیدا ہوئی اور نیزہ و گرز گراں اور شمشیر براں کی روانی نے اپنا رنگ جمایا تو سلطان تلوار کھینچ کر حملہ آور ہوا اور ایک ہی حملے میں صفیں درہم و برہم کرتا ہوا دشمن کے قلب میں پہنچ گیا۔ وہاں سلطان نے تلوار میان میں کی اور نیزہ سنبھال کر لشکری پر ایسا حملہ کیا کہ اسے ایک ہی وار میں موت کا چہرہ سامنے نظر آنے لگا۔ اس نے لشکری کو گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر لا پٹکا اور جوش میں آکر غضبناک آواز میں بندگان خاص کو پکارا۔ ان لوگوں نے چاہا کہ لشکری کا سر تن سے جدا کر دیں مگر سلطان نے منع کیا اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اسے پھر گھوڑے پر ڈال دو اور حملہ کرو۔

مال غنیمت کی طمع اور اس کا انجام — سلطان کی شہادت :

لشکری کے اہل لشکر نے جب اپنے آقا کا یہ حال دیکھا تو بددل ہوکر بھاگنے لگے۔

ادھر تقدیر نے یہ تماشا دکھایا کہ سلطان کے تمام ساتھی سلطان سے جدا ہو کر لوٹ مار کرنے اور مال غنیمت سمیٹنے میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں ایک بد بخت فرنگی سلطان کے مقابل آ گیا۔ سلطان نے اس کی پروا نہ کی اور اپنے باڈی گارڈ کے بھروسے پر جنگ میں مصروف رہا۔

فرنگی موقع کا منتظر تھا، جیسے ہی سلطان کے پاس سے گزرا جھک کر ایک ہی جان لیوا حربے سے سلطان کا کام تمام کر دیا اور اس کا لباس اور اسلحہ وغیرہ اکٹھا کر کے لشکری کی ایک جمعیت کے ساتھ لشکری کے پاس پہنچا۔

لشکری نے یہ پوشاک دیکھی تو فوراً پہچان گیا اور اس سے پوچھا :

—— یہ لباس کس کا ہے ؟

—— میں نے لباس والے کو رضوان کے سپرد کر دیا - فرنگی نے جواب دیا -
لشکری نے کہا :

—— کیا تم اس مقتول تک پہنچ کر اس کی نعش لا سکتے ہو ؟

—— لا سکتا ہوں - اس نے جواب دیا -

لشکری نے اپنی فوج کے چند بہادر ساتھ کر دیے - فرنگی ان کے ساتھ گیا اور سلطان کی نعش اٹھا لایا -

لشکری یہ دیکھ کر رونے اور فریاد کرنے لگا اور اسی وقت حکم دیا کہ اس فرنگی کی کھال کھینچ لی جائے -

لشکر اسلام کے امیروں اور سرداروں کو سلطان کے شہید ہونے کا حال معلوم ہوا تو حیران رہ گئے اور بھاگنے کو غنیمت جانا -

اب لشکری کا لشکر شیر ہو گیا اور سب نے ایک جوش کے ساتھ مفروروں کا تعاقب کیا - ان کے اس تعاقب میں لشکر اسلام کے بہت سے آدمیوں کا نقصان ہوا - ان میں سے بعض مارے گئے ، بعض (دریا میں) غرق ہو گئے اور بعضے دلدل وغیرہ میں پھنس کر ضائع ہو گئے - آئینہ چاشنی گیر گرفتار کرکے لشکری کے پاس پہنچایا گیا -

آئینہ کی نظر سلطان کے جثۂ مبارک پر پڑی تو رونے چلانے اور سلطان کے قدموں کی خاک (بدن سے) ملنے لگا - یہ دیکھ کر لشکری نے آئینہ کی رہائی کا حکم دیا اور اس کی تسلی و تشفی کی -

سلطان کی نعش کا اعزاز و اکرام :

اس کے بعد لشکری کے حکم سے سلطان کی نعش مشک و گلاب سے بسائی گئی اور مسلمانوں کے مقابر میں عارضی طور پر رکھ دی گئی - جب جنگ کے معاملات اصلاح پر آئے تو لوگ آ کر نعش کو قونیہ لے گئے اور سلطان کے آباو اجداد کے مقبرے میں دفن کر دیا -

سلطان عزالدین کیکاؤس کی تخت نشینی

جب سلطان غیاث الدین کیخسرو کی زندگی ۶۰۸ھ میں شہادت پر ختم ہوئی اور وہ اولٰئک ھم الصدیقون و الشھداء عند ربھم[1] (ایسے ہی

۱- سورۃ الحدید (۵۷ : ۱۹)

لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں) کے زمرے میں شامل ہو گیا تو ارکان دولت اور ارباب مصلحت نے باہم مشورہ کیا کہ عزالدین کیکاؤس ، علاء الدین کیقباد اور جلال الدین کیفریدون میں سے سلطنت کس شہزادے کو تفویض کی جائے ۔

امیر نصرۃ الدین والی مرعش اپنی سیر چشمی میں بہت مشہور تھا ، اس نے سلطان کے سب سے بڑے اور معزز بیٹے عز الدین کیکاؤس کے لیے رائے دی ۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور جلد سے جلد قونیہ سے روانہ ہو کر پانچ روز کے اندر شہزادۂ عزالدین کو ملطیہ سے قیصریہ میں لائے ۔

سرداران ممالک سوگ کا لباس پہن کر اس کے استقبال کے لیے کدوک تک گئے اور بڑی عظمت و احترام کے ساتھ شہر میں لا کر تخت پر بٹھایا ۔

ملک علاء الدین کیقباد کی فوج کشی :

سلطان عزالدین کیکاؤس نے تین دن کے بعد سب کو خلعت عطا فرمائے اور دست بوسی سے مشرف کیا ۔ شاہی فرمانوں کی تجدید اور مناصب کے تقرر سے فراغت پانے کے بعد قونیہ جانے کی تیاری ہو رہی تھی کہ یکایک خبر آئی کہ ملک علاءالدین بہت سی جمعیت کے ساتھ چڑھائی کرنے والا ہے ۔

یہ خبر سن کر سب پریشان ہو گئے اور وہیں الجھ کر رہ گئے ۔

علاءالدین کیقباد کا محاصرۂ قیصریہ

ملک علاءالدین کیقباد نے جب باپ کے انتقال کی خبر سنی تو اپنے چچا مغیث الدین طغرل شاہ والی ارزن الروم کو بلایا اور لیفون تکفور کے یہاں قاصد بھیجے اور اسے قیصریہ دینے کا وعدہ کر کے مدد مانگی ۔

ظہیرالدین ایلی پروانہ کو معقول توقعات دلا کر اپنے ہوا خواہوں میں شامل کیا اور ہر طرف سے فوجیں جمع کر کے قیصریہ روانہ ہو گیا اور بھائی کا محاصرہ کر لیا ۔

محاصرے کے طول سے عزالدین کی پریشانی :

اس محاصرے میں بہت وقت صرف ہوا ۔ فریقین کے نامی سردار ایک مدت تک ضائع ہوتے رہے ۔ محصورین میں ایک طرح کی عاجزی اور بے چینی پیدا ہونے لگی اور سلطان عزالدین کا مزاج ملول ہو گیا ۔

ادھر سلطان عزالدین اور ظہیر الدین پروانہ کے درمیان بہت کچھ وعدے ہو چکے تھے - سلطان نے اس کے ساتھ بہت سلوک کیا تھا مگر اس موقع پر اس کی حالت توقع کے برخلاف نظر آ رہی تھی - وفا کے بجائے بے وفائی کا اظہار ہو رہا تھا -

سلطان نے اسی پریشانی کے عالم میں ایک دن یہ دو شعر خود موزوں کر کے پروانہ کے پاس (حصار کے) باہر بھیج دیے :-

شمعم کہ کنوں در سر دل رفت تنم
بے گریہ شبے نہ گشت خنداں دہنم
پروانہ کہ گفت یار غار تو منم
او نیز رضا داد بگردن زدنم

(میں وہ شمع ہوں کہ دل کی فکر میں میرا جسم چلا گیا - میرا منہ بغیر روئے ہوئے ایک رات بھی خنداں نہ ہوا (ہمیشہ روتا رہا ، ایک رات بھی ہنسنے کی نوبت نہ آئی) وہ پروانہ جس نے کہا تھا کہ میں تیرا یار غار ہوں ، اس نے بھی میری گردن مارنے پر رضامندی ظاہر کردی) -

پھر مبارزالدین چاولی چاشنی گیر ، زین الدین بشارہ امیر آخور اور مبارزالدین بہرام شاہ امیر مجلس کو جو ملطیہ میں اس کے ملازم تھے طلب کر کے کہا :

''میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ آدھی رات کو شہر کا دروازہ کھول کر ایک زور دار حملہ کروں اور امرا اور عساکر کی مدد سے کامیابی کے ساتھ قونیہ پہنچ جاؤں''

جلال الدین قیصر شاہ کی خیراندیشانہ تدبیر :

جلال الدین قیصر قیصریہ کا حاکم اور کوتوال ، اپنی انتہائی ذکاوت و ہوشیاری کی وجہ سے سلطان (غیاث الدین) شہید کا بڑا پسندیدہ اور معتمد ملازم رہ چکا تھا - جب اسے سلطان عزالدین کے اس ارادہ کا علم ہوا تو وہ رات کے وقت سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور تنہائی میں اس سے کہا :

—— میں نے سنا ہے کہ پیر و مرشد کے دل میں ایسا نامناسب خیال پیدا ہوا ہے ؛ بہتر ہوگا کہ اب ایسا غیر مفید اندیشہ ظاہر نہ فرمائیں -

بندہ کو ایک تدبیر سوجھی ہے۔ اگر بن پڑے تو یہ عقدہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔

—— سلطان نے پوچھا:

—— وہ کیا ہے؟

اگر بادشاہ حرم مبارک میں قدم رنجہ فرما کر بیگمات سے کوئی قیمتی زیور لا کر بندہ کے حوالے فرمائیں تو اس کے ذریعے سے آج ہی رات میں کام نکل سکتا ہے۔ جلال الدین نے جواب میں کہا۔

یہ سن کر سلطان حرم سرا میں گیا اور اپنی بہن سے بارہ ہزار دینار کی قیمت کا ایک سرپیچ لے کر جلال الدین قیصر کے حوالے کیا۔

جلال الدین اسی رات کو ایک غلام کے ساتھ تاریکی میں شہر سے نکلا اور قلعہ دار سے کہا:

—— میری واپسی کے منتظر رہو۔ جب میری آواز سننا دروازہ کھول دینا۔

یہ کہہ کر جلال الدین لیفون کی فرودگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ لیفون سے اس کے دوستانہ تعلقات تھے۔ پہرہ دار کے پاس پہنچا تو اس سے کہا:

تکور کو اطلاع دو کہ قیصریہ کا کوتوال جلال الدین قیصر ملنا چاہتا ہے۔ فوراً اطلاع کر دی گئی اور اسے اندر بلا لیا گیا۔ تکور نے آگے بڑھ کر عزت کے ساتھ پاس بٹھایا۔

اس وقت جلال الدین نے کہا:

—— مجھے آپ سے ایک راز کی بات کہنا ہے، اگر تنہائی ہو جائے تو کہوں۔ جب تکور کے حکم سے تمام خدم و حشم علیحدہ ہو گئے تو جلال الدین نے کہا:

—— آپ کو معلوم ہے کہ سلجوقیوں کے ملک میں کسی پہلو سے آپ کی شرکت نہیں ہے۔ اس لیے اس کی کیا ضرورت ہے کہ آپ تکلیف اٹھائیں اور دوسروں کا شکار بنیں۔ ملک مغیث الدین کا معاملہ یہ ہے کہ وہ بھائی کا ملک چاہتا ہے۔ رہے علاءالدین تو وہ باپ کی جگہ کے طالب ہیں، تکور کا مدعا معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہے۔ مجھے تو آپ کی محبت و مصلحت کے خیال سے یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو اس بے فائدہ محنت سے بچالیں اور اپنے ملک کی حفاظت میں مشغول ہوں"۔

یہ کہہ کر جلال الدین نے وہ جڑاؤ زیور سامنے رکھا اور کہا:

اس کی قیمت بارہ ہزار دینار مصری ہے ، ایسے نعل بہا[1] کے طور پر قبول فرمائیں ۔ میں ذمہ لیتا ہوں کہ جب آپ کا لشکر کوچ کرے گا اور سلطنت پر سلطان عزالدین کا اقتدار کامل ہو جائے گا تو سلطان کی طرف سے بارہ ہزار من غلہ رسد کی امداد کے لیے ارمنی قلعوں میں پہنچا دیا جائے گا ۔ علاوہ ازیں سلطان اس کا عہد کرتا ہے کہ اپنی مدت سلطنت میں ملک تکور کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے گا تاوقتیکہ خود تکور کی طرف سے کوئی نقض عہد نہ ہو یا دوستی میں خلل نہ آئے ۔

جلال الدین سے تکور کا عہدوپیمان :

تکور نے جب یہ باتیں سنیں اور وہ زیور دیکھا تو ان معقول نصائح کو قبول کیا اور کہا :

—— مجھے پورا اطمینان اس وقت ہو گا جب میرا امین سلطان کے پاس جائے اور ان تمام وعدوں پر سلطان سے قسم لے ۔

جلال الدین نے جواب دیا :

—— پہلے تکور قسم کھا کر حلف نامہ لکھیں اور اپنے قاصد کے ہمراہ یہ حلف نامہ میری معیت میں روانہ کریں ۔

تکور نے اس مشورہ کے مطابق عمل کیا اور جلال الدین تکور کے قاصد کو ساتھ لے کر شہر روانہ ہوا ۔ جب سلطان عزالدین کی خدمت میں پہنچا تو اسے کامیابی کا مژدہ سنایا اور تکور کے قاصد کو اشارہ کیا کہ سلطان کی دست بوسی سے مشرف ہو ۔ اس کے بعد تمام ماجرا کہہ سنایا ۔ سلطان نے اپنا دستخطی حلف نامہ مرتب کرا کے قاصد کے ذریعے اسی رات کو واپس کر دیا ۔

جب تکور نے سوگندنامہ دیکھا اور قاصد نے سلطان کی ملاقات کا ذکر کیا تو اس نے اپنے لشکر کے سرداروں کو حکم دیا کہ خفیہ طور پر بے شور و غل کیے ایک دم روانہ ہو جائیں اور صبح ہوتے ہوتے ددلو کی حدود سے نکل جائیں ۔

یہ لوگ اس حکم کی تعمیل میں فوراً اونٹوں پر سامان بار کر کے روانہ ہو گئے اور صبح کے وقت ملک ارمن کی حدود میں داخل ہو گئے ۔

۱۔ لشکر کے واپس ہونے کے اخراجات کو نعل بہا کہتے ہیں ۔

صبح کو مغیث الدین طغرل شاہ اور علاء الدین کیقباد کو خبر دی گئی کہ تکور کی فرودگاہ بالکل خالی پڑی ہوئی ہے۔

اس خبر سے ہر ایک کو تعجب ہوا اور قیصر کی چال کی وجہ سے سب ایک دوسرے سے منتشر ہو گئے۔ علاءالدین نے گمان کیا کہ شاید یہ لوگ میرے بھائی کے موافق ہو گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ فریب کے ساتھ اس کو قید کر لیں۔

مغیث الدین نے کہا ''میرے بھائی ارزن الروم کے خیال سے میرے قصد میں ہیں'' یہ اندیشہ ظاہر کر کے وہ بھی دوسری رات کو تاریکی میں فرار ہو گیا۔

ملک علاءالدین کیقباد کی ہزیمت :

ادھر شہر میں طبل جنگ بجا ادھر محاصرہ کرنے والوں کی فوج میں بھگدڑ مچی۔ سلطان عزالدین کی فوج شہر سے نکل کر حملہ آور ہوئی۔ ملک علاء الدین میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اس لیے اس کے قدم اکھڑ گئے اور اس نے انکوریہ کا راستہ لے کر اسے اپنے قبضے میں لیا اور اس کی حفاظت کا انتظام کرکے اپنا دل مضبوط کیا۔

سلطان عز الدین نے فتحمند ہو کر پروانگی قیصر کو عنایت کی اور بندگان خاص میں سے ہر ایک کو ایک ایک شہر عطا کیا مثلاً نکیدہ زین الدین بشارہ کو، ملطیہ حسام‌الدین یوسف کو اور آبلستان مبارز الدین چاولی کو عنایت ہوا۔

ظہیرالدین پروانہ کی وفات :

ظہیر الدین ایلی پروانہ ملک علاء الدین سے جدا ہو کر نکیدہ پہنچا۔ وہاں چوروں کی وجہ سے نہ رہ سکا۔ پھر قلعہ لولو میں پناہ لی مگر وہاں بھی نہ ٹھہرسکا اور سیس کے راستے سے دیار شام کا عزم کیا۔ جب مقام تل باشر میں پہنچا تو بیمار ہو گیا اور وفات پائی۔ وہیں اسے دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد زین‌الدین بشارہ امیر آخور نے نکیدہ کا عزم کیا اور وہاں کی رعایا و اشراف کو اپنے احسانات سے گرویدہ کر لیا۔ پھر لیفون کے پاس قاصد بھیج کر سلطان عزالدین کے استحکام سلطنت کی اطلاع دی۔ لیفون نے ہدیے بھیج کر خط کا جواب روانہ کیا۔

قونیہ میں عزالدین کی تخت نشینی

اب سلطان عزالدین آقسرا کی طرف چلا اور وہاں سے دارالملک قونیہ کی طرف متوجہ ہوا - شہر کے باوقار لوگ منزل ابروق تک استقبال کے لیے آئے اور بڑی عزت و جلال کے ساتھ سلطان کو شہر میں لا کر تخت نشین کیا اور تشریف آوری کا نذرانہ ایک لاکھ درم اور پانچ ہزار دینار سرخ پیشکش کیا اور سب نے سلطان کی اطاعت و وفاداری کی قسم کھائی -

اس کے بعد سلطان نے املاک اور جاگیروں کی اسناد وغیرہ کی تجدید کی اور قیدیوں کو آزاد کر کے بے فکری کے ساتھ سلطنت کرنے لگا -

سلطان عز الدین کے مکارم اخلاق :

سلطان عزالدین کیکاؤس شکل و صورت میں بے مثال ہونے کے ساتھ اپنے اوصاف میں بھی بے نظیر تھا - وہ بڑا فیاض ، ہوشمند اور کامل العقل بادشاہ تھا - اس کی معدلت پروری سے سب خاص و عام یکساں مستفید ہوتے تھے -

ایک شاعرہ کو گراں قدر صلہ :

سلطان عزالدین شعرا کی بذلہ سنجیوں پر بیش از بیش صلہ دینا اپنا فرض سمجھتا تھا اور انھیں انتہائی انعام دیا کرتا تھا - حسام الدین سالار کی بیٹی نے موصل سے بہتر شعروں کا ایک قصیدہ سلطان کی خدمت میں بھیجا تو اس نے ہر شعر کے معاوضے میں سو دینار سرخ صلہ عنایت کیا -

صدر نظام الدین احمد ارزنجانی نے شمس طبسی کے جواب میں ایک قصیدہ سلطان کی مدح میں لکھ کر سر محفل سنایا تو سلطان نے اسے انشا کے عہدہ سے ترقی دے کر ممالک روم کا عارض مقرر کر دیا -

سلطان عزالدین نے مروت و جواں مردی کے اوصاف امیرالمؤمنین الناصر الدین اللہ کی خدمت سے حاصل کیے تھے اور ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ[1] (اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا) پر دل سے عمل کرتا تھا -

---

۱- سورۂ آل عمران (۳ : ۳۱)

لشکری کی عذر خواہی :

جب سلطان عزالدین کے تخت سلطنت پر اجلاس فرمانے کی خبر لشکری کو پہنچی تو اس نے اپنے دانشمند مصاحبوں سے مشورہ کیا کہ سلطان عزالدین کے ساتھ کس صورت سے مراسلت کی جائے اور اس غداری پر کیونکر معذرت کی جائے جس پر وہ خود رضامند نہ تھا[1]۔

ان لوگوں نے یہ رائے دی کہ آئینہ چاشنی گیر کو رہائی دے کر پسندیدہ[2] اور بیش قیمت تحائف اس کے ساتھ کیے جائیں اور اپنے ایلچیوں کے ہمراہ اسے بارگاہ سلطانی میں روانہ کیا جائے تا کہ وہ اس تنفر و عداوت کے دور کرنے کا ذریعہ بنے ۔ آئینہ محل سرائے سلطانی کے خاص لوگوں میں سے ہے ۔ اس کی زبان سے جو عذرخواہی کی جائے گی تیر کی طرح نشانے پر لگے گی ۔ ساتھ ہی سامان جنگ اور لشکر کی فراہمی میں مشغول ہو جانا چاہیے تاکہ اگر ان وسائل سے مصالحت کی راہ نکل آئے تو فہوا لمراد ، اور اگر کوئی دوسرا رنگ نظر آئے اور سلطان جنگ پر تل جائے تو ہم اپنا فرض ادا کر چکے ۔ ایسی صورت میں ہم فوراً مقابلہ کر سکیں گے ۔

سعی مصالحت میں کامیابی :

فاسلیوس (لشکری) کو یہ رائے پسند آئی ۔ اس نے ہر قسم کے بے حساب تحائف ایک ہوشیار اور خوش بیان ایلچی کے ساتھ کیے اور انھیں آئینہ کے ہمراہ روانہ کر دیا ۔

۱۔ عزالدین کے والد سلطان غیاث الدین کو لشکری سے جنگ کے موقع پر اس کے یہاں کے ایک فرنگی نے شہید کر ڈالا تھا ۔ یہ واقعہ لشکری کی مرضی کے خلاف پیش آیا تھا ۔ اس فقرے میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے ۔

۲۔ گزشتہ صفحات میں غیاث الدین کی شہادت کے بیان کے ساتھ آئینہ کی رہائی کا ذکر آ چکا ہے ۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لشکری نے آئینہ کو خوش کرنے کے لیے اس وقت رہا کرنے کا حکم دے دیا ہوگا مگر پھر اسے حراست ہی میں رہنے دیا ہوگا ۔ آئینہ چاشنی گیر کی مکمل رہائی لشکری کے مصاحبوں کے اس مشورے کے بعد عمل میں آئی ہوگی ۔ واللہ اعلم (مترجم)

سیف الدین آئینہ کو اس مہم پر بھیجنے سے پہلے اس کی تواضع اور دلجوئی میں بہت مبالغہ کیا اور ہر ممکن طریقے بر اسے ہموار کر کے اس کا رنج دور کر دیا تھا ۔

آئینہ یہاں سے اپنا دل صاف کرکے سلطنت کی حدود میں پہنچا تو قاصدوں سے پہلے خود باریاب ہوا اور دست بوسی کی عزت حاصل کر کے ایلچیوں کے آنے کی اطلاع دی اور فاسنیوس کے پیام کا خلاصہ منبسہ کے ساتھ عرض کیا اور اس طرح سلطان کے دل میں جو ملال فاسلیوس کی طرف سے پیدا ہو گیا تھا دور کر دیا ۔ سلطان نے اس کے سابقہ جرائم معاف کر دیے اور باپ کی مصیبت کو حکم قضا و قدر پر محمول کرکے ایلچیوں کو حاضر ہونے کی اجازت دی ۔ ایلچیوں نے جو تحفے تحائف پیش کیے ان پر پسندیدگی ظاہر کی اور صلح کی خوشی میں جشن کرنے کا حکم دیا ۔

سلطان شہید کی نعش قونیہ میں :

دوسرے روز وہ ایلچی پھر باریاب ہوئے اور انھوں نے تنہائی میں سلطان سے ملک روم سے خوش ہونے کی قسم لی ۔ جواب (خط) میں سلطان نے دوگنے تحائف خزانہ سے تیار کرائے ، اپنی طرف سے بھی امیر سیف الدین آئینہ کو ایلچی مقرر کیا تا کہ وہ یہاں سے جا کر سفارت کا کام انجام دے اور سلطان شہید کی نعش کو دارالسلطنت میں لے آئے[1]۔

امیر سیف الدین تحائف ساتھ لے کر قاصدوں کے ہمراہ روانہ ہوگیا ؛ جب نزدیک پہنچا تو ملک روم نے استقبال کیا اور سیف الدین کی نہایت عزت کی ۔ پھر جو مسودہ سلطان کی طرف سے مرتب ہوا تھا اس کے مطابق قسم کھائی اور پہلی مرتبہ جتنے تحائف بھیجے تھے اس سے دوگنی قیمت کے دوبارہ سلطان کے یہاں بھیجنے کے لیے مہیا کیے ۔ سلطان کے دفن کے وقت مرقد پر نثار کرنے کے لیے بس ہزار دینار نکالے ۔ پھر سلطان کی نعش کو بہت سے لشکر کے ساتھ اپنے ملک کی سرحد تک روانہ کیا ۔

اس کے بعد امیر سیف الدین آئینہ اور دوسرے قاصد واپس آنے کے بعد سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو واقعات پیش آئے تھے ان کا تذکرہ کیا ۔

۱۔ اس واقعے کا سرسری ذکر بر سبیل تذکرہ اس سے پہلے آ چکا ہے ؛ مؤلف نے یہاں اس کی توضیح کی ہے ۔

ان حالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں فریق مطمئن اور خوش ہوئے۔ جب سلطان شہید کی نعش قونیہ میں آئی تو باپ دادا کے پہلو میں دفن کردی گئی۔ سلطان زیارت کے لیے مقبرے پر حاضر ہوا اور ملک روم کی مرسلہ رقم میں تیس ہزار اور اضافہ کرکے کچھ رقم وہیں تقسیم کرا دی اور کچھ خانقاہوں اور عبادت گاہوں میں بھیج دی : باقی اطراف ممالک میں تقسیم کرنے کے لیے روانہ کر دی۔

سلطان کا محاصرہ کی غرض سے انگوریہ کا عزم کرنا

جب ایک مدت اسی حالت میں گزر گئی اور ملک و سلطنت کا نظم و نسق مضبوط ہو گیا تو ایک بار سلطان کے خیال میں یہ بات آئی کہ جب تک میرا بھائی انگوریہ پر حکمران اور وہاں قلعہ بند ہے مجھے امن و اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا اس لیے اس فتنے کی بیخ کنی لازمی و ضروری ہے۔

یہ سوچ کر سلطان عزالدین نے امرا اور سرداران سپاہ کے نام ہر طرف فرمان بھیج دیے کہ سب اپنی اپنی فوجیں لے کر حاضر ہوں۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ تمام لشکر اطراف قونیہ میں حاضر ہو گئے۔

سلطان چونکہ اسباب محاصرہ اور آلات و اسلحہ فراہم کر چکا تھا اس لیے لشکروں کے جمع ہوتے ہی ساعت نیک میں حدود انگوریہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

ملک علاءالدین کی صف آرائی :

یہ اطلاع ملک علاءالدین کو ملی تو فصیل کی مضبوطی، لشکر کی تیاری اور اہل شہر کے ساتھ تجدید عہد وغیرہ امور میں مشغول ہوا اور جب سلطان انگوریہ پہنچا تو پہلے ہی دن لشکر کے ساتھ نکل کر سلطان کے مقابلے میں صف آرا ہو گیا۔

امیر مبارزالدین عیسی امیر جاندار اور اس کے بھائی بھی شہر سے باہر آئے۔

مبارزالدین اور نجم الدین بہرام شاہ جاندار کے درمیان سیواس میں ایک مکتب میں کسی بات پر خصومت ہو گئی تھی، اس وقت سے یہ ونوں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ جب مبارزالدین شہر سے نکلا تو اس

نے آواز دے کر نجم الدین کو مقابلے کے لیے طلب کیا ۔

مبارزالدین اور نجم‌الدین کا مقابلہ :

نجم الدین بہرام شاہ نے سلطان سے اجازت حاصل کی اور میدان میں جا اترا ۔ دونوں جنگ جویوں میں شیر تیندوے کی طرح نیزوں سے لڑائی ہونے لگی ۔ جب نیزہ بازی کو بہت طول ہوا اور اس طرح کسی کو دوسرے پر قابو نہ ملا تو مجبور ہو کر زین پر ہاتھ مارا اور گرز تانے ۔ جب اس سے بھی عاجز ہوئے اور کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا تو چاہا کہ تلواریں کھینچ کر فیصلہ کر لیں مگر ملک علاءالدین نے اندرون شہر سے حکم بھیج کر مبارز الدین کو واپس بلا لیا ۔ اس کے جانے پر نجم‌الدین بہرام شاہ بھی سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا ۔ سلطان نے اس کی ثابت قدمی پر بہت آفریں کہی اور خلعت دیا ۔

مدرسۂ انگوریہ کی سرگزشت :

اوائل بہار سے دوسرے موسم بہار تک روزانہ اسی طرح دونوں طرف سے مقابلہ ہوتا رہا ۔ اس اثنا میں سلطان نے شہر کے برابر اس خیال سے ایک مدرسے کی بنیاد رکھی کہ اگر فتح میسر ہوئی تو اس کے لیے بہت سا روپیہ وقف کر دے گا اور فقہا کو آباد کر دے گا ، اور فتح میں توقف ہوا تو اسی کو مسافر خانے کی شکل میں تیار کرا دیا جائے گا ۔

جب انگوریہ آزاد ہوا تو سلطان نے جو عہد کیا تھا پورا کیا اور اس مدرسہ کے لیے بہت سا روپیہ وقف کیا مگر اس کے بعد جب سلطان علاءالدین کو سلطنت ملی تو اس نے حکم دیا کہ اس عمارت کو منہدم کر دیا جائے اور اوقاف بند کر دیے جائیں ۔ لیکن اس مدرسے کے آثار اب تک باقی ہیں ۔

سلطان کی تقلید میں اور امرا نے بھی اس موقع پر اسی طرح ایک ایک عمارت بنوائی اور اس سال کا موسم سرما یونہی ختم ہو گیا ۔

علاءالدین کی جانب سے صلح کی تحریک :

جب بہار کا موسم اعتدال پر آیا تو اس وقت اہل حصار حد سے زیادہ تنگ ہو چکے تھے ۔ ان کا ذخیرہ بے حد کم ہو گیا تھا ۔ ساکنان شہر اور محصوروں کی حالت تباہ ہو رہی تھی ۔ سب نے ملک علاءالدین کی رضامندی سے صلح کی تحریک کی اور امیر سیف‌الدین آئینہ کے پاس قاصد

بھیج کر امان طلب کی ۔ امیر سیف الدین نے اس قاصد کو سلطان کے حضور میں پیش کیا ۔ جب قاصد نے سلام پیام ، اہل شہر کی فریاد اور ملک علاءالدین کے بارہ میں ان کی سفارش وغیرہ تمام امور گزارش کیے تو سلطان کی پیشانی مسرت سے چمک اٹھی اور اس نے ملک الامرا حسام الدین سپر چوپان ، اور ملک الامرا سیف الدین امیر قزل جیسے زبردست ارکان سلطنت کو بلا کر ان کے سامنے نہایت سخت قسمیں کھائیں کہ میں یا میرے غلام اور نوکر کسی حیلے سے بھی علاءالدین کے ملک کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے ۔ علاءالدین کو بعض قابل اطمینان قلعوں میں روانہ کر دیا جائے گا اور ہر قسم کا اسباب و سامان لباس ، فرش اور خوراک اور ان کی بیوی کو ان کے ساتھ کر دیا جائے گا ۔ اہل شہر نے جو مزاحمت کی ہے اس پر ان سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا ۔

اس قسم کے بعد حلفیہ عہد نامہ قلم بند ہوا اور قاصد کے حوالے کر دیا گیا ۔

صلح کی تکمیل اور شہر پر قبضہ :

قاصد نے جب شہر پہنچ کر یہ سرگزشت بیان کی تو شہر والوں نے سلطان کا پرچم نصب کرنے کی خواہش کی اور امیر سیف الدین آئینہ کو طلب کیا ۔

امیر سیف الدین سلطان کے حکم سے ایک پوشیدہ لشکر علم و نشان وغیرہ کے ساتھ ہمراہ لیے ہوئے شہر میں آیا اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ علم سلطانی قلعے کی چوٹی پر نصب کر دیا ۔ پھر شہر کے ہر چھوٹے بڑے کی دلجوئی کی اور اطمینان دلایا ۔

ملک علاء الدین کو قصر سلطنت سے ان کے بعض دوستوں کے یہاں منتقل کر دیا گیا اور ان پر نگرانی قائم کر دی گئی ۔

اس کے بعد امیر سیف الدین نے شہر کے اشراف و اکابر کو سلطان کی خدمت میں پیش کیا تاکہ یہ لوگ دست بوسی کی عزت حاصل کر کے اپنی زبان سے معذرت و ندامت کا اظہار کریں ۔ پھر یہ لوگ امیر سیف الدین کے ساتھ شہر واپس آئے اور نذر و نثار کی تیاری کی ۔

اب سلطان مبارک ساعت میں شہر میں آیا اور تخت پر جلوس کر کے رعایا اور اہل شہر کو اپنی داد و دہش سے گرویدہ کر لیا ۔

علاءالدین قلعۂ منشار میں :

سلطان نے ان معاملات سے فرصت پاکر ملک علاءالدین کو سیف الدین آئینہ کے سپرد کر دیا ۔ اس نے انھیں ملک ملطیہ میں لے جا کر قلعۂ منشار میں قید کر دیا ۔ ان کے اخراجات خورو نوش ، پوشاک ، مطبخ ، شراب خانہ وغیرہ کا خاطر خواہ انتظام کر دیا اور وہاں کے امیر اور سرداروں سے علاءالدین کے زندہ و سلامت سپرد ہونے کی تحریری اطلاع حاصل کر کے واپس ہوا ۔

ان تمام انتظامات کے بعد سلطان نے بھی دارالملک کی طرف مراجعت فرمائی ۔

اہل انطالیہ کی نافرمانی اور اس ملک کی دوبارہ تسخیر

کچھ مدت کے بعد انطالیہ کے بدبخت و بد خصال کافروں نے عہد شکنی کر کے سرکشی و نافرمانی شروع کردی اور حقوق سلطنت سے متنفر ہو کر یہ وتیرہ اختیار کیا ۔ ان کی کوئی فوج مسلح ہو کر رات کو دھوکے سے کسی حاکم پر آ پڑی اور شریف و رذیل ، صغیر و کبیر میں سے جو ہاتھ پڑا اسے مقتول و مجروح کردیا ۔ صبح تک اس خون ریزی سے خون کی ندیاں بہنے لگیں ۔ حکام جب بیدار ہوئے تو وہ بھی ارواح شہدا کی طرح اس دریا کی سیر میں مشغول ہو گئے ۔

تین دن کے بعد یہ خبر سلطان کے گوش مبارک میں پہنچی ۔ سخت منغض ہوئے : فوراً لشکروں کی تیاری کے لیے فرمان نافذ ہوئے اور نہایت عجلت کے ساتھ قاصدوں کے ذریعے تمام ممالک محروسہ میں روانہ کر دیے گئے ۔

فرمانوں کی تعمیل میں ہر طرف سے بے شمار فوجیں آ کر دشت قونیہ میں جمع ہو گئیں ۔ بارگاہ مبارک ساعت مسعود میں فتح انطالیہ کی نیت سے صحرائے روزبہ میں نصب کر دی گئی ۔ اور دوسرے روز سلطان نے بہاد سے کوچ کیا ۔

عیسائیوں کے دفاعی انتظامات :

انطالیہ کے رومیوں کو یہ آفت نقد وقت ہو گئی ۔ انھوں نے پریشان ہو کر ملوک فرنگ سے مدد مانگی جنھوں نے ان کی مدد کے لیے جلدی مدد

کچھ سپاہ چند کشتیوں میں روانہ کر دی ۔ جب ان بدکرداروں نے اپنی فصیل سے دریا سے کمک آتے ہوئے دیکھی تو نعرۂ شادمانی بلند کیا اور ان لوگوں کو بڑے اعزاز کے ساتھ قلعے میں لائے ۔ وہاں پہنچ کر یہ لوگ جنگ کے انتظام میں مشغول ہوئے اور شہر کے اندر سے عرادے[1] نصب کر دیے ۔

حملے کا آغاز :

جب سلطان کی نظر قلعے پر پڑی تو فوراً حکم دیا کہ سارا لشکر قلعے کو دائرے کی طرح درمیان میں لے کر تیروں سے حملہ کر دے ۔ اسی وقت تیر باری شروع ہو گئی، اور اتنی تیزی کے ساتھ ہوئی کہ قلعے والوں میں سے کسی کو فصیل پر چڑھنے یا سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکی ۔

دوسرے دن جب اسلحہ خانہ ، آلات محاصرہ اور پیادہ فوج آئی تو اسی شب کو حکم دیا کہ چھپر باندھے جائیں ، سیڑھیاں تیار ہوں اور منجنیق سے کام لیا جائے ۔ ادھر ملعون دشمنوں کو سنگ اندازی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ ادھر سے تیروں کی بارش کا خطرہ انہیں فصیل پر نہ آنے دیتا تھا ۔

فیصلہ کن حملہ :

جب اس طرح محاصرے کی مدت کو طول ہوا تو سلطان نے حکم دیا کہ اتنی وسیع سیڑھیاں بنائی جائیں جن پر سے ایک وقت میں دس آدمی چڑھ سکیں اور ان کی مدد سے بہادران لشکر فصیل پر پہنچ کر دشمنوں کا قصہ تمام کر دیں ۔

فرمان کی تعمیل کی گئی ۔ ہدایت کے مطابق سیڑھیاں لگا دی گئیں اور تیر انداز جماعت اور اوپر جانے والی جمعیت کو الگ الگ موقع سے کھڑا کر دیا گیا ۔ دوسرے دن تمام لشکر مسلح ہو گیا ۔ سلطانی علم حرکت میں آیا اور سلطان نے دلاوران لشکر کو طلب کرکے انعام و اکرام کے وعدے فرمائے اور حملے کا حکم دیا ۔

دفعۃً نہایت سختی کے ساتھ حملہ شروع ہو گیا ۔ کافروں کے خون سے ندیاں بہنے لگیں ۔ تمور السماء موراً و تسیر الجبال سیرا[2] (اور یہ اس روز

۱۔ عرادہ : پتھر پھینکنے کا آلہ

۲۔ سورۃ الطور (۵۲ : ۹)

واقع ہوگا جس روز آسمان تھر تھرانے لگے گا اور پہاڑ (اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے) کا تماشا نظر آ رہا تھا ۔ اسی اثنا میں بہادران لشکر گرز گراں لیے ہوئے اور مناسب لباس پہنے ہوئے دس دس کی ٹکڑیوں میں ہر برج پر چڑھ گئے اور فصیل کے فرنگیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار کر نیچے اتر گئے اور قلعے کا دروازہ کھول دیا ۔

اب کیا تھا سلطان کا سارا لشکر قلعے میں داخل ہو گیا اور بے حد خون ریزی ہوئی ۔ قلعے کے حورد و کلاں میں سے کوئی نہ بچا اور ان کا مال و مال غنیمت کے طور پر قبضے میں آ گیا ۔

شہر میں سلطان کی تخت نشینی :

اس فتح کے بعد دوسرے دن سلطان شہر میں آ کر تخت پر رونق افروز ہوا ۔ دربار عام منعقد کر کے امرا ، افسران فوج اور جاں بازان لشکر کو بےانتہا انعام و اکرام سے نوازا اور ایک ہفتے تک جشن منانے کے بعد تمام اموال و ذخائر کا معائنہ فرمایا ۔ جائزہ کے بعد جو چیزیں ذخائر میں موجود نہ تھیں یا کم ہو گئی تھیں انھیں ضروری مقدار میں مہیا کرایا ۔ پھر فصیل کی مرمت ، رخنوں کی درستی اور اسے بلند کرنے کا انتظام کر کے امیر مبارز الدین ارتقش کو یہاں کا سر لشکر یا فوج دار مقرر کیا ۔

امیر مبارز الدین چونکہ ساحلی مقامات کے حالات سے واقف تھا اس لیے اس نے یہاں کے لوگوں کی دلجوئی کی اور سرکشوں کو رام کر کے خائنوں کے اموال و املاک خزانۂ خاص کے لیے قبضہ میں کیے اور انھیں دیوان اعلیٰ کے حسابات میں درج کرا کے بعض اقطاعات اور جاگیروں میں اضافہ کر دیا ۔

اس کے بعد سلطان قونیہ روانہ ہوا اور اطراف عالم میں فتح نامے ارسال کیے اور اس فتح کی غنیمت سے اطراف کے بادشاہوں کو بے شمار تحائف بھیجے ۔

فتح سینوب کا عزم اور کامیابی

تکور جانیت کی سرکشی :

جب بہار کا موسم شباب پر آیا تو سلطان نے سیواس کے ارادے سے کوچ کیا ۔ وہاں ایک دن وہ بزم خسروی میں رونق افروز تھا کہ اتنے میں حدود سینوب کے محافظوں کے بھیجے ہوئے قاصد حاضر ہوئے اور ایک سربمہر

عریضہ سلطان کی خدمت میں پیش کیا جس سے معلوم ہوا کہ کیرالکس تکور جانیت کی سرکشی حد سے بڑھ گئی ہے اور اس نے بادشاہی ممالک میں آ کر لوٹ مار مچا رکھی ہے -

اگرچہ اس خبر سے سلطان پر بہت اثر ہوا تاہم اس خیال سے کہ عیش میں بالکل خلل نہ آئے اس نے کسی سے اس کا اظہار نہ کیا - دوسرے دن امرا کو طلب کر کے یہ واقعہ بیان کیا - سب نے نہایت برہم ہو کر کہا اگر شاہ عالم کا فرمان ہو تو بندگان دولت کا خنجر جو بدخواہوں کے خون کا پیاسا رہتا ہے اس منحوس کے خون سے اپنی پیاس بجھا سکتا ہے اور اس کے ملک کے کھیت وغیرہ بادشاہی فوج کے ذریعے پامال و برباد کیے جا سکتے ہیں ؛ مگر سلطان نے عجلت سے کام نہیں لیا اور ان لوگوں سے مشورہ کیا جو سینوب کو دیکھ چکے تھے -

مشاورت کا نتیجہ :

ان لوگوں نے جواب دیا کہ سینوب جنگ کر کے تو قبضے میں نہیں آ سکتا مگر اس صورت سے کامیابی ہو سکتی ہے کہ ایک مدت دراز تک محاصرہ کر کے وہاں کے باشندوں کو رسد کی قلت اور غلے کے قحط سے عاجز کر دیا جائے اور اس کا انتظام رکھا جائے کہ ان کو بحر و بر کہیں سے مدد نہ پہنچ سکے - اس لیے رائے یہ ہے کہ اب کی سال لشکر وہاں تاخت کرے ، ان کے زن و فرزند کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنائے ، اس علاقے کے اطراف و نواح کو بالکل ویران کر دے اور اسی طرح کئی سال تک لوٹ مار میں مصروف رہے -

سلطان نے اس رائے کو پسند کیا اور امرا بھی اس سے متفق ہو گئے- دوسرے دن زیادہ سے زیادہ فوج اور خاطرخواہ تیاری کے ساتھ سینوب کا عزم ہو گیا -

کیرالکس کی گرفتاری :

اسی اثنا میں جاسوسوں نے خبر دی کہ کیرالکس غفلت کے عالم میں پانچ سو سواروں کے ساتھ ان اطراف میں شکار کھیلتا پھر رہا ہے -

سلطانی سرداروں نے جب یہ خبر سنی تو نہایت عجلت کے ساتھ روانہ ہو گئے اور دفعۃً شکار گاہ میں اس پر ٹوٹ پڑے - اس حملے کے جواب میں اگرچہ اس نے چند حملے کیے مگر آخر کو قید ہو گیا اور بادشاہی

فوج کے خیموں میں لایا گیا ۔ اس کے لشکر میں سے بعض لوگ قتل ہوئے اور باقی گرفتار کر کے حوالات میں دے دیے گئے ۔ پھر سرداران لشکر نے فوراً سلطان کو ڈاک کے ذریعے اس اچانک فتح کی اطلاع دی ۔

سلطان کو اس خبر سے بڑی خوشی ہوئی ۔ کیرالکس کی حفاظت اور حراست کے تاکیدی احکام بھیجے اور ہدایت کی کہ تم لوگ ابھی وہیں ٹھہرو ، ہم بھی اسی طرف آتے ہیں ، پھر جیسی رائے ہو گی اس پر عمل کیا جائے گا ۔

دوسرے دن سلطان نے سینوب کی راہ لی ۔ جب ان حدود میں پہنچا تو تمام لشکر نے وردی پہن کر اسلحہ لگائے اور استقبال کو حاضر ہو کر دور سے زمین بوسی کی عزت حاصل کی ۔

کیرالکس سلطان کے حضور میں :

سلطان نے سراپردۂ مبارک میں اجلاس فرمانے کے بعد حکم دیا کہ کیرالکس کو پا بہ جولاں حاضر کیا جائے ۔ جب وہ تخت کے پاس پہنچا تو ذلت و مسکنت کے انداز سے زمین کو بوسہ دیا ۔ سلطان نے از راہ مروت اس کے حال پر توجہ فرمائی اور کہا : ''دل رنجیدہ نہ رکھو ، زندگی ہے تو مرادیں پوری ہوں گی'' ۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد کیرالکس کو پھر سلطان کے حکم سے پہلے کی طرح پہرے میں بھیج دیا گیا ۔

دوسرے دن سلطان نے حکم دیا کہ تمام لشکر پوشیدہ طور پر سوار ہو اور خشکی کے حصے پر حصار کے گرد جمع ہو جائے ۔ کیرالکس کے پاس یہ پیام بھیجا کہ جب ہمارا موکب ہمایوں اس نواح میں آ گیا ہے تو بغیر کامیابی کے واپس نہیں ہو سکتا ۔ تمھیں چاہیے کہ اپنے کسی آدمی کو شہر میں بھیج کر محصوروں کو سمجھاؤ ۔

تکور کیرالکس نے اپنے ایک بڑے امیر کو جو دوسرے امرا کے ساتھ قید تھا اس کام کے لیے پسند کیا ۔ سلطان کے حکم سے اس کی قید کاٹ کر اسے تکور کے پاس لے گئے ۔ تکور نے اپنے اس امیر کی زبانی اہل شہر کے پاس کہلا بھیجا کہ ''شہر سپرد کر دو'' ۔

اہل شہر کی سرکشی :

ان بدبختوں پر اس پیغام کا کوئی اثر نہ ہوا اور انھوں نے کہا اگر کیرالکس گرفتار ہے تو کیا ہوا ، اس کے لائق بیٹے موجود ہیں ، ان میں

سے کسی کو بادشاہ بنا دیں گے مگر یہ ملک مسلمانوں کے حوالے نہ کریں گے۔ سلطان نے حجت تمام کرنے کے لیے پھر قاصد بھیجا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

دوسرے روز سلطان کے حکم سے تکور کو بھاری قید میں شہر کے کنارے لائے اور اسے شکنجے میں لگا کر کہا ''شہر حوالے کر دو ورنہ کیرالکس کو مارے ڈالتے ہیں''۔

ادھر کیرالکس نے شور و غل مچایا کہ ''اے بے دینو شہر کی حفاظت کس کے لیے کرتے ہو ، جب یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے اور تمھیں قید و قتل کر دیں گے تو اس مدافعت سے کیا فائدہ ہوگا''۔ مگر اس کے کہنے کا بھی چنداں اثر نہ ہوا ، وہ دن بھی یونہی گزر گیا اور رات ہو گئی۔

اس واقعہ کے دوسرے دن اہل لشکر نے کیرالکس کو سلطانی ہدایت کے مطابق اوندھا لٹکا کر اتنا دبایا کہ وہ مرگی کے مریض کی طرح بے ہوش ہو گیا۔ جب شہر والوں نے دیکھا کہ اب ہمارے بادشاہ کی حالت حد سے زیادہ تباہ ہے تو انھوں نے پکار کر کہا ''تکور کے قاصد کو پھر شہر میں بھیج دیا جائے ، ہم کچھ کہنا چاہتے ہیں''۔

جب وہ قاصد شہر میں آیا تو ان لوگوں نے کہا ''اگر سلطان اس کی قسم کھائے کہ تکور کی جان نہ لے گا ، اسے صحیح و سلامت اپنے ملک کو جانے دے اور ہمیں ہماری جان و مال و اطفال وغیرہ کے ساتھ امان دے کر ہم جہاں جانا چاہیں چلا جانے دے تو ہم شہر سپرد کر دیں گے''۔

شہر کی سپردگی اور سلطان کا فاتحانہ داخلہ :

سلطان نے اہل شہر کی خواہش کے مطابق تکور اور اس قاصد کے سامنے قسم کھائی اور عہد نامہ دے دیا۔

جب شہر کے لوگ سلطان کا عہد نامہ دیکھ کر مطمئن ہوگئے تو انھوں نے سلطان کا جھنڈا طلب کیا۔ تکور کے بعض آدمی اور سلطانی فوج کا کچھ حصہ سلطانی علم لیے ہوئے بڑی شان و شوکت کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ اس روز شنبے کا دن اور جمادی الثانی ۶۹۱ھ کی چھبیسویں تاریخ تھی۔ یہ علم قلعے کی بلند فصیل پر نصب کردیا گیا۔

دوسرے دن تمام فوج سوار ہوئی اور شہر کے سامنے صفیں آراستہ کر کے کھڑی ہو گئی۔ شہر کے حکام و اشراف ، امرا کے ساتھ جو رات کو چلے گئے تھے ، حاضر خدمت ہوئے اور زمین کو بوسہ دیا ۔ تکور اس وقت سلطان کی رکاب تھامے پیادہ کھڑا تھا ۔ ان لوگوں نے اسی کے سامنے شہر کی کنجیاں بندگان سلطانی کے سپرد کر دیں ۔

سلطان نے ان میں سے بعض کو خلعت دیا ۔ پھر وہ لوگ واپس گئے اور جہاور کی تیاری میں مصروف ہوئے ۔ سلطان آزادی کے ساتھ شہر میں آیا اور تخت پر بیٹھ کر دربار آراستہ کیا ۔ تھوڑی دیر تکور کو تعظیم کے لیے کھڑا رہنے دیا ۔ پھر اسے تمام امرائے دولت سے بلند مقام پر بیٹھنے کی اجازت دی اور اس کی بہت عزت کی ۔ یہ دن اسی طرح عیش و مسرت کے ساتھ ختم ہوا ۔

تکور سے عہد و پیمان :

دوسرے دن تکور کو اور قیدیوں سے پہلے پیش کر کے اس سے عہد و پیمان لیا گیا ۔ تکور نے دیوان سلطانی کے مرتبہ عہد نامے کے مطابق حلفیہ اقرار کیا کہ :

''اگر سلطان مجھ کیرالکس کو جان کی امان دیں گے اور ملک جانیت کو سینوپ کے باہر مع مضافات کے میرے اور میری اولاد کے حق میں مقرر فرمائیں گے تو میں ہر سال دس ہزار دینار اور پانچ سو راس گھوڑے ، دو ہزار راس بیل ، دس ہزار راس بھیڑیں اور پچاس بوجھے اقسام تحائف کے بھیجا کروں گا اور ضرورت کے وقت جتنی مدد ممکن ہوگی اپنے لشکر بھیج کر دیا کروں گا''۔

اس عہدنامے پر طرفین کے ارکان دولت نے گواہی کے دستخط کیے ۔ سلطان نے تکور کو ایک نفیس خلعت عطا کر کے حکم دیا کہ میرے ساتھ تم بھی سوار ہو ۔ تکور ایک ظاہر دار و مکار آدمی تھا ، جیسے ہی سلطان نے رکاب میں پاؤں رکھا زین پوش رکاب دار سے لے کر کندھے پر رکھا اور روانہ ہو گیا ۔ جب تھوڑی دیر ہو گئی تو سلطان کے حکم سے زین پوش رکاب دار کو دے کر خود بھی سوار ہو گیا اور راستے میں سلطان کے ساتھ ساتھ باگ سے باگ ملائے باتیں کرتا ہوا چلنے لگا ۔ سلطان نے تھوڑی دیر ساحل کے اطراف میں سیر کی پھر شہر کی طرف باگ پھیر دی ۔ پھر خوان لگوا کر بزم آراستہ کی ۔ اس دوران میں سلطان نے شراب کے نشے میں

تکور کی بہت عزت کی اور اسے اجازت دے دی کہ اپنے آدمیوں میں سے جس کو چاہے ساتھ لے کر اپنی ولایت کا راستہ لے ۔

جب تکور اور اس کے متعلقین کے لیے کشتیاں تیار ہو گئیں تو وہ رخصت اور دست بوسی کے مراسم ادا کرکے کشتیوں میں بیٹھ گیا اور جانبت کی طرف روانہ ہوا ۔

اس کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ ہر شہر سے کافی مال دار سوداگر انتخاب کرکے سینوب بھیجے جائیں اور یہ لوگ یہاں کی زمین اور جائداد ہماری خوشی کے مطابق خصوصیت کے ساتھ خریدیں اور قیمت پوری ادا کر دیں ۔

سوداگروں کی روانگی اور شہر و قلعہ کا انتظام :

اس حکم کے مطابق معتبر سوداگر اطراف ممالک سے سینوب بھیجے گئے اور ان تمام لوگوں کے نمایندوں کو بلایا گیا جو ترک سکونت کر کے چلے گئے تھے اور پھر انھیں اپنی اپنی قدیم جگہوں میں آباد کیا گیا ۔ کلیسا کو مسجد جامع بنا کر قاضی و خطیب اور منبر و مؤذن کا انتظام کیا گیا اور کوتوال و پہرہ دار مقرر ہوئے ۔ فصیل کے رخنوں کی مرمت کرائی گئی اور ایک امیر کو سر لشکر مقرر کرکے اس سرزمین کی حفاظت کے لیے ایک نامور لشکر اس کی سرکردگی میں دیا گیا ۔

اس کے بعد سلطان نے یہاں سے سیواس کی طرف توجہ کی اور امرائے ملک کو اپنے اپنے وطن جانے کی اجازت ملی ۔

فتح سینوب کی اطلاع کے لیے شیخ مجد الدین اسحاق کی بغداد کو روانگی

اسی زمانے میں سلطان نے سنا کہ ملک اشرف نے ایک کوے کو غلیل سے نیچے گرایا اور اسے اور بہت سے تحائف کے ساتھ ایک ایلچی کے ہمراہ حضرت خلافت پناہ کی خدمت میں بھیجا ۔ اس سلسلے میں ملک اشرف پر بارگاہ خلافت سے متواتر توجہ فرمائی گئی ۔

جب سلطان کو سینوب کی فتح میسر ہوئی تو اس نے شیخ عالم ، پیشوائے آفاق مجد الدین اسحاق کو جواہرات سے تیار کیے ہوئے تحائف ، زربفت و اطلس کے تھان ، مرصع طلائی چھڑیاں اور چاندی کے برتن وغیرہ

قیمتی ہدیے سپرد کیے اور ساتھ ہی اس فتح عظیم کی اطلاع کے لیے ایک خط بھی خلافت پناہ کے نام حوالہ کیا جس میں ان کے پائجامہ مبارک کی استدعا بھی درج تھی ۔ اس انتظام کے ساتھ شیخ کو بغداد روانہ کر دیا ۔

بارگاہ خلافت سے خلعت اور تحائف کی ترسیل :

جب شیخ مجد الدین مستقر خلافت میں پہنچے تو خلافت پناہ کی طرف سے ان کے استقبال میں بہت مبالغہ کیا گیا ۔ وہ واپس ہونے لگے تو خلافت پناہ نے اپنے بدن کا پائجامہ ، چادر اور فرمان ، عمامہ سیاہ ، ایک جوڑ زرہ ، کوڑا اور سلطنت کا فرمان جس میں حدود شریعت کے قائم رکھنے کی نصیحت تھی ، پانچ تیز رو خچر جن کے سونے کے نعل تھے مع طوق وغیرہ ، پانچ راس تازی گھوڑے جن پر اطلس کی زر دوزی جھول پڑی ہوئی تھی اور دس حجازی اونٹ ، یہ سب تحائف دوسرے بہت سے انعامات کے ساتھ شیخ کو دیے کہ وہ یہ چیزیں سلطان کو پہنچا دیں ۔ سلطان نے یہ تحائف دیکھے تو خلافت پناہ کی توجہ اور التفات کے خیال سے بہت خوش ہوا اور اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا ۔

سلطان کا عزم طرسوس

جب سلطان فتح سینوب سے خوش و خرم واپس ہوا تو بہمن و دے کا زمانہ آ پہنچا تھا ۔ جاڑے آخر ہو چکے تھے ۔ موسم بہت خوشگوار ہو گیا تھا ۔ اسی زمانے میں سلطان قیصریہ روانہ ہوا اور مخصوص امرا اور مقربان بارگاہ کے ساتھ خوش دلی اور شادمانی کے ساتھ وقت گزارنے لگا ۔

وہیں یہ فرمان نافذ ہوا کہ اطراف کے امرا تمام لشکروں کے ساتھ بازار نیلو روانہ ہوں اور امرائے کبار حاضر بارگاہ ہوں ۔

فرمان کے مطابق تمام سر لشکر اور عام بہادران ملک پوری تعداد میں بازار نیلو میں مجتمع ہو گئے اور تقرب یافتہ امرا اقسام پیشکش کے ساتھ سلطان کے حضور میں حاضر ہوئے ۔

لیفون تکور کی سرکشی :

اسی دوران میں جو محصل لیفون تکور سے سیس کا خراج وصول کرنے گئے تھے وہ اس کے نہایت درجہ شاکی ہو کر واپس ہوئے ۔ اس خبر سے سلطان کی رگ حمیت حرکت میں آئی اور اس کی شان سلطنت کو سخت صدمہ

پہنچا ۔ جو امرا اس وقت موجود نہ تھے سلطان نے انہیں اپنے حضور میں بلوا کر یہ ماجرا بیان کیا ۔

اس موقع پر سب امرا نے ایک زبان ہو کر کہا کہ اس بے ادب کو سزا دینا نہایت ضروری ہے مگر اس موسم میں گرمی کی شدت کی وجہ سے اس کے ملک میں داخل ہونا سخت دشوار ہے ۔ اگر سلطان از راہ مرحمت اجازت دیں تو لشکر کو خریف کے موسم تک نیلو میں رہنے دیا جائے ۔ اس اثنا میں چارپائے بھی فربہ ہو جائیں گے ۔ جب یہ موانع رفع ہو جائیں گے تو تائیدالٰہی اور اقبال سلطانی کی بدولت پورے اطمینان کے ساتھ اس طرف کا عزم کرکے اس کی گوشمالی کر دی جائے گی ۔ سلطان نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اس سفر کو سر دست ملتوی کر دیا ۔

سلطان کی لشکر کشی :

جب خزاں کا آغاز ہوا اور بقول شاعر :

فشاند مشک و قرنفل[1] بجای گرد ریاح[2]
نمود لعل و زبرجد بجای میوہ غصون[3]

کا عالم ہوا تو عساکر منصور حرکت میں آئے اور نہایت عقیدت اور وفاداری کے جوش کے ساتھ بارگاہ اعلیٰ میں حاضر ہوئے ۔ سلطان کوشی کے راستے سے درہ بکوکری میں آیا ۔ لشکروں کا پڑاؤ یہیں تھا ۔ جب تکور کو ان حالات کی اطلاع ہوئی اور اس نے سنا کہ سلطان ایک زبردست لشکر کے ساتھ ولایت سیس پر چڑھائی کرنے والا ہے تو پریشان ہو گیا اور اپنی خطاکاری پر سخت نادم ہوا ۔ اسے اپنا انجام بہت برا نظر آتا تھا ۔ اس خطرناک موقع پر اسے مشورہ کا بھی موقع نہ ملا ۔ مجبور ہو کر ہر طرف سے لشکر فراہم کیے اور جنگ کی تیاری میں مشغول ہوا ۔

قلعۂ جنجن کا محاصرہ اور بندگان سلطانی کے ہاتھوں اس کی تسخیر

سلطان اپنے بے حد و حساب لشکر کی معیت میں قلعۂ جنجن پر پہنچا ۔ لیفون اسی قلعے میں تھا کیونکہ اس کی مملکت میں اس سے زیادہ مضبوط اور محفوظ قلعہ کوئی نہ تھا ۔

۱۔ لونگ ۔ ۲۔ ہوائیں ۔ ۳۔ شاخیں ۔

یہاں آ کر سلطان نے سوچا کہ اس مرتبہ دو قلعوں کو فتح کرنا چاہیے ۔ یہ رائے قائم کرکے اس نے منجنیقیں نصب کرنے کا حکم دیا ۔ تین شبانہ روز متواتر حصار والوں پر سنگ باری ہوتی رہی ۔ پتھر اولوں کی طرح برستے اور ان کی جانیں لیتے رہے ۔ قلعہ والے عاجز ہو کر ''امان امان'' کا شور کرنے لگے اور تین دن کی مہلت مانگی کہ اگر اس مدت میں تکور کی طرف سے کوئی مدد نہ آئی تو قلعہ سپرد کر دیں گے ۔

تکور کا صاف جواب :

جب اہل قلعہ کا قاصد تکور کے پاس پہنچا تو اس نے جواب دیا کہ میں خود اپنے کام میں مصروف ہوں ۔ مجھے تمہارے تدارک کی پروا نہیں ہے ۔ جب وہ لوگ یہ جواب سن کر مایوس ہو گئے تو اپنے جان و مال اور اہل و عیال کے لیے امن کی درخواست کی ۔

اہل قلعہ کی التجا کے مطابق انہیں امن دیا گیا ۔ پھر سلطان کا جھنڈا قلعے پر نصب کیا گیا ۔ دیوان دولت کے ارکان اوپر گئے اور ذخائر اور کارخانوں کا انتظام کیا ۔ اسی ضمن میں کوتوال اور قلعہ دار وغیرہ مقرر ہوئے ۔

قلعۂ کانجین کی تسخیر :

اس کے بعد سلطان نے قلعۂ کانجین کی طرف توجہ فرمائی ۔ یہاں کے باشندوں نے مدافعت کی ۔ سلطان نے یہاں بھی منجنیق نصب کرا دی اور اتنی سنگباری کی کہ قلعہ اور اہل قلعہ میں زلزلہ پیدا کر دیا ۔ پھر سلطانی لشکر سیڑھیاں لگا کر ہر طرف سے قلعہ پر چڑھ آیا اور سلطانی فرمان کے مطابق نہایت سختی سے حملہ کر دیا ۔ باہر کی طرف سے سلطان کے تیرانداز الگ قلعہ والوں کو اس کا موقع نہ دیتے تھے کہ وہ سلطانی لشکر پر نظر کر سکیں ۔ ابھی لڑائی کا یہی رنگ تھا کہ سلطان کا لشکر ایک دم زور دار حملہ کر کے قلعے پر ٹوٹ پڑا اور اس قدر خون ریزی ہوئی کہ لاشیں خون میں بہنے لگیں ۔ اسی اثنا میں حملہ آوروں نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور باقی لشکر بھی قلعے کے اندر گھس آیا ۔ اب محصوروں کے قتل و غارت اور عذاب و مصیبت کی کوئی حد نہ رہی ۔

اس مہم سے فراغت ہوئی تو اہل دیوان نے بدستور قلعے کے ذخائر اور اسلحہ پر قبضہ کیا اور حفاظت کے لیے کوتوال اور سپاہی مقرر کیے ۔

اس کے بعد اہل لشکر اکبارگی لیفون ملعون کی طرف بڑھے جو خود ایک پریشانی اور اضطراب کے ساتھ مقابلے کے لیے تیار تھا ۔

امیر مجلس کی جاں بازی :

امیر مجلس جو اس وقت امیر طلایہ کا کام کر رہا تھا اور تین ہزار نامور سوار اس کی کمان میں تھے ،صبح صادق شروع ہونے سے پہلے اپنے ایک دو نفر خاص آدمیوں کے ساتھ لشکر کفار کی حالت معلوم کرنے کے ارادے سے ان کے پڑاؤ کے پاس گیا ۔ ان کافروں نے ناگہانی طور پر ان پر نرغہ کردیا اور تیر مار مار کر ان کے گھوڑے مار ڈالے ۔ ان لوگوں نے پیادہ ہوکر ایک ٹیلے پر پناہ لی اور تیر ، تلوار اورگرز سے ان کا حملہ روکنے لگے۔

جب آفتاب طلوع ہوا تو گشت کرنے والے امرا امیر مجلس کے پاس چلے ؛ اسے مقررہ جگہ پر نہ پایا تو کیفیت معلوم کرکے تکور کی لشکر گاہ کا رخ کیا ۔ ان لوگوں کی تعداد سو سوار تھی ۔ یہ قوم کے کرد تھے اور اتنے دلاور تھے کہ ہزار مردوں سے مقابلہ کرتے تھے ۔ یہ امیر مجلس کے خاص سوار تھے ۔ وہ انھیں بہت تنخواہ دیتا تھا اور جاگیر دے رکھی تھی۔

ان لوگوں نے ایک پہاڑ کی طرف نظر ڈالی جو کافروں کی لشکر گاہ سے زیادہ بلند تھا تو ایک ٹیلے پر ایک شخص کو فرنگیوں میں گھرا ہوا دیکھا ۔ سب نے ایک دم لگامیں چھوڑ دیں اور حملہ آور کافروں پر جھپٹ پڑے ۔ کوتل گھوڑا بڑھا کر امیر مجلس کو اس پر سوار کیا اور سب کو مار بھگایا ۔

جب امیر مجلس اپنے لشکر میں آیا اور صفیں آراستہ دیکھیں تو اس نے سلطان کو اطلاع دی کہ میں نے اپنے لشکر کی قوت و سطوت کا پورا اندازہ کر لیا ہے ۔ اگر سلطان عالم کا ارشاد ہو تو ہمارے لشکر جس حالت میں کھڑے ہیں اسی ہیئت میں حملہ آور ہو سکتے ہیں ۔

صرف امیر مجلس کے لشکر کی چڑھائی اور فتح :

سلطان نے یہ درخواست منظور کر لی ۔ اب امیر کے سپاہی سب کے سب دریا کی طرح جوش میں آ کر آہنی پہاڑوں کی طرح صفیں باندھے ہوئے دشمنوں پر چلے ۔

لیفون نے بھی اپنا تمام لشکر سوار و پیادہ سلطانی افواج کے مقابلے میں صف آرا کیا ۔ بارون فاسیل ، بارون اوشین اور کند اصطبل کو جو اس کے

لشکر کے پشت و پناہ اور اس کی فوجوں کی ناک تھے سب سے آگے رکھا -

امیر مجلس نے پہلے ہی حملے میں کنداصطبل کو جو بہت بہادر مشہور تھا ، نیزے کے وار سے زمین پر گرا دیا اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ اس کی گردن میں باگ ڈور ڈال کر اسے سلطان کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ میں نے اسے گرایا ہے - پھر بارون قابیل اور بارون اوشین کے ساتھ بھی یہی کیا اور دو سپاہیوں کے ساتھ سلطان کے حضور میں بھیج دیا - جو سپاہی انھیں لے کر گئے تھے سلطان نے ان تینوں کو قیمتی خلعت عنایت کئے -

آخر کار کافروں کو عہد شکنی کی نحوست نے آ گھیرا اور وہ شکست کھا کر نوک دم بھاگے - فقطع دابر القوم الذین ظلموا و الحمد لله رب العالمین[1] (پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے) - امیر مجلس کے صرف تین ہزار سپاہی کافی ہو گئے اور دوسرے لشکروں کی حاجت نہ پڑی -

امیر مجلس کفی الله المؤمنین القتال[2] (جنگ میں اللہ مسلمانوں کے لیے آپ ہی کافی ہو گیا) بڑھتا ہوا سلطان کی خدمت میں واپس ہوا - سلطان نے تمام امرا سے زیادہ اس کا رتبہ بڑھایا اور مزید خلعت مرحمت کیا -

اس رات کو لشکر جنگ کی وجہ سے بہت خستہ ہو رہا تھا آرام سے سو رہا - صبح کو تمام لشکر دشت و صحرا میں آگ کی طرح لیفون کی تلاش میں پھیل گیا - اس جستجو کے دوران میں دائیں بائیں جو بھی مل جاتا قتل کر دیا جاتا یا قید ہو جاتا - ایک ہفتے تک ملک ارمن میں یہی ہنگامہ رہا - آٹھویں دن سلطان کی فوجیں ولایت ارمن سے بکثرت مال غنیمت گھوڑے ، خچر اور قیدی وغیرہ لے کر واپس آئیں اور معلوم ہوا کہ لیفون بعض قلعوں میں پناہ گزیں ہے - اب چونکہ لشکر سلطانی فتح مند ہو چکا تھا اور دشمن مقہور ہو گئے تھے اس لیے سلطان نے لشکروں کی معیت میں ممالک محروسہ کی جانب کوچ کیا -

اموال غنیمت کی ارزانی :

اس فتح میں اس کثرت سے مال غنیمت ہاتھ آیا تھا کہ اس کا اٹھانا

١- سورة الانعام (٦ : ٤٥)

٢- سورة الاحزاب (٣٣ : ٢٥)

زمین کے لیے بار گراں تھا ۔ اسی افراط کی بدولت قیصریہ میں بیل اور دوسرے چوپائے دو دو درم میں ، پانچ چھ بھیڑیں ایک درم میں اور غلام اور خوب صورت رومی کنیزیں پچاس پچاس درہم میں فروخت ہو گئے ۔

اب سلطان نے امرا اور لشکروں کو اپنی داد و دہش سے کامیاب و بامراد کیا اور انھیں اپنے اپنے مسکنوں کو جانے کی اجازت دی اور خود قیصریہ میں قیام فرمایا ۔

عاجزی و نیازمندی کے اظہار اور معافی کی التماس کے لیے لیفون کے ایلچیوں کی آمد

جب سلطان ممالک محروسہ کو واپس ہوا تو لیفون جائے پناہ سے باہر آیا اور اپنے ساتھ کے مخصوص امرا سے مشورہ کیا کہ اب کیا ہونا چاہیے ۔ ان سب کو اطاعت اور اظہار نیاز مندی کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا ۔

مجبوراً لیفون نے ہر قسم کی پیش کش کا سامان تیار کیا اور اپنے عریضے کے ساتھ بعض امرا کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں بھیجا ۔ اس موقع پر جو عرض داشت بارگاہ سلطانی میں روانہ کی تھی اس کا مضمون حسب ذیل تھا ۔

لیفون کی عرضی سلطان کے نام :

''اصحاب غرض نے حضور والا کی خدمت میں میری جو کچھ شکایت کی میں نے اس کی سزا پا لی ۔ اب حالت یہ ہے کہ امرا مارے جا چکے ہیں ، ملک برگشتہ ہے ، لشکر تقریباً سب کام آ چکا ہے ۔ جہاں پناہ کی بے انتہا رحمت و کرم سے توقع ہے کہ میرا گناہ بخش دیں گے ۔ امر واقعی یہ ہے کہ اگر مجھے معاف نہ فرمائیں گے تو ولایت سیس مجھ سے لے کر دوسرے کو عنایت فرما دی جائے گی لیکن بندہ اور بندہ زادہ اقرار کرتا ہے کہ اب ہمیشہ مطیع اور حلقہ بگوش رہے گا اور آیندہ سے دوگنا خراج ادا کیا کرے گا ۔ نیز ہر سال مقررہ رقم کے علاوہ جس جگہ حکم ہو سلطان کی خدمت کے لیے پانچ سو سوار مہیا رکھے گا'' ۔

اس عہدوپیمان کے ساتھ لیفون نے دربار سلطانی کے چند بڑے امرا کو شفیع بنایا ۔ سب نے سلطان کے حضور میں اس کی سفارش کی اور جو ملال اس کی طرف سے پیدا ہوگیا تھا کوشش کرکے سلطان کے دل سے دور کیا ۔

آخر کار یہ طے پایا کہ لیفون ہر سال بیس ہزار دینار بطور خراج پیش کش کے مناسب سامان اور تحائف کے ساتھ خزانۂ عامرہ میں بھیجا کرے اور پہلے کا جو خراج اس کے ذمے باقی ہے اسے بھی ادا کرے اور آیندہ بندگی اور اطاعت شعاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔

اسی شرط پر سلطان نے ملک سیس لیفون کے حق میں رہنے دیا اور خود اس عہد پر قسم کھائی۔

اس کے بعد لیفون کا جواب دینے، باقی خراج وصول کرنے اور اس کے لیے حکم رانی کا جدید فرمان بھیجنے کی غرض سے صاحب ضیاء الدین قرا ارسلان کو جو اس زمانے میں امیر دوات تھا ملک سیس روانہ کیا۔

لیفون تکور کو امیر کے آنے کی خبر ہوئی تو خود استقبال کو آیا۔ اپنے قصر میں مہمان رکھا اور حد سے زیادہ اعزاز و اکرام کیا۔ دوسرے دن صاحب ضیاء الدین نے سلطان کا فرمان، فرمان حکم رانی کے ساتھ بھری محفل میں پڑھ کر سنایا۔ لیفون نے زمین پر پیشانی رکھ کر سلطان کو دعائیں دیں اور بہت سا زر و مال فرمان پر نچھاور کرایا۔

لیفون کا حلف اطاعت :

اس کے دوسرے روز صاحب ضیاء الدین نے عہد نامہ کا مسودہ مرتب کر کے پیش کیا کہ اس پر قسم کھائے۔ لیفون نے باقاعدہ عہد نامہ لکھوا کر حلف اٹھایا۔ پھر دس ہزار دینار باقی اور دس ہزار آیندہ شش ماہی کے پیشگی خراج کے طور پر مع اور تحائف کے خزانہ کے لیے روانہ کیے۔

جب صاحب ضیاء الدین یہ سب سامان اور عہدنامہ لے کر قیصریہ پہنچا تو سلطان نے لیفون کے ایلچیوں کے ساتھ بہت احسانات کیے اور اس کے جو امرا سلطان کی قید میں تھے انھیں آزاد کر دیا۔ ساتھ ہی اطراف ممالک میں اس مضمون کے فرمان بھیج دیے کہ آج سے ہمارے اور لیفون کے درمیان جو جھگڑا تھا دور ہو گیا۔ تاجروں اور مسافروں کے لیے راہیں کھول دی جائیں اور خلق خدا میں سے کسی کو زحمت نہ دی جائے۔

اس کے بعد ایلچیوں کو نہایت مسرت اور خندہ پیشانی کے ساتھ واپسی کی اجازت عطا کی۔

ملک فخرالدین بہرام شاہ والی ارزنجان کی بیٹی سے سلطان کا نکاح

چونکہ سلطان نے خدا اور رسولؐ کے احکام کی پابندی اپنے لیے لازم کر لی تھی اس لیے حسب ارشاد تخیرو النطفکم فان العرق دساس (اپنے نطفوں کے (تحفظ) کے لیے اچھا انتخاب کرو کیونکہ باپ کی عادتیں بیٹوں تک پہنچتی ہیں) اس لیے وہ یہ چاہتا تھا کہ کسی عالی خاندان ، نجیب الطرفین اور نیک بخت خاتون کو اپنے پہلو میں جگہ دے ۔ دنیا میں جہاں جہاں اس کے خیال اور تلاش کی رسائی تھی نظر دوڑائی مگر ملک فخرالدین بہرام شاہ کے خاندان سے زیادہ معزز خاندان کوئی اس کی سمجھ میں نہ آیا اس لیے کہ ان کی دختر نیک اختر سلطان قلیج اسلان کی نسل سے تھیں اور ان میں سلجوق کا خون شامل تھا ۔

جب صلاح و مشورت کے بعد اس لڑکی سے زیادہ موزوں کوئی پیوند نظر میں نہ آیا تو اس مقصد کے لیے گراں قیمت ہدیے اور شاہانہ تحائف خزانۂ سلطانی سے ترتیب دیے گئے اور پیغام پہنچانے کے لیے ایک عقیل و فہیم شخص کو انتخاب کرکے ان سب تحائف کے ساتھ ملک فخرالدین کے پاس روانہ کیا ۔

ملک فخرالدین کو اس کی اطلاع ہوئی تو پیام بر کا استقبال کیا ۔ اسے بڑے فخر و احترام کے ساتھ دولت خانے میں لایا اور رئیسانہ تزک و احتشام کے ساتھ مدارات کی ۔

ملک فخرالدین نے دوسرے دن دربار عام کیا ۔ پیام بر نے سلطان کا مکتوب گرامی بوسہ دے کر ملک فخر الدین کے ہاتھ میں دیا ۔ زبانی پیام بھی سنائے اور تمام معاملات کی اچھی طرح تشریح کر کے جو تحائف ساتھ لایا تھا وہ سب ملک کے خزانہ داروں کے سپرد کیے ۔

فخرالدین کی مہلت طلبی :

ملک فخرالدین نے سب درباریوں کی موجودگی میں بلند آواز سے کہا : ''اس بندہ نوازی اور عظیم الشان انعام کا شکر کس زبان سے ادا ہو سکتا ہے ۔ اگر بارگاہ سلطانی سے یہ ایما ہوتا کہ میری لخت جگر باندیوں اور حرم سرا کی کنیزکوں میں داخل کر دی جائے تو میں اس بات میں اپنے لیے فخر و عزت سمجھتا ۔ اب کہ ایسی بندہ نوازی فرمائی گئی ہے تو مجھے

کیا مجال انکار ہو سکتی ہے - میں بسر و چشم قبول کرتا ہوں - لیکن اگر اس کام کے لیے تین ماہ کی مہلت عطا فرمائی جائے تو عین مناسب ہے تا کہ اس عرصے میں تمام ضروریات جہیز اور لڑکیوں کے مناسب حال سامان شادی کا انتظام کیا جا سکے'' -

ملک فخرالدین نے اس جواب کے بعد ایلچی کو انعام و اکرام سے سرفرازی بخشی اور خط کے جواب میں اپنی منت پذیری اور اطاعت شعاری وغیرہ کا مضمون لکھوا کر ایلچی کے ساتھ روانہ کر دیا -

جہیز کی تیاری :

اس کے بعد فخر الدین تین ماہ تک ضروری انتظامات اور سامان جہیز کی فراہمی میں شب و روز مشغول رہا - ہوشیار کاریگروں اور چابک دست زیور ڈھالنے والوں سے مرصع اور جواہر نگار تاج ، معنبر خلخالیں (جھانجھ) ، قیمتی انگوٹھیاں اور پہنچیاں تیار کرائیں - طرح طرح کے جواہرات ٹکے ہوئے فاخرہ لباس ، طلائی نعل والے خچر ، صبا رفتار گھوڑے ، دوہ پیکر اونٹوں کی قطاریں جو ساز و سامان اور بے شمار نقد و جنس سے لدے ہوئے تھے مہیا کیے -

جب یہ سب انتظام مکمل ہو گیا تو صدر قاضی شرف‌الدین کو جو بڑے متبحر عالم تھے ، اسباب شادی کی تیاری اور نکاح پر آمادگی کی اطلاع دینے کے لیے بہت سے تحائف کے ساتھ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا -

قاضی صاحب جس وقت سیواس پہنچے تو مبارز الدین بہرام شاہ امیر مجلس نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی - پھر انہیں کے ساتھ سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوا اور مقام کدوک میں قاضی صاحب کو چھوڑا اور خود پہلے پہنچ کر سلطان کو اطلاع دی - سلطان نے ارکان دولت کو استقبال کے لیے بھیجا جو قاضی صاحب کو بہت اہتمام کے ساتھ شہر میں لائے - دوسرے دن جب قاضی صاحب سلطان کے حضور میں باریاب ہوئے تو سلطان کو بہت مہربان پایا - سلطان نے ملک فخر الدین کا حال قاضی شرف الدین سے بہت توجہ کے ساتھ دریافت کیا - قاضی نے فصیح و بلیغ انداز سے پہلے سلطان کو دعا دی پھر مدح و ثنا کے بعد مفصل حالات بیان کیے - اس کے بعد قاضی صاحب کی پیش کی ہوئی اشیا اور تحائف قبول فرمائے گئے - پھر قاضی صاحب کو رخصت کیا گیا - تحائف اور انعامات ان کے بعد بھیجے گئے -

ح کا اہتمام :

دوسرے دن بلاد محروسہ کے قضاۃ اور ائمۂ کبار جو اس تقریب کے مجتمع ہوگئے تھے فخرالدین کے در دولت پر حاضر ہوئے ۔ اس موقع پر ان کے حکم کے مطابق سونے کے توڑے ، ہزار مثقال سے پانچ سو ، دو سو ڈیڑھ سو مثقال تک کے تھال میں چن دیے گئے اور انھیں سونے چاندی طباقوں میں لگا دیا گیا ۔ بسد (مرجان) کے گلاب پاشوں میں بجائے گلاب عنبری عرق بھرا ہوا تھا اور انھیں بھی انھی طباقوں میں جگہ دی گئی ۔ ترتیب و تہذیب کے ساتھ یہ تھال ہر ایک کے سامنے اس کی حیثیت و تبہ کے لحاظ سے پیش کیے گئے ۔ پھر طرفین کے وکیل اور شاہد حاضر ہوئے قاضی صدرالدین بہادری جو نکاح خوانی پر مامور تھے آئے اور انھوں نے ام حرم کی طرف متوجہ ہوکر حصول تبرک و سعادت کے لیے امیر المؤمنین ون[1] کا خطبہ پڑھا جو انھوں[2] نے اپنے بعض اقارب سے حاصل کیا تھا ۔ خطبہ یہ ہے :

''المحمود ھواللہ والمصطفی رسول اللہ و خیر ما عمل بہ کتاب ، قال اللہ تعالیٰ و انکحو الایامی[3] (آخر آیت تک) و لو لم تکن ر آیت تک) منزلۃً و لا سنۃً متبعۃً الا ماجعلہٗ اللہ فی ذلک من ، البعید و بر القریب فسارع الیہ الموفق المصیب و بادر نحوہ اقل اللبیب و السلطان الغالب عزالدین ابوالفتح کیکاؤس ابن کیخسرو ، قلیچ ارسلان من قد عرفتموہ فی نسب لم تجھلوہ خطب الیکم کم سلجوقی خاتون بنت الملک فخرالدین بھرام شاہ ابن داؤد و ، لھا من الصداق مائۃ الف دینار حمیراً خمسین معجلاً و خمسین ملاً فشفعوا شافعاً و انکحوا خاطبا و تولوا خیراً تحمدوا و توجروا بحمداللہ رب العالمین و صلوٰۃ علی محمد و آلہ اجمعین۔

---

[1] وہ خطبہ جس کا اس عبارت میں ذکر کیا گیا ہے اس سے خلیفہ مامون الرشید کے نکاح کا خطبہ مراد ہے ۔

[2] یعنی قاضی صدرالدین نے یہ خطبہ اپنے بعض اعزہ سے لیا تھا ۔ اس خطبہ کی اصل عبارت 'برالقریب' تک ہوگی ۔ اس کے بعد کی عبارت خود قاضی نے بڑھائی ہوگی ۔

[3] و انکحو الایامیٰ سے آخر آیت کا ترجمہ دے دیا گیا ہے ۔

ترجمہ: اللہ حمد کا سزاوار ہے اور مصطفیٰ اللہ کے رسول ؐ ہیں - بہترین چیز جس پر عمل کیا جائے اللہ کی کتاب (قرآن کریم) ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اور تم میں جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور اسی طرح تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں، جو اس نکاح کے لائق ہو اس کا نکاح بھی کر دیا کرو ۔ اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ (اگر چاہے گا) ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا - اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور وسعت والا ہے - (سورۂ نور۲۳-۳۲) اور چونکہ خدا کا حکم اسی لیے نازل کیا گیا ہے اور اسی غرض سے اس سنت کی پیروی کی گئی ہے کہ اللہ نے اس کو دوروالوں سے محبت کا اور قریب والوں کے احسان کا ذریعہ بنایا ہے اسی لیے باصواب صاحب توفیق اور عادل و ہوشمند سلطان غالب عزالدین ابوالفتح کیکاؤس ابن کیخسرو ابن قلیچ ارسلان نے اس کی طرف سبقت و عجلت کی ہے جسھیں تم پہچانتے ہو اور ان کے نسب سے ناواقف نہیں ہو ، انہوں نے تمہاری لڑکی سلجوق خاتون بنت ملک فخرالدین بہرام شاہ ابن داؤد سے شادی کا پیام دیا ہے اور ان (خاتون) کے لیے ایک لاکھ دینار سرخ جن میں سے پچاس ہزار معجل اور پچاس ہزار مؤجل ہیں صرف کیے ہیں ، للہذا اس نکاح کا خیر مقدم کرو اور پیام دینے والے سے نکاح کردو اور اچھی بات کہو تو تمہاری تعریف کی جائے اور اجر و ثواب پاؤ (اللہ کی حمد کے ساتھ جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور محمد پر اور ان کی تمام آل پر درود کے ساتھ (یہ خطبہ ختم کیا جاتا ہے)

اس کے جواب میں اہل حرم نے کہا:

قبلنا الخاطب و بذلنا المخطوبۃ لازالت سحائب الافضال علیھما منصوبۃ

(ہم نے نکاح کرنے والے (سے یہ نکاح) قبول کیا اور منکوحہ کو عقد میں دے دیا ۔ ان دونوں پر ہمیشہ اللہ کا فضل قائم رہے)

جب اس طرح عقد نکاح کی تکمیل ہوگئی تو بالرفاء و البنین (یہ نکاح زوجین کی موافقت اور اولاد کی دعا کے ساتھ مبارک ہو) کی آوازیں علیین (بلند ترین درجے) سے متجاوز ہوگئیں - زر و گوہر بے شمار برسنا شروع ہوا - پھر خوان خاص چنے گئے اور سب کو کھانے کی عام دعوت دی گئی - ان سب تقریبات کے بعد بمصداق فاذا طعمتم فانتشروا (جب تم کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ) مجلس برخاست کی - قاضی شرف الدین اپنی جگہ گئے - ان کے جانے کے بعد سلطان نے انعام کی رقم ، خلعت ، اورکمربستہ خچر ان

کے لیے روانہ کیے۔

دوسرے دن خزانہ کے امینوں کو حکم ہوا کہ دولہن کی پالکی لانے والوں کے ساتھ جانے والا سامان تیار کیا جائے۔ اس کام پر امیر مبارز الدین بہرام شلہ کو مقرر کیا گیا اور امرا کی خواتین کو ہدایت ہوئی کہ ملکہ کی خدمت میں ارزنجان جائیں۔

دولہن کو لانے کی تیاری :

جب یہاں کے کام ختم ہو گئے تو امیر مجلس، قاضی شرف‌الدین اور تمام خواتین ارزنجان روانہ ہوئیں۔ جب ارزنجان کی حدود میں پہنچے تو پہلے قاضی آگے بڑھ گئے اور ملک فخرالدین کو امیر مجلس کے ساتھ اہل بارات اور نامور خواتین کے آنے کی اطلاع دی۔

فخرالدین نے سب کی ضرورت کے لحاظ سے خور و نوش کا انتظام کیا اور خادماؤں، خواجہ سراؤں اور اپنے خاص امرا اور مصاحبین کے ساتھ کھانا روانہ کیا۔

امیر مجلس شہر کے نزدیک پہنچا تو علم و نقارہ وغیرہ کے ساتھ اس کا باقاعدہ استقبال کیا گیا۔ جب دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آئے اور امیر مجلس کی نظر ملک فخرالدین کے پرچم پر پڑی تو پیادہ ہو گیا۔ ملک نے امیر کو دیکھا تو سواری سے اتر کر معانقہ کیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی پیشانی چومی اور پھر سوار ہو گئے۔

امیر مجلس نے سلطان اسلام کا سلام پہنچایا۔ ملک نے زمین پر سر جھکایا اور کہا ''میں شاہ عالم کا بندہ ہوں'' اسی طرح باتیں کرتے ہوئے شہر پہنچے۔ ملک نے امیر مجلس اور دوسرے امرائے سلطان کو اپنے قصر میں اتارا اور شاہانہ دستر خوان بچھا کر کھانا کھلایا۔ پھر اسی وقت بزم آراستہ ہوئی اور خوب شراب کے دور چلے۔

دوسرے دن امیر مجلس نے جو اسباب، اموال اور خزائن، سلطان نے ساتھ کیے تھے حساب اور تفصیل کے ساتھ ملک کی خدمت میں بھیجے۔ ملک نے سلطان کی بلند ہمتی کی بہت تعریفیں کیں اور بوغچہ داروں کو بہت سا انعام دیا۔

سامان مرتب ومکمل ہونے میں دس روز لگے۔ اس مدت میں دونوں طرف کے لوگ عیش و کامرانی میں ڈوبے رہے۔ جب انتظامات سے فرصت ملی

تو ملک نے تین سو خلعت اعلیٰ و اوسط اور ادنیٰ قسم کے اور تین لاکھ درہم کسے ہوئے گھوڑوں کے ساتھ امیر مجلس کے پاس بھیجے جو امیر نے ملک کی ہدایت کے مطابق امرا اور خدم و حشم کو تقسیم کر دیے۔ پھر رات کے وقت امیر جہیز کے اموال و خزائن دولھن کی پالکی کے ساتھ لے کر شہر سے باہر آیا اور صبح کو کوچ کا نقارہ بجوا کر روانہ ہو گیا۔

جب یہ لوگ منزل ایکسو پر پہنچے تو امیر مجلس نے آگے بڑھ کر سلطان سے اس سفر کی سرگزشت بیان کی اور دولھن کی آمد سے مطلع کیا۔ فوراً احکام نافذ ہوئے اور قصر سلطنت اور محلات کی آرایش کر کے بزم عشرت ترتیب دی گئی۔ امرا کی خواتین جو حاضر تھیں دولھن کے استقبال کے لیے باہر گئیں۔ ایک پہر رات گئے طرفین کی مخدرات شہر میں دولھن کی خدمت میں پہنچیں اور اسے شبستان مبارک میں لے جا کر تخت عروسی پر بٹھایا۔

جب شاہ کامگار کی آمد معلوم ہوئی تو خواتین ہٹ گئیں۔ سلطان نے کلاہ سلطنت سر سے اتاری، کمر (پٹکا) کیانی کا بند کھولا اور رات حجلۂ عروسی میں بسر فرمائی۔

دوسرے دن سلطان حمام کے بعد بارگاہ میں تشریف لائے اور ایک ہفتے تک برابر جشن ہوتا رہا۔ امرائے کرام کی مدارات اور دور جام کے مشغلے رہے۔ پھر سلطان نے پانچ سو خلعت، سات لاکھ عدد (؟) سو راس گھوڑے، سو راس خچر آراستہ اور دو سو گھوڑے اور خچر گوناگوں جھولوں سے کسے ہوئے امیر مجلس کے ہمراہ قاضی شرف الدین کے پاس بھیجے جنہیں قاضی نے رتبوں اور درجوں کے لحاظ سے امرا کو تقسیم کر دیا۔ پھر سب خلعت پہن کر سلطان کے حضور میں گئے اور دست بوس ہو کر واپسی کی اجازت حاصل کی۔

تسخیر ولایت شام کے قصد سے سلطان کا عزم سفر

ملک الظاہر کی وفات اور ملک العزیز کی تخت نشینی :

جب حلب کے فرماں روا ملک الظاہر نے وفات پائی تو وہاں کے امرائے دولت نے مجبور ہو کر ان کے لڑکے ملک العزیز کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسے باپ کی جگہ تخت نشین کیا۔ ملک العزیز ابھی لڑکا ہی تھا اس لیے اس کی والدہ جو ملک الاشرف کی بہن تھیں اس کی جگہ حکمرانی کرتی تھیں۔

سلطان کا ارادۂ تسخیر حلب :

انھی دنوں سلطان عزالدین کے دل میں ملک حلب کی حرص پیدا ہوئی جو اس سے پہلے سلطان کے چچیرے بھائیوں کے تصرف میں رہا تھا ۔ اس نے اپنے سربرآوردہ امرا سے کہا کہ اب میرے دل میں آتی ہے کہ چونکہ ملک الظاہر کے ملک میں ابتری پیدا ہو گئی ہے اور ایک لڑکا اور ایک عورت اس ملک کے مالک بن بیٹھے ہیں اس لیے لشکر اور دوسرے اہم امور کی تدبیر کرنے سے پہلے ملک شام کا قصد کروں ۔ ممکن ہے کہ اللہ کی مدد سے ہمارا جھنڈا اس ملک پر نصب ہو جائے اور ممالک محروسہ میں وسعت پیدا ہو ۔

مجلس مشورہ میں امرائے سلطانی کی مخالفت :

سلطان کے امرا نے یہ ارادہ سن کر جواب میں کہا :

''عدو بندی[۱] اور ملک گیری سلطان کی فطرت میں ودیعت فرمائی گئی ہے ، لیکن چونکہ ہمیں مشورہ دینے کی سعادت عطا ہوئی ہے اس لیے کچھ عرض کرنے کی اجازت اور اسے سماعت فرمانے کی عزت مرحمت فرمائی جائے ۔

''اگرچہ وہ لڑکا (ملک العزیز) کم سنی میں باپ کے ملک کا وارث ہوا ہے مگر اس کے آبا و اجداد ہمیشہ اس خاندان کی بہبودی کا دم بھرتے رہے ہیں اور ان لوگوں نے تحائف و ہدایا بھیجنے کی رسم جاری رکھنے کے علاوہ جس وقت مدد کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے ہمیشہ اپنی فوجیں بھیج کر مدد کی ہے ۔ یہ موقع تو ایسا تھا کہ اگر کوئی دوسرا اس کے ملک پر بری نظر ڈالتا اور وہ اپنے یہاں سے مدد کا طالب ہوتا تو اس کی مدد کی جاتی ۔ بجائے اس کے کہ اطراف کے فرماں روایان کی طرح تعزیت و تہنیت کی رسم ادا کر کے صداقۃ الآباء قرابۃ الابناء (باپ دادا کی دوستی اولاد کے لیے قرابت کا حکم رکھتی ہے) کا حق ادا کریں یہاں اس کے ملک پر چڑھائی کا قصد کیا جائے ۔ ایسی صورت سلاطین کبار اور ملوک روزگار کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہو سکتی''۔

سلطان کا جواب اور اپنی رائے پر اصرار :

سلطان نے تھوڑی دیر غور و فکر کرنے کے بعد امرا کو جواب دیا :

۱۔ دشمنوں کو قید و بند کرنے کی صفت ۔

اس میں شک نہیں کہ بادشاہوں کو باہم رعایت کرنا لازم ہے لیکن
، کوئی بادشاہ شوکت و اقتدار کے اسلحہ لگا کر سمند جہاں گیری پر
ر ہو تو وہ ایسی مروت سے دور ہی رہے گا:

اذا هم الفتی بین عینیه عزمه
و نکب عن ذکر العواقب جانبا

ب جواں مرد کوئی ارادہ کر لیتا ہے تو اس کی آنکھیں اس کے عزم کو
. کر دیتی ہیں اور وہ عواقب کے ذکر سے بے پروا ہو جاتا ہے)۔

لا ارحام بین الملوک (بادشاہوں کے درمیان صلہ رحمی اور قرابت
کوئی پاس نہیں ہوا کرتا) کی حقیقت کسی سے مخفی نہیں۔ اگر اور
ک نے تعزیت اور تہنیت کے پیام بھیجے تو انہوں نے اپنے عجز کی وجہ سے
ہ مردی میں نام پایا۔ ایسی پرفریب مروت کی تقلید نہیں کرنی چاہیے۔

کرکشی کی تیاری:

سلطان نے یہ جواب دے کر امیر نصرت الدین والی مرعش کے پاس
ان بھیجا کہ ما بدولت کی سواری تمہاری حدود میں آنے والی
۔ تمہیں چاہیے کہ قدیم و جدید فوجیں تیار رکھو۔ سوار و پیادے جتنی
د تعداد میں ممکن ہوں فراہم کرو اور محاصرہ کے آلات اور سامان
ا کر دو۔

ساتھ ہی ایک فرمان امرائے اوچ کے نام صادر ہوا کہ مقررہ لشکر
م کر کے بے توقف روانہ ہو جائیں۔ جو امرا اور سردار ییلاق نیلو میں
جود تھے ان کے نام بھی ایک فرمان جاری ہوا کہ پورے اجتماع کے
ھ صحرائے آبلستان میں جمع ہوں۔

لستان کی جانب سلطان کی روانگی:

بیس ہی دن کے اندر اطراف ممالک سے اتنا لشکر جمع ہو گیا کہ
، کا شمار کرنا ناممکن تھا۔ اب سلطان مقربان خاص کے ساتھ آبلستان روانہ
۔ وہاں پہنچ کر بزم عام منعقد کی اور امرائے عساکر کی دلجوئی کے
، بلاد شام کا ہر شہر ایک امیر کے نامزد کیا۔ پھر دوسرے دن سیر کے
. سب کو بلا کر مشورہ کیا کہ کس راہ سے چلنا چاہیے۔

سب نے کہا کہ مرزبان، رعبان اور تل باشر سے زیادہ آسان کوئی
ستہ نہیں ہے۔ وہاں سے حلب تک زیادہ تر جنگل ہی پڑتا ہے۔ چنانچہ
ں راستے سے روانہ ہو گئے اور پہلے قلعہ مرزبان پر پہنچ کر اسے سر کیا۔

قلعہ رعبان اور تل باشر کی فتح :

اسی مدت میں امیر نصرت الدین والی مرعش ایک زبردست لشکر کے ساتھ سلطان کی خدمت میں آ پہنچا ۔ یہاں سے یہ فوج قلعہ رعیان پہنچی اور اسے بھی فتح کیا ۔ رعیان کی کوتوالی نصرت‌الدین کے داماد کو سپرد ہوئی ۔ پھر قلعہ تل باشر کا محاصرہ کیا ۔ یہاں دس دن گزر گئے اور کوئی نتیجہ نہ نکلا اس لیے سلطان نے حکم دیا کہ قلعے کے کنارے کنارے جو درخت اور انگور کی ٹٹیاں لگی ہوئی ہیں انھیں جڑ سے کاٹ ڈالا جائے ۔

جب اہل قلعہ نے یہ صورت دیکھی تو حاکم قلعہ کے پاس جمع ہوئے اور کہا :

''ہماری معاش تو انھی درختوں کے پھلوں سے ہے ۔ جب لشکر روم ہمارے انگور کے درخت کاٹ ڈالے گا تو ہماری معیشت کی کیا صورت ہوگی ۔ اگر ہم لوگ ایسی حالت میں قلعہ سلطان کے حوالے کر دیں تو آپ ہمیں معذور سمجھیے ۔''

حاکم نے ان لوگوں سے مہلت مانگی اور اپنا قاصد سلطان کی خدمت میں اس گزارش کے ساتھ روانہ کیا :

''بندہ اپنے خاندان کے ساتھ اسی قلعہ کی بدولت زندگی گزار رہا ہے ۔ جب بندگان سلطان قلعے پر قبضہ کر لیں گے تو فدوی کے گزارے کی کیا صورت ہوگی ۔ اگر ممالک محروسہ میں سے کوئی حصہ زمین بندہ کے نام زد ہو جائے تو اس کے عوض اس قلعے کو بلا زحمت تصرف میں لے لیں اور قلعہ بندگان دولت کے سپرد کر دیا جائے''۔

سلطان نے اس کی درخواست پر علاقہ ہوتی جاگیر کے طور پر اس کے نام لکھ دیا اور عہد نامہ وغیرہ مرتب کرا کے اس کے ایلچی کو دے دیا ۔ پھر سلطانی علم قلعے پر لے جا کر نصب کر دیا گیا اور سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ۔ اس قلعے کا سر لشکر سلطان نے امیر نصرت‌الدین کے بھائی کو مقرر کیا ۔

ظہیرالدین ایلی پروانہ کی بغاوت اور وفات کی اطلاع :

جب قلعے کے انتظام سے فرصت ملی تو مخبروں نے سلطان کو اطلاع دی کہ ظہیرالدین ایلی پروانہ بغاوت کر کے اس ملک میں آیا تھا ، یہاں پہنچ کر مر گیا ، اب یہیں مدفون ہے ۔ سلطان نے حکم دیا کہ اس کی

قبر تلاش کر کے اس کی ہڈیاں نکال جائیں اور جلا دی جائیں۔ تعمیل حکم میں ایسا ہی کیا گیا اور اس طریقے سے سلطان کو تشفی ہوئی۔

ملک العزیز کی والدہ کو سلطان کے ارادے کی اطلاع

ملک اشرف کے پاس ایلچی کی روانگی :

سلطان کے آبلستان پہنچنے پر جاسوسوں نے ملکہ اور اس کے نائب جمال الدین مولو کو تمام حالات سے مطلع کیا۔ یہ لوگ اس خبر سے سراسیمہ ہو گئے۔ بہت سے تحائف مہیا کر کے ملکہ کے بھائی ملک الاشرف کے پاس ایلچی بھیجا اور ان کے پاس کہلا بھیجا کہ سلطان روم نے بے شمار لشکر کے ساتھ ہمارے ملک کی حدود پر چڑھائی کی ہے اور یہ ضرور ہے کہ اگر اس نے ہم پر فتح پائی تو تم کو بھی جان کی امان نہ دے گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ اگر آپ کو ملک الظاہر کی طرف سے کوئی کدورت ہو یا ان سے کچھ رنج پہنچا ہو تو اسے دل سے دور کر دیں۔ عندالشدائد تذهب الاحقاد (سختیوں اور مصیبتوں کے موقع پر کینے دور ہو جاتے ہیں)۔

والدہ ملک العزیز کی ایک چال :

جب ملک الاشرف کو یہ قضیہ معلوم ہوا تو اسے یہ باتیں بہت پسند آئیں۔ بہت سا لشکر جمع کیا اور عجلت کے ساتھ حلب روانہ ہو گیا۔ جس وقت بہن سے ملا تو کہا کہ بادشاہوں کے پاس مال ایسے ہی دنوں کے لیے ہوتا ہے۔ اگر سو سال کے خزانے کو ایک معمولی سے گاؤں کی حفاظت کے لیے صرف کر دیا جائے تو بھی کم ہے۔

یہ سن کر ملکہ نے سالہا سال کا ذخیرہ بے دریغ خرچ کرنا شروع کر دیا اور لشکر بڑھایا اور ساتھ ہی ایک ایسا حیلہ سوچا جس کی بدولت سلطان کو اپنی فوج پر بالکل بھروسہ نہ رہے۔

وہ حیلہ یہ تھا کہ اس نے بلاد روم کے ایک ایسے شخص کو گانٹھا جو تمام امرائے دولت کے نام و القاب جانتا تھا اور ان میں سے اکثر کے ساتھ اس کے مراسم تھے۔ اسے بکثرت زر و مال دیا اور قسمیں کھائیں کہ اگر تم اس کام میں کامیاب ہو گئے اور لشکر روم واپس ہو گیا تو تمہیں اس سے دوگنا مال اور دیا جائے گا۔

اس کے بعد تمام امرائے روم کے نام فرضی جواب نامے لکھے گئے جن میں یہ مضمون تھا :

"تم نے سلطان کو حدود شام میں حیلہ کے ساتھ لانے کا جو وعدہ کیا ہے قابل آفرین ہے۔ یہ لو ہم بھی بغیر انتظام مدافعت کے آتے ہیں۔ چاہیے کہ جیسے بن پڑے سلطان کی نگرانی میں سخت کوشش کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلطان ان معاملات سے آگاہ ہو جائے اور یہ سب کوشش بے نتیجہ ٹھہرے۔ تمہارے خرچ کے لیے زر مصری اور اسپان تازی فلاں شخص کے ہمراہ بھیج دیے گئے ہیں۔"

"فلاں شخص" کی جگہ جس شخص کا نام لکھا گیا تھا اسی شخص کو زر و مال حوالہ کر دیا اور سمجھا دیا کہ پہلے سلطان کے لشکر میں جا کر بعض مقربان سلطانی کے خیمے کے پاس ٹھہر اور وہاں یہ کہنا شروع کر کہ میں شام کے لشکر میں تھا، اتنے میں تمام امرا کے خطوط ہمارے لشکر کے سرداروں کے پاس پہنچے۔ حکومت شام کی طرف سے ہر ایک کے لیے بکثرت زر و مال اکٹھا کر کے فلاں مقام پر جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کام جس شخص کے سپرد ہوا ہے وہ موقع کا منتظر ہے۔ جب وقت پائے گا یہ مال سب کو پہنچا دے گا۔ اگر تمہیں یقین نہ ہو تو اس جگہ جا کر دیکھ لو"۔

وہ شخص اس ہدایت کے مطابق سلطان کے ایک غلام سے ملا اور وہی سکھائی پڑھی باتیں اس سے کہیں۔ اس غلام نے فوراً سلطان کو اطلاع کر دی۔ سلطان نے اپنے امینوں کو اس شخص کی بیان کی ہوئی جگہ پر بھیجا تو واقعی وہاں نقدی اور سامان موجود تھا۔ اسے اٹھا کر سلطان کی خدمت میں لائے۔ مال کے ساتھ ایک سر بمہر تھیلی میں خطوط بھی ملے۔

جب سلطان نے ان خطوط کا مطالعہ کیا تو آپے سے باہر ہو گیا۔ بے گناہ امرا پر بدگمانی کی۔ اس شخص کی نسبت حکم دیا کہ اسے سخت نگرانی میں رکھا جائے اور اس بارے میں اتنی احتیاط کی کہ کسی کو اس واقعے کی اطلاع نہ ہوئی۔

دوسرے دن سلطان نے امیر مجلس کو حکم دیا کہ چار ہزار آدمیوں کے ساتھ مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے روانہ ہو جائے۔ اس کے بعد چار ہزار آدمی اور سیف الدین آئینہ کی سرداری میں امیر مجلس کے بعد روانہ ہوں۔ ان لوگوں کو بھیجنے کے بعد خود سلطان بھی چودہ ہزار کی جمعیت سے قلب میں چل کھڑا ہوا۔

جب امیر مجلس لشکر شام کے نزدیک پہنچا تو سلطان نے سیواس کے ایک الی باشی محمود الپ کو جس کی عمر اسی سال کے قریب تھی ، بہت سی لڑائیاں دیکھ چکا تھا اور امور جنگ کا تجربہ رکھتا تھا ، حکم دیا کہ پشتے پر جا کر لشکر شام کا اندازہ لگائے ۔

محمود الپ نے غور کر کے لشکر کا اندازہ کیا تو امیر مجلس سے آ کر کہا کہ ان چار ہزار آدمیوں کی جمعیت سے عساکر شام کا مقابلہ کرنا احتیاط کے خلاف معلوم ہوتا ہے ۔ اگر چاشنی گیر کو اطلاع کر دی جائے کہ جلد تر مدد کو پہنچے اور قلب لشکر کو آگاہ کر دیا جائے کہ رکاب شہنشاہی کے ساتھ بعجلت روانہ ہو اور ہم تک پہنچ جائے تو البتہ مناسب ہوگا ۔

امیر مجلس نے حکم سلطانی نافذ ہونے سے پہلے محمود کی بات پر توجہ کیے بغیر جنگ کا عزم کر لیا ۔ محمود شور مچاتا رہا کہ خداوند جلدی کا کام اچھا نہیں ہوتا ، اس نے ایک نہ سنی اور اسے سرد مہری کا جواب دے کر حملہ کر دیا ۔

اگرچہ امیر مجلس نے پہلے ہی حملے میں دشمن کے لشکر کو پسپا کر دیا اور چاشنی گیر کے پاس خوش خبری بھیجنے کے لیے آدمی روانہ کیا لیکن ایک رومی سپاہی ملک الاشرف کے کسی امیر کے ہاتھ پڑ گیا ، وہ اسے ملک الاشرف کی خدمت میں لے گیا ۔

اس رومی سپاہی سے پوچھا گیا کہ ''کیا اس لشکر کے ساتھ سلطان ہے ؟'' اس نے جواب دیا کہ ''سلطان دور ہے ، یہ چار ہزار سوار مقدمے کے ہیں جو امیر مجلس کی کمان میں ہیں ۔ امیر چاشنی گیر چار ہزار سوار لے کر بعد میں آنے والا ہے ''۔

ملک الاشرف نے یہ بات سنی تو شور مچایا :

المستغاث[1] اے مسلمین ، نہ بھاگو ، اس لشکر کی مدد ابھی دور ہے ۔

یہ سن کر اس کے لشکر والوں نے بظاہر سنی ان سنی کر دی اور جوش حمیت سے جم کے حملہ کر دیا ۔ اس معرکے میں فریقین کے بہت سے آدمی کام آئے ۔ اس وقت امیر مجلس نے ایک سپاہی امیر چاشنی گیر کے پاس اس پیام کے ساتھ دوڑایا کہ ''دشمن غالب ہو رہا ہے ، جلد تر

۱۔ فریاد ہے اے مسلمانو ! (یعنی خبردار اے مسلمانو) ۔

آؤ تاکہ کوئی مصیبت نازل نہ ہونے پائے "۔

چاشنی گیر کا کینہ امیر مجلس کی گرفتاری :

چاشنی گیر نے کہا :

اس وقت تو لاف و گزاف بک رہا تھا ۔ اب ہم جائیں ، دشمن کو ہٹائیں اور نام اس کا نکلے "۔ اپنے دل میں یہ سوچ کر چاشنی گیر ایک قدم آگے نہ بڑھا اور نہ سلطان کو اس کی اطلاع دی ۔

نتیجہ یہ ہوا کہ امیر مجلس امرا کی ایک فوج کے ساتھ غنیم کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا ۔

جب شام کے لوگ امیر مجلس کو ملک الاشرف کے پاس لے گئے تو اس نے امیر کا استقبال کیا اور جراحوں کو بلوا کر اس کے زخموں کی مرہم پٹی کروائی ، خلعت خاص پہنایا اور دوسرے اسیران جنگ کے ساتھ حلب روانہ کر دیا ۔ پھر اس کی نگرانی کے لیے لشکری مقرر کر کے ملکہ کے پاس کہلا بھیجا کہ "امیر مجلس کی بہت تعظیم کرو اور نہایت عزت کے ساتھ رکھو" ۔

جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو غصے سے بیتاب ہو گیا اور چاشنی گیر کو حکم دیا کہ تمام لشکر کو مسلح رکھے اور رات کو اسی حالت میں سونے دے ۔

عربوں پر حملہ :

دوسرے دن ملک الاشرف نے دو ہزار اعرابی پہلے بھیج دیے کہ سلطان کے حالات اور ارادے معلوم کریں ۔ یہ لوگ پہنچے تو دیکھا کہ بارگاہ لگی ہوئی ہے اور لشکر مسلح ہے ۔

سلطان کی نظر ان لوگوں پر پڑی تو وہ بھاگے ۔ مگر سلطان نے نعرہ لگایا کہ "اے نمک حرامو! اگر ایک امیر پسپا ہوا تو کیا مضائقہ ہوا ، آخر لشکر ، سلطان اور چتر و سرور تو باقی ہے" ۔

سلطان کے لشکریوں نے جب یہ زہر آلود عتاب سنا تو اعرابیوں پر ایک دم حملہ کر دیا اور ایک ہی حملے میں عربوں کے خون سے فضاء صحرا کو لالہ زار بنا دیا ۔

اب ملک الاشرف نے صفیں آراستہ کیں ۔ لشکر کا دل بڑھایا اور ایک جگہ قائم ہو گیا ۔ پھر کہا "اگر حملہ آور آ گئے تو امکان بھر

کوشش کریں گے اور واپس ہو گئے تو ہمارا مدعا بھی یہی ہے"۔

اس وقت پھر سلطان کے حکم سے دہلیز ذرا آگے بڑھا دی گئی اور عربوں کی گردآوری کرنے والی جماعت پھر ظاہر ہوئی اور اسی طرح معمولی جھڑپ کے بعد زخمی ہو کر بھاگ گئی۔

عربوں کی اس جماعت نے ملک الاشرف کو خبر دی کہ آج سلطان کی بارگاہ دوبارہ گرا کر نصب کی گئی۔ اس پر ملک الاشرف نے کہا "ہاں شاید سلطان جنگ کا عزم کرتا ہے مگر امرا مانع ہوتے ہیں"۔

سلطان کی واپسی :

جب رات ہوئی تو سلطان کسی قدر پیچھے ہٹ آیا۔ امرا اور لشکر وہیں رہے۔ صبح کو اپنی جگہ سے آباستان کا عزم کیا۔ ملک الاشرف کو سلطان کی واپسی کا علم ہوا تو وہ بھی حلب روانہ ہوا اور جب اس کا اطمینان ہو گیا کہ سلطان آبلستان پہنچ چکا ہے تو اس نے اپنے لشکر اٹھا لیے اور خود قلعہ مرزبان و رعبان پر پہنچا۔ ان کا محاصرہ کرنے کے بعد سلطان کے کوتوالوں کو گرفتار کیا۔ پھر قبضہ وغیرہ سے فارغ ہو کر سلطان کے امرا اور کوتوالوں کو رہا کر دیا اور خود حلب کی راہ لی۔ امیر مجلس اور دوسرے امرا کو خلعت دیا اور اعزاز و اکرام کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس کے بعد حلب سے دمشق روانہ ہو گیا۔

سلطان چند روز آبلستان میں مقیم رہا۔ یہیں نصرت الدین کے بھائی اور داماد جو قلعہ رعبان اور تل باشر ملک الاشرف کو سپرد کر چکے تھے سلطان کے حضور میں باریاب ہوئے۔

سلطان اپنے امرا کے نام سے لکھے ہوئے فرضی جوابی خطوط سے بہت جلا ہوا تھا اور فوج مقدمہ کی پسپائی سے بھی بہت ملول تھا۔ اس نے ان دونوں سرداروں کو سولی پر چڑھوا دیا اور دوسرے دن تمام امرا کو حاضر بارگاہ ہونے کا حکم دیا۔ یہ فرمان صادر کر کے اس نے اپنی خاص جمعیت کے افسروں کو خفیہ طور پر ہدایت کی کہ کسی کمین گاہ میں مسلح ہو کر ہمارے حکم کا انتظار کریں۔

بے گناہ امیروں پر سفاکانہ ظلم :

فرمان سلطانی کی تعمیل میں تمام امرا بارگاہ میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے۔ سلطان نے دوات دار سے وہ جواب نامے طلب کر کے ہر جوابی خط

مکتوب الیہ امیر کے پاس پہنچا دیا ۔ ان خطوں کو پڑھ کر وہ بے گناہ بے چارے سناٹے میں رہ گئے ۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم[1] (اے خدا ہم تیری پاکیزگی بیان کر کے (عرض کرتے ہیں کہ) یہ تو بہت بڑا بہتان ہے) کہہ کر اس کام سے انکار کیا اور کہا کہ شہریار کو مکاروں کے جعل پر دھیان نہ دینا چاہیے اور بلا ثبوت و حجت ہم پر نافرمانی اور نمک حرامی کا الزام لگا کر سزا نہ دینا چاہیے کیونکہ ایسی صورت میں بالآخر ندامت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔ مگر ان مظلوموں نے جتنی آہ و زاری زیادہ کی اتنا ہی کم اثر ہوا اور سلطان نے حکم دے دیا کہ ان سب کی گردنوں میں پگڑیاں ڈال کر ہاتھ باندھ دیے جائیں اور انہیں ایک گھر میں بند کر کے اس کے آس پاس آگ لگا دی جائے ۔

اس ہولناک حکم کی تعمیل کی گئی اور وہ ناکردہ گناہ جلنے لگے ۔ ان کا دھواں آسمان تک جانے لگا اور شور و شیون کی صدائیں فلک سے اونچی ہونے لگیں ۔ اگر کوئی مظلوم کسی رخنے سے نکل بھاگتا تو سنگ دل داروغگان عذاب پھر اسے ڈانٹ کر اندر دھکیل دیتے اور وہ بے چارہ مجبور ہو کر آگ میں جا پڑتا ۔ غرض اس طرح وہ سب جل بھن کر خاک ہوگئے۔

بعد از وقت پشیمانی :

اسی زمانے میں حواسوں کے بگڑنے کے وقت سلطان کو خواب میں عالم غیب سے بہت ملامت کی گئی اور سلطان کمن یتخبطه الشیطان من المس (ایسے شخص کی طرح جسے شیطان چھو کر مخبوط الحواس کر دے) سوتے سے چونک پڑا اور اپنے کیے پر پریشان اور شرمندہ ہوا ۔

چوں جام ز دست رفت و قرابہ شکست خائیدن لب چہ سود و مالیدن دست[2]
(جب ہاتھ سے جام چلا گیا اور قرابہ (شیشۂ شراب) ٹوٹ گیا تو ہونٹ چبانے اور ہاتھ ملنے سے کیا فائدہ) ۔

مرض موت :

اس وقت سلطان نے باقی امرا کو ملامت کی کہ ''اس وقت تم

۱- سورۃ النور(۲۴ : ۱۶)-
۲- غالب کا شعر اس موقع کی صحیح ترجمانی کرتا ہے :

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

لوگوں نے نصیحت سے کیوں دریغ کیا''۔

اس کے بعد اسی وہم سے سلطان پر مرض دق کا غلبہ ہو گیا۔ لوگوں نے کہا ''سیواس کا پانی سلطان کے مزاج کے موافق نہیں ہے اور یہاں سے اسے ویران شہر لے گئے۔ ملطیہ سے فرات کا پانی دست بدست لاتے اور استعمال کراتے رہے مگر سلطان کو آرام نہ ملا۔ اسی حالت میں سلطان نے دو شعر لکھے جو اس نے خود موزوں کیے تھے:

ما جہاں را گزاشتیم و شدیم رنج دل ما دکاشتیم و شدیم
بعد ازیں نوبت شماست کہ ما نوبت خویش داشتیم و شدیم

(ہم نے دنیا چھوڑ دی اور چلے گئے۔ دل کا رنج بویا اور رخصت ہوگئے۔ اس کے بعد سے تمہاری باری ہے کیونکہ ہم نے اپنی نوبت پوری کر لی اور چلے گئے)۔

پھر حکم دیا کہ دارالشفائے سیواس میں حکم کے مطابق جو قبر تیار کرائی گئی ہے کھودی جائے اور اس پر یہ عبارت نقش کی جائے: ''عین جوانی میں اختیار زندگانی سے ہاتھ اٹھایا۔ امید ہے کہ اس کی ابتدائی خدمات قبول ہوں اور ان کی بدولت آخری خطاؤں پر پانی پھر جائے۔ واللہ عفار الذنوب (اللہ گناہوں کا بخشنے والا ہے)''۔

اس کے بعد ہی سلطان کا انتقال ہو گیا اور علاء الدین کی تخت نشینی کے بعد نعش دارالشفائے سیواس کے باغ میں دفن کر دی گئی۔

علاء الدین کی تخت نشینی کے لیے امرا کا مشورہ اور سلطنت کے لیے اس کا انتخاب

جب سلطان عزالدین نے ۴ شوال ۶۱۷ھ کو دنیا سے رحلت کی تو امرائے دولت میں امیر سیف الدین آئبہ، شرف الدین محمود پروانہ، مبارزالدین چاولی، مبارز الدین بہرام شاہ اور زین الدین بشارہ نے سلطان کی خبر وفات کو چھپایا اور مجدالدین ابوبکر، شمس الدین حمزہ ابن المؤید طغرائی، ملک الساده نظام‌الدین امیر عارض عرف پسر محمود اور صاحب شمس الدین اصفہانی سے مشورہ کیا۔ ان میں سے ہر ایک کے مختصر فضائل حسب ذیل ہیں:

مجد الدین ابوبکر :

اپنے فضائل میں بے مثل تھا ۔ اس کے جو اشعار مشہور ہیں ان میں سے دو شعر یہ ہیں :

آئین وفا قاعدۂ بیدادی در بندگیت کرا رسد آزادی
با غم توچہ بای دارد شادی برداشتہ شدباتو صنم بنہادی

شمس الدین حمزہ :

نادر روزگار شخص تھا ۔ پاکیزہ اشعار اور مؤثر نظمیں خوب کہتا تھا ۔ ان دو شعروں سے اس کی لطافت طبع کا اندازہ ہو سکتا ہے :

گل درج زمردیں کشادست امروز زریں طبق لعل نہادست امروز
ور زانکہ امارت ریاحیں نہ گرفت صدبرگ چگونہ عرض داد است امروز

نظام الدین احمد :

مثنویات نظم کرنے میں فردوسی کا ثانی تھا ۔ یہ اشعار اس کے طبع زاد ہیں :

گفتم غم زلف تو دگر نتواں خورد زیں بیش جگر نتواں خورد
گفتا غم چشم و لب من نیز مخور کاخر ہمہ بادام و شکر نتواں خورد

صاحب شمس الدین اصفہانی :

ان دنوں سلطان کا منشی خاص تھا ۔ ایک بار اس نے سلطان کی فرمائش پر ایک ہزلیہ رباعی فی البدیہہ کہہ کر سنائی جو سلطان کو بہت پسند آئی ۔ جب شمس الدین آقسرا کے راستے دو منزل آدھر پہنچا اسی بدیہہ گوئی کی بدولت سلطان کے مقربان بارگاہ میں شامل ہو گیا ۔ مطبخ کی نگرانی اور انشائے خاص کی خدمت الگ سپرد ہوئی ۔

بادشاہ کے انتخاب کے لیے مشورہ

جب اس مسئلے پر مشاورت شروع ہوئی تو دوران گفت و شنید میں ایک گروہ نے ''مغیث الدین طغرل شاہ ابن قلیچ ارسلان'' والی ارزن الروم کے لیے رائے دی جو ایک صاحب ملک اور رعیت پرور فرماں روا تھا ۔

ایک جماعت نے سلطان کے سب سے چھوٹے بھائی ''کیفریدوں'' کی تخت نشینی کا مشورہ دیا ۔

اس موقع پر امیر مبارزالدین بہرام شاہ امیر مجلس اور سیف الدین آئینہ ملک الامرا نے کہا کہ ملک علاءالدین کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کے لیے بادشاہی کی رائے کچھ زیب نہیں دیتی۔

ملک علاء الدین پر اتفاق رائے:

صاحب مجدالدین اور شرف الدین محمد پروانہ نے کہا:

''ہم 'توقات' میں اس کی خدمت میں رہ چکے ہیں۔ وہ نہایت کینہ پرور، مغرور اور حاسد ہے اور تیندوے کی طرح رنگ بدلنے والا شخص ہے۔ بادشاہ ہو کر ہر ایک کو ایسے چرکے دے گا جو کسی مرہم سے مندمل نہ ہوں گے'' ۔ مگر امرا نے ان دونوں کی رائے سے اتفاق نہ کیا اور کہا:

''ملک علاء الدین کیقباد سے زیادہ کسی بات کی ضرورت نہیں۔''

اس دوسرے امرا نے بھی طوعاً و کرہاً اتفاق کیا اور ملک علاءالدین ہی کی سلطنت کے لیے ان کے درمیان عہد و پیمان ہو گیا۔

علاءالدین کو لانے کی مہم:

جب یہ مسئلہ اس طرح طے ہو چکا تو سیف‌الدین آئینہ نے کہا:

''میں چونکہ علاءالدین کو انگوریہ سے ملطیہ پہنچانے گیا تھا اس لیے اس کو میری طرف سے رنج ہے۔ اب میں ہی اس کے پاس جاتا ہوں اور اس سے اپنی جان کی امان حاصل کرتا ہوں''

یہ کہہ کر سیف‌الدین نے نشانی کے طور پر سلطان مرحوم کی انگوٹھی اور پگڑی اپنے پاس رکھی اور چند تیز رو گھوڑے اور سلطان کی حرم سرا و آستانہ کے چند خاص آدمی ساتھ لے کر ملطیہ کی جانب رخ کیا اور قلعہ گزربیرت کو روانہ ہوا جو سلطان کا دوسرا سیاسی قید خانہ تھا اور جس میں سلطان علاءالدین ان دنوں نظربند تھا۔ یہ لوگ ظہر کی نماز کے وقت شہر سے نکلے اور دن بھر اور رات بھر سفر کرنے کے بعد صبح ہوتے ہوتے قلعے میں جا پہنچے جہاں ملک علاءالدین اسی وقت نماز پڑھ کر بیٹھا تھا۔

ملک علاءالدین کا خواب

ملک علاءالدین نے گزشتہ شب خواب میں دیکھا کہ نورانی صورت کے ایک بزرگ آئے اور انہوں نے اس کی بیڑیاں کاٹ دیں۔ پھر ایک

بڑے ڈیل ڈول کا خچر لائے اور سلطان (علاءالدین) کی بغل میں ہاتھ دے کر اسے خچر پر بٹھا دیا اور کہا :

عمر محمد سہروردی کی دعا ہمیشہ علاءالدین کیقباد کے ساتھ رہے گی ۔

فوج کو دیکھ کر زندگی سے مایوسی :

سلطان نے اگرچہ یہ خواب دیکھنے کے بعد دل میں اس کی تعبیر بھی سمجھ لی تھی اور اپنی جگہ اطمینان محسوس کر رہا تھا مگر جب اس فوج پر نظر پڑی تو اس پر سخت ہیبت چھا گئی ۔ ''واحسرتا'' کہہ کر قلعہ دار سے کہا :

''ان لوگوں کو اتنی دیر روکے رکھو کہ میں تازہ غسل اور وضو کرکے یکسو ہو جاؤں اور آخری وقت کا دوگانہ ادا کر لوں'' ۔

ملک علاءالدین سے ملاقات :

جب کوتوال قلعے کے دروازے پر پہنچا تو چاشنی گیر (سیف‌الدین آئینہ ملک‌الامرا) باب قلعہ پر حاضر تھا ۔ کوتوال نے پوچھا :

۔۔۔ ملک الامرا کے آنے کا کیا باعث ہے ؟

اس نے جواب میں یہ شعر پڑھا :

آن وعدہ کہ تقدیر ہمی داد وفا شد
وان کار کہ ایام ہمی خواست برآمد

ساتھ ہی پگڑی اور سیاہ کردہ انگشتری دکھائی ۔

کوتوال نے دروازہ کھول دیا اور چاشنی گیر کو مع اس کے ایک غلام کے اندر آنے کی اجازت دے دی ۔ چاشنی گیر نے غلام کے ہاتھ سے تلوار لے کر مع نیام کوتوال کے حوالے کی اور دونوں ملک علاءالدین کی جانب چلے ۔ پہلے کوتوال ان کے پاس گیا ۔ تعزیت اور تسلی کا فرض ادا کیا پھر سیف‌الدین چاشنی گیر کے لیے باریابی کی اجازت چاہی ۔ اجازت پانے کے بعد وہ حاضر ہوا اور جیسے ہی اس کی نظر ملک علاءالدین کے چہرے پر پڑی زمین پر سر جھکاکے رونے لگا ۔ پھر بغل سے کفن نکال کر اپنی گردن میں لپیٹا اور تلوار کوتوال سے لے کر علاءالدین کے آگے رکھ دی اور کہا :

۔۔۔۔ بادشاہ سلامت جو حکم پسند فرمائیں بندے پر جاری فرما دیا جائے ۔

جان کی امان کے لیے عہد و پیمان :

ابھی تک بادشاہ کا دل نہایت پریشان تھا اور حواس ٹھکانے نہ تھے ۔ سیف الدین کی یہ باتیں سنیں تو قدرے مطمئن ہوا اور عذر معذرت کرکے اس کے ساتھ خیر و سلوک کے وعدے کیے ۔ اب امیر سیف الدین نے جرأت پا کر عرض کی :

اگر بادشاہ سلامت یہ باتیں سچے دل سے ارشاد فرما رہے ہیں تو زبان مبارک سے قسم کھائیں اور حلف نامے پر دستخط اشرف ثبت فرما دیں ۔

علاءالدین نے اس کے التماس کے مطابق قسم کھا کر امان نامہ اپنے قلم سے لکھ دیا ۔

مگر امیر سیف الدین (چاشنی گیر) نے اتنے ہی پر اکتفا نہ کی ، مزید اطمینان کے لیے التماس کیا :

——"اگرچہ دستخط مبارک اہل عالم کے لیے وجہ امن و امان ہیں ، تاہم میری گزارش ہے کہ کلام مجید کے ساتھ تاکیدی قسم کھانے سے دریغ نہ فرمائیں"——

ملک علاءالدین نے پھر قسم کھا کر اس کا اطمینان کر دیا ۔

خواب کی تعبیر و تصدیق :

ملک علاءالدین کے ان وعدوں پر پورا اطمینان ہوگیا تو چاشنی گیر نے کہا :

——"بادشاہ سلامت کی عمر دراز ، آپ کے بھائی نے انتقال فرمایا ۔ اب امرائے دولت آپ کو اس ملک کے تخت و نگین کا مستحق سمجھ کر سلطنت آپ کے سپرد کرتے ہیں ۔ جہاں پناہ کے مکارم سے توقع ہے کہ جلد آمادۂ سفر ہو کر تخت سلطنت کو رونق بخشیں"——

ان سب باتوں پر یقین ہو گیا تو سلطان نے آیت[1] رب قد آتیتنی من الملک (اے میرے پروردگار تو نے ہی مجھے ملک عطا فرمایا ہے) پڑھ کر دوگانہ نماز شکرانہ ادا کی اور قید خانہ سے نکل کر ایوان سلطنت کا قصد کیا ۔

اس وقت اغلبک نامی داروغہ[2] اصطبل امیر مجلس نے ویسا ہی ایک

۱- سورۂ یوسف ، آیت ۱۰۱ ۔

۲- مبارزالدین بہرام شاہ ۔

خچر سلطان کے آگے پیش کیا جیسا اس نے خواب میں دیکھا تھا ۔ سلطان نے آیت و قال ارکبوا[۱] (فیھا بسم اللہ) (اللہ کے نام کے ساتھ اس میں (پر) سوار ہو) بڑھی اور خچر پر سوار ہو کر تیزی سے منزلیں طے کرتا ہوا صبح کے وقت شہر کے دروازے پر جا پہنچا ۔

آدھر شہر کی یہ حالت تھی کہ امیر مجلس[۲] قلعہ میں رات بھر گشت کرتا اور لوگوں کو سلطان (عزالدین) کی صحت و خیریت کی طرف سے اطمینان دلاتا اور سمجھاتا بجھاتا رہا ۔ اس نے شہر کے دروازے پر پچاس نفر مقرر کر رکھے تھے کہ جیسے ہی اغلبک پہنچے خبر کر دیں ۔

بھائی کے تابوت پر :

اغلبک نے دروازے پر آ کر آواز دی ۔ امیر مجلس نے (جو گوش بر آواز تھا) دوڑ کر دروازہ کھول دیا ۔ سلطان پر نظر پڑی تو زین و رکاب کو بوسہ دیا ۔ اس کے بعد امیر مجلس (بہرام شاہ) اور (سیف الدین) چاشنی گیر، سلطان (علاءالدین) کے ساتھ ساتھ بھائی کے تابوت پر گئے۔ سلطان نے تابوتہ کھول کر مرحوم بھائی کا دیدار کیا ۔

اس کے بعد امرا نے سلطان (علاءالدین) کو تخت پر بٹھایا اور قاضی و ائمہ (علمائے دین و ائمہ و اکابرین وغیرہ) بارگاہ میں بلائے گئے ۔ اس وقت تک کسی کو حقیقت حال کا علم نہ تھا ۔ جب سلطان تخت پر بیٹھ اور سرہنگ اور پیادے وغیرہ اپنی اپنی جگہ پر زمین بوس ہو لیے تو سیف الدین (چاشنی گیر) سلطان کی خدمت سے دہلیز (بارگاہ) پر آیا اور بلند آواز سے کہا :

عزالدین کی وفات اور علاءالدین کی تخت نشینی کا اعلان :

''ائمہ و اکابر کو معلوم ہو کہ سلطان عزالدین کیکاؤس نے رحمت حق کے سایے میں جگہ پائی اور تابوت کو منزل بنایا ۔ ان کے بھائی سلطان معظم علاءالدین کیقباد نے پنی سعادت سے دنیا کو معمور اور کرسی سلطنت کو آباد و پر نور فرمایا—''

۱- سورۂ ہود ، (آیت ۴۱) متن میں صرف و قال ارکبوا درج ہے ۔ فیھا بسم اللہ اس آیت کا بقیہ حصہ ہے (جو کشتی سے متعلق ہے) ۔

۲- مبارزالدین بہرام شاہ ۔

تخت نشینی کے مراسم اور عزاداری :

یہ کہہ کر سیف الدین نے بارگاہ کا پردہ اٹھایا ۔ اب تمام سردار اور عائد اندر آئے اور زمین خدمت چومی ۔ امیر (سیف الدین) چاشنی گیر ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر پایۂ تخت تک پہنچاتا تھا کہ دست بوسی کی عزت حاصل ہو سکے ۔

اس کے بعد سب لوگ مسجد میں گئے اور قاضی کی ہدایت کے مطابق علاءالدین کی سلطنت (سے متفق ہونے) پر قسم کھائی ۔

سلطان نے مراسم عزا ادا کرنے کے لیے سپید اطلس کی پوشاک استعمال کی اور تین دن تک رنج و ملال کا اظہار ہوتا رہا ۔ چوتھے دن اس نے لباس تبدیل کیا ، خوشی منائی اور امرا کو بہت سے خلعت عطا فرمائے ۔ پھر امارت ، مناصب اور اقطاع (جاگیر) کی نسبت فرامین نافذ کرکے دارالسلطنت قونیہ کا عزم فرمایا ۔

قونیہ کو روانگی

قیصریہ میں آمد :

جب معاملات سلطنت کی بنیاد مضبوط ہو گئی تو سلطان نے ساعت مسعود میں دارالملک قونیہ کی جانب کوچ فرمایا ۔ امیر مجلس (بہرام شاہ) مقام ندوا ندہ تک ہمراہ رکاب رہا اور وہاں ایک شاہانہ دعوت کی ۔ سلطان نے مجلس آراستہ کرکے چاشت کے وقت سے آدھی رات تک جشن منایا اور دوسرے دن امیر مجلس کو بیش بہا خلعت پہنا کر سیواس روانہ کیا اور خود قیصریہ میں آیا ۔

سیف الدین ابوبکر پسر حقہ باز ، قیصریہ کا سوباشی تھا ، اس نے شہر کے اشراف و ثقات کو خبر کر دی تھی ۔ یہ لوگ محلات و عمارات کو آراستہ کر کے جیبق تک استقبال کو آئے اور جب علم شاہی نظر آیا تو اتر کر زمیں بوس ہوئے اور دست بوسی کی عزت حاصل کی ۔

پھر ان سب کا ٹڈی دل بادشاہ کے جلوس کے ساتھ شہر میں آیا اور سلطان نے اپنے آبا و اجداد کے اس وطن میں چندے قیام فرمایا ۔ بادشاہ پر درم و دینار بلکہ گوہر شاہوار پانی کی طرح برسنے لگے ۔ اس موقع پر پسر حقہ باز کی یہ حالت تھی کہ ہر مرتبہ کی نچھاور میں صندوق میں جتنی رقم بھی مل جاتی سب سلطان پر نثار کر دیتا ۔

قونیہ کی طرف کوچ :

قیصریہ میں چند روز قیام کرکے سلطان نے جاہ و جلال کے ساتھ آقسرا کی جانب کوچ فرمایا - جب رباط پروانہ پر پہنچا تو آقسرا کے باشندے جو سلطان کے دیدار کے بڑے مشتاق تھے ذوق و شوق کے ساتھ استقبال کے لیے بڑھے اور مراسم بندگی و دست بوسی ادا کرکے سلطان کو شہر میں لائے - سلطان نے دو تین روز یہاں بھی قیام فرمایا ۔ پھر قونیہ کا عزم کیا -

اہل قونیہ کو ورود سلطانی کی خوش‌خبری پہنچی تو سب دل و جان سے سلطان کے مشتاق ہوئے - سب نے اپنے اپنے ذخائر اموال نچھاور کے لیے مرتب کیے - ساتھ ہی پانچ سو محل دو سو رواں اور تین سو ساکن تیار کرکے سب کو عجیب و غریب اسلحہ اور موتیوں سے سجایا اور منزل ابروق تک پاپیادہ استقبال کے لیے گئے -

جب سلطان کی سواری آتی ہوئی نظر آئی تو بے تکلف خروا سجداً[1] کا منظر دیکھنے میں آیا اور الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن[2] کے نعروں سے زمین میں زلزلہ سا پڑ گیا -

سلطانی جلوس کا تزک و احتشام :

حسام الدین امیر اریف سوباشی اور دوسرے ممتاز لوگ شرف ملازمت و خصوصیت سے سرفراز ہوئے اور بادشاہ کے ساتھ طعام اور بزم آرائی میں شریک ہوئے - وہ دن اور رات صحرائے روزبہ میں اسی طرح جشن منانے میں گزر گئی - دوسرے دن طلوع آفتاب کے وقت نے و نقارہ کی آواز سے زمین و زمان کا دل لرزنے لگا - چتر مبارک کے عقاب نے خورشید سلطنت پر اقبال کے پر و بال کھولے اور سایۂ دولت قائم کیا -

پانچ قزوینی و دیلمی و فرنگی پیادے جن میں سے ہر ایک حکم قضا سے زیادہ بے باک اور مرگ ناگہانی سے زیادہ بے مروت تھا سلطان کے ہمرکاب چلے -

---

۱- (سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے) سورۂ مریم (۱۹ : ۵۸) -

۲- (سب تعریف اس اللہ کو زیبا ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا) (سورۃ الفاطر : ۳۵ : ۳۴) -

ایک سو بیس نر شیر دل (وحشی) زریں تلواریں حائل کیے ہوئے سلطان کے دائیں بائیں فتراک سلطانی پر ہاتھ رکھے ہوئے چل رہے تھے۔

جب یہ جلوس اس شان و جلال کے ساتھ شہر کے نزدیک پہنچا تو امرا (احترام کے طور پر) سب پیادہ ہو گئے۔ امیر چاشنی گیر دامن قبا کمر سے باندھے ہوئے سلطان کی باگ تھامے ہوئے چل رہا تھا۔ ادخلوھا بسلام[1] (تم ان میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو) بڑھتا ہوا شہر میں آیا۔ محل کے غرفوں سے خدرات عالیہ (قصر سلطانی کی خواتین) نے سر نکالے۔ رب اجعلہ رضیاً[2] پڑھا۔

تخت نشینی :

سلطان نے آیت[3] رب انزلنی منزلاً مبارکا (اور یوں کہنا) اے میرے رب مجھ کو با برکت زمین پر اتارنا اتارلو (اور[4] تو سب اتارنے والوں سے اچھا ہے) کہہ کر آیت[5] الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ[6] و رب قد آتیتنی من الملک) کی تلاوت فرمائی اور رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی[7] (اے میرے رب مجھ کو اس پر مداومت (ہمیشگی) دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہیں) پڑھ کر دعا مانگی اور نگاہوں میں نور اور دلوں میں سرور کی طرح سب کے دلوں میں جگہ کرتے ہوئے تخت سلطنت پر پاؤں رکھا۔

۱- پوری آیت اس طرح ہے : ادخلوھا بسلام آمنین۔ سورۃ الحجر (۱۵ : ۴۶)۔

۲- صحیح آیت اس طرح ہے: واجعلہ رب رضیاً (اے رب اس کو اپنا پسندیدہ بنا) سورہ مریم (۱۹ : ۶)۔

۳- سورہ المومنون (۲۳ : ۲۹)۔

۴- یہ ٹکڑا آیت کے بقیہ حصے وانت خیر المنزلین کا ترجمہ ہے)۔

۵- (اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا) سورۃ زمر (۳۹ : ۷۴)۔

۶- سورۃ یوسف (۱۲ : ۱۰۱) (اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا)۔

۷- سورۃ النمل (۲۷ : ۱۹)۔

ز نامش لب سکہ پر خندہ گشت
دل منبر از یاد او زندہ گشت
بدو رونق دین بازی فزود
زمیں بر فلک سرفرازی نمود

بزم طرب اور نذریں :

اس کے بعد خوان لگائے گئے ، بزم آراستہ ہوئی ۔ جھانجوں اور نے و دف کی آواز آسمان تک پہنچی ۔ سلطان ہر لحظہ پاس والوں سے ملتفت ہو کر انھیں نئی زندگی بخشتا اور محبت آمیز الفاظ کے موتی ہر خاص و عام پر برساتا ۔ جب شراب کی کیفیت کچھ کم ہوئی اور سب کو حالت سرور و طرب سے افاقہ ہوا تو نوبہ کے سردار اور امرا اٹھے اور ہر ایک نے اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے نذریں گزرانیں ۔ سب قبول فرمائی گئیں ۔

جب رات (زیادہ) ہو گئی ، اور چاند کی روشنی پھیلی تو سلطان بزم عشرت سے اٹھ کر خواب گاہ میں گیا اور استراحت فرمائی ۔

امرائے اوچ کے نام فرمان :

دوسرے دن سلطان نے رشید الدین وزیر ، ملک الامرا آئینہ چاشنی گیر ، سیف الدین ابوبکر پسر حمہ باز نائب اور جلال الدین قیصر پروانہ کو خلوت میں باریاب فرما کر کہا :

"ـــــ اطراف اوچ کے امرا کو ہماری تشریف آوری اور تخت نشینی سے مطلع کرکے ان کی دلجوئی کرنا چاہیے اور انھیں ہمارے حضور میں حاضر ہونے پر آمادہ کرنا چاہیے ۔"

ارشاد سلطانی کے مطابق فوراً کاتبوں اور منشیوں سے فرامین لکھوائے گئے اور قاصدوں کے ہاتھ اطراف میں بھیج دیے گئے ۔

سلطان علاء الدین کے بعض پسندیدہ اخلاق و عادات

ویسئلونک عن ذی القرنین قل ساتلو علیکم منہ ذکراً
سورۃ الکہف (۱۸ : ۸۳)

اور لوگ تم سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں ، کہہ دو کہ میں اس کا ذکر ابھی تمھارے سامنے بیان کرتا ہوں ۔

دین داری و دین پناہی :

اہل عالم کو معلوم ہے کہ جب سے دنیا کی ایجاد ہوئی ہے اور تسخیر خلائق کی باگ اولوالامر بادشاہوں کے ہاتھ میں دی گئی ہے اس وقت سے اب تک علاءالدین کیقباد ابن کیخسرو ابن قلیج ارسلان ابن سلیمان ابن قتلمش ابن اسرائیل ابن سلجوق کی طرح کوئی بادشاہ اسلام پرست اور دین دار نہیں ہوا -

ان رایۃ الاسلام لم تظل عالی سلطان احسن دینا و اصدق یقیناً و اوسع علما و اغنی غناً و اعظم قدراً و افخم ذکراً و امد باعاً و اشد امتناعاً و اجل جلالۃ و اکمل عدۃ و ارفع ملکا و سلطاناً و اروع سیفاً و سناناً و احمی الاسلام و ذویہ و انفی للشرک و منتحلیہ اکتساباً و وراثۃ منہ -

(اسلام کا جھنڈا ایسے کسی بادشاہ پر سایہ فگن نہیں ہوا جو دینداری میں اس سے بہتر، یقین میں اس سے زیادہ سچا، علم میں اس سے زیادہ وسعت والا، غنا (تونگری) میں اس سے زیادہ غنی، قدر و منزلت اور شہرت میں اس سے زیادہ بڑا، اس سے زیادہ طاقتور اور مدافعت میں اس سے زیادہ زبردست، جلال و عظمت میں اس سے بڑھ کر، اہتمام و استعداد میں اس سے کامل تر، ملک و سلطنت میں اس سے زیادہ بلند اور تیغ و سناں میں اس سے زیادہ مہیب، اسلام اور مسلمین کا اس سے بڑھ کر حامی اور شرک و مشرکین کا اس سے بڑا مخالف ہو اور اسے یہ اوصاف اکتسابی و موروثی طور پر اس طرح حاصل ہوں)

شوکت و دبدبہ :

سلطان علاءالدین کی عظمت و شان کا یہ مرتبہ تھا کہ انجاز سے حجاز تک اور اوائل باشقرد و انتہائے ولاشکرد اور تفچاق کے جنگلوں سے عراق کے شہروں تک کے تمام مومن و کافر بادشاہ خصوصاً ملوک شام اپنے آپ کو اس کا غلام سمجھتے اور اپنے یہاں اسی کے نام کا سکہ و خطبہ رکھتے تھے -

رأو اطوعہ حتما و فرضاً و لازماً و اخلاصہ فی الملک و الدین واجبا۔

(انھوں نے اس کی اطاعت کو فرض اور ضروری و لازمی، اور ملک اور دین میں اس سے اخلاص کو واجب سمجھ لیا) -

معدلت پناہی و فیاضی :

سلطان علاء الدین نہایت پاکیزہ طبیعت اور بڑا معدلت پناہ بادشاہ تھا - اس کا انصاف دنیا میں سب کے لیے یکساں حیثیت رکھتا تھا - اس کا دستور تھا کہ جب خزانہ کا حساب لیتا اور مصارف میں افراط و تفریط دیکھتا تو سختی کرتا لیکن مہمانوں اور اطراف ممالک کے ایلچیوں کے ساتھ مراعات اور حسن سلوک میں دریائے مواج بنا رہتا -

سخت گیری اور سیاست :

سلطان کا معمول تھا کہ اگر کسی بڑے سے بڑے سر لشکر سے ادنیٰ سی جرأت و گستاخی بھی سرزد ہوتی تو اسے سخت سے سخت سزا دیتا بلکہ اکثر و تباہ و برباد کر دیتا :

و لنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر .

سورۃ السجدہ (۳۲ : ۲۱)

(اور ہم ان کو قریب کا (یعنی دنیا میں آنے والا) عذاب بھی اس بڑے عذاب سے پہلے چکھا دیں گے -

سلطان کی طبعی امانت پسندی اور سخت گیری کا یہ اثر ہوا کہ اس کے تمام حکام اور نائب اور اہل دفتر امین ہوگئے اور ہر وقت چوکنا رہنے لگے -

عبادت و ریاضت — جلال‌الدین قراطائی کا بیان :

امیر بزرگوار جلال الدین قراطائی بڑے باخدا اور عابد و زاہد بزرگ تھے- سلطان علاء الدین کی عبادت وغیرہ کے بارے میں ان کا بیان ہے کہ : ''ہم اٹھارہ سال تک سفر و حضر میں رات دن سلطان کے حضور میں رہے ، ہمیں کبھی نہ معلوم ہوا کہ سلطان نے سکر (نشہ) یا افاقہ (ہوش) کی حالت میں ایک پہر سے زیادہ فرش خواب پر آرام فرمایا ہو - اس نے تو قم اللیل الا قلیلا[1] کے فرمان الٰہی کو اپنا نصب العین بنا لیا تھا اور

---

۱ - (رات کو نماز میں) کھڑے رہا کرو بجز تھوڑی سی رات کے -

سورہ مزمل (۷۳ : ۲)

اسی طریقے میں اپنے درجات کی ترقی سمجھتا تھا -''

سلطان اگرچہ تمام اصول و فروع میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید واجب سمجھتا تھا مگر صبح کی نماز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ادا کرتا تھا -

تقسیم اوقات ـــ مجلس مشاغل :

سلطان نے رات دن کے تمام اوقات ملک و سلطنت کے مصالح کے لیے واقف کر دیے تھے اور تقسیم اوقات کے اصول پر کاربند تھا - اس کی مجلس میں ہزل اور بیہودہ گوئی کو قطعاً دخل نہ تھا - وہ بادشاہوں کی تاریخ اور شاہان قدیم کے اچھے خصائل کا بیان سننے میں مصروف رہتا تھا -

شاعری :

علاء الدین اکثر لطافت طبع سے متاثر ہو کر رباعیات نظم کیا کرتا تھا - اس کی ایک رباعی یہ ہے :

ما ہشیارم بر خردم تاوانست چوں مست شدم عقل ز من پنہانست
مے خور نہ میان مستی و ہشیاری وقتے است کہ اصل زندگانی آنست

عام عادات و معمولات ـــ مطالعہ اور تفریحی مشاغل :

سلطان کا معمول تھا کہ اگر اس کے مصاحبوں یا ہم نشینوں میں سے اگر کبھی کسی سے کوئی بات یا حرکت اس کے مرتبے اور دستور کے خلاف ہو جاتی تو دوبارہ اس کو اپنی مجلس میں نہ آنے دیتا -

وہ سلاطین قدیم کا ذکر عزت کے ساتھ کیا کرتا تھا - سلاطین اسلام میں سلطان محمود ابن سبکتگین اور قابوس ابن وشمگیر کا معتقد تھا اور ان کے اخلاق کی تقلید کیا کرتا تھا -

وہ بغیر وضو کے فرمان پر دستخط یا مہر نہ کرتا -

کتاب کیمیائے سعادت اور نظام الملک کی کتاب سیر الملوک ہمیشہ اس کے مطالعے میں رہتی تھی -

نرد و شطرنج کھیلنے میں بے مثل تھا - اسے گیند کے کھیل اور نیزہ بازی سے بہت دلچسپی تھی -

صنعتوں میں مہارت :

سلطان علاء الدین صنعتوں میں مہارت ، دستکاری ، آہن گری (لوہاری) سنگ تراشی ، نجاری (بڑھئی کا کام) ، رسامی (نقاشی و مصوری) اور سراجی (زین سازی) میں نہایت ، ماہر و ہوشیار تھا - وہ جواہرات کی قیمت خوب پرکھتا تھا -

گر ختم شد نبوت بر خاتم شریعت
بر وے ز بادشاہاں ختم است بادشاہی

بارگاہ خلافت سے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا ایلچی مقرر ہو کر آنا

جب سلطان علاءالدین کیقباد کی تخت‌نشینی کی اطلاع خلیفۃ‌المسلمین الناصر لدین اللہ کو ملی تو حضرت خلافت پناہ نے ممالک روم کی حکومت کے لیے نیابت و سلطنت کا فرمان ، شہریاری کا خلعت اور تیغ و نگین تاج داری حضرت جنید ثانی ، پیشوائے اولیا شیخ الاسلام ابو عبداللہ عمر بن محمد سہروردی کے ذریعے سلطان کے پاس روانہ کیں -

شیخ کا استقبال :

شیخ کے آقسرا میں تشریف لانے کی اطلاع ہوئی تو سلطان نے امرا کو بہت سے انتظامات کے ساتھ آگے روانہ کیا - شیخ منزل زنجیر لو پر آئے تو قضاۃ و ائمہ ، مشائخ ، صوفیہ اور اخوان‌وامرائے سلطنت نے پوری جمعیت کے ساتھ ان کا استقبال کیا - ادھر سلطان بھی ایک آراستہ و مہذب لشکر کے ساتھ شیخ کی پیشوائی کو نکلا -

زندان والے خواب کی تعبیر :

جیسے ہی شیخ کا جمال مبارک نظر پڑا سلطان نے (اپنے دل میں) کہا یہ صورت تو وہی معلوم ہوتی ہے جس نے اس رات کو جب میں زندان سے رہا ہونے والا تھا خواب میں میری بیڑیاں کاٹیں اور یہ کہہ کر مجھے (خچر پر) سوار کیا تھا :

''عمر محمد سہروردی کی دعا ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گی''

جب شیخ کے قریب پہنچا تو ان سے معانقہ و مصافحہ کیا ۔ شیخ نے فرمایا :

"زندان والی رات سے عمر محمد سہروردی کی توجہ سلطان اسلام کی نسبت ہمیشہ قائم رہی ۔ الحمدللہ کہ کسی واقعے کے مزاحم ہونے سے پہلے مدعا حاصل ہو گیا" ۔

الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن[1]

(سب تعریف اللہ کے لیے زیبا ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا)

شیخ سے عقیدت :

سلطان نے نہایت خوش ہو کر شیخ کے ہاتھ چومے ۔ اس کی عقیدت شیخ کے ساتھ پہلے سے دوگنی ہوگئی ۔ وہ شیخ کی تعظیم و تکریم میں بے انتہا سعی کرنے لگا اور چاہا کہ ابراہیم ادہم[2] کی طرح عیسوی مریم[3] کا طریقہ (دنیا سے بے تعلقی) اختیار کرے ۔ شیخ نورانی نگاہوں سے سلطان کے اوہام و خطرات کا مشاہدہ کرتے جاتے تھے اور اس کے ہر خطرہ کا جواب دیتے اور تسکین کرتے وما منا الا لہ مقام معلوم ۔ اور لکل عمل رجال (ہر کارے و ہر مردے) زبان پر لا کر سلطان کو عدل گستری اور دین پروری کی ترغیب دیتے تھے ۔

شیخ کی نصیحتوں کا اثر :

سلطان پر شیخ کی نصیحتوں کا اتنا اثر ہوا کہ جب وہ شہر میں پہنچا تو اس کی نخوت ، غرور ، خودبینی اور غفلت بالکل دور ہو چکی تھی اور فرشتوں کی طرح سر سے پاؤں تک نیکی کا مجسمہ بن گیا ۔

خلعت پوشی اور دوسرے مراسم — خلیفہ کے مرسلہ گھوڑے کی سم بوسی :

دوسرے دن شیخ کو سلطان کے قصر میں مدعو کیا گیا ۔ اسی دن سلطان نے خلیفہ کا بھیجا ہوا خلعت پہنا اور جو عامہ بغداد سے تیار ہو کر

۱- سورۃ الفاطر (۳۵ : ۳۴)

۲- سلطان ابراہیم ادہم سے فرمانروائے بلخ مراد ہیں جنھوں نے سلطنت ترک کرکے درویشی اختیار کی تھی۔

عیسوی مریم[3] کے طریقے سے رہبانیت یا ترک دنیا کا مسلک مراد ہے ۔

آیا تھا سر پر باندھا ۔ پھر دارالخلافت کے دستور کے مطابق حدود کے درے سے سلطان کی پیٹھ پر بھری محفل میں چالیس چوبیں[1] لگائی گئیں۔

اس کے بعد دارالخلافہ سے آیا ہوا خاصے کا گھوڑا ، جس کے سونے کے نعل لگے ہوئے تھے سامنے لایا گیا ۔ سلطان نے سب کے سامنے اس گھوڑے کے سموں کو بوسہ دیا اور شیخ بزرگوار کے ساتھ اس پر سوار ہوا ۔ تمام خلق خدا نے سلطان کی یہ حالت دیکھی ۔

مجلس سماع :

جب سواری سے واپس ہوئے تو کھانے سے فراغت پا کر خاص قوالوں نے سلطان کے ایما سے سماع شروع کیا ۔ شیخ کے ممتاز مریدوں میں سے جو لوگ شیخ کی تعلیم سے روحانی استفادہ کر چکے تھے وجد کرنے لگے ۔ اس دن کے سماع سے تمام حاضرین میں پورا ذوق و شوق پیدا ہو گیا تھا ۔ سلطان اور امرا پر عجیب حالت طاری تھی خصوصاً سید جلال الدین قراطائی پر بہت اثر تھا ۔

جب شیخ اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے تو سلطان نے حد و قیاس سے زیادہ تکلف کیا اور قونیہ کے زمانۂ قیام میں شیخ کے دیدار سے کئی مرتبہ سعادت حاصل کی ۔

شیخ کا لذرانہ :

جب شیخ واپس ہونے لگے تو ارمنیوں اور عیسائیوں کے خراج کی رقم میں سے ایک لاکھ عدد اور پانچ ہزار دینار سرخ سلطانی سکۂ علائی ، پچاس ہزار پچاس مثقال اشرفیاں اور دوسرا سامان قراطائی اور نجم الدین طوسی کے ہمراہ شیخ کے اخراجات وغیرہ کے لیے بھیجا اور زنجیر لو تک جو قونیہ سے ایک کوس ہے سلطان شیخ کو رخصت کرنے کے لیے گیا اور ان کی دعا و برکت سے مدد حاصل کی ۔

شیخ کی واپسی کا منظر :

روانگی کے وقت یہ دو شعر شیخ کی زبان پر جاری تھے :

۱۔ مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ درے نہیں مارے گئے بلکہ درے کے ساتھ جو لکڑی کا دستہ ہوتا ہے اس سے (رسم پوری کرنے کے لیے) ہلکے ہلکے ضرب لگائی گئی ۔

و لم ار کالتودیع اقبح منظراً   و ان کان یدعو اھلہ للتعانق

میں نے رخصت کے منظر سے زیادہ قبیح کوئی منظر نہیں دیکھا اگرچہ رخصت ہونے والا گلے ملنے کی دعوت دے رہا ہو ۔

و للصارم الھندی الین جانبا   ملامسۃ من کف الف مفارق

نیز شبہ ہندی تلوار کی دھار نرمی میں ایک ہزار جدا ہونے والوں کی ہتھیلی سے کہیں زیادہ نرم ہے ۔ (یعنی ان جدا ہونے والوں کے ہاتھوں میں مصافحہ کے وقت جو کاٹ یا درد انگیز کیفیت محسوس ہوتی ہے اس کے مقابلے میں تلوار کی کاٹ بہت نرم معلوم ہوتی ہے)

شرائط خدمت و میزبانی انجام دینے کے لیے سلطان نے بعض امرائے کبار اور خاص سپہ‌سالاروں کو ملطیہ تک شیخ کے ساتھ رہنے کی ہدایت کر دی جو مملکت سلجوقیہ کی سرحد ہے ۔

سلطان کی جہانگیری پر توجہ اور قلعہ علائیہ پر پہلی فتح

عیش و نشاط کا دور :

چونکہ[1] خداوند ذوالجلال کے فضل و کرم سے سلطان کا نیر اقبال اوج پر تھا اور سلطان کے شفقت و مکارم اخلاق کی بدولت آسانی برکتیں ڈھیتوں[2] اور مویشیوں میں ظاہر ہوتی تھیں ، شیشہ و جام میں پہلے سے زیادہ صفائی پیدا ہوگئی اور مطربوں کو اس کی فرحت افزا و بادشاہانہ مجلسوں سے فیض پہنچا ۔ سامان عیش و عشرت میں نمایاں ترقی نظر آنے لگی ۔

قلعہ گیری کا عزم :

ایک دن سلطان نے اپنے مصاحبوں سے جو وزرا کا مرتبہ اور مشورت کا منصب رکھتے تھے کہا اب ہمیں بزم کی دلنوازیاں چھوڑ کر رزم میں حصہ لینا چاہیے اور قوانین سلطنت کو کماحقہ درست کرنا چاہیے ۔ امرائے کبار ادب کے ساتھ دو زانو ہوگئے اور کہا ــــ "ملک یونان شاہ جہان کے

۱- عبارت طولانی اور مبالغہ آمیز ہونے کی وجہ سے ملخصاً ترجمے پر اکتفا کیا گیا ۔

۲- زروع و خروع ۔

بضہ میں ہے اور انطالیہ جیسی سرحد میسر ہے ، لیکن کلونوروس کے
لعہ پر البتہ سلطانی توجہ مبذول ہونے کی ضرورت ہے -

قلعہ کلونوروس کے حالات :

یہ قلعہ بلندی میں آسمان کا مقابل ہے - دریا کی خندق اور سنگ خارا
کے حصار سے گھرا ہوا ہے - خشکی کی طرف سے ملک سیس تک اس قلعہ کا
محکوم ہے اور دریا کی طرف سے مصر کو اس نے اپنا باج گزار بنا رکھا ہے -
ایسی زبردست تخت گاہ شاہ جہاں پناہ کے سوا کسی کو زیب نہیں دیتی -
گر لشکر منصور کو فرمان ہو جائے تو قوی امید ہے کہ یہ قلعہ بندگان
دولت کے ہاتھوں سر ہو جائے (اور اس کی بدولت ممالک محروسہ میں زبردست
ترق ہو اور) ملک کی ہر چیونٹی ، اژدہا اور ممولا ہما بن جائے[1] - اور
دریائے مملکت کے اس موتی کو باقی لڑیوں میں پرو دیا جائے -

اجتماع فوج کا اہتمام :

سلطان کو یہ رائے پسند آئی اور حکم ہوا کہ لشکروں کی فراہمی
کے لیے اطراف اوج میں فرمان بھیج دیے جائیں - اسی وقت ارشاد سلطانی کے
مطابق فرامین لکھے گئے اور چالاک غلاموں کے ہاتھ ڈاک کے طریقہ پر
جاری کر دیے گئے - پورے دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ بے تعداد فوج
مناسب ساز و سامان کے ساتھ جمع ہو گئی[2] -

حملہ آور لشکر کی تقسیم :

سلطان نے حکم دیا کہ تمام لشکر کے تین حصے کر دیے جائیں - ایک
گروہ فصیل پر حملہ کرے ، ایک گروہ دریا کے راستہ سے جنگ میں مشغول
ہو اور ایک فوج موج گراں کی طرح کشتی میں قلعہ کی طرف روانہ ہو -
اور اس پشتہ پر جو نہایت بلند اور تاریک رہتا ہے ایک پہاڑ کی سی منجنیق
نصب کر دی جائے اور جو دلیران لشکر جنگ کے وقت سنگ خارا کو
ریشمی کپڑے سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ، اس پشتہ پر پہنچا دیے جائیں -

---

۱- صعوہ : ممولا -   ۲- بقدر ضرورت اختصار کیا گیا -

قلعہ دار کی فکرمندی :

جب فرمان سلطانی کے مطابق منجنیق نصب ہو گئی تو کیرفارد قلعہ دار کو اطلاع ہوئی کہ "سلطان اپنے زبردست لشکر کے ساتھ ان خوں خوار دریاؤں سے اترا اور راستوں کے نشیب و فراز سے اس کو اور اس کے لشکر کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا" تو اس نے کہا کہ اس حادثہ کی بدولت مجھے اپنے قدیم ملک سے جدا ہونا پڑے گا ۔ اب یہ گرہ مجھ سے کسی تدبیر سے نہیں کھل سکتی ۔ اس سے پہلے تو آفتاب بھی ہزار رہنماؤں کے ساتھ بدقت اس قلعہ پر گزر کرتا تھا لیکن اب شاہ کیقباد ہوا کی طرح اس نواح میں دز آیا ۔ ایسے خدا کی مدد سے ، آسمان کے ساتھ جنگ کرنا آسان ہے اور ہمیں صبر کرنے اور مصلحتِ تقدیر کا انتظار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔ اس کے سوا کوئی علاج نظر نہیں آتا ۔

دوسرے دن آفتاب نکلتے وقت دنیا لشکروں کی گرد سے سیاہ ہو رہی تھی ۔ اگرچہ زمانہ اس خوفناک جگہ پر کڑی نظر نہ ڈال سکتا تھا اور آسمان کے کان یہ بات نہ سن سکتے تھے کہ اس قلعے کو کوشش سے فتح کیا جا سکتا ہے (اور یہ خیال ہوتا تھا کہ) جس قلعہ کے نگہبان ہمیشہ آسمان سے باتیں کرتے ہوں اس پر تیر و کمان کا کیا اثر ہو گا :

و لکن چو خشم آورد بختِ شوم کند سنگ خارا بکردار موم

جنگ کو طول :

تاہم سلطان نے حکم دیا کہ لشکر اس پہاڑ پر گروہ در گروہ حملہ کریں ۔ لوگ فوراً عقاب و پلنگ کی طرح ایک بارگی اس سنگ خارا کے پہاڑ پر چڑھ گئے اور جنگ کرنے لگے ۔ سو زبردست منجنیقیں پرکار کی طرح قلعہ کے گرد لگائی گئیں ۔ اس طرح دو ماہ تک جنگ ہوتی رہی[۲] ۔

سلطان کا خواب :

اسی زمانے میں ایک رات سلطان نے خواب میں دیکھا کہ ایک حسین صورت آدمی اس سے اس طرح خطاب کر رہا ہے :

۱- دژ ، قلعہ ۔

۲- عربی عبارت : حتی عبر شهران (یہاں تک کہ دو ماہ ایک دن کی طرح گزر گئے) ۔

که این تند دژ¹ را دگر یار نیست — کسے را برو دست پیکار نیست
ولکن جہاں آفریں یار تست — چنیں دژ گرفتن ہم از کار تست
سپاہت گر آہنگ گردوں کنند — دماغ از سر مہر بیروں کنند
وگر سوے دریا بود راے جنگ — ز دریا بخشکی گریزد نہنگ
ولیکن چنیں تختگاہی شگفت — بہ نیروے یزداں توانی گرفت

اس مژدہ کی خوشی سے سلطان کی آنکھ کھل گئی اور اس نے ایک پرچہ پر یہ اشعار قلمبند کر لیے[2]۔

قلعدار کی درخواست صلح :

دوسرے دن صبح[3] کو امراے کبار جو دہلیز پر حاضر تھے بلائے گئے۔ سلطان نے انھیں وہ اشعار سنائے اور بیل ، بھیڑیں اور درہم لشکر کے فقرا اور مجاہد مساکین کو صدقات کے طور پر تقسیم کیے۔ اسی رات قلعہ دار نے اس قسم کی آوازیں سنیں جیسے کوئی اسے مدافعت سے منع کر رہا ہے اور اس نے اپنے زبردست افسران و ارکان حکومت کو بلا کر کہا : ''ہم سلطان کی طاقت کا مقابلہ نہ کر سکیں گے ، اگرچہ ہمارا[4] قلعہ بہت بلند و زبردست ہے ، لیکن قضا و قدر کے حکم سے پیش پانا محال معلوم ہوتا ہے۔ ایسا بادشاہ جس میں خدائی شان و شوکت ہو بجائے دشمنی و بیگانگی کے دوستی اور اپنایت کے قابل ہے۔

یہ کہہ کر قلعہ دار نے فوراً ایک راست گو قاصد کا انتخاب کیا۔ قلعہ دار اور امیر مبارزالدین ارتقش کے درمیان قرب مقام کی وجہ سے پکی دوستی تھی اس لیے اس کے پاس قاصد کے ذریعے پیغام بھیجا کہ تم واسطہ بن کر اس درد و تکلیف سے نجات دلاؤ جس کا صدمہ دل و جان کو گھلائے دیتا ہے اور بادشاہ کے حضور سے ہمارے ناکردہ گناہ کی معافی حاصل کرو۔

یہ قاصد پہنچا تو امیر مبارز الدین نے سلطان سے اس کا حال بیان کیا ، سلطان کی پیشانی سے مسرت کے آثار نمایاں ہوئے اور فرمایا کہ ''جو کچھ اس کی مرضی ہو ہمیں بھی اس سے متفق ہونا چاہیے۔''

۱۔ دژ : قلعہ ۔ دست پیکار : قدرت جنگ ۔
۲۔ اثبات کرد : ثبت کر لیے ، لکھ لیے ۔
۳۔ بطور تلخیص ۔
۴۔ ملخصاً ۔

سعی مصالحت میں کامیابی :

امیر مبارز الدین نے قاصد کو کامیابی کا مژدہ سنا کر کیرفارد کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اب رائے یہ ہے کہ اپنا دل فکر سے خالی کر کے احکامِ سلطانی کی اطاعت اختیار کرو اور قلعہ کی محبت سے دل ہٹا کر بادشاہ کے سایہ مبارک میں پناہ لو۔

قلعہ دار کا عریضہ :

جب قاصد واپس پہنچا تو کیرفارد کا چہرہ بہار کی طرح شگفتہ ہو گیا اور اس نے ایک ایلچی کے ہاتھ اس مضمون کا عریضہ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا :

''جہاں پناہ نے سنا ہوگا کہ یہ سنگین قلعہ دارا و ہوشنگ کے زمانے اور سکندر و قیصر کے عہد سے بندے کے آبا و اجداد کا مسکن رہا ہے۔ دشمن ہمیشہ مجھ پر رشک کرتے رہے ہیں اور کوئی شہریار اس قلعہ سے جنگ کا طالب نہیں ہوا ؛ گویا جہاں آفریں نے اس زمین پر کوئی ایسا آسمان پیدا ہی نہیں کیا - اسباب و ذخائر جنگ جو قیامت تک کے لیے کافی ہو مہیا ہے۔ لیکن میں نے جیسے ہی دور سے چترِ سلطانی پر نظر ڈالی میرے اعضا و بصارت میں فتور پیدا ہو گیا اور ضعف قوی نے جڑ پکڑ لی۔ بادشاہ کی ہیبت سے عجیب حالت ہو گئی اور میں نے اپنے آپ سے کہا کہ پہاڑ سے ٹکر لینا اور درفش (علمِ شاہی) سے پنجہ لڑانا سر کو تباہ کرنا ہے اس لیے ایسے خورشید خسرواں کے (معنی آپ کے) سایے میں پناہ لینا اور اپنا ٹھکانا بنانا مناسب و لازم معلوم ہوا۔ اگر شفقت خسروی شامل ہو اور امان جان کے ساتھ سلطان کے ممالک سے میرے گزارے کا انتظام فرما دیا جائے تو عین بندہ نوازی ہوگی۔''

قلعہ دار کی لڑکی حرم سرا میں :

سلطان کو اس کی یہ بات پسند آئی اور اس کے جواب میں فرمایا کہ ''اگر تم ہمارے ساتھ رشتہ منظور کر لو تو اعتماد و محبت اور دوستی میں زیادہ ترقی ہو سکتی ہے''۔ جب کیرفارد نے یہ ایما سنا تو اس نے اپنے یہاں کی مخدرات میں سے ایک دوشیزہ سلطان کے حرم محترم میں بھیج دی۔ اس عمل سے اس کے بہت سے معاملات بخوبی طے ہو گئے - آقشہر قونیہ کی امارت

اور چند مواضع کی جاگیر کا حکم قاصدوں کے ہاتھ کیرفارد کے پاس بھیج دیا گیا۔

بارگاہ سلطانی میں قلعہ‌دار کی باریابی :

دوسرے دن کیرفارد قلعہ سے اتر کر بارگاہ سلطانی میں باریاب ہوا اور ادب کے ساتھ معذرت کی۔ سلطان نے نظر عنایت سے سرفرازی بخشی اور محبت سے پیش آیا ۔ کیرفارد نے سلطان سے قلعہ میں چلنے کی التجا کی ، سلطان نے منظور کر کے چتر و علم کے ساتھ قلعہ کی طرف توجہ فرمائی ۔ اہل قلعہ درم و دینار نچھاور کے لیے ساتھ لیے ہوئے پیشوائی کو آئے ۔ جب سلطان قلعہ پر آیا تو مزروعات و مصنوعات اور ذخائر کی بے انتہا فراوانی دیکھ کر خدا کا شکر زبان سے ادا کیا اور الحمدللہ الذی صدقنا وعدہ و نصر عبدہ[1] ۔ (خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی) کی تلاوت کی۔

پھر حکم دیا کہ اس سنگ خارا پر ایک فصیل بنا دی جائے اور اس مقام کو اپنے نام و لقب سے منسوب فرما کر عزت بخشی ، یعنی اس کا نام قلعۂ علائیہ رکھا ۔

بندگان دولت کے ہاتھ قلعۂ آلارہ کی فتح

جب سلطان کو علائیہ کی تعمیر اور نظم و نسق سے فرصت ہوئی تو عنان جہانگیری انطالیہ کی طرف پھیری ۔ راستہ میں اس کی نظر قلعۂ آلارہ پر پڑی جو ایک درہ کے درمیان سنگ خارا پر واقع ہوا تھا اور اس کے ایک جانب ایک نہر دریائے نیل کی طرح جاری تھی ۔ یہ قلعہ بہت ہی بلند و مضبوط تھا۔ اس قلعہ کا حاکم کیرفارد کا بھائی تھا جس نے دنیا کی لذتوں سے دست کشی ہو کر یہاں سکونت اختیار کر لی تھی ۔

سلطان نے ایک امیر سے کہا کہ قبل اس کے کہ ہماری فوجیں آلارہ کی طرف روانہ ہوں تم اس قلعہ کے حاکم سے کہو کہ تمھارا بھائی جو احتیاط و ہوشمندی میں مشہور ہے ، ہمارے مقابلے میں ایک ماہ سے زیادہ قلعۂ کلونوروس کی حفاظت نہ کر سکا تو تمھارے قلعہ اور طاقت میں تو اس سے

۱۔ قرآن مجید ، ۳۹ : ۷۴ ۔ اس عبارت میں نصر عبدہ کے الفاظ آیت سے زیادہ ہیں ۔

بہت پہلے ضعف پیدا ہو جائے گا ؛ تم ایک عقلمند آدمی ہو ، زمانے کے خطرات کا تجربہ رکھتے ہو ، گوشۂ عافیت تمھارے مناسب حال ہے ۔ اگر اپنے بھائی کے طریقے پر چلو اور قلعہ ہمارے خدام کے سپرد کردو تو اپنے مقاصد و اغراض میں کامیاب ہو گئے ؛ اور اگر تم نے ایک قدم بھی ہمارے حکم کے خلاف رکھا تو اس جہالت کا نتیجہ ہمیشہ کانٹے کی طرح تمھاری آنکھوں میں کھٹکے گا ۔

حاکم قلعہ آلارہ کی گھبراہٹ اور انتقال :

جب حسب ارشاد سلطانی یہ ہدایات اس کو پہنچائی گئیں تو سلطان کی ہیبت اور شدت اضطراب سے کچھ ایسا بے تاب ہوا کہ درد قولنج میں مبتلا ہو گیا اور مرض کے انتہائی حملہ سے جانبر نہ ہوسکا ۔ اس کے مرتے ہی اہل قلعہ پر ایسا خوف چھایا کہ بالکل بے حواس ہو گئے اور انھوں نے قلعہ رغبت یا مجبوری کے ساتھ بندگان سلطان کو سپرد کر دیا ۔ ایسا اہم قلعہ صرف ایک پیام کے واسطہ سے بے زحمت تیغ و تبر سر ہو کر دوسرے ممالک محروسہ میں شامل ہو گیا ۔

جب اس دوسری فتح کی خبر سلطان کے گوش مبارک میں پہنچی تو بزم عام آراستہ کی اور جنگ کے خیال سے فارغ ہو کر رباب و چنگ کے نغموں میں شراب پی اور کچھ دن آرام فرما کر انطالیہ پہنچا ۔ یہاں تمام امرا کو خلعت و نوازش سے سرفراز فرمایا اور تمام امرا کو ان کے گرم و سرد ممالک میں جانے کی اجازت عطا فرمائی اور خود سردی کا زمانہ انطالیہ[۱] میں بسر فرمایا ۔

٦١٨ ھ میں قونیہ و سیواس کی فصیل اور محل کی تعمیر وغیرہ

سلطان ایک دن طلوع آفتاب کے وقت امرائے بارگاہ اور سرداران ملک کے ساتھ دشت و باغ کی سیر کر رہا تھا ، یکایک اس کی نگاہ شہر پر پڑ گئی تو دیکھا کہ ایک نہایت آراستہ و بارونق شہر ہے ۔ طول و عرض میں ایک روز کی مسافت پر آباد ہے ۔ جابجا ثمردار اور ہر میوہ درخت لگے ہوئے ہیں ؛

۱۔ قشلاق : جاڑا بسر کرنے کا مقام ۔

گرو بردہ آبش ز جوے فرات ۔ گزر کردہ بادش بر آب حیات
ز ہر کشورے مردماں تاختہ ۔ دراں شہر خرم وطن ساختہ
نہ شہرے کہ آں عالمے بد تمام ۔ یکے ژرف دریا بد و شہر نام

و لکن کالنصل عری متناہ من الخلل (اس تلوار کے قبضہ کی طرح جو زیورات (جواہرات) سے خالی ہو) عجیب بات ہے کہ اس شہر کی کوئی فصیل نہیں بنی ہے -

فصیل کی تعمیر :

یہ دیکھ کر امرائے دولت سے کہا کہ ایسے شاندار شہر کو فصیل سے محروم رکھنا سخت غلطی ہے - اگرچہ ہماری فتح کی شہرت ، اور ہمارے سنان جگردوز کی ہیبت نے دنیا کے گرد حصار کر رکھا ہے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ ایسی صورت کی جائے جس سے فکر و تدبیر کرنے والے لوگ اس کی حرص کرنے سے پرہیز کریں کیونکہ دنیا کا رنگ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا - زمانہ حادثہ انگیز ہے اور آسمان کا آئینہ وقایع نما ہے (جس میں طرح طرح کے واقعات نظر آتے ہی رہتے ہیں) -

ہزار نقش برآرد زمانہ و نبود ۔ یکے چنانکہ در آئینۂ تصور ماست

اس لیے ہماری رائے یہ ہے کہ اس شہر اور شہر سیواس کے گرد فصیل کھنچوا دی جائے اور اس کی بلندی اتنی رکھی جائے کہ دورنگی دنیا کے حوادث کا پھاوڑا اس پر کوئی اثر نہ کرے - زمانہ کے کمینوں کی نقب زنی اس پر کارگر نہ ہو اور اس طرح کی کوششیں ناکام رہیں - یہ کہہ کر حکم دیا کہ ہوشیار معمار اور نقاش حاضر کیے جائیں ؛ اور خود امرا کے ساتھ سوار ہو کر شہر کے گرد دورہ کو نکلا اور حکم دیا کہ فصیل کے بروج و دیوار اور ابواب کا نقشہ تیار کیا جائے - اس کے بعد ملازمان خاص کو حکم دیا کہ صرف خاص سے چار دروازے چند برج و دیوار کے ساتھ تعمیر کیے جائیں اور باقی کو امرائے ممالک پر علیحدہ علیحدہ تقسیم فرما دیا اور حکم دیا کہ اس باب میں عجلت کی جائے اور وقت کی قدر و قیمت کا خیال رکھا جائے -

اسی قسم کا ایک فرمان امیر مجلس کے پاس بھی سیواس میں ارسال فرمایا کہ تم بھی اس طرف کے ملوک و امرا سے مشورہ کر کے سیواس کے لیے ایک سنگین فصیل کی بنیاد رکھ دو -

معماروں کو اپنا نام کندہ کرنے کی ہدایت :

چنانچہ ۶۱۸ھ میں تعمیل ارشاد میں قونیہ و سیواس میں فصیل وغیرہ کی تعمیر شروع ہو گئی اور رات دن امکانی کوشش سے کارندوں نے ایک دوسرے پر سبقت و فوقیت حاصل کرنے کے لیے ان عمارات کو مکمل کر دیا اور کوئی کام باقی نہ چھوڑا ۔ اس کام کے ختم ہونے کی اطلاع سلطان کو دی گئی تو سلطان نے سوار ہو کر خندق کے اطراف گشت کیا اور نظر اعتماد سے کام کی دیکھ بھال کر کے پسند فرمایا ۔ پھر حکم دیا کہ ہر ایک معمار اپنا اپنا نام سونے کے پتھروں پر کندہ کرے تا کہ ایک مدت تک ان کی کوششوں کی یادگار قائم رہے ۔ اس کے بعد بزم عیش آراستہ کر کے جشن منایا ۔

بتقریب رسالت محی الدین ابن جوزی کا بارگاہ خلافت سے آنا اور عساکر سلطانی سے مدد چاہنا اور اس مہم پر بہاء الدین قتلوجہ کا نامزد ہونا

جب قونیہ کی عمارت تیار ہو چکی تو سلطان مصالح مملکت کی بنا پر قیصریہ روانہ ہوا ۔ وہاں پہنچا تو امرائے ملطیہ نے خبر دی کہ بارگاہ خلافت سے محی الدین ابن الجوزی ایلچی کی حیثیت سے آ رہے ہیں ۔ سلطان نے حکم دیا کہ خاص مہمانوں کے منتظمین سیواس پہنچ کر استقبال کریں اور ان کے اعزاز و اکرام میں بہت کوشش سے کام لیں ۔

جب ابن الجوزی کارواں سرائے لالا میں پہنچے تو سلطان نے اسی شان و شوکت کے ساتھ جس پر شاہان سلف کی روح کو رشک آتا چتر و نقارہ وغیرہ ہمراہ لے کر ابن الجوزی کی پیشوائی کی ۔ ابن الجوزی نے معانقہ کے بعد امیرالمؤمنین کا سلام پہنچایا ۔ سلطان ان سے بہت دیر تک التفات و لطف و کرم کے ساتھ گفتگو کرتا رہا ۔ جب دروازہ پر پہنچے تو ابن جوزی نے سلطان کو رخصت کیا اور خود اپنی قیامگاہ میں ٹھہرے ۔

دوسرے[1] دن صبح کو سلطان کی بارگاہ روضۂ بہشت کی طرح آراستہ

۱- چوں شیر مرغزار مینا —— چوں روضۂ فردوسیاں -تک کی عبارت طولانی اور غیر ضروری استعارات سے معمور ہے اس لیے اس کے خلاصہ پر اکتفا کیا گیا ۔

کی گئی - امرائے کبار کی صفیں سلطان کے دائیں بائیں سلیقہ کے ساتھ قائم تھیں - امام محی الدین نے خلعت اور مہذب و مطلا ساز و سامان اور تحائف ساتھ لیے ہوئے بارگاہ سلطنت میں قدم رنجہ[1] فرمایا - جلال قیصر پروانہ اور ظہیرالدین منصور ترجمان اعزاز کے طریقہ پر ایلچی کا ہاتھ پکڑے ہوئے پایہ تخت کے پاس والی کرسی پر لائے اور بٹھا دیا -

دارالخلافہ کے بوغچہ داروں نے بوغچے (گٹھریاں) ایوان کے کنارے رکھ دیے اور خاصہ کی سواری کا گھوڑا جس پر مرصع جھول پڑی ہوئی تھی ، سامنے لایا گیا - فراشوں نے ملمع کار پردہ جو سلطان کے حکم سے لگا دیا گیا تھا اس وقت ڈال دیا - سلطان تخت سے نیچے اترا اور اس پردہ میں تعظیم کے لیے اس نے خلافت پناہ کے گھوڑے کی رکاب چومی ، خلعت خلافت پہنا - اب محی الدین نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور پھر تخت پر بٹھا دیا - سلطان کے تخت پر بیٹھتے ہی پھر پردے اٹھا دیے گئے - امرا اور سرداروں نے تحفہ ہائے زر نچھاور کیے - اس کے بعد دسترخوان بچھایا گیا اور کھانا تناول کرنے اور وضع تبدیل کرنے کے بعد محی الدین کی تحریک[2] سے خلوت چاہی -

تاتاریوں کے مقابلے کے لیے مدد کی استدعا :

محی الدین نے زبان کھولی اور خدا کی حمد اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدس پر درود پڑھ کر حضرت امام کو دعا دی اور بارگاہ سلطنت کی تعریف کر کے کہا "کہ امیرالمؤمنین نے خسرو اسلام کو پہنچایا ہے اور یہ فرمایا ہے "کہ چونکہ تاتاری لشکر محمد خوارزم شاہ کی جنگ سے فرصت پا کر بہت قوت پکڑ گیا ہے اس لیے اب ہمیں ایسی اطلاع دی گئی ہے کہ وہ لوگ ہماری حدود کا قصد کر رہے ہیں - اگر دو ہزار سوار کمک کے طور پر احتیاطاً ممالک روم سے اس نواح میں بھیج دیں تو اس سے مصالح ملک و ملت کو تقویت پہنچ سکتی ہے - سلطان نے فرمایا کہ بسر و چشم تعمیل ہو گی اور جلد سے جلد سوار روانہ کر دیے جائیں گے -

---

۱- تجشم نمود : زحمت اٹھائی -

۲- برفع محی الدین - محی الدین کی تحریک سے -

فہٗ وقت کا احترام اور اس کے ایما کی تعمیل :

یہ جواب پا کر ایلچی خوشی خوشی اپنی قیام گاہ پر آیا اور سلطان نے
سرا میں عالی رتبہ امرا کو طلب فرما کر کہا کہ غور کرنے کے بعد ہمیں
لمؤمنین کی گہری دانشمندی پر اس سے زیادہ اعتقاد تھا (جتنی ان کی
سے ظاہر ہوئی) ۔ اب مدارات کے طور پر سیل رواں کی طرح ایک تازہ دم اور
ار لشکر بھیجنے کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا ۔ مناسب تو یہ معلوم ہوتا ہے
امیرالمؤمنین اشارہ فرمائیں کہ ہر ملک سے ایک ایک ایلچی تحائف
اپنا لیے ہر کسی مقررہ جگہ پر جمع ہو اور پھر سب امیر المؤمنین کے ایلچی
ساتھ سردارا کی خدمت میں روانہ ہوں اور عذر کریں کہ اگر فرمانروایان
ذات خود حاضر خدمت ہوں تو ان کے ملکوں میں اضطراب و بدنظمی
جائے ۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایلچی اپنے اپنے بادشاہوں کی اطاعت کا
ر اس اور خیرخواہی کا یقین دلائیں ۔ اس طرح مصلحت و تدبیر سے
کر خیرسگالی کی بنیاد مضبوط کریں ۔ اور اگر ہم کمک پہنچے
ہنے یہ عذرات امیرالمؤمنین کے حضور میں پیش کریں گے تو انہیں
ہو گا کہ ہمیں مدد دینے سے دریغ کیا ۔ انھوں نے دو ہزار سوار ہی
ہیں ہم پانچ ہزار بھیجتے ہیں اور اس کے ساتھ ان کے لیے ایک سال کی
بھی دیتے ہیں ۔

اسی وقت اس مہم کے لیے فرمان نافذ ہوئے ۔ عساکر کو ملطیہ کی
روانگی پر توجہ دلائی گئی اور حکم ہوا کہ ملک الامرا بہاءالدین
کے اہتمام میں دارالسلام بغداد کو کوچ کر جائیں۔

دوسرے دن سلطان نے دوران تفریح میں خلافت پناہ کے ایلچی کو
کر کے امور طے شدہ سے مطلع کیا اور انہیں واپسی کی اجازت دی ۔
محی الدین اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو ان کے پیچھے خزانہ والوں نے
ہزار عدد (اشرفیاں) سلطانی ، سو جوڑا قیمتی خلعت ، پانچ خچر ، دس
گھوڑے ، پانچ غلام رومی اور بیس ہزار اشرفیاں ایلچی کے ساتھ والے
اشخاص کی زاد راہ کے طور پر بھیجیں ۔

خان : سردار ، مراد سپہ سالار ۔

سلطانی لشکروں کا اجتماع اور روانگی :

ایلچی کے یہاں سے روانہ ہونے کے بعد ایک ماہ بلکہ اس سے کم مدت میں تمام لشکر ملطیہ میں اکٹھا ہو چکے تھے اور علم سلطانی کی آمد کے منتظر تھے - سلطان نے ظہیرالدین ترجمان پسر کافی ملطیہ کے ہمراہ علم ارسال کیا - اور پیادے ، کوتل گھوڑے ، مددگار ، اسلحہ دار اور بہت سا ذخیرہ بھیجا - ادھر امیر بہاؤالدین سفر کا سب سامان درست کر کے تیار ہو چکا تھا - جب ظہیرالدین علم لے کر آیا اور فرمان مبارک وصول ہوا تو میمنہ ، میسرہ ، مقدمہ ، ساقہ کی ترتیب اور سرداروں اور الی باشوں کے انتظام کے بعد بے نظیر قاعدے اور سلیقہ کے ساتھ روانہ ہوئے -

سلطانی لشکر کی مدارات :

جب اطراف و دیار یعنی خرتبرت ، آمد ، ماردین و موصل کے ملوک نے یہ عظمت و شان دیکھی تو سلطان کا دبدبہ ان کے دل میں قائم ہو گیا - جس بادشاہ کی سرحد سے یہ لوگ گزرتے تھے وہ انواع و اقسام کے تحائف پیش کر کے دعوتیں کرتا - اس کے جواب میں امیر بہاؤالدین بھی ان لوگوں کے احترام و اکرام میں مبالغہ کرتا اور بارگاہ سلطنت کے خلعت و انعام و پیام سے ان کو سرفراز کرتا تھا - جب موصل پہنچا تو بدرالدین لولو نے اسے تین دن تک اپنے یہاں ٹھہرایا اور ایسی تواضع و مدارات کی جس کی تعریف نہیں ہو سکتی - چوتھے دن امیر بہاؤالدین اس کو اپنی بارگاہ میں لے گیا اور اس شان سے محفل آراستہ کی کہ بدرالدین اپنی بلند ہمتی کے باوجود اس اہتمام کو دیکھ کر دنگ ہو گیا اور سلطان کی تعریفیں کرنے لگا - پھر ملک مظفرالدین کو ایک خط لکھا کہ ''سلطان کے پاس سے ایک زبردست لشکر عتبۂ خلافت کی مدد کے لیے آ رہا ہے اگر لشکر کو وہاں دیر لگی تو دیوان عزیز[۱] کے اخراجات بہت ہو جائیں گے - بہتر یہ ہے کہ اس کو جلد اپنی جگہ واپس کر دیں''۔

ملک مظفرالدین نے سامان مہمانی اور پیشکش کا انتظام کیا اور خود استقبال کو چلا - جب لشکر کا تزک و احتشام دیکھا تو بدرالدین کی رائے کی تعریف کی اور کبوتر کے پر سے نامہ باندھ کر دیوان عزیز کی خدمت میں

۱- دیوان عزیز سے دارالخلافہ بغداد کے خزانے کا حاکم اعلیٰ مراد ہے -

روانہ کیا ۔ دیوان کے پاس سے جواب آیا کہ میزبانوں کے پہنچنے تک آپ ہی عساکر روم کو انعام و اکرام اور تواضعات کے ذریعہ سے روک رہیں ۔

ملک مظفرالدین بہت فیاض طبیعت اور فراخ حوصلہ شخص تھا ۔ اس نے چھوٹی بڑی چیزوں میں سے کچھ باقی نہ چھوڑا اور سب نذر تواضع کر دیا ۔ چند روز کے بعد ایک عالی رتبہ امیر دیوان عزیز کے پاس سے امیر بہاءالدین کی جناب میں معذرت کرنے کے لیے آیا اور امیر مظفرالدین کو ساتھ لے کر بہاءالدین سے ملا اور دیوان عزیز کا خط مع سلام عتبۂ خلافت پیش کیا ۔

خلیفۃ المسلمین کا خط :

امیر بہاءالدین نے خط دیکھ کر زمین پر سر رکھ کر تعظیم کی اور خط کو سر پر رکھا ۔ پھر پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ ''اس سے پہلے مشہور تھا کہ مغلوں کا لشکر خوارزم شاہ سے فارغ ہو کر ادھر کا عزم کر رہا ہے ، اس لیے ہم نے بہ نظر احتیاط سلطان سے مدد مانگی تھی ۔ اب سنتے ہیں کہ ان کی رائے بدل گئی اور وہ اس اندیشہ سے باز آ گئے ہیں ، اس لیے اطراف کے ملوک کو جو اپنے لشکر لے کر آئے تھے واپسی کی اجازت دے دی گئی ۔ امیر بہاءالدین کو بھی چاہیے کہ اپنے لشکر کے ساتھ مراجعت کریں''۔

خلیفہ کی طرف سے انعام و اکرام :

پھر پچاس ہزار دینار سکۂ خلافت ، سو راس اونٹ ، سو راس گھوڑے ، پچاس خچر اور دس ہزار راس بھیڑیں ، تین سو خلعت اور دو سو بار خچر اقسام شیرینی و انواع ماکولات سے لدے ہوئے بطور انتظام دعوت تواضع دیوان عزیز کی طرف سے لائے گئے ۔ امیر بہاءالدین نے خلیفہ کے اس انعام و اکرام کا شکریہ ادا کیا اور دعا و ثنا کہہ کر زمین پر پیشانی رکھی ۔ پھر میزبانوں کو سلطانی خلعت تقسیم کیے اور سب سامان کو قلمبند کر کے سپاہ پر تقسیم کر دیا ۔ پھر حکم دیا کہ تمام لشکر پورے انتظام کے ساتھ تیار ہو کر کل سوار ہو جائے اور جرأت و دلاوری ، نیزہ بازی ، تیر اندازی و حلقہ ربائی کے فنون دکھلائے ۔

دوسرے دن تمام لشکر آراستہ ہو کر سوار ہوا ۔ امرا نے خلعت پہنا اور جب بغداد و اربل کے سوار آتے معلوم ہوئے تو امرا دارالسلام کی طرف منہ کر کے گھوڑوں سے اتر آئے اور سجدۂ تعظیم ادا کیا ۔ چاؤشوں نے

امیر المؤمنین کی دعا اور شاہ جہاں (سلطان) کی تعریف کے نعرے لگائے۔ جب ملک مظفرالدین نے اور امیرالمؤمنین کے قاصدوں نے یہ تواضع دیکھی، ان کی چابکسواری، تعداد و کثرت اور زر و اسلحہ میں استغراق دیکھا تو سب نے کہا کہ ''ایسا سلطان جس کے لشکر کی یہ عظمت و شان ہو جب بذات خود کسی ملک کا عزم کرے گا تو یقین ہے کہ اس کے حملے سے کسی متنفس کو نجات نہ ملے گی''۔

سلطانی لشکروں کی واپسی:

پھر ان لوگوں نے امیر بہاء الدین اور اس کے انتظام کی بہت تعریف کر کے ایک دوسرے کو رخصت کیا۔ بہاء الدین نے اپنے لشکر کے ساتھ روم کی طرف مراجعت کی۔ جب ملطیہ واپس آیا اور اپنی قیام گاہ پر پہنچ کر امرائے لشکر کی شاندار دعوت کی اور اپنے اپنے مقام پر روانگی کی اجازت دی۔ پھر ایک ممتاز امیر کے ہمراہ سلطنت کا نشان اور اپنا ایک نائب سلطان کی خدمت میں بھیجا اور خود اپنے حاضر نہ ہو سکنے کی معذرت کی۔ پھر اس معذرت کے ایک ماہ بعد خود بھی حاضر ہو کر سلطان کی دست بوسی سے مشرف ہوا۔

سلطان کا امرائے کبار کو قیصریہ میں گرفتار کر کے سزا دینا

جب سلطان علاء الدین کیقباد کو سلطنت کرتے ہوئے ایک مدت ہو گئی تو انتظامات مملکت میں خاطر خواہ استحکام ہوا۔ مگر اس کے دربار کے بڑے بڑے امیر مثلاً سیف الدین اینہ چاشنی گیر، زین الدین بشارہ امیر آخور، مبارز الدین بہرام شاہ امیر مجلس اور بہاء الدین قتلوجہ چونکہ بہت پرانے ملازم تھے، ان کی ثروت اور متعلقین و لواحق کی کثرت حد کمال کو پہنچ چکی تھی اس لیے ان لوگوں نے اتراہٹ اور شرارت شروع کر دی اور سلطان پر تحکم کرنے لگے۔

سیف الدین اینہ کی جرأتیں:

ان لوگوں کی جسارت و خودسری اتنی بڑھ گئی کہ سلطان کے مطبخ میں خاص و عام کے کھانے کے لیے تیس بھیڑیں مقرر تھیں (اس کے برخلاف) امیر سیف الدین اینہ کے مطبخ کا راتب روزانہ اسی (۸۰) بھیڑیں تھا۔ سیف الدین اینہ نے تمام معاملات کا اختیار اپنے قبضہ میں لے رکھا

تھا ۔ جب وہ سلطان کی خدمت سے اپنے گھر چلا جاتا تو پھر سلطان کے محل سرا کے پاس نہ پھٹکتا تھا ۔

نمک حرام امرا کی سازشیں :

چونکہ اس نے حاجبوں کو اشارہ کر دیا تھا اس لیے (ان کی نگرانی کی وجہ سے) سلطان کے لیے بات کرنے کا امکان نہ رہا تھا ۔ اس کی اسی قسم کی حرکات سے سلطان کو اس کی طرف سے سخت رنج تھا اور اس میں تہ بہ تہ زیادتی ہوتی جاتی تھی مگر چونکہ قابو نہ ملتا تھا اس لیے اُن کے ساتھ مدارات اور ظاہرداری کا سلوک کرتا ۔ مگر تنہائی میں اکثر سخت غیظ و غضب ظاہر کرتا اور ان کے خلاف زہر آلود کلمات استعمال کرتا ۔ نمک حرام مقربان دولت سلطان کی یہ باتیں ان امرا کو پہنچا دیتے تھے ۔ وہ بھی بظاہر نباہتے تھے مگر پوشیدہ طور پر بادشاہ کو اکھاڑنے کی فکر میں لگے رہتے اور خوف و احتیاط کے ساتھ مشورے کرتے رہتے تھے ۔

نشۂ شراب نے بھانڈا پھوڑ دیا :

ایک رات کو ان لوگوں نے شراب کی بدمستی میں یہ طے کیا کہ کل سلطان کو امیر سیف الدین اینہ کے گھر مدعو کیا جائے اور اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی جائیں ۔ اس کی جگہ کیفریدوں کو جو قیلو حصار میں ہے وہاں سے لا کر تخت پر بٹھا دیا جائے ۔ ان کا ایک ہمراز غلام شراب کے نشہ میں چور اس مجلس سے نکلا اور اسی بیہوشی کے عالم میں سیف الدین پسر حقہ باز کے گھر چلا گیا اور امرا کی قرارداد بیان کی ۔ سیف الدین نے یہ سن کر اسی رات کو اس سازش کی اطلاع سلطان کو کر دی ۔

معتمد امرا سے مشورہ :

دوسرے دن سیف الدین چاشنی گیر نے سلطان کو دعوت دی ، سلطان نے ٹال دیا اور اس کے بعد سے بڑی احتیاط و حفاظت کے ساتھ وقت[1] گزارنے لگا ۔ جب ان لوگوں کی جرأت و زیادتی کی انتہا[2] ہوگئی تو ایک موقع پر جبکہ سلطان انطالیہ میں موسم سرما گزارنے کے لیے مقیم تھا ، سلطان نے اپنے نہایت معتبر رازدار پسر حقہ باز اور امیر کمنینوس سے یہ واقعہ شکایت کے طور پر بیان کیا ۔

۱۔ تزجیہ : بسر کرنا ۔
۲۔ زبا : پھننگ ۔

ان لوگوں نے جواب دیا کہ ان کی تدبیر تو آسانی سے ہو سکتی ہے مگر انطالیہ میں چونکہ امیر مبارز الدین بیس سال پہلے سے حکمران ہے اس تدبیر میں کامیابی دشوار ہے۔ اگر سلطان فرمائے تو اس منصوبے کو قیصریہ میں پورا کیا جا سکتا ہے۔

قیصریہ کو روانگی اور دشمنوں کی بیخ کنی کا انتظام :

سلطان نے اس رائے کو پسند کیا اور جب انطالیہ سے جانے کا موسم آیا تو قیصریہ روانہ ہو گیا اور وہاں ان امرا کی بیخ کنی کے لیے یہ پیش بندی کی کہ پردہ داروں کے امیر شمس الدین قزوینی پر بارگاہ کے دروازے پر پچاس ڈنڈے پڑوائے اور بہانہ یہ کیا کہ امرا کے متعلقین کو بارگاہ میں ہتھیاربند حالت میں کیوں آنے دیتا ہے۔ آج سے یہ فرمان ہوا ہے کہ ہر امیر کے ساتھ ایک نفر موزہ دار سے زیادہ کوئی نہ آنے پائے۔

اس کے بعد سے یہ قانون دوامی بن گیا اور سلطان کے مکر و تدبیر کے بارور ہونے کی گنجایش نظر آنے لگی۔ اسی زمانے میں ایک دن سلطان نے کمنینوس، سیف الدین پسر حفہ باز اور مبارز الدین عیسوی امیر جاندار سے ساز باز کی کہ فلاں دن جب امرا حسب عادت دولت‌خانہ میں آئیں کمنینوس ہتھیار لگا کر اپنے آدمیوں کے ساتھ باغچہ سلطانی کی فصیل کے گرد گشت کرتا رہے۔ غلامان خاص اسلحہ لگا کر چوکی پہرے کے انداز سے موجود رہیں اور پردہ دار امرا کے داخل ہونے کے بعد محلسرا کے دروازہ کو مضبوطی سے بند کر دیں اور کسی متنفس کو آنے جانے کی اجازت نہ دیں۔ امیر مبارز الدین جاندار اور اس کے بھائی باہر دروازہ پر لشکر و سامان جنگ سے تیار ملیں۔ امرا میں سے جو شخص نشہ کے عالم میں اپنے گھر جانے لگے اسے ایک مکان میں بند کرتے جائیں اور حکم کے منتظر رہیں۔

سیف الدین چاشنی گیر جال میں :

جب مقررہ دن آیا تو سلطان کی ہدایت کے مطابق سب انتظام ہوگیا۔ امیر سیف الدین چاشنی گیر نے سب سے پہلے جانا چاہا۔ مبارز الدین عیسوی اور اس کے بھائیوں نے روکا اور کہا کہ حکم یہ ہے کہ امیر اس مکان میں جائے۔ اس نے جواب دیا غلط ہے، ان لوگوں نے کہا نہیں صحیح ہے، یہ سنتے ہی اس نے ٹوپی سر سے اتار پھینکی اور کہا مجھے اسی

دل معلوم ہو گیا تھا کہ سلطان میرے ساتھ ایسی غداری کرے گا جب اس نے ایک دن باغچہ میں کہا تھا کہ بڈھے درختوں کو اکھاڑ کر ان کی جگہ جوان درخت لگانا چاہئیں ، اگر میں اسی دن اس کا تدارک کر لیتا تو آج یوں عاجز نہ ہوتا ، خیر اب جو تقدیر دکھائے !

دل از تن و جان و خان و مان بر کندم
از مرگ بتر چیست بدان خورسندم

امرا کی گرفتاری :

اس کے بعد زین الدین بشارہ امیر آخور آیا اسے بھی ایک اور گھر میں بند دیا - پھر بہاء الدین قتلوچہ کے ساتھ بھی یہی عمل کیا - سب کے آخر میں امیر مجلس آ گیا اور گرفتار ہوا - جب سب گرفتار ہو گئے تو پسر حاجی باز سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا ''سلطان کو سلطنت سزا وار ہو'' - پھر سلطان کے غلام ان امرا اور ان کے غلاموں کو جو اس مکان میں تھے قید خانہ لے گئے - محلسرا کا دروازہ کھول دیا گیا اور سلطان کے کارندے امرا کے گھروں میں داخل ہو گئے - ان کا اسباب و سامان شان و شوکت وابستہ کیا - تمام اسباب پر مہر لگائی گئی اور ان امرا کے تمام اقارب و متعلقین کے گھر تاراج کر ڈالے -

چاشنی گیر کے خلاف فرد الزام اور اس کا جواب :

سلطان کو چونکہ چاشنی گیر سے سخت عداوت ہو گئی تھی اس لیے اس کو سزا دینے کے لیے بے چین تھا - پہلے سلطان نے مجد الدین والی قیصریہ کو اس کے پاس بھیجا کہ اس سے پوچھو کہ جو گستاخی و تحکم تو ہمارے ساتھ کیا کرتا تھا اس کا کیا سبب تھا - اس نے جواب دیا :

> ''میں نے غربت کے وقت تمھیں اور تمھارے بھائی کو دوش و آغوش میں کھلایا اور بڑا کیا - اپنے لمبے لمبے بال کاٹے اور بے سرو سامانی[۱] کی وجہ سے ایک روٹی کے بدلے رومی عورتوں کے ہاتھ بیچے اور وہ پیسہ تمھاری اور تمھارے بھائی کی خوراک میں لگایا - تمھارے باپ کے جسم مطہر کو روم سے دارالاسلام میں لایا اور تمھیں امیر اور وزیر کی رائے کے خلاف قید سے نکال کر

۱- از بے پیوستہ گری : ساز و سامان نہ ہونے کی وجہ -

تخت پر بٹھایا ۔ تمھارے باپ کے ملازموں میں کسی کو تمھارے نزدیک میرا ایسا مرتبہ حاصل نہ تھا ۔ اگر مجھے کوئی جسارت ہوئی تو اس کے اسباب یہ تھے ۔ میں نے تمھارے عہد و پیمان پر جو تم نے زنداں سے رہائی کے دن کیے تھے اعتماد کیا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بادشاہ کو میرا ایسا مشفق خادم نہ ملے گا اور جب وقت گزر جائے گا تو پشیمانی بے فائدہ ہوگی ۔

لتقرعن علی السن من الندم
اذا تذکرت یوماً بعض اخلاق"

(جب تمھیں میرے بعض اخلاق یاد آئیں گے تو اپنی حرکت پر ندامت سے دانت پیسو گے) ۔

جواب کی بے اثری اور سزائیں :

جب یہ دردناک جواب سلطان کے گوش گزار ہوا تو اس کی شدت[1] اور سنگدلی اور بڑھ گئی ۔ اور اس نے حکم دیا کہ اسے ایک برج پر لے جا کر اس کا سر کاٹ لیں ۔ (دوسرے امرا کو حسب ذیل سزائیں دیں) :

۱۔ زین الدین بشارہ کو ایک گھر میں بند کرکے دروازہ چن دیا ۔ وہ بھوک کی شدت سے اپنے ہی اعضائے جسم کھانے لگا اور اسی حال میں مر گیا ۔

۲۔ امیر مجلس کو روز بہ‌خادم کے ساتھ قلعہ زمندو میں بھیج دیا ۔

۳۔ بہاء الدین قتلوجہ کو خچر پر بٹھا کر نالاں و گریاں توقات روانہ کر دیا ۔

جب یہ سب کام ہوگئے تو سلطان نے کار گزار امرا کو طلب کیا ۔ کمنینوس ، امیر جاندار اور اس کے بھائی حاضر خدمت ہو کر آداب بجا لائے ۔ اس نے سب کو اپنی مجلس میں محبت سے بٹھایا اور اس رات ایک بکلربک کو سیف الدین اینہ کی تحویل سے نکال کر کمنینوس کو دے دیا ۔

۱۔ قساوت و غلظت قلیس : اس فقرہ میں غلظت کی جگہ غلظت (گاڑھا پن) اور فلیس کے بجائے قلیس (شہد ، مراد مادہ) صحیح معلوم ہوتا ہے ۔ (قلیس بمعنی شہد و مگس) ۔

مزید گرفتاریاں اور سزائیں :

دوسرے دن دستور کے خلاف طبل و علم و بوق و چتر وغیرہ کے ساتھ میدان کو روانہ ہوا ۔ تھوڑی دیر تک رعب و ہیبت کی نمائش کرتا ہوا مشہد کے جنگل میں سیر کرتا رہا ، پھر میدان میں آیا ۔ نماز ظہر تک گھوڑا دوڑاتا اور گیند کھیلتا رہا ۔ اسی اثنا میں اس نے دیکھا کہ امیر کمال الدین کامیار ، ظہیر الدین منصور پسر کافی ترجمان اور شمس الدین والد ملہ خراسان جو اوسط درجہ کے امرا سے تھے ایک دوسرے کے ساتھ پوشیدہ طور سے گفتگو کر رہے ہیں ۔ یہ دیکھ کر کہا ''ہنوز ان ذلیلوں کی جماعت سرکشی سے باز نہیں آئی''۔ پھر امیرداد کو حکم دیا کہ ان تینوں کو ڈنڈے مار کر میدان سے نکال دو اور ان کا اسباب و سامان لٹوا کر روم سے جلا وطن کر دیا ۔

کمال الدین کامیار کی تباہ حالی :

یہاں سے نکل کر یہ لوگ خرتبرت پہنچے ۔ ملک خرتبرت نے ان پر مہربانی کی تو وہ بھی سلطان کے عتاب میں آ گیا ۔ پھر یہ لوگ اخلاط پہنچے ۔ وہاں ملک اشرف نے دو سال تک ان کو مہمان رکھا ۔ آخر ملک اشرف ہی کی سفارش سے یہ لوگ روم میں آئے ۔ مگر خراب و خستہ اور ذلیل و سرگشتہ رہتے تھے ۔ کمال الدین کامیار کے پاس جو کچھ تھا بے سرو سامانی میں سب تلف ہو گیا ۔ صرف ایک گھوڑا رہ گیا ۔

عفو تقصیر اور عطائے جاگیر وغیرہ :

ایک دن سلطان نے علائیہ میں قلعہ سے شکار گاہ کا عزم کیا ۔ کمال الدین خدمت کے لیے سوار ہوا ۔ واپسی کے وقت کمال الدین کا گھوڑا قلعہ پر گر کر مر گیا ۔ مجبوراً کمال الدین پیٹھ پر زین لاد کر اپنے گھر آیا ۔ جب سلطان نے دیکھا تو پوچھا کہ ''یہ گھوڑا کس کا ہے؟'' نور الدین پسر طلاق اخلاطی جو مصاحبان خاص سے تھا مسکرایا ۔ سلطان نے فرمایا ہنسنے کا کیا سبب ہے؟ کہا '''تعز من تشاء و تذل من تشاء'۱ ۔

۱- قرآن مجید ، ۲٦ : ۳ ۔

لا معطی لما منعت ولا مانع لما اعطیت[1] (تو جسے چاہے عزت دیتا ہے جسے چاہے ذلت دیتا ہے) ۔ (جسے تو منع کر دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں) کے بھید میں حیران ہوں ۔ کمال الدین کامیار کے راس ساری دنیا میں اب یہی ایک گھوڑا رہ گیا تھا جو اس حال میں پڑا ہے'' ۔ سلطان نے اس وقت تو کوئی جواب نہ دیا ، جب اطمینان سے بیٹھا تو کمال الدین کو طلب کرکے خلعت خاص ، ایک ہزار دینار سرخ ، پانچ راس خچر پالانی اور دس راس گھوڑے مع زین و لگام اور پانچ غلام عطا فرمائے اور حکم دیا کہ امرا اس کے ساتھ تکلف سے پیش آئیں اور عزت کریں ۔ پھر ولایت زوہ جس کی آمدنی ایک لاکھ عدد تھی اور ۲۰ نفر ذیلی زمیندار اس کے متعلق تھے اسے بطور جاگیر مرحمت فرمائی — نرجع الی ماکنا بصدده[2] (پہلے ہم جس بات کے درپے تھے پھر اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں) ۔

حکم قتل کی منسوخی — اعلان امن :

جب سلطان میدان سے قصر کو واپس ہوا تو حکم دیا کہ امرائے مقتول کے تمام غلاموں ، نوکروں اور متعلقین کو قتل کیا جائے — پسر[3] حقہ باز نے حکم کی ضمانت کے طور پر سلطان کی انگوٹھی لے لی کہ جب رات ہوگی تو دیکھا جائے حکم قتل کی تعمیل کی جائے گی ۔ اسی وقت کمنینوس ، ایک غلام اور ایک رکابدار کے ساتھ سوار ہو کر بارگاہ پر حاضر ہوا اور باریابی کی اجازت چاہی ۔ سلطان نے اجازت دی تو حاضر ہو کر زمین پر سر جھکایا اور کہا کہ آج جب میں قصر معلیٰ سے اپنے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ لشکری کے متعلقین اور ملازموں نے میرے گھر سے روانہ ہونے ہی بھاگنا شروع کر دیا تھا ۔ چنانچہ اب ان میں سے صرف ایک غلام اور ایک رکابدار رہ گیا ہے ۔ سلطان نے فرمایا کہ اس کا کیا سبب ہے ؟ تو کمنینوس نے جواب دیا کہ شاید سیف الدین نے امرا کے غلاموں اور متعلقین کو قتل کرنے کی اجازت حاصل کر لی ہے ۔ جب

۱۔ یہ عبارت حدیث کی دعائے قنوت کا ٹکڑا ہے جو عشا کے وتروں میں پڑھی جاتی ہے ۔

۲۔ یعنی باز آمدیم برسر مطلب ۔

۳۔ پسر حقہ باز سے سیف الدین ابوبکر پسر حقہ باز نائب مراد ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ۔

میرے آدمیوں نے یہ سنا تو سب نے پریشان ہو کر کہا کہ اگر کل تم سے کوئی خطا قابل قتل سرزد ہوگی تو ہمارے ساتھ بھی یہی ہوگا۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ ایسی صورت پیش آنے سے پہلے اپنی فکر کر لیں۔ سلطان نے فرمایا ''سچ کہتے ہیں'' اور اعلان امان کے لیے دستار عنایت کی اور منادی کرا دی کہ وہ حکم منسوخ کیا گیا۔

جب سلطان کو امرا کے قتل کی طرف سے اطمینان ہوا اور خزائن سلطنت نفود و جواہر سے بھر گئے تو ان ممالک اور قلعوں کے فتح کرنے پر توجہ کی جو اس کی حدود سے متصل تھے[۱]۔

قلعہ کاختہ کی تسخیر

جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ ملک مسعود والی آمد جہالت سے سرتابی پر آمادہ اور اطاعت سے منحرف ہے اور اس نے ملک کامل کا توسل حاصل کر کے اپنے ملک، میں سکہ و خطبہ کامل کے نام کا جاری کر رکھا ہے۔

ملطیہ میں لشکروں کا اجتماع:

یہ سن کر سلطان کو سخت طیش آیا اور اس نے فرمان دیا کہ تمام حدود روم کے سرداران لشکر جنگ کے مکمل ساز و سامان کے ساتھ جلد سے جلد ملطیہ میں جمع ہوں اور حکم کا انتظار کریں۔ تھوڑی ہی مدت میں تمام لشکر ملطیہ میں اکٹھا ہو گئے۔ پھر اس مضمون کا حکم پہنچا کہ امیر مبارز الدین چاولی ایک فوج لے کر کاختہ پر جائیں جو آمد کے ملک میں ہے اور اسے فتح کریں۔ اور امیر اسد الدین کند اصطبل (امیر اصطبل) ایک نامور لشکر کے ساتھ چمشکزاک اور کرفراک کا عزم کریں۔ یہ دونوں مقام بھی آمد کے ہیں۔

ملک اشرف سے والی آمد کی فریاد:

امیر مبارز الدین آلات محاصرہ اور لشکر لیے ہوئے کاختہ پہنچا اور ایک منجنیق مغربی دروازے کے سامنے نصب کر دی اور دو منجنیقیں قلعہ کے دائیں بائیں جانب لگا دیں۔ جب والی آمد کو اطلاع ہوئی تو اس نے ملک اشرف کے پاس اپنی فریاد پہنچائی۔ ملک اشرف نے عزالدین ابن البدر کو دس ہزار سوار کرد و عرب قوم کے دے کر کاختہ کی جانب

۱۔ متاخم۔

روانہ کیا ۔ جب امیر مبارز الدین کو خبر ہوئی کہ شامی بھی جنگ کے لیے کمربستہ ہیں تو اس نے ایک جمعیت منجنیقوں سے کام لینے پر مقرر کر دی اور خود امرا اور لشکروں کے ساتھ آمادۂ جنگ ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر میدان میں آیا ۔

اہل قلعہ سے جنگ — شامیوں سے مقابلہ :

دوسرے دن دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے ۔ اس وقت چھ ہزار سوار آمد کی طرف سے مدد کے لیے آ گئے اور وہ بھی جنگ میں شامل ہو گئے ۔ امیر مبارز الدین نے بعض سپاہ کو قلعہ کے راستہ پر روانہ کر دیا اور خود پانچ بھائیوں کے ساتھ جو اولاد فردخلا کے نام سے مشہور ہے اپنے ملک کی ایک تازہ دم فوج ساتھ لیے ہوئے شامیوں کے مقابلہ پر آ گیا ۔

شامی لشکر کے سردار کی گرفتاری :

کئی بار شامیوں نے حملہ کیا اور سلطانی لشکر پہاڑ کی طرح اپنی جگہ قائم رہا ۔ آخر میں سلطانی لشکر نے ایک دم حملہ کر کے دشمن کے بے شمار آدمی مار ڈالے ۔ اور سردار لشکر عزالدین ابن البدر کو گرفتار کر لیا ۔ اس کے قید ہوتے ہی دشمن کی باقی فوج سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی اور جسے جہاں راستہ ملا چل دیا ۔

ابن البدر سردار شام کا اعزاز — قلعہ کی تسخیر :

جب ابن البدر کو امیر مبارز الدین کے سراپردہ (خیمے) میں لائے تو امیر نے اس کی بہت عزت کی اور (اسے نگرانی میں دے کر) اسی سرگرمی کے ساتھ قلعہ پر چڑھائی کی ۔ اہل قلعہ نے جب یہ حال دیکھا تو فریاد و فغاں سے آسمان سر پر اٹھا لیا اور چند آدمیوں نے نیچے اتر کر قلعہ سپرد کرنے کے لیے خط امان طلب کیا ۔ امیر مبارز الدین نے ان کی تسلی کی اور مہربانی سے پیش آ کر خدا کی قسم کھائی کہ جب تک اہل قلعہ فرمانبردار و خیر خواہ رہیں گے میرا یہ لشکر انہیں کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچائے گا اور اہل قلعہ جو آرزو رکھتے ہیں بارگاہ سلطنت سے پوری کرا دی جائے گی ۔ اگر یہ لوگ مال و اسباب کے ساتھ جانا چاہیں تو کوئی مانع نہ ہوگا ۔ سلطان کا مدعا صرف قلعہ حاصل کرنا ہے اور بس —

جب ارکان قلعہ نے یہ باتیں سنیں تو سب شرط نیاز مندی بجا لائے۔ پھر قلعہ پر جا کر سامان و اسباب اور زن و فرزند کو قلعے سے اتار لائے اور قلعہ کا خزانہ جو بنا سنوار کر دوسرے دن بندگان سلطان کے سپرد کیا۔ اب سلطان کا علم قلعہ کی بلندی پر نصب کیا گیا۔ اور امیر مبارز الدین نے اوپر پہنچ کر رات کو بزم عیش آراستہ کی اور شب بھر خوشی مناتا رہا۔

سلطان کی خدمت میں عریضہ :

دوسرے دن امیر نے عزالدین ابن البدر کو دوسرے قیدیوں کے ساتھ سو سواروں کی نگرانی میں سلطان کی خدمت میں روانہ کیا اور واقعات کا حال ، شامیوں کی جنگ اور فرار ، عزالدین کی گرفتاری اور اہل قلعہ کا قلعہ سپرد کرنا عرضداشت میں مفصل طریقہ سے بیان کیا۔

سلطان اس کارگزاری سے بہت خوش ہوا اور شاہانہ خلعت بہت سے انعام و اکرام کے ساتھ امیر مبارز الدین کے پاس بھیجا اور اس قلعہ کی حکومت و کوتوالی اپنے ایک خاص غلام کو عطا کی اور اسی غلام کے ہاتھ مبارز الدین کے خط[1] کا جواب بھیج دیا۔

بندگان سلطنت کے ہاتھوں قلعۂ چمشکزاک کا سر ہونا

امیر اسد الدین کند اصطبل جو سلطیہ کا سرلشکر تھا حسب فرمان سلطانی پانچ ہزار سوار اور سامان محاصرہ کے ساتھ قلعۂ چمشکزاک کی جانب روانہ ہوا۔

قلعہ کا استحکام اور اسد الدین کی تدبیر :

اس قلعہ کو اسد الدین نے بہت سنگین اور نہایت بلند پایا۔ اس میں ایک بہت بڑا غار تھا اور اس کے نشیب میں ایک زبردست نہر جاری تھی جو نیل کو بھی خاطر میں نہ لاتی۔ نہر کے اس جانب ایک شہر قلعہ سے زیادہ مضبوط و پائدار آباد تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے حکم دیا کہ ایسے مقام پر جہاں پرندہ کو اڑنے اور نقب زن کو نقب لگانے کی مجال نہ ہو جنگ کا ارادہ نہ کرنا چاہیے۔ اگر وعدہ وعید سے مدعا حاصل ہو جائے تو بہت اچھا ہے ورنہ پھر جو ممکن ہو گا کریں گے۔ فضل الٰہی اور اقبال بادشاہی سے عجب نہیں جو فتح میسر ہو۔

۱۔ جواب نامۂ پہلوان۔

سلطانی ایلچی سے اہل قلعہ کی بدسلوکی :

یہ سوچ کر اسد الدین نے ایک قاصد ان کے پاس بھیجا اور اہل قلعہ کو کافتہ کی تسخیر ، اہل شام کی امداد سے فوج سے مقابلہ و فتح وغیرہ کا حال لکھ کر اپنے مقصد پر توجہ دلائی ۔ جب یہ قاصد قلعہ کے نزدیک پہنچا تو اوپر سے تیر و تفنگ کی بارش ہونے لگی ۔ قاصد نے بہت کہا کہ میں ایلچی ہوں اور تمہارے فائدہ کے لیے آ رہا ہوں ، ان لوگوں نے کچھ نہ سنا ۔ مجبور ہو کر ایلچی واپس ہوا ۔

جنگ کا آغاز اور پریشانی کا سامنا :

امیر نے کہا "جب ان لوگوں نے گفت و شنید کا دروازہ بند کر لیا تو ہمیں جنگ کرنا چاہیے" پھر حکم دے کر عرادے (منجنیق کی قسم کے مگر اس سے چھوٹے آلات جنگ) نصب کروائے ۔ لشکر پوشیدہ کر کے دروازے پر حملہ کی بہت کوشش کی ۔ صبح[۱] سے تاریک رات تک منجنیق سے جنگ کرنے اور تیر اندازی و دار و گیر کرنے میں مشغول رہے اور آخر کو خستہ و پریشان اپنے خیموں میں واپس ہوئے ۔

ایک ہفتہ تک رات دن جنگ ہوتی رہی ۔ آٹھویں دن دیکھا کہ دس صندوق آہنی جس میں دس آدمی آسانی سے آ جائیں اور جن میں تیر باری کے لیے سوراخ بنے ہوئے تھے ، غار کے اوپر سے نیچے اتارے گئے ۔ غار میں تیر برسنے لگے ۔ کند اصطبل غریب کچھ بنائے نہ بننے کی وجہ سے پیچ و تاب کھاتا اور اس درد کا کوئی علاج نہ کر سکتا تھا ۔

ایک نوجوان کی رہنمائی :

اتنے میں ایک خوبرو جوان آیا اور اس نے کہا کہ کل میں اس پہاڑ پر سے آ رہا تھا تو میں نے غار حصار کے ایک جانب ایک رخنہ دیکھا ۔ اگر نقب زن اس جگہ کام[۲] لگادیں تو تھوڑے عرصے ہی میں قلعہ پر قبضہ ہو جائے ۔ امیر نے حکم دیا کہ لشکر اپنے طریقے کے مطابق محاصرہ میں مشغول رہے اور خود پہاڑ کی فصیل پر چڑھ گیا تاکہ اس بات پر غور کرے کہ اس معاملے میں کامیابی کی کیا صورت ہو سکتی ہے ۔ جب اس رخنہ کو دیکھا

۱۔ از فلق تا غسق ۔
۲۔ در عمل آیند ۔

تو حکم دیا کہ پچاس غیور نقب زن تیشہ چلائیں اور قوت بازو سے سرنگ نکالیں۔ امیر کند اصطبل کی شیریں زبانی سے یہ لوگ تعمیل حکم میں ہمہ تن مصروف ہو گئے اور بہت کم عرصہ میں قلعہ کی مضبوط عمارت میں رخنہ پیدا کر دیا اور کھودنے کھودتے ایک وسیع و عریض کنواں سا بنا دیا۔

قلعے پر دہرا حملہ——اہل قلعہ کی پناہ طلبی:

اب امیر نے حکم دیا کہ لشکر کا ایک حصہ قلعہ پر تیر باری کرے اور دوسرا حصہ رستم و بیژن کی طرح اس کنویں میں داخل ہو کر دشمنوں کی بنیادیں کھوکھلی کر دے۔ جان نثار دلاوروں نے ایک طرف نشان سے اہل حصار پر حملہ کیا اور خون کے دریا بہا دیے؛ دوسری طرف باہر سے قلعے کے باشندوں پر تیر افگنی کر کے عاجز کردیا۔ اس طرح حملہ آوروں کے سخت کوشش کرنے کے بعد اہل قلعہ نے عاجز و مجبور ہو کر امان طلب کی اور قاصد بھیج کر پناہ دینے کی درخواست کی۔

امیر کند اصطبل نے ان کی التجا قبول کی اور بجائے رزم کے بزم کے سامان ہوئے۔ دوسرے دن اہل قلعہ مع اسباب و سامان قلعہ چھوڑ کر باہر آئے۔ کوتوال زخمی، عاجز اور خستہ حال نیچے آیا۔ اپنی گستاخیوں کی معافی مانگی۔ اس کے بعد سلطان کا علم قلعے پر نصب کیا گیا۔ غلاموں کے ہمراہ اللہ کی ثنا اور سید مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پر درود پڑھنے اور شہر یار (سلطان) کے لیے دعا کرنے کے بعد امیر کند اصطبل نے ایک مفصل عریضہ فتح کے واقعات اور فتح ثانی کی تہنیت لکھ کر سلطان کی خدمت میں روانہ کیا —— سلطان نے اس فتح پر اللہ کا شکر ادا کیا اور کوتوال مقرر کر کے اس قلعہ کا سامان حفاظت دوگنا کر دیا۔

سلطان کی جناب میں ملک مسعود کا اظہار نیازمندی

جب ملک مسعود کو معلوم ہوا کہ جو قلعے ہمارے پشت و پناہ تھے اب ان سب پر سلطان کا پرچم اقبال لہرا رہا ہے تو اپنی قسمت[1] پر رو دیا اور پہلے جو غلطی جائز رکھی تھی اس پر پشیمان ہوا۔ اب خیریت اسی میں دیکھی کہ قبل اس کے کہ رہا سہا ملک بھی ایک دم ہاتھ سے نکل

۱۔ بر تخت خود کے بجائے بر بخت خود صحیح ہے۔

جائے ، سلطان کی اطاعت قبول کر کے اس کے سایۂ حمایت میں آ جائے اور خدمت گاری کا طریقہ اختیار کرے ۔

سلطان کے حضور میں ایلچی کی روانگی :

یہ سوچ کر ملک مسعود نے اپنے خاندان کے ایک عمر رسیدہ و فصیح و بلیغ بزرگ کو ایلچی بنایا اور ایک عرضداشت میں اطاعت کا اظہار اور امان کی استدعا کر کے اس کے ساتھ بہت سے تحائف ، جواہرات اور موتیوں سے آراستہ گھوڑے، غلام، رنگین کپڑے ، عنبروکافور کی ٹوکریاں[۱] سلطان کی خدمت میں بھیجیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر ذمہ لیا کہ ہر سال خراج و آراستہ تحائف خزانے میں بھیجا کروں گا اور جو خدمت تفویض ہوگی اس پر کمر بستہ رہوں گا ۔

عفو تقصیر اور آیندہ کے لیے تنبیہہ :

اس تمام سامان و عرضداشت کے ساتھ ایلچی بارگاہ سلطانی میں باریاب ہوا ۔ سلطان نے نوازش کی اور فرمایا کہ جو کدورت ہماری جانب سے تمہارے خلاف ظاہر ہوئی وہ ملک مسعود ہی کی سرکشی و گمراہی کی بنا پر تھی ۔ اب کہ وہ معذرت کر کے طالب عفو ہے ہم نے بھی اس کی خطاؤں سے درگزر کی اور اسے معاف کردیا ۔ اگر پھر نافرمانی کرے گا اور امان داری کی زمین میں نافرمانی کا بیج بوئے گا تو جیسی سزا دیکھ چکا ہے اس سے بھی بدتر سزا دیکھے گا ۔

و للآخرۃ اشد عذاباً و اسوء تنکیلاً

(اور دوسری صورت میں سخت عذاب اور بدترین سزا ہے) ، پھر سلطان ایلچی کو واپسی کی اجازت دے کر سرما بسر کرنے کے لیے سواحل کی طرف روانہ ہوا ۔

سلطان کا ملک عادل کی اولاد سے رشتہ کرنا

عزالدین ابن بدر کی رہائی :

جب بہار کا موسم آیا اور سلطان انطالیہ میں سردی کا زمانہ بسر کرکے قیصریہ پہنچا تو اس نے عزالدین ابن بدر کو جسے قلعہ کاختہ سے گرفتار

۱۔ اسفاط : سفط کی جمع ، ٹوکریاں ۔

ہ کے قلعہ قیصریہ میں قید کیا تھا ، اس کے متعلقین اور ملازموں کے ساتھ قید سے رہا کیا اور شاہانہ خلعت دے کر اکرام و احترام کے ساتھ ملک شام کو واپس ہونے کی اجازت دی ۔

ایک دن اثناء مشورہ میں سلطان نے سیف الدین نائب بسر حقہ باز سے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ سلطنت کے استحکام و کامرانی کے لیے ملک عادل کے بیٹوں سے قرابت قائم کی جائے اور اس طرح سلطنت میں رونق و وسعت بڑھائی جائے ۔

سیف الدین نائب بسر حقہ باز کے بجائے شمس الدین التونیہ کی روانگی :

سیف الدین سلطان کی یہ رائے معلوم کر کے اس مہم پر مقرر ہوا اور بہت سا خزانہ لے کر شام کی طرف چلا ؛ جب ملطیہ پہنچا تو ایک مرض میں مبتلا ہو گیا ۔ سلطان نے اس کے بجائے شمس الدین التونیہ چاشنی گیر کو نامزد فرمایا ۔ شمس الدین نے ملطیہ پہنچ کر پہلے تمام اسباب و خزانہ اپنے گھر منتقل کیا ، پھر پوری احتیاط و انتظام کے بعد شام روانہ ہوا ۔

چونکہ عزالدین ابن البدو نے ملوک شام کو ایلچی کی آمد سے مطلع کر دیا تھا اور سلطان کی تعریف کر کے پسران ملک عادل کی کدورت دور کر دی تھی اس لیے ان لوگوں نے بڑی عزت و عظمت کے ساتھ سلطان کے ایلچی کا استقبال کیا ۔ اور اس کی مہانداری و تواضع نہایت اعلیٰ پیمانے پر کی ۔

دوسرے دن ملک عادل کے بیٹوں نے جو شام و اطراف ارمن اور دیار بکر کے فرمانروا تھے اور جن کے نام ملک معظم ، ملک اشرف ، ملک غازی اور ملک فخرالدین تھے ، دمشق کے دارالسعادہ میں قاضی کو بلوا کر امیر شمس الدین کو طلب کیا ۔ امیر شمس الدین نے اپنے ساتھ کے تمام خزانے و اسباب مرتب کیے ۔ جواہرات اور مرصع سامان چاندی سونے کے تھالوں میں لگایا ۔ سامان ، غلام اور کنیزیں پیش کیں اور اس کے بعد نکاح کی رسم تکمیل کو پہنچی ۔ شمس الدین التونیہ کو اسباب سفر اور دلہن کے جہیز وغیرہ کے انتظامات ختم ہونے تک وہیں روک لیا گیا ۔

شمس الدین التونیہ کی درخواست :

شمس الدین نے ان حالات کی مفصل اطلاع ایک عریضہ کے ذریعے سلطان کی خدمت میں روانہ کی اور یہ التجا کی کہ اگر کوکبۂ سلطانی

ملطیہ کو رونق بخشے تو اس میں ملوک کی عزت افزائی ہو جائے گی۔ اس عرضداشت کو دیکھ کر سلطان کے چہرے سے مسرت کے آثار ظاہر ہوئے اور تمام امرا کے نام فرمان ہوا کہ ہم ملطیہ روانہ ہونے والے ہیں، سب امرا بے توقف اس جانب روانہ ہو جائیں۔ اور خود نیک ساعت میں کوچ کیا۔

اثنائے راہ میں سلطان کی علالت :

راستے ہی میں سلطان کی گردن پر پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں؛ اس سے سخت تکلیف میں مبتلا رہا۔ جب ملطیہ پہنچا تو وہاں تین روز پہلے سے داہن آ چکی تھی۔ شام کے بڑے بڑے امرا اور امیر کند اصطبل و شمس الدین المونیہ نے بڑھ کر استقبال کیا اور حالات بیان کیے۔ سلطان نے ان کی کارگزاری کی تعریف کی۔ اسی اثنا میں پھوڑوں کی تکلیف بہت شدید ہو گئی۔ سلطان بے قرار ہو گیا۔ اطبائے حاذق جو اس وقت موجود تھے کہتے تھے کہ اگر نشتر سے چھیڑا جائے گا تو سخت خطرے کا اندیشہ ہے۔ امید ہے کہ ضماد و طلا لگانے سے اچھا ہو جائے۔ مگر سلطان درد کے صدمے سے جان سے عاجز تھا، نہ مانا اور اس نے فاسیل جراح کو بلا کر نشتر لگانے کے لیے کہا۔

فاسیل جراح کی حذاقت اور اس کا انعام :

جراح نے دیکھا کہ مادہ اچھی طرح پک گیا ہے اور حالت خطرناک ہو رہی ہے۔ بہرحال اس نے نشتر دیا، فوراً پیپ بہنا شروع ہوئی۔ قراطائی نے طشت حاضر کی۔ جیسی جیسی پیپ نکلتی جاتی تھی سلطان کو آرام ہوتا جاتا تھا۔ جب پیپ بالکل نکل گئی تو نیند نے غلبہ کیا اور سلطان نے ایک رات اور دن آرام میں گزارا۔ سلطان کی اس حالت سے لوگ وہم میں پڑ گئے کہ کہیں کوئی اور صورت نہ ہو گئی ہو۔ جب سلطان بیدار ہوا تو اس نے جراح کو طلب کر کے زخم پر مرہم رکھوایا۔ اب پہلے سے بھی زیادہ راحت ملی۔ سلطان نے خوش ہو کر حکم دیا کہ جو میری صحت و عافیت سے خوش ہو اسے فاسیل کی مدارات کرنا چاہیے۔ اب کیا تھا، تا تو فاسیل اسی دن کی صبح تک ایک دن کے خرچ سے تنگ تھا یا رات تک قارون سے ہمسری کرنے لگا۔ امرائے شام و روم اور مخدرات خواتین کی داد و دہش سے فاسیل کے تمول کی کوئی حد نہ رہی۔ غرض کم و بیش ایک ہفتے کی مدت میں سلطان کا زخم مندمل ہوا۔

جشن کی تیاری :

اب سلطان نے سیر کا عزم فرما کر حکم دیا کہ جشن کی تیاری میں

مشغول ہوں ۔ حکم ہوتے ہی شہر کی آرائش شروع ہو گئی ۔ دلہن کی طرف سے تمام کے امرا اور سرداروں نے باغ بہاری[1] کے سات قصر سونے چاندی کے ڈھلوائے تھے اور انھیں طرح طرح کے جواہرات سے آراستہ کیا ۔ خوش ادا نٹوں[2] اور پھندیت[2] شعبدہ بازوں نے خچروں پر بیٹھ کر عجیب عجیب ہنر دکھائے اور تماشائیوں کو خوش کیا ۔ اسی دوران میں ملک خرت نے سلطان کی بھتیجی سے اپنے عقد کی استدعا کی ۔ اس ضیافت میں دینار و درہم کی داد و دہش انتہا کو پہنچ گئی ۔ ایک ہفتہ تک برابر عیش و عشرت کی محفل جمی رہی ۔

آٹھویں دن سلطان نے دربار منعقد کیا اور امرائے شام کو بلایا اور اپنے مرض کی وجہ سے ملطیہ میں جو توقف کرنا پڑا تھا اس پر عذر خواہی کی ۔ سب نے سر نیاز جھکا کر سلطان کی جان کی سلامتی اور صحت و عافیت اور حصول مسرت پر اللہ کا شکر ادا کیا ۔ جب رات ہوئی تو سلطان حرم سرا میں داخل ہو کر حجلۂ عروسی میں پہنچا اور فوراً شب باشی کے لوازم پورے کیے ۔ اس تقریب سے اسے اتنی خوشی ہوئی کہ اس نے ان لوگوں پر جو خسرو روم کے انعام کی امید لگا کر آئے تھے شاہانہ خزانہ عطا و اکرام میں صرف کر دیا اور ملکہ کو قارون کے سے خزانوں کا مالک اور فریدونی سلطنت کا فرمانروا بنا دیا ۔

قیصریہ کا عزم :

دوسرے دن سلطان نے امرائے شام کو نہایت قیمتی خلعت عطا فرما کر سرفراز کیا اور محفل طرب منعقد کی ۔ سات دن پھر جشن میں گزارے ۔ آٹھویں دن امرائے شام کو بہت کچھ الطاف و انعامات کے ساتھ واپسی کی اجازت عطا کی اور خود قیصریہ کا عزم فرمایا ۔ انطالیہ تک جشن و شادمانی کی یہی صورت رہی ۔ سلطان جس شہر میں بھی پہنچتا لوگ آئینہ بندی کرتے اور عیش و نشاط سے لطف اٹھاتے رہتے تھے ۔ برفباری اور جاڑے کا موسم انھیں اطراف کے باغوں اور تفریح گاہوں میں بسر ہوا ۔ جب باد بہاری چلنے

۱۔ شادی بیاہ وغیرہ کے جلوس کے لیے سونے چاندی کے چھوٹے چھوٹے محل بنوائے جاتے ہیں (جو تعزیے سے مشابہ ہوتے ہیں) ۔

۲۔ معاند : کھلاڑی ، نٹ وغیرہ ۔

لگی اور برف پگھلا[1] تو سلطان نے اطراف ممالک میں امرا اور عساکر کے پاس فرمان بھیج دیے کہ سب لوگ قیصریہ میں حاضر ہو جائیں۔

صحرائے قفجاق کی فتح کا عزم، اور حسام الدین امیر چوپان کے ہاتھ سغداق کی تسخیر

سوداگروں کی فریاد :

جب سلطان جاہ و حشم کے ساتھ دارالسلطنت سے قیصریہ میں آیا تو ایک دن ایک جہاں گرد سوداگر داد خواہی کے لیے حاضر بارگاہ ہوا جو ہمیشہ دریا سے سفر کیا کرتا تھا۔ اس نے سلطان کی مدح و ثنا کے بعد دعا دیتے ہوئے کہا :

''یہ بندۂ درویش طلب معاش میں رنج و زحمت برداشت کرتا اور رات دن بحر و بر کا سفر کرتا رہتا ہے۔ عمر عزیز شکم پری کے لیے بیش و کم کی جستجو میں بیہودہ صرف ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح چند روزہ دنیا میں بصد غم و غصہ چند درم مہیا کیے تھے۔ بندہ نے قفجاق و روس کے شہروں میں جہاں پناہ کے عدل اور شوکت و شان کا شہرہ سنا اور خوش ہو کر اس آستانے پر حاضر ہونے کے ارادے سے دریا سے گزرنے لگا۔ جب خزر کے پل پر پہنچا تو جو اندوختہ میں نے اپنی زندگی کاٹ کر جمع کیا تھا مجھ سے چھین لیا گیا۔''

ابھی اس سوداگر کی فریاد ختم نہ ہوئی تھی کہ دوسرے سوداگر نے شکایت کرنا شروع کی کہ :

''میں حلب کے اس جانب کا عزم کرکے آ رہا تھا ؛ جب لیفون کے ملک میں پہنچا تو میرا مال ضبط کر لیا گیا۔ جب نصرانیوں کو اس درگاہ کا بھی خوف نہ ہوگا تو اس ظلم کا علاج کس سلطان کے عدل سے ہو سکتا ہے۔''

اس کی بات ختم ہوئی تو تیسرے نے فریاد کی کہ :

''میں انطالیہ کا رہنے والا ہوں ؛ جو کچھ میں نے ساری عمر میں کمایا

۱۔ ذوبان (پگھلنا)۔

تھا اسے لے کر کشتی میں بیٹھا اور دریا سے گزرنے لگا ۔ فرنگی
مجھ پر ٹوٹ پڑے اور جو کچھ پاس تھا سب چھین کر مجھے
قید کر لیا ۔''

سلطان کی برہمی :

یہ سب فریادیں سن کر سلطان کو نہایت غصہ آیا اور اس نے حکم دیا کہ فوراً سوداگروں کی مدد کرکے ان کی حالت درست کی جائے ۔ پھر بارگاہ کے امرا اور سرداروں کی طرف مخاطب ہوا اور کہا :

''روم پر ان لم تغز غزت (تو نہیں لڑتا تو میں لڑتا ہوں) والی مثل صادق آتی ہے ۔ ہم نے ان لوگوں کو اپنی عنایات سے امن و سکون کی حالت میں چھوڑ رکھا ہے ۔ اگر یہ لوگ اپنی بدبختی و سرکشی سے اس کی قدر نہیں جانتے اور ملک کے سوداگروں کو جو نفع کی توقع میں خوف و خطر برداشت کرتے ہوئے اپنی جان کھپاتے پھرتے ہیں ، تکالیف پہنچاتے ہیں تو ایسی حالت میں اگر ہم ان گمراہوں کی سرکوبی کے لیے فوج بھیجیں تو معذور رہیں گے بلکہ مدح و ستائش اور شکرگزاری کے مستحق ہوں گے ۔''

بہادر امرا کی روانگی :

پھر ملک‌الامرا حسام‌الدین امیر چوپان کو جو سلطنت کے قدیم صاحب لشکر امرا سے تھا ، حکم دیا کہ پورے لشکر کے ساتھ سغداق روانہ ہو جائے ۔ اور امیر مبارزالدین چاولی چاشنی گیر کو امیر کمنینوس کے ساتھ بہت سا لشکر دے کر ارمنستان روانہ کیا اور حکم دیا کہ ہر قلعہ کے در بند کو تہس نہس کرکے دشمنان دین کو ایسی سزا دیں جس کا اثر قیامت تک کافروں کے دل میں باقی رہے ۔ پھر اسی سلسلہ میں مبارزالدین ارتقش کو ایک جرار لشکر کے ساتھ ساحل کی طرف روانہ کیا ۔ ان میں سے ہر ایک کی دلاوری و کارگزاری کے حالات ترتیب کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں ۔

حسام‌الدین امیر چوپان کی قیادت میں دریائے خزر سے سلطانی لشکر کا عبور

اہل سغد کا اظہار اطاعت :

سلطان ایک مدت تک قیصریہ کے قصرکیقبادیہ میں مقیم رہا اور

فتوحات کی خبروں کا انتظار کرتا رہا - جب سلطان کی فوجوں نے خزر کے ارادے سے دریائے عبور کیا تو بد بخت و تباہ کار اہل سعد نے دیکھا کہ کشتیوں کے ذریعہ سے دریا پر آدمیوں کا ایک جنگل سا چلا آ رہا ہے ؛ یہ دیکھ کر ان لوگوں نے ملک الامرا کے استقبال کے لیے ایلچی بھیجا کہ :

"ہم شاہ جہاں پناہ کے بندۂ فرمان ہیں - نہ معلوم ایسی بے تعداد فوج دریا کے کنارے بھیجنے کا کیا سبب ہے - اگر خراج وغیرہ کے پہنچنے میں کوئی فتور ظاہر ہوا ہو تو اس کا جرمانہ ادا کرنے پر آمادہ ہیں - اور اگر روس کا عزم ہے تو حسب ارشاد انتظام کرکے ملک کے نوجوان بھرتی کیے دیے ہیں جو دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں اپنی جان تک لڑا دیں گے" -

والی قفجاق کو اطلاع :

اس کے ساتھ ہی جنگل کے راستے سے والی قفجاق کو اطلاع بھیجی کہ سلطان کا لشکر ان جہازوں میں منشآت فی البحر کالاعلام[1] (جو دریا میں پہاڑوں کی طرح ہیں جو اونچے کھڑے نظر آتے ہیں) اس طرف آیا ہے اور افواج کی کثرت سے یہ نوبت ہے ، کہ دریا نظر نہیں آتا - فوراً ملک قفجاق نے ملک روس کے پاس ایلچی بھیجا اور روس کی مدد سے قفجاق و روس کے دس ہزار سوار جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ سغد والوں کا ایلچی میر حسام الدین کے پاس سے کیا جواب لاتا ہے -

جب ایلچی ملک الامرا کے پاس پہنچا تو فضول و بے نتیجہ گفتگو شروع کر دی اور کہا ، ملک الامرا کے الطاف سے توقع ہے کہ واپس ہو جائیں گے تا کہ ہم سے جہاں تک ہو اپنی غلطی کا تاوان ادا کریں گے - فی الحال نعل بہا (لشکر کی واپسی کا معاوضہ) کے طور پر پچاس ہزار دینار پیش کرتے ہیں -

ملک الامرا حسام الدین کا غصہ :

ملک الامرا حسام الدین ہنوز دریا ہی میں تھا - ایلچی کے طرز خطاب سے غضبناک ہو گیا اور ان سے کہا میں نے یہ چڑھائی اس لیے نہیں کی ہے کہ جنگ کی گرمی بازار کو زر فاسد کے بدلے سرد کردوں اور ہر ایلچی کے

۱- قرآن مجید ، ۲۴ : ۵۵ -

قوتِ فاسد سے سارے معاملات پر پانی پھیرنے میں بزدلوں کی سی دیوانگی ظاہر کروں۔ میں نے شاہ جہاں پناہ کے حکم سے دریا پر چڑھائی کی ہے۔ جو شخص فرمانِ سلطانی سے انحراف کرے گا ذلت کا طوق اس کی گردن میں ڈالوں گا اور جو اطاعت کرے گا میری طرف سے راحت و انعام پائے گا۔

لازم عیش اور میدان جنگ کا منصوبہ :

ایلچی ناامید ہو کر واپس ہوا اور سلطان کے تمام لشکر سلامتی و اطمینان کے ساتھ دریا کے پار اترے اور خشکی میں پڑاؤ ڈالا۔ یہاں امیر حسام الدین نے بزم آراستہ کی اور آدھی رات تک امرا کے ساتھ جلسۂ عیش میں شریک رہا۔ صبح کے وقت طلایہ کا ایک سوار آیا اور اس نے اطلاع دی کہ ''ترکوں کی غدار فوج آ گئی ہے۔'' امیر نے حکم دیا کہ لشکر ہوش میں آ کر نقارے وغیرہ بجائے۔ پھر سرداروں سے کہا کہ روس و سفسین کی افواج کے میدان جنگ میں پہنچنے سے پہلے ہمیں چاہیے کہ زرہ کو بجائے دغن پہنیں اور جس طرح ہو سکے ان کا مقابلہ کریں لیکن اس صورت سے کہ جب فوجیں مقابلہ پر آئیں اور روحیں جسم سے جدا ہونے لگیں تو ہم ترکوں کو ایک دو حملے کر لینے دیں تاکہ ان کا زور کم ہو جائے۔ جب ان کے طریقۂ جنگ سے واقف ہو جائیں تو دفعۃً سختی سے حملہ کر دیں تاکہ ناموری حاصل ہو اور میدان ہمارے ہاتھ رہے۔ ادھر ترک یہ کہتے تھے ہم آگ جیسا لشکر دریا سے اس سرزمین پر آ پہنچا ہے اور اس ملک کا قصد کر رہا ہے۔ ہمیں نہایت جوش و خروش کے ساتھ جنگ میں حصہ لینا چاہیے۔ غرض اسی طرح دونوں لشکروں میں پخت و پز ہوتی رہی۔

دوسرے دن صبح کو جنگ شروع ہوئی اور شام تک ہوتی رہی۔ نیزہ و شمشیر و تیر برابر اپنا کام کرتے رہے۔ شام کے وقت دونوں طرف کے لشکر اپنے اپنے پڑاؤ پر گئے اور کمریں کھولیں۔

امیر حسام الدین کی جوشیلی تقریر :

امیر حسام الدین نے بزم آراستہ کی اور امرا و سرداران لشکر کو بلایا اور گردشِ جام کے دوران میں کہا کہ تم میں سے ہر ایک تخت کی خدمت کے لیے مجھ سے زیادہ بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ اب چونکہ کام پڑ گیا ہے، دم سازی و جانبازی کی سخت ضرورت ہے۔ آج ہی بہادرانِ لشکر کے زورِ بازو نے دشمنوں کے حوصلے پست کر دیے۔ اگر ہم اسی طرح کل

ھی جان نثار کریں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا نام و نشان بھی
نیا میں نہ ملے گا ۔

اس تقریر سے بہت ہیجان پیدا ہو گیا ۔ بزرگوں نے حسام الدین کو
شاباش کہی اور کہا ''اگرچہ ہم شاہ جہان کے بندے ہیں لیکن آپ فرمائیں
و آپ کا حکم بجلی کی طرح اسپوں پر رواں کر دیں اور جو حکم ہو اس
کی اطاعت لازم جانیں'' ۔ دوسری جانب ترک چونکہ روم کے لشکر سے زک
اٹھا چکے تھے اور سب خون کی نہر میں غرق ہوئے، اس لیے آپس میں کہہ
رہے تھے کہ خطا تو سفد اور خزر کے لوگ کریں اور پریشانی کا سامنا ہم
کریں لیکن اب جب بات آ پڑی ہے تو میدان سے ہٹنا بھی ذلت کا
باعث ہو گا ۔

امیر حسام الدین کا زوردار حملہ اور فتح :

دوسری صبح کو لشکر سلطانی نے جھنڈا بلند کیا اور لڑنے والی
فوجیں حرکت میں آئیں ۔ تیغ و تیر برسنے لگے ۔ دفعۃً امیر حسام الدین نے
ایک شیرانہ حملہ کیا اور اس کے پیچھے سارے لشکر نے گھوڑوں کے ایڑ
لگائی اور آندھی کی طرح گھس کر ترکوں کے لشکر میں فتح کا جھنڈا گاڑ دیا ۔
ان سرکش کافروں کے خون سے زمین سرخ کر دی ۔ ترکوں نے راہ فرار اختیار
کی اور بروقت میدان سے بچ نکلنے ہی کو فتح عظیم سمجھا ۔ ملک الامرا کے
ایک ہی دلیرانہ حملہ سے ساری محنت ٹھکانے لگی اور فتح کا پرچم لہرانے
لگا ۔ سلطان کی فوجیں مظفر و منصور اپنے پڑاؤ پر واپس ہوئیں ۔

ملک روس کا خوشامدانہ رویہ ، امیر حسام الدین سے صلح کی درخواست

بادشاہ روس کی درخواست صلح :

شاہ روس کو قفچاق کی فوج کی تباہ حالی معلوم ہوئی تو اس
نے کہا ''بلا کو خود بلانا اور ایسے قوی گروہ سے جنگ کرنا عقل و
احتیاط کے خلاف ہے ۔ اور جہاں خط و مراسلت سے کام چل سکتا ہو ، تیغ و
سنان سے کام لینا غلطی اور ناتجربہ کاری ہے'' پھر ایک ہوشیار و عاقل
ایلچی انتخاب کر کے اس مضمون کا مراسلہ امیر حسام الدین کے
پاس بھیجا :

"سلطان علاءالدین کیقباد کی عمر ہزار سال ہو۔ ملک‌الامرا کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب سے میں نے سنا ہے کہ شاہ جہاں پناہ کی افواج نے اس نواح کا عزم فرمایا ہے، میں سخت بے چین ہوں اور اس سے بے خبر ہوں کہ فرمان سلطانی کیا ہے، دشمن و حریف کون ہے؟ اگر قفجاق کا لشکر گمراہ ہو گیا تو اس نے بے فائدہ اتنے آدمیوں کا خون بہایا۔ مگر میں تو بہر حال سلطان کا مخلص بندہ ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ جب آپ اس ملک کو تیغ آبدار سے سر کریں گے تو لا محالہ بغیر کسی سردار کے اس کا ضبط و انتظام نا ممکن ہے تو مجھی کو اپنا مقرر کردہ فرما نبردار بندہ خیال کیجیے۔ ملک الامرا کی عنایت سے توقع ہے کہ اس بارے میں امداد کر کے سلطان کی خدمت میں یہ عرضداشت ارسال کر دیں گے اور بندہ کی اطاعت و نیاز مندی واضح فرما دیں گے"۔

اس مراسلے نے ساتھ بہت سے تحائف تاولی اور کتان روسی مع بیس ہزار دینار ملک الامرا کی خدمت میں روانہ کیے۔ جب اس کا ایلچی سلطانی لشکر کے قریب آیا اور یہاں کی شوکت و شان دیکھی تو حیران رہ گیا اور دل ہی دل میں خدا سے پناہ مانگنے لگا۔

شاہ روس کا ایلچی امیر حسام الدین کے حضور میں :

جب ملک الامرا کو ایلچی کی آمد معلوم ہوئی تو لوگ اس کے حکم سے ایلچی کی پیشوائی کو بڑھے اور عزت کے ساتھ خیموں میں لائے۔ دوسرے دن ملک الامرا نے ایلچی کی طلبی کا حکم دیا اور اپنے لشکر کو ہدایت کر دی کہ ایلچی کی باریابی سے پہلے بارگاہ پوری عظمت و شان کے ساتھ آراستہ کی جائے اور منتخب جوان ہتھیار لگائے ہوئے صف بستہ تیار رہیں۔ نوبت کے گھوڑے طوق اور باگ ڈور وغیرہ سے کسے ہوئے بارگاہ کے پاس کھڑے ہوں اور باقی تمام فوج آہنی و زریں اسلحہ سے تیار گھوڑے کے سم تک سونے میں غرق ہر طرف نیزے کندھوں پر رکھے ہوئے استادہ رہے۔

حسام الدین کا امرائے لشکر سے مشورہ :

جب یہ سب انتظام ہو گیا تو روس کا ایلچی بلایا گیا۔ ایلچی نے ملک الامرا کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت انکسار کے ساتھ زمین خدمت چومی اور پیغام و تحائف پیش کیے۔ ملک الامرا نے سب کو قبول

کیا اور اسی وقت وہ تحائف سپاہ کو تقسیم کر دیے۔ پھر تین روز تک ایلچی کو ٹھہرا کر چوتھے دن امرا کو بلایا اور کہا کہ چونکہ شاہ روس نے خوشامد کا رویہ اختیار کیا ہے اور خراج وغیرہ ادا کرنے کا عہد کیا ہے اس لیے ہمیں بھی آداب سلطنت کا لحاظ کرنا اور اس کا حال سلطان کے حضور میں گزارش کر دینا چاہیے۔ اس معاملہ میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے ؟ سب نے کہا ''مناسب ہے ، اس سے بہتر کوئی مشورہ نہیں''۔ یہ جواب پا کر ملک‌الامرا نے ایلچی کو طلب کر کے فرمایا ''سلطان کسی کو بے گناہ ذلیل نہیں کرتا لیکن سرکشوں کی گوشمالی[1] میں تساہل بھی نہیں کرتا :

گرش بندہ گردی شوی شہریار ورش کام‌جوئی شوی کامگار

ہمیں امید ہے کہ شاہ روس کا جو مدعا ہے حاصل ہو گا - انھوں نے جس محبت کی بنیاد ڈالی ہے ان کے لیے مفید ہو گی۔ پھر ایلچی کو خلعتیں ، ہدیے ، خلعت خاص اور کلاہ مخرق (مرصع) سلطانی دے کر ایک محبت آمیز خط کے ساتھ واپس کیا اور اس کو روانہ کر کے بے شمار مال غنیمت سینوب اور قطمونیہ بھیجا -

امیر حسام الدین چوپان کے ہاتھ پر سغداق کا فتح ہونا

جب سغدیوں نے لشکر قفجاق کی شکست کا حال سنا تو نہایت دل شکستہ و مایوس ہو گئے۔ با دل ناخواستہ تیغ و سنان اور آلات حرب کی صیقل گری اور درستی میں مشغول ہو کر جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ ایک ہفتہ کے بعد ملک الامرا ایک جرار لشکر لیے ہوئے دروازۂ شہر پر آ پہنچا -

دوسرے دن جب آفتاب طلوع ہوا تو لشکر گروہ در گروہ ہو کر میدان کو چلے اور جنگی جوانوں نے ساز و سامان سے لیس ہو کر شہر سے لشکر کا رخ کیا اور رات کی سیاہی پھیلنے اور ستاروں کے روشن ہونے تک یہ سب حرب و ضرب میں سرگرم رہے۔ اگرچہ سلطان کی افواج میں بے شمار سپاہی مجروح و مقتول ہوئے لیکن سلطانی لشکر کی شمشیر آبدار نے سغدیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا - ان کا نقش وجود لوح عالم سے دھو دیا - دوسرے دن صبح سے پھر دونوں طرف کے لشکر لڑنے مرنے

۱- تحریک : گوشمالی

میں مصروف ہو گئے اور آتش باری ، سنگ اندازی ، تیر افگنی وغیرہ ذرائع ہلاکت سے کام لینے لگے ۔

مسلمانوں کی جنگی چال :

اسی گرمی جنگ میں مسلمانوں کے لشکر نے آپس میں جو سمجھوتا[1] کر رکھا تھا اس کے مطابق راہ فرار اختیار کی اور ایک بارگی بھاگ کھڑے ہوئے ۔ مغربیوں نے یہ دیکھا تو شہر کی طرح دلیر ہو گئے اور فوراً تعاقب کرنا شروع کیا ۔ جب تعاقب کرتے کرتے شہر سے دور نکل آئے تو سلطانی لشکر ایک دم پلٹ[2] کر حملہ کر بیٹھا ۔

اس حملہ نے دشمنوں کو پنپنے نہ دیا ۔ اس قدر خونریزی ہوئی کہ خون کے دریا بہہ گئے ۔ دشمنوں کے بے انتہا آدمی مارے گئے ۔ جب رات ہوئی اور لشکر منصور پڑاؤ کو واپس ہوا تو ملک الامرا نے آرام گاہ کا رخ کیا اور کھانا کھا کر شراب طلب کی اور کہا "اب کہ زمین بدخواہوں کے خون سے بدمست[3] ہو گئی ہے خم کا خون اگرچہ حرام ہے لیکن بدن کی مصلحت کے لیے حلال سمجھنا چاہیے[4] کیونکہ دشمنوں کے خون سے نہ صاف خون بچا ہے نہ تلچھٹ باقی رہی ہے ۔

دشمنوں کی مصلحت اندیشی :

جب لشکر حریف کے عمر رسیدہ لوگوں نے دیکھا کہ اب جوانوں میں صرف ان کا نام رہ گیا ہے ورنہ آب شمشیر سے ان کے خون کی ندیاں بہہ چکی ہیں ، تو انھوں نے آپس میں کہا کہ جب اتنے ہزار ہنر مند[5] و جنگ آزما جوان اس لشکر کی ہیبت سے فنا ہو گئے اور ان کے ایک حصہ کا مقابلہ نہ کر سکے تو اب عاجزی و اطاعت کے سوا کیا چارہ ہے ۔ یہ صرف ہماری نادانی و ناصواب رائے کا نتیجہ ہے جو ہمیں اٹھانا پڑا ۔ حکم تقدیر[6] جاری ہو چکنے کے بعد افسوس و ندامت سے کوئی فائدہ نہ ہو گا ۔

۱۔ مواضعہ : ساز باز ، سمجھوتا ۔
۲۔ عطفہ کردند : پلٹ پڑے ۔
۳۔ مست طافح : بدمست ۔
۴۔ دن : بڑا مٹکا ، خم ، یہاں ظرف سے مظروف کا استعارہ کیا گیا ہے جس سے مراد شراب ہے ۔
۵۔ ہنر توختہ ۔ توختن ، جمع کرنا ۔
۶۔ بعد ماجری الکتاب و سبق : اجرائے حکم تقدیر ۔

ملک الامرا کے نام پیام اور صلح کی استدعا :

ان لوگوں نے یہ سوچ کر چند تجربہ‌کار و سنجیدہ آدمیوں کو ملک الامرا کی خدمت میں بھیجا ۔ انھوں نے رسائی پا کر زمین کو بوسہ دیا اور کہا : ''اگرچہ ہمارے جرم انتہا کو پہنچ چکے ہیں لیکن ہم ملک الامرا کی مہربانی کو اپنا شفیع بنا کر امید کرتے ہیں کہ ہماری مشکل آسان ہو جائے گی ۔ آپ کو چاہیے کہ اپنے اس اقتدار پر مالک ذوالفقار (سیدنا علی) کی پیروی فرمائیں ۔ ان کا ارشاد ہے : اذا قدرت علی عدوک فاجعل العفو عنہ شکراً للقدرۃ علیہ (جب تم اپنے دشمن پر قابو پا جاؤ تو اس پر قادر ہونے کے شکریہ میں اسے معاف کردو) جو کچھ ارشاد ہو باج و خراج سب ادا کریں اور جو مطالبہ واجب ہو پورا کریں ۔ سوداگروں کا جو مال اس دریا کے کنارے تلف ہوا ہے اسے بھی واپس کر دیں اور جسے ہم پر امیر مقرر فرمایا جائے دل سے اس کی اطاعت کریں'' ۔ جب ملک الامرا نے ان کی عاجزی و لجاجت دیکھی تو کہا : ''اس واقعہ کا باعث خود تمھاری عقل کی تاریکی اور ان جوانوں کی بیوقوفی ہے جو اس میدان جنگ[۱] میں اپنے اعمال کی پاداش میں گوشت کے لوتھڑوں[۲] کی طرح ڈھیر پڑے ہیں ۔ خیر اب میں کسی نامور سردار کو سلطان کی بارگاہ میں بھیج کر سفارش کرتا ہوں کہ تمھارے قصور معاف کر دئے جائیں تاکہ تم زمانہ کی دستبرد سے نجات پاؤ اور آیندہ ایسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو بلکہ تمھیں کوئی صدمہ نہ پہنچنے پائے'' ۔

جب ان لوگوں نے ملک الامرا کو اتنا مہربان دیکھا تو خوش خوش شہر میں واپس آئے اور جو کچھ دیکھا یا سنا تھا آپس میں بیان کیا ۔ پھر رات بھر جس کے پاس جو کچھ نقد[۳] و جنس اور گھوڑے وغیرہ تھے جمع کرتے رہے اور ہر قسم کی اشیا کا ایک زبردست خزانہ مہیا کر دیا ۔

اہل شہر کی اطاعت اور نذریں :

دوسرے روز صبح کو ملک الامرا کے حکم سے تمام لشکر مسلح ہوا ۔ ملک الامرا سرداروں کے ساتھ بارگاہ کے سامنے بیٹھا ۔ شہر کے تمام

۱۔ ملحمہ : میدان جنگ معرکہ ۔

۲۔ کلحم علی وضم : (ایسے گوشت کی طرح جو قصائی کے تختے پر پڑا ہو) ۔

۳۔ ناطق و صامت : نقد و جنس ، صاہل ۔ گھوڑا ۔

خرد و بزرگ ملک الامرا کے عدل سے گرگ و میش کی طرح مل گئے اور سب نے حاضر ہو کر نذریں پیش کیں۔ نقیبوں نے منادی کی کہ آج سے تمام فوج اہل شہر کی مزاحمت سے ہاتھ روک لے۔ اور ملک الامرا نے حکم دیا کہ ایک کشتی تیز رو مہیا کی جائے۔ اس کشتی میں خمس خاص بہت سے بدیوں کے ساتھ مع فتح نامہ روانہ کی۔ جب قاصد سلطان کے حضور میں باریاب ہوا اور اس نے فتح سغداق، لشکر قفچاق کی شکست، اور ملک روس کے مصالحت[1] کرنے کی بشارت سنائی تو سلطان بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ قیدی آزاد کر دے جائیں۔

سلطانی فرمان :

پھر سلطان نے اس فریادی، تاجر کو قاصدوں اور ملک‌الامرا کے نام کے فرمان کے ساتھ روانہ کیا ۔ اس فرمان میں ملک الامرا کی حسن سعی اور تمام لشکر کی کارگزاری کی داد دی اور توشک‌خانہ سلطانی سے تمام امرا و ملک‌الامرا کے لیے خلعت بھیجی اور کہلا بھیجا کہ ہم نے ملک الامرا کی سفارش سے سغدیوں کی خطا سے در گزر کی اور اس کی بدولت ان کا گناہ بخش دیا مگر اس شرط سے کہ بت اور ناقوس کے بجائے مذہبی شعار محراب و منبر اور پیغمبر علیہ الصلاہ والسلام کی شریعت قرار پائے اور جو کچھ تاجروں سے ان لوگوں نے چھین لیا ہے وہ واپس دے دیا جائے۔ جب یہ سب انتظام ہو جائے تو ملک الامرا خدا کی حفاظت میں مع لشکر کے واپس ہو۔

لشکر کی آراستگی اور مسجد کی تعمیر :

جب یہ فرمان پہنچا تو اسی وقت سب کے سامنے پڑھا گیا اور سوداگر کو ہر درم کے بدلے دینار حاصل ہوا پھر ساری فوج آراستہ ہوئی۔ ایک منبر کو نہایت پر تکلف غلاف سے سجایا اور قرآن مجید کو سونے کے تھال میں رکھ کر ملک الامرا نے اپنے سر پر جگہ دی اور سلطان کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے کر لشکر کے ساتھ بڑی شان و عظمت سے شہر میں پھرا ۔ ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر مؤذن نے اذان دی ۔ عیسائیوں کی حیا و حمیت کا ناقوس بالکل ٹوٹ گیا ۔ پھر ہفتہ سے کم مدت میں ایک جامع مسجد نہایت بلند و مضبوط اور خوشنما تعمیر کی گئی۔

۱- مصالحت : صلح -

اس کے لیے مؤذن و خطیب و قاضی مقرر ہو گئے ۔ پھر با اعتبار امرائے شہر کے چند لڑکے ضمانت کے طور پر لیے اور سرداران لشکر میں سے ایک شخص کو ضروری فوج دے کر وہاں کا نائب سنوباشی مقرر کیا ۔ پھر صحیح سلامت کشتیوں میں سوار ہو کر حدود سلطنت کی طرف واپس ہوئے ۔

مبارزالدین چاولی کا کمنینوس کے ساتھ ولایت ارمن میں آنا اور قلعہ فتح کرنا

راستے کے قلعوں کی تسخیر کا عزم :

جب امیر مبارزالدین چاولی چاشنی گیر اور کمنینوس فرمان مبارک کے مطابق ارمستان چلے تو ایک نہایت سنگ لاخ راستہ ملا ۔ پھر ایک جنگل ملا اور ہر جگہ قلعے ، مکانات اور عمارات نظر آئیں ۔ اس لیے ان لوگوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ جو قلعہ ملتا جائے اسے فتح کر کے آگے بڑھیں ۔

پہلے قلعہ جنجین پر پہنچے جو ایک نہایت مستحکم و مضبوط قلعہ تھا ۔ چاشنی گیر نے حکم دیا کہ لشکر بہت سے گروہوں میں تقسیم ہو کر پہاڑ کی بلندی پر جائے اور وہیں خیمے وغیرہ نصب ہوں اور اس طرح پڑاؤ ڈالا جائے کہ قلعہ دائرہ کی شکل بن کر بیچ میں آ جائے ۔

لیفون اور فرنگی امرا کی امداد :

دوسرے ہی دن سلطانی لشکر نے تیراندازی کر کے محصورین کا ناک میں دم کر دیا ۔ ان لوگوں نے عاجز ہو کر لیفون کو لکھا اور اپنی بے چارگی پر توجہ دلائی ۔ لیفون نے اور فرنگیوں سے مدد مانگی اور فریاد نامے بھیجے ۔ اطراف کے تمام فرنگی فرمانروا حمیت و مذہبی جوش کے اثر سے لیفون کے پاس جمع ہو گئے ۔ اب ان لوگوں کے لشکر جنگل میں پڑے ہوئے تھے اور سلطان کا لشکر پہاڑوں پر مقیم تھا ۔

امیر مبارزالدین کی تقریر :

جب رات ہوئی تو لشکر اسلام میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی ۔ امیر مبارز الدین نے مے نوشی کے درمیان کہا ”یہ لشکر جو لیفون نے ہر جگہ سے جمع کیا ہے کسی صورت سے بھی نظر میں نہیں آتا ۔ ہم کل آفتاب نکلے اپنے تمام دلیران جنگ کے ساتھ کفار سے مقابلہ کریں گے اور جو کچھ

ہو سکتا ہے کر دکھائیں گے - ہمیں امید ہے کہ دین کے مددگاروں کی فتح کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا -"

حملہ اور اس کا جواب :

صبح کے وقت سارا لشکر اسلامی حمیت اور بہادری کے جذبات سے معمور ہو رہا تھا - سلطانی جھنڈوں کی رنگارنگی ہوا میں لہرا کر عجیب کیفیت پیدا کر رہی تھی - ردینی نیزے کام کرنے اور سوت کی طرح اجسام سے لپٹنے لگے - مضبوط بھالوں نے بیداری کی طرح آنکھوں کی راہ مسدود کردی - تیر دلوں کی گہرائی میں جا گھسے ، گردنوں پر سر کی جگہ تلواروں کو ملی - اللہ کی سپاہ نے شاہی دبدبے کے ساتھ ایک ہی حملے میں دشمن کے قلب سے جامۂ ہستی اتار لیا - کفار فریاد کرنے لگے - قیامت کا سا شور و غل برپا ہو گیا - مگر غنیم نے پھر یکبارگی جوابی حملہ کیا - یہ دیکھ کر سپہ سالار نے حکم دیا کہ تمام لشکر مضبوطی کے ساتھ اپنی جگہ پر جم جائے - حکم پاتے ہی تمام صفیں پہاڑ کی طرح ڈٹ گئیں اور نہایت استقلال کے ساتھ فوج لیفون کے حملہ کا اس وقت تک مقابلہ کرتے رہے جب تک ان لوگوں کے کس بل ٹوٹ کر ساری شیخی کرکری نہ ہو گئی -

لیفون کا فرار :

لشکر اسلام کے سب سپاہی شہاب ثاقب کی طرح ان بندگان شیطان پر لوٹ پڑے اور گرز و تیر کے حملوں سے جنگ کا وسیع میدان ان پر تنگ کر دیا - پھر تو اس طرح جھپٹے کہ جو مل گیا راستہ میں ڈھیر کر دیا - لیفون چند گمراہوں کے ساتھ گناہ کے بوجھ کی طرح سر گردن پر لیے ہوئے پہاڑ کے راستہ سے بھاگ نکلا - سلطان کا لشکر بہت سا مال غنیمت اور بیشمار فرنگی قیدیوں کے ساتھ میدان جنگ سے شاد و کامیاب واپس ہوا اور حصار قلعہ کے محاذ میں آیا -

عیسائیوں کی امان طلبی :

اہل قلعہ نے اوپر سے جب یہ آفت دیکھی تو حیران رہ گئے - اب امیر مبارزالدین کے حکم سے بزم طرب آراستہ کی گئی - مطربوں اور قوالوں نے بہادران لشکر کے جرأت و دلاوری کے ترانے سنائے اور سب کو خوش کیا - صبح ہوتے عیسائیوں کا ایک پیشوا[1] عاجزوں کی سی وضع

۱- کشمش (قسیس)

بنائے ہوئے قلعہ سے نیچے آیا اور سپہ سالار کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین کو بوسہ دیا اور کہا: "ہم سب محاصرے کی تکالیف سے زندگی سے تنگ آ گئے ہیں اور نہایت عاجز ہو کر ہتھیلی پر سر لیے ہوئے حاضر خدمت ہیں کہ ہمارے لیے کیا حکم ہوتا ہے"۔

قلعے پر سلطانی جھنڈے کی تنصیب:

امیر مبارز الدین نے جواب دیا "تمہارا کوئی گناہ نہیں - اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ اسلحہ اور ذخائر قلعہ چھوڑ کر اپنا مخصوص سامان سنبھالو اور جہاں جی چاہے چلے جاؤ - تمہیں لشکر کی طرف سے امن مل جائے گا"- پیشوا نے اس باب میں سند مانگی - امیر نے فوراً امان نامہ لکھوا کر حوالہ کیا - ان لوگوں نے قلعہ خالی کر دیا - اس طرح نہایت اقبال مندی کے ساتھ قلعے پر سلطان کا جھنڈا نصب ہو گیا -

اسی وقت سلطان کے نام فتح نامہ لکھ کر دشمنوں کی شکست، اپنے لشکر کی تندہی و فتح اور اس قلعے کے تمام ممالک میں ضم ہونے کے حالات گزارش کیے اور عرض کی کہ ان اطراف میں قلعے اور گڈھیاں بہت ہیں - امید ہے کہ سب سر ہو جائیں گے - مگر آلات محاصرہ پہنچنے کی سخت ضرورت ہے"۔

لیفون کے قاصدوں کی باریابی:

اس قاصد کے روانہ ہوتے ہی لیفون کے قاصد آ گئے اور ان لوگوں نے نہایت گڑگڑا کر اپنی تباہ حالی و نیازمندی ظاہر کی اور لیفون کا پیام پہنچایا کہ" اگر گناہ کے مطابق سزا تجویز ہو تو یہ تہدید و تنبیہ جو ابھی جنگ کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے اس بندۂ گناہگار کے لیے کافی ہے - میں تاوان جنگ کے طور پر ہر سال ایک ہزار سوار اور پانچ سو نفر کشتی پیادے خدمات جنگ انجام دینے کے لیے بھیجوں گا اور سکہ سلطان کے نام سے جاری کر کے خراج دو چند ادا کروں گا" -

ملک الامرا نے قاصد اور خط سلطان کی خدمت میں بھیج دیے - ان قاصدوں کے واپس آنے تک اس ملک کے تیس قلعے اور سر ہو گئے - امیر نے ان پر کوتوال مقرر کر کے ایک عرضداشت اور بھیجی کہ "تمام شہر قبضے میں آ گئے اور اب اس ملک کا کوئی اجنبی قلعہ غیر مفتوحہ نظر نہیں آتا -"

لیفون کا عفو تقصیر—اس کی خدمات کا اعتراف:

سلطان نے لیفون کا قصور معاف فرما کر عہدنامہ بھیجا اور ایک

فرمان میں ملک الامرا اور کمنینوس کی خدمات کا اعتراف کرکے ان کی تعریف کی اور حکم دیا کہ جو مال غنیمت مفتوحہ قلعوں سے حاصل ہوا ہے اس میں سے تاجروں کا تمام مال واپس کر دیا جائے اور یہ قلعے اور ملک امیر نمرالدین کو سپرد کرکے لشکر اپنے اپنے وطن کو واپس ہوں ۔ صرف ملک الامرا اور کمنینوس ہماری خدمت میں آئیں اور بالمشافہہ تمام واقعات بیان کریں اور ہمارے دیدار سے بہرۂ کامل حاصل کریں ۔

ساحلی قلعوں کا مبارزالدین ارتقش کے ہاتھ پر مسخر ہونا

جس روز ملک الامرا حسام الدین امیر چوپان اور مبارزالدین چاولی سغداق و ارمنستان کی جانب روانہ ہوئے اسی روز مبارزالدین ارتقش اتابک سلطنت کا ندیم و وفادار ملازم سواحل کی مہم پر روانہ ہوگیا ۔ مبارزالدین ارتقش نے چالیس مشہور و زبردست قلعے، مانغا ، اندوسج ، انامور مسخر کیے ۔

قلعے کی سپردگی :

اگرچہ ابتدا میں فرنگیوں نے جنگ کی مگر جب لشکر اسلام و متواتر فتح ہوئی اور ان کے سر پر برابر چوٹیں پڑتی رہیں تو بے اختیار بھاگنے کا تہیہ کیا ۔ مورچے اور قلعے خالی کیے ۔ رات کی پردہ پوش تاریکی میں کشتیوں میں جا بیٹھے اور مختلف شہروں کا راستہ لیا ۔ جب قلعے کے ساکنوں نے اپنی عمارات و کو پاسبانوں اور محافظوں ، نیزہ بازوں[1] اور ڈھلیتوں[2] سے خالی پایا تو سب نے امان مانگی اور قلعہ بندگان سلطان کو سونپ دیا ۔

مبارزالدین کی واپسی کا حکم :

امیر مبارزالدین ارتقش نے تمام فتوحات کی خبر قاصد کے ذریعہ سے سلطان کے حضور میں گزارش کی اور عرض کی کہ سواحل کے معاملات تو بندگان دولت کے حسب مدعا طے ہوگئے ، اب اگر اجازت ہو تو جزائر فرنگ کا عزم کیا جائے ۔ مگر سلطان نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ سوداگروں کا تمام مال ان کو دے کر لشکر کو واپس کر دیا جائے اور مبارزالدین

۱- رامح : نیزہ باز ۔

۲- تارس : ڈھال رکھنے والا ۔

سب چھوٹے بڑے کاموں سے جلد فرصت پا کر حاضر بارگاہ ہو۔

فرمان والا کے مطابق مبارزالدین نے قیصریہ میں دستبوسی کی عزت حاصل کی۔ جب تمام امرا فتوحات کے انتظام سے فارغ ہو کر قیصریہ میں حاضر خدمت ہوئے تو خزاں کا موسم آ چکا تھا اور درختوں نے سیم افشانی کے بجائے زر پاشی کی عادت اختیار کر لی تھی۔ سلطان انطالیہ روانہ ہوا اور جاڑے کا سارا موسم عیش و عشرت کے ساتھ وہیں گزارا۔

ملک علاءالدین داؤد شاہ والی ارزنجان کے وفود کی آمد اور ان کا ارزنجان و اطراف کے اوصاف بیان کرنا

جب ملک فخرالدین بہرام شاہ کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا ملک علاءالدین داؤد شاہ باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔

شہر ارزنجان کا حال :

شہر ارزنجان اور اس کا سارا ملک نہایت خوش قطع اور فرحت بخش عمارات اور بہترین تفریح گاہوں سے معمور ہے۔ نہر فرات اس میں جاری ہے۔ گل و بنفشہ سے اس کے پہاڑ بھرے پڑے ہیں۔

ملک علاءالدین کی بدعملیاں :

اگرچہ ملک علاءالدین (داؤد شاہ) ہر قسم کے علوم سے اچھی طرح واقف ہو چکا تھا مگر لہو و لعب، خود رائی اور بد اخلاقیوں کے ارتکاب اور برے ہم نشینوں کی بکواس سننے میں مشغول رہتا تھا۔ عمر رسیدہ اور مشفق اہل عقل و تدبیر کی باتوں پر کبھی کان نہ دھرتا۔ اس نے اپنے ملک کے امرا کو قتل کرنے کا عزم کر لیا اور بعض کو قید[1] اور بعض کو قتل کر ڈالا۔

مظلوم امرا کی شکایت :

امرا کی ایک جماعت ہلاکت کے ڈر سے گھر بار چھوڑ کر بھاگی اور سلطان کے یہاں رسائی پا کر ملک علاءالدین کی بدافعالیوں[2] کی شکایت کی۔

۱۔ مکبون : مقید۔

۲۔ سوء افعال و مقابیح کردار۔

سلطان نے ان لوگوں کو تسلی دے کر عزت سے رکھا اور ملک علاءالدین کے نام ایک خط لکھوایا کہ تمھیں چاہیے کہ جو امرا قید میں ہیں انھیں رہا کردو اور جو کچھ ان سے چھین لیا ہے واپس کر دو اور لطف و عنایت کے ساتھ رضامند کرکے اندس اس جانب روانہ کرو ۔

ملک علاءالدین نے عذر کیا کہ ان لوگوں نے میرے ساتھ غداری و بیہودگی کی ہے اور میرے دشمنوں سے مل گئے ہیں ۔ جب مجھے ان حالات کی تحقیق ہو گئی ہے تب میں نے انھیں جزا و سزا دی ہے ۔ مگر سلطان کے قاصد نے یہ عذر نہ مانا اور عتاب ظاہر کرکے وعدہ وعید سے ملک کو امرا کے رہا کرنے اور ان کے مال و دولت سے ہاتھ اٹھانے پر آمادہ کر لیا ۔

سلطان کا ایلچی کامیاب واپس ہوا ۔ رہائی یافتہ امرا جب بارگاہ سلطنت میں حاضر ہوئے تو ان کے ساتھ بہت مہربانی فرمائی گئی ۔ کمال الدین کامیار کی پروانگی کے ساتھ ہر ایک کے لیے زرخیز و سیر حاصل جاگیر اور زمین مقرر ہوئی ۔

ملک علاء الدین سلطان کے حضور میں :

جب ملک علاء الدین نے یہ سنا کہ اس کے ملک کے امرا سلطان کے بندگان دولت میں شامل ہو گئے ہیں اور باقی ماندہ امرا یہ دیکھ کر غفوت و سرکشی کرنے اور حکام ارزنجان پر تحکم کرتے ہیں تو رشک و غیرت سے پیچ و تاب کھانے لگا اور فکر مند ہو کر امید و بیم کے عالم میں بارگاہ سلاطین کے قابل اسباب سفر درست کیا ۔ سلطان کی خدمت میں روانہ ہوا ۔ جب قیصریہ کی حدود میں پہنچا تو خاص مہمانداروں نے پیشوائی کرکے بہت سا سامان ضیافت مہیا کیا ۔ دوسرے دن سلطان نے استقبال کیا ۔ ملک سلطان کا چتر دیکھتے ہی پیادہ ہوگیا ۔ مگر امرا نے سلطان کے حکم سے پھر سوار کر دیا ۔ جب سلطان کے قریب آیا تو پھر سواری سے اترنا چاہا ۔ سلطان نے روک دیا اور سواری ہی پر دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔

سلطان اس سے بغلگیر ہوا ۔ تکلیف سفر کا حال پوچھا ۔ ملک نے نرم و شیریں لہجے میں عذر خواہی کی ۔ پھر سلطان اس سے باتیں کرتا اور حالات پوچھتا شہر کے نزدیک آیا اور یہاں سے کیقبادیہ کی طرف باگ پھیر

دی ۔ ملک علاءالدین میزبان امرا کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر پہنچا جو اس کی لائی ہوئی اطلس اور ابریشمی طنابوں سے آراستہ کی گئی تھی ۔ اس کی تواضع کے لیے تین دن تک قسم قسم کے کھانوں کے خوان برابر آتے رہے ۔ چوتھے دن امیر نجم الدین پسر طوسی سلطان کے حکم سے دس ہزار دینار ، کمر مرصع ، کلاہ جوہر نگار اور شاہانہ زردوزی جبہ اور خاصہ کے گھوڑوں میں سے ایک تازی گھوڑا ملک کے لیے لے کر آیا اور خوش آمدید کہی ۔ اس کے بعد مہانداروں نے اس کے مطبخ کے مصارف کے لیے حسب تفصیل ذیل منظور شدہ فرد حوالے کی :

گیہوں ۵ ہزار بوجھ ، جو پانچ ہزار بوجھ ، شراب ۵ سو بوجھ ۔ ان سب کی قیمت بیس ہزار عدد (درہم) تھی ۔

ملک علاء الدین نے سلطان کی شاہانہ مدارات کا بہت شکریہ ادا کیا اور بڑی ثناء صفت کی ۔ اس دن اپنے لوگوں کے ساتھ عیش کیا ۔ دوسرے دن سلطان کا عطیہ خلعت پہن کر سوار ہوا اور جب سلطان کے پاس پہنچا تو پھر ہاتھ چومے ۔ سلطان نے فرمایا : ''شاید اب سفر کی تکلیف دور ہو گئی ہوگی اور آپ نے اچھی طرح آرام کر لیا ہوگا ۔'' ملک نے سلطان کا شکریہ ادا کیا اور اسے دعا دی ۔ پھر تھوڑی دیر تک دونوں تفریح گاہ میں سیر کرتے رہے ۔ جب سلطان نے ایوان عالی کی طرف باگ پھیری تو ملک بندگی کرکے اپنے خیمہ میں آیا ۔ دوپہر کو دوبارہ نجم الدین پسر طوسی سلطان کے حضور سے پہلے سے زیادہ قیمتی خلعت لایا اور امیر اصطبل نے ایک عربی گھوڑا طوق و زریں زین سے کسا ہوا حاضر کیا ۔ پھر ان لوگوں نے سلطان کا سلام پہنچا کر یہ پیام سنایا کہ سلطان آپ کو تھوڑی دیر کے لیے زحمت دینا چاہتا ہے :

کہ تا بادہ امروز باہم خوریم بکام دل خود جہان بسپریم

علاء الدین پر انعام و اکرام کی بوچھاڑ :

ملک خلعت پہن کر مرکب خاص پر سوار ہوا ۔ جب بارگاہ پر پہنچا اور سلطان پر نظر پڑی تو زمین پر جھک گیا ۔ سلطان نے اٹھا کر بڑی عزت سے لیا اور نہایت تواضع سے پیش آیا ۔ کچھ دیر کے بعد شراب کا دور چلا ۔ چند دوروں میں ملک علاء الدین داؤد جوانی کے غرور اور مے ارغوانی کے نشے میں آپے سے باہر ہو گیا اور زبان بے لگام کرکے بے سر و پا اور بیہودہ

باتیں بکنے اور ناشائستہ حرکتیں کرنے لگا مگر سلطان نے از راہ مکرمت اس کی لغزشوں سے درگزر فرمائی ۔ دس روز تک اسی طرح سلطان کی بزم میں حاضر ہوتا رہا ۔ گیارھویں دن نجم الدین نے سلطان کی طرف سے ایک خزانہ جو ہزار باجگزاروں[۱] کے برابر تھا ملک کو تفویض کیا اور بہت کچھ معذرت کی ۔

عہد نامے کی سپردگی اور واپسی کا حکم :

اس کے بعد ایک دن سلطان نے سعدالدین کوبک ترجمان کے ہاتھ خط کہربا سے لکھا ہوا ایک عہدنامہ اس مضمون کا ملک کے پاس بھیجا کہ جب تک داؤد شاہ ہمارے عہد کو جان سے زیادہ محفوظ رکھے اور ہمارے بد خواہوں کے ساتھ دوستی نہ کرے گا اور عداوت ظاہر کرنے والے خطوط ہر ملک میں نہ بھیجے گا اسے ہماری طرف سے ہمیشہ جاہ و ثروت حاصل ہوتی رہے گی اور اگر جو توقع اس سے کی جاتی ہے اس کے یا عہد نامہ کے خلاف کاربند ہوگا تو اپنی سزا کو پہنچے گا ۔

اس عہد نامہ کے ساتھ ہی یہ حکم بھی بھیج دیا کہ اب اپنی خوشی اور مدعاے دل کے مطابق اپنے ملک کو مراجعت کرے ۔ چنانچہ دوسرے روز ملک سلطان سے رخصت ہو کر اپنے مستقر کو روانہ ہو گیا ۔ سلطان ایک مدت تک قیصریہ میں رہا ، پھر ساحل کی راہ لی ۔

قباد آباد کا ذکر اور اس میں سلطان کا عمارت بنوانا

جب سلطان گھوڑے[۲] پر سفر کرتا ہوا دارالملک سے بڑھا اور کریناس کی سبزہ گاہوں میں پہنچا تو ایک ایسی جگہ دیکھی جو اگر رضوان کو نظر آجاتی تو جنت سے جدائی گوارا کر لیتا اور حیران رہ جاتا ۔

زمین وے از سبزہ پیروزہ گوں ز لالہ برو پر نقطہائے خوں
ہر گوشۂ چشمۂ چوں گلاب تو گوئی سرشکیست روشن نہ آب
ہوا مشکبوے و زمیں پر نگار گرازاں ز ہر گونہ در وے شکار
(ناز سے چل رہے ہیں) (شکاری جانور)
یکے سبز دریائے شیریں چو شیر ہر از موج مانند چینی حریر

۱- ہزینہ : خرچ ، جیب خرچ ۔

۲- صافنات جیاد : یہ الفاظ قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے لیے آئے ہیں ۔

جزیره درو تا بنزدیک نیست · که گوید که آں جائے خرم زمیست
یکے چشمہ ہر طرف دریا رواں · کہ از دیدنش پیر می شد جواں

تعمیر قصر کا حکم :

سلطان نے سعدالدین کوبک کو جو اس وقت امیر شکار و معمار کے عہدے پر فائز تھا ، حکم دیا کہ اس جگہ ایک ایسی خوشنما عمارت بناؤ جو خرمن فردوس کو درس دے اور صفائی و پاکیزگی میں قصر سدیر و خورنق کو مات کر دے - پھر سلطان نے اپنی خواہش کے مطابق ایک نقشہ تیار کرا کے سعدالدین کو دیا اور ہر موضع پر ایک ایک سرائے مقرر فرمائی -

سعدالدین کوبک نے ایک نہایت دلکش و پر فضا اور نہایت بلند و فرحت افزا اور خوش رنگ عمارت سلطان کے ارشاد کے مطابق تھوڑے ہی دنوں میں تیار کرا دی - سلطان اس قصر کی آرائش و زینت کے بعد انطالیہ و علائیہ کی سمت روانہ ہوا -

علاء الدین داؤد شاہ کے قبضے سے ارزنجان نکالنے کے اسباب

علاء الدین داؤد شاہ کی سازشیں :

جب ملک ارزنجان سلطان کی خدمت سے واپس ہو کر اپنے ملک میں آیا تو اسے جوانی کے غرور نے بہکایا اور اس نے ایک خط ملک رکن الدین جہان شاہ پسر مغیث الدین طغرل شاہ ابن قلیچ ارسلان والی ارزن الروم کے پاس بھیجا کہ ''اگرچہ اس مرتبہ میں نے بارگاہ سلطنت سے خوشنما باتیں بہت زیادہ سنی ہیں ، لیکن مجھے اپنے ان امرا سے جو سلطان کے یہاں ملازم ہو گئے ہیں اطمینان نہیں ہے - بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ سلطان کو میرا ملک مجھ سے چھین لینے پر آمادہ کریں گے اور جب ممکن ہوگا سلطان کا چچیرا بھائی ہونے کے باوجود آپ کے ساتھ بھی کوئی رحم نہ کیا جائے گا اور زندہ نہ چھوڑا جائے گا - میں خفیہ طور پر لشکر جمع کرنے کے لیے اپنے گروہ منتشر کر دوں گا اور اس جاڑے بھر تمام توجہ اسی طرف مصروف رکھوں گا - اگر آپ کو اپنے ملک اور سر کے سلامت رکھنے کی ہوس ہے تو اس مہم میں مجھ سے اتفاق کیجیے اور جو کوشش ممکن ہو عمل میں لائیے -''

ملک اشرف کے نام پیام اور مطربہ کی روانگی :

ملک داؤد شاہ کے پاس ایک نہایت حسین و شکیل ، لطیفہ گو اور ماہر فن مطربہ تھی ۔ نغمہ سرائی ، خوش الحانی اور مہارت فن میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی ۔ اس مطربہ کو ملک نے اور بہت سے بدیوں کے ساتھ ملک اشرف کے پاس بھیجا اور خلاصہ مدعایہ تھا کہ میں قلعہ ناخ آپ کی نذر کروں گا ، آپ اس کے معاوضے میں اپنے ملک کا موضع حصنت عنایت فرمادیں تا کہ میں اپنی باقی عمر اطمینان کے ساتھ اس میں بسر کر سکوں ۔

جلال الدین خوارزم شاہ کو ہموار کرنے کی کوشش :

اسی مضمون کا ایک خط بہت سے تحائف کے ساتھ سلطان غازی جلال الدین خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک خط علاؤالدین نو مسلمان کے پاس بھیجا کہ اگر تم ہمت کرکے سلطان کا کام تمام کردو تو میں قلعہ ناخ مع تمام ذخائر کے تمھارے سپرد کر دوں گا اور قدیم و آبائی دولت خانہ ارزنجان میں تمھاری دعوت کروں گا "۔

جب یہ خبریں سلطان کے کانوں میں پہنچیں تو ہنسا اور فرمایا کہ اس بے چارے کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور قسمت برگشتہ[1] ہو گئی ہے ۔

بزرچونک بااو نشد کارپیش تمایم بدو تیغ رخشان خویش

بہار کا موسم آیا تو سلطان ساحل سے قباد آباد روانہ ہوا اور ایک ماہ وہاں رہا ؛ پھر بلا توقف قیصریہ پہنچا ۔

مطربہ اور ملک اشرف کے امرا کا مشورہ :

ملک اشرف کے پاس جب ملک داؤد شاہ کی فرستادہ مطربہ پہنچی تو وہ اس کے حسن سے مسحور ہو کر بے قابو ہو گیا اور اس نے اپنے حاجب کو اس کی (داؤد شاہ کی) مدد کے لیے بھیجا جو تھوڑے دن ارزنجان میں رہ کر ویسے ہی واپس آ گیا ۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ ملک اشرف کے بڑے امرا صلاح الدین ، شرف الدین اور عزالدین نے اس کو فاسد خیالات ظاہر کرنے اور کھوٹی باتوں کا اعلان کرنے سے منع کیا اور کہا بہتر یہ ہے کہ ہم آپ کے بیٹوں

۱۔ بخت برگشتہ صحیح ہے ۔

کو یرغمال کے طور پر سلطان کی خدمت میں لے جائیں۔ اپنی بعض غلطیوں کی معافی مانگیں اور خطاؤں سے انکار کر کے ان کی تردید کردیں۔ بعض کو رد کر دیں۔

ارزنجان پر سلطانی قبضہ :

ملک علاؤالدین داؤد نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے فرزندوں کو ان امرا کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیجا۔ سلطان پہلے ہی حالات سے با خبر ہو چکا تھا - اس نے حکم دیا کہ ہمارے امرا ایک ایک کرکے اپنے زیر اہتمام لشکروں کے ساتھ ارزنجان اور کماخ کی حدود میں پہنچ جائیں۔ اس طرح پوشیدہ طور پر ان اطراف میں ایک کافی جمعیت فراہم ہو جائے جو قلعوں کی راہوں کی نگرانی رکھے تا کہ کسی وقت علاؤالدین قلعے میں پناہ نہ لے سکے اور معاملے کو طول نہ ہو۔

قلعوں پر فوج کا اجتماع :

حسب فرمان سلطانی ہر قلعے کے دروازے پر ضروری فوج جمع ہوگئی۔ جب ملک داؤد شاہ سب طرف سے ناکام رہا تو اس فکر میں پڑ گیا کہ کسی طرح سلطان کی خدمت میں پہنچے - یکایک اسے خبر ملی کہ سلطان کی سواری بہت سی فوج کے ساتھ حدود[1] سواس سے گزر کر حدود ارزنجان میں داخل ہو چکی ہے - یہ سن کر بے حواس ہو گیا اور بغیر پیشکش و ساز و سامان درست کیے اپنے چند خاص لوگوں کے ساتھ استقبال کو چلا - راستے میں امرائے سلطنت سے ملا - امرا نے دوڑ کر معانقہ کیا اور بہت گرمجوشی ظاہر کی - پھر ملک کو صاحب ضیاءالدین کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں بھیج دیا -

گزارے کے لیے آقشہر کا عطیہ :

سلطان نے اس کے متعلق جو کچھ خبریں سنی تھیں ان کا بالکل ذکر نہ کیا بلکہ اسے دلاسا دے کر آقشہر (علاقہ قونیہ) آب گرم کے ساتھ بطور جاگیر عنایت فرمایا اور اپنے غلاموں اور قدیم ملازمان فوج کے ساتھ آقشہر روانہ کر دیا۔

۱- تخوم : حدود -

علاءالدین داؤد شاہ کی علمی و ادبی قابلیت :

ملک علاءالدین داؤد شاہ بہت سے علوم سے خصوصاً علم نجوم سے واقف تھا ـ منطق ، طبیعیات اور الٰہیات بھی خوب جانتا تھا ـ ریاضی کا اچھا ماہر تھا ـ شعر نہایت مؤثر کہتا تھا ـ اس زمانے میں اس نے اپنی یہ رباعی سلطان کی خدمت میں روانہ کی تھی :

شاہا دل دشمنان تو با دردست
رخسارۂ دشمن از تہیبت زردست
انصاف کہ باوجود صد غصہ مرا
در ملک تو آب گرم نانے سردست

افسوس کہ بد رویہ مصاحبوں اور جاہل ہمنشینوں کی منحوس صحبت میں اس نے اپنا ایسا قدیم ملک برباد کر دیا ـ اب ہم پھر اصل بات کی طرف لوٹتے ہیں ـ غرض دوسرے دن سلطان اللہ کی حمایت میں شہر میں داخل ہوا ـ جب ارزنجان کے ملک جھگڑوں سے صاف ہو گئے تو اس نے ان ملکوں کو ملک غیاث‌الدین کیخسرو سلاطین وقت کے دادا کو دیا اور مبارزالدین ارتقش کو اس کی[۱] خدمت میں اتابک کے طور پر روانہ کیا اور بہت سا خزانہ اور بے شمار لشکر ان کے ساتھ بھیجا ـ کامل اور اولاد عادل کی طرف سے چونکہ سلطان کے دل میں کدورت پیدا ہو چکی تھی ، اس لیے اس نے ولی عہدی ملک عادل کے ہوتے ملک عزالدین کو تفویض کی اور امرا سے اس بارے میں عہد لیا ـ پھر شام کی ولایت پر ملک رکن‌الدین کو نامزد کیا کہ وہ بھی ملکہ عادلہ کے بطن سے تھا ـ اس موقع پر نظام‌الدین احمد نے فی البدیہہ یہ دو شعر نظم کیے :

صبحے ز برائے شام روشن کردی   چوں رسم سکندری معین کردی
خورشید را سنجق شاہی دادی   آئین شہنشہی متقن کردی

۱ـ بخدمت او ؟ ترجمہ متن کے مطابق بالکل صحیح کیا گیا ہے مگر اس موقع پر جو واقعات متن میں درج ہیں ان میں الفاظ ''بملک غیاث‌الدین کیخسرو جد سلاطین وقت داد'' کے بعد ''بخدمت او'' سے بیان میں الجھاؤ محسوس ہوتا ہے اس لیے کہ غیاث‌الدین کیخسرو کی شہادت کا ذکر پہلے آ چکا ہے ـ بظاہر ملک غیاث‌الدین سے سلطان علاءالدین کا بیٹا مراد ہے جو اس نام سے موسوم ہوگا ـ اس خیال کی تائید واقعات مندرجہ ص ۱۵۲ سے ہوتی ہے ـ

ارزن الروم اور کوغونیہ پر تاخت کا حکم :

سلطان جب ارزنجان کی مہمات اور قلعوں کے انتظام سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے لشکر کو ارزن الروم اور کوغونیہ پر تاخت کرنے کا حکم دیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے ساتھ ملک رکن الدین جہان شاہ اور ملک مظفرالدین محمد کا کیا برتاؤ رہتا ہے -

ملک رکن الدین کا اظہار اطاعت :

ملک رکن الدین کو جب لشکروں کی آمد کا حال معلوم ہوا تو نہایت عجز و نیاز مندی کے ساتھ پیش آیا اور بہت سے تحائف لشکر میں روانہ کیے - اپنے امرا میں سے ایک شخص کو انتخاب کر کے بہت سا خزانہ اس کے ہمراہ کیا اور سلطان کی خدمت میں روانہ کر کے یہ پیام بھیجا کہ ''میں ہمیشہ سے بندہ ہوں - ارزنجانی[1] نے سرکشی کی تو اس کی سزا پائی - میں تو جب تک زندہ ہوں بندگی سے منہ نہ موڑوں گا اور بندگان عالی کا خیر خواہ و وفادار رہوں گا'' - اُمید ہے کہ آیت[2] لا تزر وازرة وزر اخری[2] (کوئی بوجھ اٹھانے والا (نفس) دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا) بندہ کے حق میں قابل عمل قرار دی جائے گی اور داؤد شاہ کے گناہ میں اس بندۂ بے گناہ پر عتاب نہ فرمایا جائے گا''۔

جب ایلچی سلطان کی خدمت میں باریاب ہوا اور زبانی پیام و تحائف عرض کیے تو سلطان نے بہت التفات فرمایا اور از راہ مکرمت شاہانہ ارزن الروم کی حکومت بدستور اس کے نام رہنے دی اور لشکر کو حکم دیا کہ اس کی ولایت میں قتل و غارت نہ کرے -

ملک مظفرالدین سے جنگ اور کوغونیہ کی فتح

کوغونیہ کا محاصرہ اور ملک مظفرالدین کی صلح جوئی :

سلطان نے حکم دیا کہ اتابک ارتقش ایک زبردست لشکر کے ساتھ کوغونیہ کے محاصرے کو روانہ ہو جائے اور صلح یا جنگ سے اس پر قبضہ کرے - اتابک ارتقش جس دن اس مہم پر پہنچا اسی دن سخت معرکہ آرائی

۱- ارزنجانی سے ملک علاءالدین ارزنجانی مراد ہے -

۲- قرآن مجید ، ۱۶۴ : ۶ -

ہوئی - قلعے کے اندر اور باہر کے لوگوں میں سے بہت سے آدمی ضائع ہوئے -
ملک مظفر الدین اہل قلعہ کی منافقت و اختلاف کے ڈر سے باوجود اس کے کہ
آلات و ذخائر حرب بے شمار رکھتا تھا ، صلح جوئی پر آمادہ ہوگیا اور انجام کار
پر نظر کرکے ایک ایلچی اتابک کے پاس بھیجا کہ وہ اتابک کو سلطان
کی خدمت میں سفارش کرنے پر آمادہ کرے اور قلعہ کوغونیہ کے معاوضے
میں اسے ممالک محروسہ میں سے کوئی جاگیر دلا دے -

کوغولیہ کے عوض دوسرے مقامات جاگیر میں دیے گئے

اصحاب کہف کا مولد :

اتابک نے اس قضیہ کو طے کرنے کے لیے سلطان کے حضور میں
قاصد روانہ کیے - سلطان اس مژدہ سے بہت خوش ہوا اور ملک مظفرالدین
کی عاقبت اندیشی اور احتیاط کی تعریف کرکے اسے کوغونیہ کے بدلے امان
اور نہرکالی جو شام کی حدود میں ہیں اور مقام اربسوے جو اصحاب کہف کا
مولد اور دقیانوس کا دارالسلطنت تھا عطا فرمایا اور محروسہ قیر شہر بھی
بطور جاگیر معاف اور مسلم صورت میں اس کے سپرد کیا - ان تمام مقامات
کے لیے باقاعدہ عہد نامہ قلمبند کرا کے اس کے اور اس کے تین بیٹوں کے
لیے نفیس خلعت تیار کرائے اور قاصد کے ہمراہ مع عہد نامہ ارسال فرمائے -
مظفر الدین کے بیٹوں کے نام فخرالدین سلیمان ، عزالدین سیاوش ، ناصر الدین
بہرام شاہ تھے -

غیاث الدین کیخسرو کی استدعائے دامادی اور مظفر الدین کا انکار :

جب مظفرالدین نے فرمان سلطانی اور عہد نامہ دیکھا تو اسے بہت
تقویت ہوئی اور بخوشی و خرمی قلعہ خالی کرکے محروسہ قیر شہر کی راہ لی
اور آخر عمر تک اطمینان و راحت کے ساتھ زندگی بسر کی - آخر میں سلطان
غیاث الدین کیخسرو نے مظفر الدین کی ایک بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو
مظفر الدین نے انکار کر دیا اور کہا شہزادہ غیاث الدین بیہودگی و خرافات
میں مشغول ہو گیا ہے ، ہماری دامادی کے لائق نہیں - اس جواب سے سلطان
ناراض نہیں ہوا اور اس کی عزت و حرمت کے خیال سے بجائے عتاب کے الٹی
معذرت کی -

۱- و مصالح دریاہا مواج حاصل بود -

پھر ملک مظفرالدین کی بیوی بیٹی ، احکام شرع کے تحت میں سلطان کی حرم محترم میں داخل ہو گئی ۔ ملک مظفر الدین کا جب انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے بھی اسی عزت سے دیکھے گئے ، اور سلطان کی نظر میں خاصے ممتاز رہے ۔

سلطان کا غیاث الدین کو ارزنجان کی بادشاہی پر روانہ کرنا

غیاث الدین کے لیے ارزنجان کی بادشاہی کا فرمان :

جب ملعون کی تسخیر سے فرصت ہوئی تو سلطان نے پھر سیواس کا عزم فرمایا اور مبارزالدین ارتقش کو فرمان دیا کہ غیاث الدین کیخسرو کی بادشاہی کا سامان مہیا کرے ۔ مبارز الدین نے خزانہ میں جا کر نجم الدین طوسی کے مشورے سے ایسا ساز و سامان مرتب کیا کہ اگر بہمن و شاپور زندہ ہو جاتے اور یہ سامان دیکھتے تو حیران رہ جاتے ۔

غیاث الدین کی ارزنجان میں آمد :

غرض پورے انتظام کے بعد ساعت مسعود میں بے شمار فوج کے ساتھ ملک غیاث الدین نے نواح ارزنجان میں قدم رکھا اور اقبال مندی و کامرانی کے ساتھ عنان حکومت ہاتھ میں لی ۔ عدل و انصاف اور شاہانہ نوازش و انعام سے ہر خاص و عام کو گرویدہ کر لیا ۔ اس کی رعیت پروری کی خبر سلطان (علاء الدین) کے گوش مبارک میں پہنچی تو بہت مسرور ہوئے اور خوشنودی ظاہر فرمائی ۔

غیاث الدین کے ارزنجان پہنچنے تک سلطان نے اطراف عالم کے ایلچیوں کو جواب دینے کے لیے تھوڑے دن قیام فرمایا ۔ پھر قباد آباد ، انطالیہ اور علائیہ کا عزم فرمایا اور اوائل خزاں سے ماہ نیسان تک انھی مقامات میں اقامت اختیار کی ۔

قاضی القضاۃ مجیرالدین طاہر ابن عمر الخوارزمی کا سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کی طرف سے ایلچی مقرر ہو کر آنا

جلال الدین خوارزم شاہ اور وفا ملک :

جب سلطان شہید جلال الدین ابن علاء الدین محمد ابن تکش کو

حدود ہند میں لشکر مغل سے شکست ہوئی اور وہ دریائے سندھ کے مہلکہ سے نجات پا کر نکلا تو وفا ملک جو پہلے اس نواح کے اوباش نوجوانوں میں شمار ہوتا تھا ، اپنی پسندیدہ خدمات کی بدولت سلطان کی عنایات و توجہات خاص حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور وفا ملک کے لقب سے عزت پائی ۔ سلطان نے خوش ہو کر اس نواح کی حکومت وفا ملک ہی کو تفویض فرما دی ۔

قاضی القضاۃ مجیرالدین طاہر کی سفارت ، خوارزم شاہ کا خط سلطان علاء الدین کے نام :

جو افواج اس معرکہ میں ادھر اُدھر منتشر ہو گئی تھیں ، جب وہ سب مجتمع ہو گئیں تو سلطان ان کے ہمراہ شہر مراغہ پہنچا اور قاضی القضاۃ مجیرالدین کو جو خوارزم کے زبردست عالم اور علم کلام میں خصوصیت سے نامور تھے ، سلطان علاء الدین کیقباد کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے لیے حسب ذیل خط کے ساتھ بطور ایلچی روانہ کیا ۔ یہ خط شہاب الدین کوسوی کا لکھا ہوا تھا :

"تحیت و سلام کے اوراد کی برکت اور ثنا و مدائح کے لطائف جن سے عقیدے کی صفائی اور باطن کی پاکیزگی مشام دل کو حاصل ہوتی ہے اور محبت و دوستی کی بنائیں مضبوط ہوتی ہیں ، ہر وقت سلطان معظم ، جمشید زمانہ ، ذوالقرنین وقت ، علاء الدنیا والدین ، قطب الاسلام و المسلمین ، فلک المعالی ، ظل اللہ فی العالمین ، افتخار آل سلجوق ملک الملوک و السلاطین ، برہان امیر المؤمنین (سلطان علاء الدین) کی مجلس پر نازل و شامل رہیں ۔"

سعادت اجتماع اور عزت ملاقات حاصل کرنے کی آرزو جو ہر حالت میں باقی رہے گی ، اتنی مختصر نہیں کہ قلم با وصف اپنی تیزی رفتار کے اس کا بیان احاطۂ تحریر میں لا سکے ۔ الخط مایغنی بما لاینفذ (خط اس بات سے بے نیاز نہیں کرتا جو ختم نہ ہوتی ہو) اگرچہ اس سے پہلے زمانہ کے تغیر و انقلاب کی بدولت خط و کتابت کا دروازہ بند رہا جس سے جدائی کے زمانہ میں دوستوں کو تسلی ہوتی ہے ، لیکن آج کے بعد سے مغائرت و بیگانگی کا حجاب دور کرنے اور مؤدت و یگانگی کا باب کھولنے کی کوشش کرنا چاہیے ۔ اور جانبین سے تمسک ان ظفرت بود حر فان الحر فی الدنیا قلیل (اگر تم کسی

شریف کی دوستی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو اسے مضبوطی سے نباہو کیونکہ شریف دنیا میں تھوڑے ہیں) والے مقولے پر عمل کرنا چاہیے۔

خدا کا شکر و احسان ہے کہ جہاد و جنگجوئی کی سنت پر عمل پیرا ہونے میں ہماری آپ کی شرکت ثابت ہے۔ اسی طرح دین و ملت میں بھی ہم دونوں موافق ہیں اور اولی الناس بودک و خلتک من و افقک فی دینک و ملتک (تیری محبت و دوستی کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو دین و ملت میں تیرے موافق ہو) بادشاہان مغرب میں آپ کی ذات گرامی، سرحدوں کی روک تھام اور اہل کفر و فجور کے قلع و قمع کا واسطہ بنی ہوئی ہے۔ میں دیار مشرق میں، شمشیر آبدار سے کفار کے فتنہ و فساد کی آگ بجھاتا رہا ہوں۔ اگر ایسے قرائن جنسیت کے ساتھ بھی ہم نے باہمی تعلقات اور دوستانہ مراسم قائم رکھنے اور نباہنے کی کوشش نہ کی اور حصول منفعت و دفع مضرت میں سہیم و شریک نہ ہوئے تو

فای الناس نجعلہ صدیقا وای الارض نسلکہ ارتیاداً"

(کس سے دوستی کریں گے اور کس زمین پر چل سکیں گے)۔

یہ مراسلہ شہر مراغہ میں جو آج کل رایات فتح و ظفر کا مرکز ہے، اواخر جمادی الآخر میں لکھا جا رہا ہے۔ الحمدللہ کہ آنسامی کی تائید دولت و برکت سے ہمارے ملک کا حال لاکھ لاکھ حمد اور شکریے کا مستحق ہے۔ کامرانی کے اسباب اور جہانبانی کے ذرائع اجتماع است و اتفاق باہمی اور اکابر ملوک و سرداران ملک کی اطاعت کی صورت میں مہیا ہیں۔ ملک موروثی قبضہ میں ہے اور فتوحات جاری ہیں۔ جس زمانہ میں ہم ان ممالک سے غائب رہے، ہندوستان کے شہروں سے ایک طویل و عریض مملکت ہمارے کارکنوں کے قبضہ میں آ گئی۔ ہمارا عزم و ارادہ ہمیشہ اعدائے دین سے انتقام لینے اور اہل اسلام کے دلوں کو تشفی دینے کے لیے وقف رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ آنسامی ہمارے ملک و دولت کی سرسبزی و رونق پر جس سے رعیت کی راحت اور کار پردازوں کی استقامت وابستہ ہے، کس درجہ خوش و خرم ہوں گے۔ اسی طرح

جو سعادت آپ کو حاصل ہوتی ہے ، اس میں ہم اپنے آپ کو شریک اور حصہ دار خیال کرتے ہیں ۔

حال میں صدر معظم ، عالم مجتہد ، قوام الملک مجیرالملۃ والدین شرف الاسلام والمسلمین علامۂ زمان ، دانشمند[1] دوراں ، فخر خوارزم وخراسان ، قاضی القضاۃ ممالک ، ابوالملوک والسلاطین طاہر (ادام اللہ تائیدہ) جو اکابر کے واسطۃ العقد[2] اور گروہ اہل فخر کا خلاصہ ہیں اور قدمائے ملک و اعیان دولت میں سے مخصوص تقرب و امتیاز کے ساتھ مشرف ہیں ، اس کے علاوہ اہم معاملات میں انھیں کے مشورے پر اتفاق کیا جاتا ہے ، آپ کی جانب روانہ کیے جا رہے ہیں ۔ ان کی زبانی وہ تمام پیام گوش گزار ہوں گے جن سے راہ مؤدت کشادہ ہوگی اور بیگانگی و مغائرت کا غبار آئینۂ دل سے صاف ہو جائے گا اور ہماری دوستی کا معیار جو ان پر روشن ہے پورے خلوص کے ساتھ واضح ہو جائے گا ۔ اس طرح کہ آج کے بعد سے جانبین سے ایلچیوں اور قاصدوں کی آمد و رفت[3] پیہم جاری رہے گی ۔ مناسب ہوگا کہ آں محترم بھی ان کی باتوں کو جو ہمیشہ ملوک و سلاطین کے کانوں تک پہنچتی رہتی ہیں ، سمع قبول سے سنیں اور جو کچھ وہ کہیں اور بیان کریں اسے ہمارا ہی کہا ہوا اور ہمارا ہی پیام خیال فرمائیں ۔ امید ہے کہ وہ اپنی معروضات سے ہمارے مراسم خلوص و دوستی کی کیفیت و کمیت نہایت صفائی اور نیک نیتی سے واضح کریں گے" ۔

سلطان علاء الدین کے یہاں قاضی صاحب کا اعزاز و اکرام :

جلال الدین خوارزم شاہ نے یہ خط دے کر مجیرالدین طاہر کو سلطان کی خدمت میں بھیج دیا ۔ سلطان نے قاضی القضاۃ کی تعظیم و تکریم میں بہت مبالغہ سے کام لیا ۔ جس وقت سیر کو جاتا تو قاضی صاحب کو اپنے ساتھ لے جاتا ۔ وہ ان کے ساتھ نہایت بے تکلف ہو گیا ۔ ہر قسم کا تکلف اور اجنبیت درمیان سے اٹھا دی ۔ اور یہ طے کیا کہ سلطان جلال الدین

۱- باقعتہ الدوران زمانہ کا دانشمند ، زیرک ۔

۲- واسطۃ العقد : ہار کے بیچ کا نفیس جوہر یعنی اکابر میں سب سے نفیس شخص ۔

۳- مردو : آمدورفت

کی مخدرات میں سے ایک لڑکی جو اتابک ابوبکر بن سعد والی شیراز کی بہن سے تھی ملک غیاث الدین کیخسرو کے نکاح میں دے دی جائے اور اس طرح باہم رشتہ قائم کیا جائے ۔ پھر اس خط کے جواب میں مجیر الدین طغرائی اسد آبادی کا مسودہ کیا ہوا یہ خط ارسال کیا :

خوارزم شاہ کے خط کا جواب :

''چونکہ اللہ تبارک و تعالی نے فخر و مباہات کے جوہر اور بلند و اعلی مناقب و اوصاف سلطان معظم ، شہریار بنی آدم ، سکندر روم ، صاحب قران عالم ، علاء الاسلام و المسلمین سلطان جلال الدین کی ذات شریف میں ودیعت فرمائے ہیں ، اور نہایت صحیح و درست دلائل کے ساتھ لطف و احسان کی گراں قدر خوبیاں عطا کی ہیں ، اس لیے اسی قاعدے سے کہ لیس من اللہ بمستنکران یجمع العالم فی واحد (یہ بات اللہ سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ایک شخص کے اندر ساری دنیا (کی خوبیاں) جمع کر دے) یہ بھی اس نے چاہا کہ موانست و میلان باہمی کی ابتدا اور اشتیاق و توجہ کی سلسلہ جنبانی بھی آں محترم کی طرف سے ہو تاکہ دلنوازی و دوست‌داری کی تمام قسمیں اور لطف و عنایات کے سارے وصف آں جناب کو تسلیم و میسر ہو جائیں۔ ابی الفضل الا ان یکون لاھلہ (فضیلت صرف ان لوگوں کو میسر ہوتی ہے جو اس کے اہل ہوں) ۔ (چنانچہ) اسی قاعدے کی بنا پر آپ نے اس مخلص کے ساتھ مراسلت کا افتتاح فرمایا اور قواعد دوستی کا لحاظ کرنے میں سبقت کی ۔

جب آپ کا خط ، جو سرمایۂ فخر و مباہات ہے ، پہنچا تو جو شوق پہلوؤں میں پوشیدہ ، سینہ میں قائم تھا مشتعل ہو گیا اور سوز محبت کا شعلہ ثریا تک پہنچا :

و ابرح ما یکون الوف یوماً اذا دنت الخیام من الخیام[1]

(جب محبوب کے خیمے میرے خیمے کے قریب آ جاتے ہیں تو یہ فاصلہ اس سے زیادہ تھکا دینے والا بن جاتا ہے جتنا ایک ہزار دن کی مسافت تھکاتی ہے) اللہ علیم ہے کہ جب سے ملعون کافروں سے انتقام لینے اور اہل دین کے قلوب کو تسلی دینے کے لیے رایات منصور کا بتواتر حرکت میں آنا معلوم ہوا ہے ،

۱۔ غالباً یہی مضمون فارسی کے اس مشہور شعر میں ادا کیا گیا ہے :

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد (م)

خصوصاً آں سلطان معظم کی عالی ہمتی و کامرانی کی بشارت کا علم ہوا ہے لحظہ لحظہ ملاقات کا شوق بڑھتا جاتا ہے اور آرزوئے مراسلت ترقی کرتی جاتی ہے۔ مگر یہ بات آپ سے پوشیدہ نہ ہوگی کہ اس مخلص کو ہمیشہ گرما و سرما کا سفر چاروں طرف تلوار کے سایہ[1] میں طے کرنا اور جہاد کرنا پڑتا ہے اور یہی بات جو آپ نے مراسلۂ گرامی میں بیان فرمائی اور ایسے قرائن جنسیت میں شامل فرمایا ہے میری طرف سے عذر کے لیے کافی ہے۔

دوسرے یہ کہ خدائے عز و جل نے افتتاح رسم و مراسلت کا شرف آں محترم کو عطا فرمایا ہے تو یہ الطاف و عواطف (یعنی ملاقات میں پیش قدمی) بھی آپ ہی کے حصے میں رکھے ہیں۔ اس کے خلاف جرأت کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اب کہ وسعت تعلقات کی اجازت عطا کی ہے، یقین ہے کہ متواتر مراسلات سے آپ کو زحمت ہوگی۔

صدر کبیر عالم، مجیر الدولہ و الدین، ظہیر الاسلام و المسلمین، نصیر الملوک و السلاطین، صدر صدور خوارزم و خراسان، افتخار جہاں علامہ ظاہر پہنچے اور ان کے ذریعہ سے پیامہائے گرامی اور مراسلۂ مبارکہ وصول ہوا۔ اس کے مطالعہ سے ان کے الطاف عمیم کی بیاض خلوص نمایاں ہوئی اور علامہ موصوف نے اپنے چند روزہ قیام میں سب کے دل شاہانہ بلند خیالیوں کے ذکر سے اپنا لیے اور جان و روح کو تقویت پہنچائی۔

جواب کے لیے امیر سپہ سالار صلاح الدین خدمت گرامی میں باریابی کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مامور ہوئے۔ قوی امید ہے کہ جب ملازمت و باریابی سے مشرف ہوں تو جو کچھ یہ کہیں اور بیان کریں آپ اس پر بھروسہ[2] فرمائیں اور اسے ہمارا ہی کہا ہوا خیال فرمائیں اور محبت و دلنوازی کی جو بنیاد قائم کی ہے اسے پیہم مراسلت و دوستانہ پیام و سلام سے مضبوط کرتے رہیں لوکان فیما یراہ من کرم فیہ مزید فزادک اللہ (کرم کی نسبت جو کچھ خیال کیا جاتا ہے، اس میں زیادتی ہو سکتی ہو تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے اسے بڑھا دے) تاکہ یہ مخلص طریق خدمت پر گامزن رہے اور مؤدت و پیوستگی کے تعلقات مضبوط و قائم رہیں۔ والسلام"

قاضی مجیرالدین کی وفات:

جب قاضی مجیرالدین سیواس پہنچے تو ایک مہلک مرض میں مبتلا

۱- ظلایل: ظل کی جمع، سائے۔

۲- تعویل: بھروسہ کرنا۔

ہوگئے ۔ اسی میں ان کا انتقال ہو گیا ۔ صلاح الدین تحائف و ہدایا ساتھ لےکر روانہ ہوا اور مقام اخلاط میں اس وقت پہنچا جب کہ سلطان جلال الدین اخلاط کے محاصرے میں مشغول تھا ۔

سلطان جلال الدین کے سفیروں کا دوسری بار آنا

صلاح الدین کے جواب میں سلطان جلال الدین نے ملک جمال الدین قرخ طشتدار (اپنے باپ کے مقرب امیر) اور جمال الدین ساوجی و نجم الدین ابوبکر جامی کو ان ہدیوں کے ساتھ جو اس وقت میسر ہوئے یا خزانہ و اصطبل میں موجود تھے ، سلطان علاء الدین کی خدمت میں جانے کے لیے نامزد کیا ۔ خوارزم کے دو جلیل القدر امیر بھی ساتھ کیے اور سلطان کے مراسلہ نگار کی تعظیم و توقیر کرنے کی بہت تاکید کر دی ۔

سلطان جلال الدین کے حکم کے مطابق جب یہ لوگ حدود روم میں پہنچے تو اس وقت سلطان علائیہ میں تھا ۔ رہبروں نے ان لوگوں کو دشوار گزار دربندوں اور پہاڑ کے خوفناک و مشکل راستوں سے نکالا اور ان کی آمد کی خبر سلطان کو پہنچائی ۔

سلطان علاء الدین کی جانب سے سفیروں کا استقبال اور تواضع :

سلطان نے حکم دیا کہ امرائے کبار خاص کوتل گھوڑوں کے ساتھ استقبال کو جائیں اور ایک پر فضا مقام پر انھیں ٹھہرائیں ۔ پھر پانچ دن تک ان لوگوں کے لیے سفر کا غبار دور کرنے[1] اور مسافرت کی مشقت اور تکان[2] زائل کرنے کے لیے نہر کے کنارے قیام کرنے اور سامان عیش (جام وغیرہ) مہیا رکھنے کا انتظام کیا گیا ۔ ہر قسم کی تواضع مدارات سے میزبانی کی گئی ۔ چھٹے دن طلوع آفتاب کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ کمال الدین کامیار اور ظہیر الدین ترجمان ان کی مزاج پرسی و رسم تعظیم ادا کرنے کے لیے جائیں اور مہمان خانے میں پہنچ کر راستہ کی تکلیف و راحت کا حال دریافت کریں اور ہمارے حضور میں آنے کی دعوت دیں ۔ جب یہ لوگ بارگاہ خسروی میں پہنچے تو اپنے عجب و نخوت کے باوجود ان پر دہشت و حیرت

۱۔ نفض : جھاڑنا ، رفع کرنا ۔
۲۔ و عثاء : تکان ۔

عالب ہو گئی ۔ بے اختیار زمین پر پیشانی رکھ دی ۔ سلطان نے نیم قد الھ کر تعظیم دی ۔ ان لوگوں نے نامہ پیش کیا اور زبانی پیام بھی عرض کیا ۔ اس کے بعد اپنی قیام گاہ کو واپس ہوئے ۔

سلطان علاء الدین کا ایلچیوں سے خطاب اور خوارزم شاہ کے نام پیام

ایک ہفتہ تک ، پھر انھیں کامل سکون و آرام پہنچایا گیا ۔ آٹھویں دن سلطان نے بزم آراستہ فرمائی اور ان کو طلب فرمایا ۔ ایلچیوں سے ملاقات کے لیے جو تخت زریں گوہرنگار تیار کرایا تھا اس پر جمشیدی شان لیے بیٹھا اور تاج کیقبادی سر پر رکھا اور خدا کی حمد اور سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد ایلچیوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ :

''سلطان غازی کو اس محب مخلص کا بہت بہت سلام پہنچاؤ اور ہمارے جوش اشتیاق سے جو ان کی ہمت بلند کی طرح بڑھا ہوا ہے انھیں مطلع کرو اور ان سے کہو کہ ہمارا انتہائی مقصد یہ تھا کہ جب سلطان کی تیغ انتقام مخالفان ابخاز کی سرکوبی کے بعد نیام میں ہو اور خطۂ تفلیس کی فتح سے فرصت ہو جائے تو چند روز کے لیے تفریح و گلگشت کے طور پر روم کے مرغزاروں میں بسر فرمائیں اور اس طرح فراق ملاقات سے بدل جائے ۔

اگرچہ آں جناب کی رعایت خاطر اور مطابق شان مدارات مجھ جیسے مخلص کی بساط[۱] سے باہر ہے ، تاہم (امکانی) خدمات بجا لائے گا ۔ حال ہی میں تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے غرض مند لوگوں کے بھکانے سے جو انسانوں کے شیاطین ہیں ، قبۃ الاسلام اخلاط کے محاصرہ پر کمر باندھ رکھی ہے ۔ یہ بات رائے درست سے بعید معلوم ہوتی ہے ۔ میں آپ پر وامر بالمعروف وانہ عن المنکر (اچھی بات کا حکم دو اور بری بات سے منع کرو) کے تحت میں واضح کرتا ہوں کہ بہتر یہ ہے کہ تاتار کے لشکر سے صلح کر لیں اور اگر ممکن ہو تو جہاں تک گنجائش نظر آئے اپنی طرف سے صلح جوئی کی ابتدا کریں ، بلکہ جہاں تک گنجائش نظر آئے اس بات میں کمی نہ کریں ۔

۱۔ وعاء : ظرف ، مراد بساط ، مجال ۔

میرا خیال ایسا ہو رہا ہے کہ ایلچیوں[1] کی خدمت میں قاصد بھیج کر تمام اہل اسلام کی مصلحت کے لحاظ سے سلطان شہید علاءالدین محمد کی عاجلانہ حرکت کی معذرت چاہوں۔ امید ہے کہ نرم گفتاری اور صرف زر کی بدولت اس عالمگیر فتنہ کی آگ بجھ جائے۔ سلطان کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں بلاشبہہ اس ارادے کو قوت سے فعل میں لاؤں گا۔ چونکہ سلطان معظم اس قضیہ میں شریک و سہیم ہوں گے، اس لیے ان تک یہ حکایت پہنچانا واجب و لازم معلوم ہوا۔

اگر سلطان کو عاقبت اندیشی ملحوظ ہو تو انھیں چند امور مد نظر رکھنا چاہئیں۔ ایک یہ کہ ارمن اور اس کے دیار کے باشندوں کی خونریزی سے باز آئیں۔ اپنے لشکر وہاں سے ہٹا لیں اور اران کی طرف بھیج دیں۔ لشکر مغل میں ایلچی بھیج کر صلح کی تحریک کریں اور عہد کریں کہ کسی طرح اسلامیوں کی سلطنت میں غدر خون ریزی کی غرض سے نہ پہنچیں گے کیونکہ یہ ایک نہایت مذموم فعل ہے اور اس کا مآل برا ہے۔ اس مشورہ پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بیہودہ گردی اور نامناسب طور پر بسر اوقات کرنے سے نجات ہو جائے گی۔ مجھ سے جہاں تک ممکن ہوگا، سیم و زر و جواہرات اور دوسری خدمات سے دریغ نہ کروں گا۔

اور اگر اصحاب غرض کے کہنے سے ان نصائح پر توجہ نہ کریں گے تو حمیت اسلامی اور اصول جہانبانی کے لحاظ سے عملی طور پر نصیحت منوانا ضروری ہو گا اور ہم بھی آیہ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احداھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امراللہ فان فاءت فاصلحوا بینھما بالعدل[2] (اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کر دو۔ پھر اگر ان میں ایک کا گروہ دوسرے پر زیادتی کرے

۱۔ ایلچیوں سے مراد ایل خانی تاتاری ہیں جن کا اس زمانے میں بڑا زور تھا۔ ان کا بادشاہ ایل خاں کہلاتا تھا۔ م

۲۔ قرآن مجید، ۹ : ۴۹ ۔

تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے ، پھر اگر رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان اصلاح کر دو) پڑھیں گے اور حصول منفعت اور دفع اذیت کو واجب جانیں گے ۔ اور اگر اس اثنا میں کسی قسم کی تکلیف پہنچیے تو مضائقہ نہیں کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی امانت سے متعلق اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکے ہوں گے اور پسندیدہ کوشش سے فارغ ہو جائیں گے ۔ اور اگر پردۂ غیب سے ہمیں فتح کی صورت نظر آئی فہوالمراد ۔ والبادیٔ اظلم (زیادتی کی ابتدا کرنے والا زیادہ ظالم ہے) ۔

سلطان علاء الدین کی طرف سے التونبہ چاشنی گیر کی روانگی :

جب سلطان جلال الدین کے ایلچی سلطان سے رخصت ہوئے تو سلطان نے التونبہ چاشنی گیر کو جواب کے عزم سے سامان سفر درست کرنے کا حکم دیا اور ہدایت فرمائی کہ سلطان جلال الدین کو سمجھانے اور راہ پر لانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے ۔ پھر یہ ہدایت کی کہ التونبہ چاشنی گیر کے ساتھ لشکر میں سے ایک ہزار مشہور اور بہادر سوار قوی الجثہ و خوبرو انتخاب کر کے روانہ کیے جائیں ۔

سلطان جلال الدین کی طرف سے علائی لشکر کا استقبال :

جب سب انتظام درست ہوگیا تو یہ لوگ بارگاہ سلطانی سے سفر پر روانہ ہوئے ۔ سلطانی افواج کے خیمے منزل کے قریب پہنچے تو سلطان جلال الدین کو اطلاع دی گئی کہ روم کی طرف سے (ہمارے) ایلچی آراستہ فوج کے ساتھ آ گئے ہیں ۔ سلطان جلال الدین نے حکم دیا کہ خوارزم کے امرائے کبار اور سرداران لشکر خاص سواروں کے ساتھ استقبال کو جائیں ۔ حسب الحکم امرا نے امیرشمس الدین التونبہ کا استقبال کیا ، اس کے اعزاز و احترام کے شرائط بجا لانے میں کوئی کمی نہ کی ۔

جب تھوڑی دیر گزری تو فوج کا ساز و سامان اونٹ ، خچر ، خیام ، تخت و رسنہ کے گلے بھیڑ وغیرہ اور دو سو اونٹ بختی جن پر تمام خزائن ، مطبخ ، شرابخانہ اور سراپردے لدے ہوئے تھے ، اور سو خچر دینار سرخ ، خاص خلعتوں اور زرین آلات کو بار کیے ہوئے پہنچے ۔ یہ تزک و احتشام دیکھ

کر تمام اہل خوارزم حیران رہ گئے ۔ اور سلطان علاءالدین کی تعریفیں کرنے لگے :

کہ شاہی بدان بادشہ درخورد کہ او بندگان را چنیں پرورد

شمس‌الدین التولیہ چاشنی گیر کی چال :

امیر شمس الدین نے حدود اخلاط میں پہنچنے سے پہلے اپنے آپ کو درد نقرس کا مریض کہنا ، نقلی لیپ[1] لگانا اور محافہ میں بیٹھنا شروع کر دیا تھا کہ جب سلطان جلال‌الدین کے پاس پہنچے تو زمین پر پیشانی رکھنے سے معذور رہے ۔

دوسرے دن سلطان جلال الدین نے خوارزم کے سر لشکروں کو طلب کیا اور درگاہ و بارگاہ کو شائستہ طور پر آراستہ کیا ۔ فخرالدین علی شرف الملک خوارزمی اگرچہ وزارت کے عہدہ پر فائز تھا لیکن دربار کے دن کندھے پر گرز سنبھالے بارگاہ کے دروازہ پر کھڑا ہو کر ایلچیوں سے سوال جواب کا فرض انجام دینا تھا ۔ وہ اس موقع پر بھی حاضر تھا ۔ امیر شمس الدین کو محافہ میں بٹھا کر سامنے لایا گیا ۔ جب بارگاہ میں آیا تو زمین بوسی نہ کر سکنے پر بہت معذرت کی جو قبول ہوئی ۔ پھر شمس الدین نے ہاتھ چوم کر سلطان کا دیا ہوا خط پہنچایا ۔

رسم رسالت سے فرصت پا کر شمس الدین اپنی قیام گاہ میں پہنچا اور اس نے خوارزم کے امرا کو طلب کر کے شاہانہ خوان ضیافت بچھایا اور بزم خسروی ترتیب دی ۔ خوارزم کے امرا نعمت و حشمت کی یہ کثرت دیکھ کر بہت متعجب ہوئے ۔ ایک ماہ تک یہی حالت رہی ۔ سوائے راگ رنگ اور بادہ نوشی کے کوئی مشغلہ نہ تھا ۔

اس کے بعد ایک دن سلطان جلال‌الدین نے اپنے افسران و حکام سے کہا کہ ہم نے روم کے ایلچی سے ایک دن بھی لطف و التفات کا برتاؤ نہیں کیا نہ اپنی دوستی کا اظہار کر سکے ، اس لیے اب رائے یہ ہے کہ محفل آراستہ کر کے اس کو نوازیں ۔ سب نے یک زبان ہوکر کہا کہ ان کے پاس آلات بزم بہت ہیں ، ان کا دسواں حصہ بھی کسی بادشاہ کے پاس مدتوں

۱۔ طلاے مزور: نقلی لیپ ، یہاں طلا لیپ کے معنی میں ہے جو مقام درد پر لگایا جاتا ہے ۔

میں جمع نہ ہوئے ہوں گے - وہ ہمیشہ اپنے ساتھ خوشگوار غذائیں اور نفیس و اعلیٰ درجہ کی شرابیں مہیا رکھتے ہیں - ہمیں اپنی لاج[1] رکھنا چاہیے اور ایسی ہوس نہ کرنا چاہیے -

جب چاشنی گیر کا زمانۂ قیام دراز ہو گیا تو سلطان علاءالدین کو اس کی غیبت سے تکلف ہونے لگی - کمال الدین کامیار کو جری کے طریقے پر روانہ کیا تاکہ حالات معلوم کر کے اطلاع دے - جب کمال الدین سلطان جلال الدین کی خدمت میں پہنچا اور اس سے ہر قسم کی گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ سلطان جلال الدین کسی طرح صلح پر آمادہ نہیں ہے - مجبور ہو کر واپسی کی اجازت چاہی - سلطان نے اجازت دے دی اور خلافط کے بارے میں مبہم اور فریب آمیز جواب دیا -

غروراً واحادیثا ملفقہ لیست بنبع اذا عدت ولاغرب

(جب بناوٹی باتوں کی اور بہتان تراشی کی تیاری کر لی جائے تو یہ اصل بنائے مخاصمت نہیں ہوتیں اور اس میں کوئی تعجب کا مقام نہیں) اور کہا کہ اگر سلطان کے دامن دل پر کسی قسم کا غبار بیٹھ گیا تو معذرت خواہی اور تمہید معافی[2] سے دور ہو جائے گا - تم لوگ سلامت واپس جاؤ اور ہماری طرف سے مخلصانہ تسلیم پہنچاؤ - ہمارے ایلچی بعد میں پہنچیں گے اور عہد نامے اور خطوط کے جواب مفصل پہنچائیں گے -

علائی امرا کی واپسی اور اثنائے راہ میں رکن الدین کو فہمائش :

امیر شمس الدین و کمال الدین کامیار سلطان سے رخصت ہو کر خوارزمیوں کی لشکر گاہ سے جلد روانہ ہو گئے اور دور دراز کا راستہ طے کر کے اسباب و خیام ایک جگہ چھوڑا اور خود تنہا سلطان علاءالدین کی بارگاہ میں حاضر ہوئے - راستہ میں رکن الدین جہاندار شاہ کو ارزن الروم میں سمجھاتے آئے کہ دوست صورت دشمنوں سے سازش نہ کرنا اور سلطان علاءالدین کی خیر خواہی و وفاداری سے منہ نہ موڑنا -

خوارزم شاہ سے رکن الدین کی سازش :

برخلاف اس کے یہ لوگ ارزنجان پہنچنے سے پہلے ہی سلطان جلال الدین سے مل لیے اور اسے ممالک روم پر حملہ کرنے کی ترغیب دی -

---

۱- ناموس نگاہ باید داشت -

۲- ازاحت یابد : دور ہو جائے گا -

جلال الدین نے جب سلطان علاءالدین کے سب حالات معلوم کر لیے تو مقابلہ و مقاتلہ پر تیار ہو گیا ۔

سلطان علاء الدین نے واقعات سن کر کمال الدین کامیار کو ملک کامل اور دوسری اولاد عادل کو بلانے کے لیے روانہ کیا اور فرمایا کہ بطور احتیاط دس ہزار سوار ، چاشنی گیر ، کند اصطبل مبارزالدین عیسیٰ ، اور نورالدین کاخی کے ہمراہ ارزنجان روانہ ہوجائیں اور دربندوں کی حفاظت کریں ۔

امیر کمال الدین کی ملک اشرف کو تنبیہ :

جب کمال الدین کامیار ملک کامل اور ملک اشرف کے پاس پہنچا تو انھوں نے ابتداءً حیلہ حوالہ کیا ۔ صاف جواب دینے سے گھبراتے تھے ۔ کمال‌الدین نے جھڑک کر کہا کہ اگر اس موقع پر مدد نہ کرو گے تو کل خدا محفوظ رکھے اگر کوئی ناشدنی امر پیش آیا اور خدانخواستہ حرم سلطان کو نامحرموں کے قبضہ میں دیکھا تو اس وقت نادم[1] ہونے اور غصہ سے دانت پیسنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔ یہ بات ان کے گلے[2] اتر گئی ۔ فوراً کمال الدین کی رائے سے متفق ہو گئے اور فوجیں جمع کرنا شروع کر دیں ۔

ملک کامل کی حران کو روانگی اور فرنگیوں کے حملے کی اطلاع :

ملک کامل بہت سا لشکر لے کر حران تک جا پہنچا ۔ حران میں اس کے پہنچتے ہی مصر کی طرف سے قاصد آئے اور خبر دی کہ فرنگیوں نے بہت بڑی جماعت کے ساتھ جس کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے حملہ کیا ہے اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے دریا کے کنارے تک آ پہنچے ہیں ۔

ملک کامل کی واپسی اور دشمنوں پر فتح :

اس خبر سے ملک کامل پریشان ہو گیا اور نہایت عجلت کے ساتھ واپس ہو پڑا اور معذرت کے لیے ایک خط سلطان کے پاس بھیجا ۔ جب وہاں پہنچا تو خدا نے اسے فتح عطا کی ۔ کفار تباہ ہوئے ۔ اس مہم سے مطمئن ہو کر ملک کامل نے ملک اشرف ، ملک جواد ، ملک غازی ، ملک

۱۔ عرق آدم : غصے سے دانت پیسنا ۔

۲۔ ایں سخن ایشان را گلوگیر آمد ۔

حیثیت اور ملک عزیز کو سلطان علاء الدین کی خدمت میں روانہ کیا ۔

ملک اشرف کے ساتھ سلطان کی ملاقات اور استقبال کا تذکرہ

سلطان نے حکم دیا کہ ملک اشرف کی منزل تک ایک نہایت عظیم الشان اور زبردست بارگاہ سبزہ زار میں نہر کے کنارے لگاؤ جائے ۔ خزانہ ، فراش خانہ ، طشت خانہ ، شراب خانہ اور مطبخ زریں آلات کے ساتھ جس کا ساز و سامان بادشاہوں کے لائق ہو ، مہیا و مرتب کیا جائے ۔ اس انتظام کے بعد سلطان استقبال کے لیے بڑھا ۔ سلطان کا چتر نظر آیا تو ملک اشرف گھوڑے سے اتر پڑا اور بندگی بجا لانے کے لیے زمین پر جھکا ۔ جب دونوں نزدیک ہوئے اور سلطان نے ملک اشرف کو پیادہ دیکھا تو خود بھی پیادہ ہو گیا ۔ ملک اشرف نے تعظیماً چند جگہ زمین پر سر رکھا ۔ پھر دونوں معانقہ و دست بوسی وغیرہ کے بعد سوار ہوئے ۔ سلطان نے بہت نوازش ظاہر فرمائی اور معذرت کی کہ آپ کو بہت زحمت ہوئی امید ہے کہ آپ کی برکت سے دارالسلطنت کی عظمت بڑھ جائے گی ۔ ملک اشرف نے پھر اتر کر ادب سے زمین کو بوسہ دیا ۔ اب سلطان کے اشارے سے طوق اور باگ ڈورسے سجا ہوا نہایت عمدہ خچر ملک کے سامنے پیش کیا گیا ۔ ملک اس پر سوار ہوا اور سلطان سے باتیں کرنے لگا ۔ امیر کمال الدین درمیان میں ترجمانی کرتا جاتا تھا ۔

ملک اشرف کی شاہانہ مدارات :

جب اس شان سے سواری سبزہ زار میں پہنچی تو سلطان نے حکم دیا کہ اکابر دولت ملک کے ساتھ سراپردہ تک جائیں اور اس کی خدمت میں حاضر رہیں ۔ ملک جب خیمہ میں داخل ہوا تو اس کے لیے اتنی نعمتیں اکھٹا تھیں کہ نگاہیں سیر ہو گئیں ۔ جب دسترخوان سے اٹھ کر خواب گاہ میں آیا تو شاہانہ سامان ، بستر ، طشت اور زریں آفتابے (لوٹے) ، مرصع ، انگیٹھی ، سفری حمام ، خوبرو غلام سب انتظام مکمل پایا ۔ بہت خوش ہوا اور سلطان کی بہت تعریف کی ۔

چونکہ مسافت طے کرنے کی وجہ سے تھکا ہوا تھا اس لیے حمام کرنے کی خواہش کی ۔ پھر غسل وغیرہ سے فرصت پاکر بارگاہ عام میں آیا اور ملوک و اخوان کو طلب کیا ۔ اتنے میں شرابدار حاضر ہوئے اور

بزم عشرت کا سامان ترتیب دیا ۔ جب شراب ناب نے اہل مجلس کے دماغ میں اثر کیا اور نیند کی گرانی محسوس ہونے لگی تو مجلس برخاست ہوئی اور لوگ منتشر ہو کر آرام میں مصروف ہوئے ۔

دوسرے دن علی‌الصباح ملک اشرف اور دوسرے تمام ملوک بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے ۔ سلطان بارگاہ سے سوار ہو کر باہر آیا ۔ ان لوگوں نے بھی گھوڑوں کی پیٹھ پر سے رسم بندگی ادا کی ۔ سلطان نے نوازش و پرسش فرما کر عذر کیا کہ اگر تعظیم و احترام میں کچھ کمی ہوئی ہو تو معاف فرمائیں ۔ پھر ملک اشرف گھوڑے سے پیادہ ہوا اور سلطان کے حکم سے اسپ خاصہ پر سوار ہوا ۔

غرض سلطان نے اس پر نوازش اور کرم‌فرمائی میں نہایت مبالغہ کیا ۔ خلعت ، صلہ ، اظہار تعظیم وغیرہ میں نہایت کوشش فرمائی ۔ پھر ملک اشرف اور اس کے سب بھائیوں کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور دور شراب میں شریک کیا ۔ جب شراب کا نشہ ظاہر ہوا اور آرام کی ضرورت محسوس ہونے لگی تو وزیر کو حکم دیا کہ جب ملک اشرف اپنی آرام‌گاہ کو جانا چاہے تو بارگاہ کو تمام اسباب بزم کے ساتھ آراستہ کر کے اور گراں بہا شاہانہ خلعت اور صبا رفتار گھوڑے کے ساتھ اس کے بعد ہی روانہ کر دیا جائے ۔ اور ملک اشرف کے تمام بھائیوں کے ساتھ بھی سلوک کیا جائے اور وہ سلوک اتنا گراں قدر اور اہم ہو کہ اس کا ذکر قیامت تک رہے ۔ وزیر نے ان احکام کی تعمیل کی ۔

دوسرے دن صبح کو سلطان نے شہر کا عزم فرمایا ۔ جب دروازے کے نزدیک پہنچے تو ملک اشرف گھوڑے پر سے اتر پڑا اور سلطان کا زین پوش اٹھا کر کندھے پر رکھ لیا ۔ تمام سرداران شام پیادہ ہو گئے اور جب تک میدان نہ آ گیا سلطان کے ہمرکاب پاپیادہ چلتے رہے ۔

ملک اشرف کی آداب دانی و نیاز مندی :

میدان آنے پر سلطان نے چوگان کھیلنا شروع کیا تو جس وقت اتفاقاً گیند سلطان کے ہاتھ سے گر جاتی ملک اشرف پیادہ ہو کر گیند کو اپنی داڑھی کے بالوں سے صاف کر کے بوسہ دیتا پھر سلطان کے ہاتھ میں دیتا اور سلطان کا خاص گھوڑا کھینچ کر سامنے لایا جاتا ۔ پھر زمین چوم کر سوار ہوتا ۔

سلطان اور ملک اشرف کا مع عساکر سلطان جلال الدین سے جنگ کے لیے یاسی چمن روانہ ہونا

آقشہر کو روانگی :

دوسرے دن علی الصباح نقارہ کی آواز سلطان کے در دولت سے بلند ہوئی اور سلطان نیک ساعت میں روانہ ہوا اور انتہائی ہجوم کی وجہ سے ایک ہفتہ میں سیواس سے آقشہر پہنچا ۔

جلال الدین خوارزم شاہ یاسی چمن میں :

جب سلطان جلال الدین کو اطلاع ملی کہ سلطان اور ملک اشرف اور باقی ملوک و سرداران ملک نامور لشکروں کے ساتھ صحرائے آقشہر میں خیمہ زن ہیں تو اس نے ارزن الرومی کو طلب کر کے یہ واقعہ اس سے بیان کیا ۔ اس نے جواب دیا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے یاسی چمن آنے سے پہلے ہمیں وہاں پہنچ جانا چاہیے ۔ اگر یہ مقام حاصل ہو گیا تو ہمیشہ فتح و نصرت رکاب چومے گی ۔ سلطان جلال الدین ارزن الرومی کے ہمراہ رات بھر نہایت سرعت و تیزرفتاری کے ساتھ سفر کرتا ہوا صبح کو کوہ یاسی چمن پہنچ گیا اور وہاں کے تپ و گیاہ پر قابض ہو گیا ۔

فوج طلایہ خوارزمیوں کے نرغے میں :

جو لشکر اس سے پہلے ارزنجان کی سرحدوں کی حفاظت اور دربندوں کی نگرانی پر گئے ہوئے تھے جب انھیں ملوک شام کے ساتھ سلطان کے قدوم مبارک کی خبر ہوئی تو سب کے سب سلطان کی خدمت میں روانہ ہوئے ۔ امیر مبارزالدین چاولی کو دوسرے امرا کے ساتھ ایک ہزار سوار ساتھ کر کے شبگردی کے لیے پہاڑ کی بلندی پر روانہ کیا ۔ جب رات ہوئی تو طلایہ کی فوج لشکر سے دور ہو کر دن نکلنے تک رات بھر پہاڑ پر پھرتی رہی ۔ جب صبح ہوئی تو اس فوج نے اپنے آپ کو دشمنوں کے لشکر میں پایا ۔ خوارزم شاہ کے ایک لاکھ لشکری گھیرے ہوئے تھے ۔ دفعۃً جنگ شروع ہو گئی ۔ فکشفت الحرب عن ساقیھا و ابدت شراسۃ اخلاقھا و ھمت بسفک الدماء و اھراقھا (پھر جنگ نے اپنی پنڈلیاں کھولیں ، اپنے اخلاق کی برائی ظاہر کی اور خون گرانے اور بہانے کا ارادہ کر لیا) ۔

لشکر علائی کی پسپائی اور باقی ماندہ امرا کی گرفتاری :

اس وقت حالت یہ تھی کہ خوارزمیوں کو مدد پر مدد پہنچ رہی تھی اور سلطان کا لشکر نہایت تھوڑا اور بے یار و مددگار تھا ۔ باوجود اس کے سلطان کے لشکر نے کوشش کی اور اپنے سے دوگنی تعداد کو شربت مرگ چکھایا مگر جب ترکش میں تیر نہ رہے تو وہ مجبورا پیادہ ہوکر رو در رو[1] تیغ زنی کرنے لگے اور بعض قتل اور زخمی ہوئے اور بعض اسیر و گرفتار ہو گئے ۔ اسیروں میں سے جو امرا خوارزم شاہ کی خدمت میں پیش ہوئے ان کے متعلق شاہ نے یہ حکم دیا کہ ان کی گردنوں میں رسی ڈال کر انہیں قید رکھا جائے ۔ جنگ کے انجام پر دیکھا جائے گا ، ابھی خدا جانے کسے فتح نصیب ہو ۔ پھر ارزن الرومی کو بلایا اور اس قلیل[2] جماعت کے شدت سے مقابلہ کرنے کا ذکر کیا اور ارزن الرومی نے جواب دیا کہ ''لشکر روم کی پشت و پناہ پر سوار تھے اور جب خدا کے فضل سے انہیں شکست ہو گئی تو اب سلطنت روم پر آپ ہی کا قبضہ ہے ۔''

سلطان علاء الدین کو اطلاع ۔ ملک اشرف سے مشاورت :

چند نفر سپاہی جو کسی طرح بھاگ کر گرفتاری سے بچ گئے تھے اور راستہ سے واقف تھے ، سلطان علاء الدین کے پاس پہنچے اور ساری سرگزشت بیان کی ۔ سلطان نے ملک اشرف کو طلب فرمایا اور واقعات بیان کرکے مشورہ کیا ۔ ملک اشرف نے بے ہراس ہو کر استقلال سے جواب دیا کہ ''جس لشکر کو پہلے شکست ہوتی ہے آخر وہی کامیاب ہوتا ہے ۔ اس لیے سلطان کو بالکل مطمئن رہنا چاہیے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل اور آپ کے اقبال سے بد بخت دشمن کو اس کا جواب دے دیا جائے گا ۔

۱۔ صفاح را بکفاح در عمل آوردند ۔

۲۔ شرذمہ قلیل ۔

سلطان کے لشکر کا حرکت میں آنا اور خوارزمی فوج طلایہ کی شکست

عربوں کے لشکر کی روانگی—خوارزم شاہی فوج سے مقابلہ اور فتح :

دوسرے دن سلطان نے عربوں کے لشکر کو قابل اعتبار فوج اور نامور افسران لشکر کے ساتھ حملہ کے لیے روانہ کیا ۔ سلطان جلال‌الدین نے اپنی فوج کے بہت سے آدمی بڑی شان کے ساتھ خبر گیری اور طلایہ گردی کے لیے نامزد کردیے تھے ۔ وہ سب سبزہ زار میں آکر نہر کے کنارے اترنا اور اس پر قبضہ کرنا چاہتے تھے کہ سلطان کی فرستادہ فوج پہنچی اور دفعتاً ان پر تلواروں کی بارش ہونے لگی ۔ معرکہ آرائی کی شدت سے کسی کو سر و تن کا ہوش نہ رہا ۔ خودوں کے اندر سر اور زرہوں کے اندر بدن باہمی حرب و ضرب سے مغز پستہ کی طرح پاش پاش ہو رہے تھے ۔ دن بھر یونہی مقابلہ ہوتا رہا ۔ گرد و غبار کی تاریکی سے دن سیاہ رات بن گیا ۔ نیزے اور بھالے شہاب کی طرح چمکنے لگے ۔ اس وقت آخرکار فتح و ظفر نے منہ دکھایا اور خوارزم شاہ کی سپاہ دل ہار کر بھاگی ۔ لشکر منصور کے دلاوروں نے غضبناک افعی کی طرح پھر کر ان سرپھروں[1] کا تعاقب کیا اور جس کو پایا فنا کے گھاٹ اتار دیا[2] ۔ جب ان بزدلوں سے میدان بالکل خالی ہو گیا تو سلطان کی فوج نے آب و گیاہ پر اپنا قبضہ کرکے ایک سوار سلطان کی درگاہ میں بھیجا ۔ دشمن کی شکست و فرار اور آب و گیاہ پر اپنے قبضہ کی اطلاع دی اور التماس کی کہ سلطان اسی جگہ تشریف تشریف ارزانی فرمائیں ۔ چنانچہ سلطان کے حکم سے فوراً خیمے بار کیے گئے ، علمہائے لشکر بلند ہوئے اور تمام لشکر مع بارگاہ سلطانی اپنی جگہ سے منتقل ہو کر اس سبزہ زار میں پہنچ گیا اور وہیں سارے ٹھاٹھ جما دیے گئے ۔ یہ خبر خوارزم شاہ کو پہنچی تو سخت غصہ ہوا اور ارزن‌الرومی پر عتاب کرنے لگا ۔

۱۔ اولاد مقالیب : مقلوبوں سرنگوں لوگوں کی اولاد ۔

۲۔ و انقلبوا صاغرین (قرآن مجید ۱۱۹ : ۷) اور وہ ذلیل ہو کر واپس ہوئے ۔

خوارزم شاہ کے طلایہ کا دوبارہ منہزم ہونا

خوارزمیوں کا حملہ اور ہزیمت :

دوسرے دن دونوں جانب سے بے شمار فوج طلایہ کے لیے نکلی اور تمام رات دشت و جبال میں گشت کرتی رہی۔ جیسے ہی دن نکلا مقابل کی فوجوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر صفیں جمائیں۔ پہلے خوارزمیوں کی فوج نے حملہ کیا، اور تیر و تبر سے لڑنا شروع کیا۔ دیر تک مستقل مزاجی سے اڑے رہے مگر آخر کو ہمت جواب دینے لگی اور سلطان کی فوج نے تلواریں کھینچ کر سختی سے یورش کی۔ جس پر پہنچ گئے اس کی قضا آ گئی، جدھر گزرے کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ اتنا سخت مقابلہ کیا کہ خوارزمیوں کا اقبال ادبار سے بدل گیا اور حملہ کے جوش و خروش نے فرار کی صورت اختیار کی۔ ان کے ہر سوار و پیادہ نے ایڑیاں رگڑ رگڑ کے جان دی۔ فرشتۂ ارواح کو جانیں قبض کرتے کرتے اپنی عاجزی کا اعتراف کرنا پڑا۔ فضا نے ہوائی مردوں کی کثرت سے عشاق کے دل اور بخیلوں کے سینے کی طرح تنگ ہو گئی۔ نتیجہ میں سلطان کا لشکر بے شمار مال غنیمت حاصل کر کے خدا کا شکر ادا کرتا ہوا وہیں مقیم ہو گیا اور فتح کی اطلاع کے لیے اپنا ایک آدمی سلطان کے حضور میں روانہ کیا۔

خوارزم شاہ کا پیچ و تاب :

سلطان علاء الدین نے خود ہی کوچ کر دیا تھا۔ فتح مند لشکر تیزی سے بڑھتا ہوا سلطان کی بارگاہ پر پہنچا جو خوارزمیوں کے معرکے میں نصب کی گئی تھی۔ ادھر خوارزم شاہ کو حیرت و اضطراب نے یکبارگی گھیر لیا۔ اس نے نہایت پیچ و تاب کھایا اور غصے سے گھٹ گھٹ کر ان صدمات کو ارزن الرومی کی نحوست اور بدتدبیری پر محمول کرنے لگا۔ اس حالت میں ارزن الرومی نے خلوت میں خوارزم شاہ کو سمجھایا کہ جو لوگ معرکہ سے بھاگ کر بچ آئے ہیں ان کو بھی دوسرے سرداروں کے ساتھ گرفتار کر کے قتل کر ڈالیے تاکہ جو لوگ باقی رہ گئے ہیں عبرت حاصل کریں اور جنگ میں پتھر کی طرح ثابت قدم رہیں۔ اس طرح دشمن بھی پیش قدمی نہ کر سکیں گے اور قذف فی قلوبهم الرعب[۱] (اور ان کے دلوں میں رعب بٹھا دیا) ان کی صفت قرار پائے۔

۱- قرآن مجید، ۲۶ : ۳۳ -

خوارزمی فراریوں کا قتل :

خوارزم شاہ غصہ میں تو تھا ہی یہ راز پاتے ہی اس نے اپنے لشکر کے سات سو بے گناہ سپاہیوں کو گرفتار کرا کے قتل کا حکم دے دیا اور اس طرح غدار ارزن الرومی کے بھکانے سے قیامت تک کے لیے اپنی بدنامی مول لی اور اپنے حق میں کانٹے بوئے۔

سلطان کی فوج سے خوارزم شاہ کے طلایہ کو تیسری شکست

دوسرے دن صبح ہوتے ہی ساری فوج پھر روانہ ہو گئی۔ سلطان نے اپنے صبا رفتار گھوڑے پر اس جنگل میں سواری کی۔ موسم کی گرمی نے اہل لشکر پر اثر کیا۔ بہادروں کے حلق خشک ہونے لگے۔ سب نے اس سبزہ زار کی نہروں اور چشموں پر جانے کا قصد کیا۔ سلطان نے، چونکہ روزے کی نیت[1] تھی اور وہ مشرب غیرت سے سیراب تھا، اس لیے کنووں اور اپنی فوج کی طرف توجہ نہ کی اور ایک بلند پہاڑ پر آ کر ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا۔ دیکھا تو تمام جنگل دشمنوں سے بھرا ہوا نظر آیا جو برابر خیمے لگائے مور و ملخ کی طرح جمع ہو گئے تھے۔

سلطان کی فوج کا خوارزمیوں پر حملہ :

انھیں دیکھ کر سلطان کی فوج نے حملہ کیا : جواب میں ان کی طرف سے بھی ایک ہزار سوار کے قریب مقابلے کو نکل آئے اور سخت کشمکش و معرکہ آرائی شروع ہو گئی۔ اس مقابلہ نے اتنی سختی اختیار کی کہ اگر تاریکی[2] اچھی طرح نہ پھیل جاتی تو دونوں طرف سے ایک بھی زندہ نہ بچتا۔ الغرض ہر فوج اپنی جگہ واپس ہوئی اور رات بھر ہر سپاہی سامان جنگ اور اسلحۂ جنگ درست کرنے اور نیزے اور تلواریں تیز کرنے میں مصروف رہا۔

۱۔ سلطان بنا بر آنکہ نیت بود : اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان کا روزہ تھا۔

۲۔ تیرگی وازع نمی بود۔

سلطان علاء الدین نے[1] اس شب کو غسل کی تجدید کرکے اپنی عبادتگاہ میں خدا سے مناجات کی اور زبان بے زبانی سے بارگاہ الٰہی میں مدد کی استدعا کرتا رہا۔

دونوں لشکروں کا مقابلہ اور سلطان جلال الدین کی شکست، ارزن الرومی اور اس کے بھائی کی گرفتاری

حملے کی تیاری:

شنبہ کے دن ۲۸ رمضان ۶۲۷ھ کو علی الصباح سلطان نے حکم دیا کہ ہماری تمام فوج مسلح ہو کر صفیں آراستہ کرے اور میمنہ و میسرہ و قلب و ساقہ کو باقاعدہ ترتیب دے۔ شیران کارزار جان نثاری کے جوہر دکھائیں اور چونکہ دشمن کچھ ایسے فاصلہ پر نہیں ہے بلکہ خیمے دو کمانوں[2] کے فاصلہ کی طرح قریب ہیں اس لیے اکبارگی مقابلہ کرکے جو کچھ مقدر میں ہو ظاہر کریں۔

سلطان علاء الدین کی سواری — ملک اشرف کا مشورہ:

تعمیل حکم میں فوراً نقاروں کی آواز سے میدان گونجنے لگا۔ علموں پر بنے ہوئے سونے چاندی کے مصنوعی چاند[3]، سورج اور عیوق (روشن ستارے) سلطان کے سمند صبا رفتار سے باتیں کرنے لگے۔ اسی طرح دوسری جانب بھی تیاری ہوئی۔ ایک لاکھ سے زائد فوج صف کارزار میں آ گئی۔ اس موقع پر ملک اشرف سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر آج سلطان بجائے گھوڑے کے خچر پر سوار ہوں بلکہ خچر کی بھی پچھاڑی باندھ دیں تو بے شک اس لشکر کی ہر روباہ بھی دس شیروں کے برابر

۱۔ اوطار بفرمود؟ اوطار وطر کی جمع ہے۔ غالباً مقاربت یا ہم بستری مراد ہے۔

۲۔ قاب قوسین او ادنٰی۔ (قرآن مجید ۹ : ۵۳) دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم۔

۳۔ منجوق : مصنوعی چاند
قبہ : سورج (عبہہ غلط ہے)
عیوق۔ قدر اول کے ایک درخشاں سرخ ستارے کا نام جو ثریا کے پیچھے ہوتا ہے۔

ہوجائے اور حوصلہ پا کر دشمن کو آسانی سے شکست دے سکے ۔ سلطان کا ایما پاکر فوراً خچر تیار کر کے سامنے کیا گیا ، سلطان نے اس پر سواری کی ۔

خوارزم شاہ کی نگاہ حسرت علائی لشکر پر :

جب یہ سب تیاریاں ہوگئیں اور مقابلے کا وقت قریب آیا تو خوارزم شاہ نے ایک پشتے پر چڑھ کر سلطان کے لشکر پر نظر ڈالی - بے ساختہ اس کے دل سے آہ نکل گئی اور حسرت کے ساتھ بولا کہ اگر یہ لشکر میرا ہوتا اور ایسی فوج کے ساتھ تاتاریوں کے مقابلے پر جاتا تو بالیقین انہیں تباہ و برباد کر دیتا اور زمین کی نباتات کی آن شکاری۱ کتوں کے خون سے پرورش کرتا - پھر آنکھوں سے آنسو بہاتا ، دل سے صبر کو رخصت کرتا ہوا اپنے لشکر کے قلب میں آیا ۔

خوارزمی فوج کو شکست :

اب جنگ شروع ہوئی ۔ ملک اشرف اور کمال الدین کامیار نے شیرانہ حملہ کیا اور میمنہ کی فوج کو میسرہ پر ڈال دیا اور سب کو چاروں طرف سے گھیر کر ایک ایسی تنگ جگہ میں روک دیا۲ جہاں نہ لڑنے کی جگہ تھی، نہ بھاگنے کا موقع - سلطان جلال الدین کی فوج سخت پریشان ہوئی ۔ سلطان جلال الدین نے جنگ میں بالکل حصہ نہ لیا - فوراً علموں کی طرف گھوڑا دوڑایا اور ساہچہ نشان و بیرق و پرچم وغیرہ علموں سے نکلوا کر فتراک میں بندھوایا اور ووخدان کی طرف سیر کے وقت بھاگ کر مقام ذمیل میں دم لیا ۔ ادھر عربی فوج نے غارتگری شروع کر دی ادھر روم کا لشکر کئی جماعتوں میں تقسیم ہوکر دشمنوں کے تعاقب میں سرگرم تھا ۔

والی ارزن الروم اور اس کے بھائی کی گرفتاری :

اس ہنگامے میں یہ لوگ تیغ زنی کرتے ہوئے والیٔ ارزن الروم تک جا پہنچے، اس کے پاس ہی اس کے برادر گرامی کو بھی دیکھا ، جو اس کا ہم شکم تھا - دونوں کو پکڑ کر سلطان علاء الدین کی خدمت میں لائے - ارزن الرومی خجلت زدہ سلطان کے قدموں پر گر پڑا - سلطان نے اسے ضرب تیغ سے امان دی اور اپنے بعض امرا کے حوالے کر دیا اور تاکید کر دی کہ

۱- سگان ضاری : شکاری کتے -
۲- مضطر گردانیدند -

ان کی حفاظت میں نہایت سعی و احتیاط سے کام لیا جائے مگر ان کی عزت و احترام میں کوئی کمی نہ کی جائے بلکہ عزت افزائی کی جائے کیونکہ یہ وہی شخص ہے جو پہلے بادشاہ کام گار تھا اور اب اسیر کارزار۔

یہ حکم دے کر سلطان نے بارگاہ کی طرف توجہ فرمائی ۔ ملک اشرف کاندھے پر غاشیہ (زین پوش) رکھے پاپیادہ ہمرکاب تھا ۔ سارے بندگان دولت اور سلطان اس کی عقیدت و محبت پر تعجب کر رہے تھے - سلطان رہ رہ کر عذر کرتا جاتا اور اس پر نوازش فرماتا تھا - جب اس شان کے ساتھ سلطان بارگاہ معالی میں داخل ہوا تو ملک اشرف نے زمین کو بوسہ دے کر اپنے خیمہ کی راہ لی -

سلطان بارگاہ میں جانے کے بعد پھر حجرۂ عبادت میں داخل ہوا اور یکسوئی کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہو کر سجدۂ شکر ادا کیا -

ارزن الروم کی مہم پر سلطان کی روانگی اور فتح

خوارزم کی مفرور فوج کا انجام :

دوسرے دن صبح صادق کے وقت سلطان ملک اشرف اور اس کے بھائیوں کو ہمراہ لے کر ارزن الروم کی جانب روانہ ہوا ۔ راستے میں سلطان کو اطلاع ملی کہ کل لشکر خوارزم کی ایک مفرور فوج جو روم سے بھاگی تھی ، ایک گہرا درہ اس کے سامنے آ گیا اور وہ حملے کی ہیبت اور جان کے خوف سے مع اسلحہ و سواری کے اس درہ میں جا گری - سلطان نے حالات کی تحقیق کے لیے اپنی فوج کا ایک دستہ اس جانب روانہ کیا - جب یہ دستہ وہاں پہنچا تو ان سب کی روح قالب سے پرواز کر چکی تھی - ان کے اسلحہ اور سامان میں سے جو کچھ وہاں ہاتھ آیا سلطان کے اسلحہ خانہ میں داخل کر دیا گیا -

عید کی رسمیں :

دوسرے روز عید ہوئی - پہلے صبح کو امرائے شام سلطان کے حضور میں باریاب ہوئے ۔ سلطان تخت سے اترا اور ملک اشرف کا ہاتھ پکڑ کر اس نشست ۱ (مسند) پر جو تخت سلطانی کے نیچے رکھی گئی تھی اپنے نزدیک بٹھا دیا - پھر سب کے شربت وغیرہ پینے کے بعد سلطان نماز عید کے لیے

۱- طرّاحہ : نشست -

سوار ہوا - میدان کے پہلوانوں نے طرح طرح کے ہنر اور فن اور شہ سواری کے کرتب دکھائے - اس کے بعد عید گاہ کی جانب سواری بڑھی - عید گاہ پہنچ کر سب نے خضوع و خشوع کے ساتھ نماز ادا کی - سائلوں اور مسکینوں پر خیرات و صدقات کی بارش ہوئی -

نماز سے فرصت پا کر تمام درباری خوان خاصہ پر حاضر ہوئے - پھر جب ہر ایک فارغ ہوکر اپنے اپنے خیمہ تو پہنچا تو سلطان نے دس خلعت شاہانہ دس گھوڑوں کے ساتھ ملک اشرف اور تمام ملوک کے پاس روانہ کیے اور انھیں محفل اقدس میں بلایا - چونکہ شراب نوشی کا عہد[1] بہت دنوں کے بعد آیا تھا اس لیے جی بھر کے شراب پی گئی -

افواج علائی ارزن الروم میں :

دوسرے دن حضہ ارزن الروم میں پہنچے - جو امرا شہر میں تھے انھوں نے دروازے بند کر کے مزاحمت کی - اس وقت سلطان نے حکم دیا کہ کوئی ایسا معتمد شخص شہر میں جائے جس کی بات پر ان لوگوں کو اعتبار ہو اور انھیں ملک ارزن الروم کی طرف سے اطاعت کی دعوت اور ہماری طرف سے ان عذابی لشدید[2] (بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے) کی دھمکی دے -

سلطان کے ایما سے ملک نے اپنے مقرب و خاص لوگوں میں سے ایک شخص کو انتخاب کر کے سلطان کے ایک امیر کے ساتھ شہر میں بھیجا تا کہ نہایت جدوجہد کے ساتھ ان لوگوں کو بھلائی کی راہ پر لے آئے - یہ کوشش کارگر ہوئی اور شہر والے اس شرط پر مطیع ہوگئے کہ ملک اور اس کے بھائی کی جان کو نقصان نہ پہنچے اور دوسرے امرا بھی محفوظ رہیں اور گذشتہ خطائیں معاف کر دی جائیں — سلطان نے ان کے مطالبہ کے موافق عہد نامہ امان لکھوا کر اپنے دستخط ثبت فرما دیے اور اس عہد نامہ کو ان لوگوں کے پاس بھیج دیا -

عہد نامہ امان اور شہر پر قبضہ :

جب ان لوگوں نے یہ عہد نامہ دیکھا تو ہمام الدین جاندار اور دوسرے اکابر شہر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علم سلطانی شہر میں

۱- بسبب بعد عہد معاقرت : معاقرت شراب نوشی -

۲- قرآن مجید ، ۷ : ۱۴ -

لے گئے - دوسرے دن سلطان اپنے عالمگیر گھوڑے پر ماہ تمام کی طرح سوار ہوا - ملک اشرف اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ رکاب عالی میں پیادہ روانہ ہوا - جب سلطان ایوان کے اندر گیا تو ملک اشرف اپنے بھائیوں کے ساتھ صف جمائے ہوئے کھڑا رہا -

ملک رکن‌الدین کا عفو تقصیر :

سلطان تھوڑی دیر تک سائبان کے کنارے پاؤں رکھے بیٹھا رہا اس کے بعد اٹھا اور ملک اشرف کا ہاتھ پکڑ کر خلوت سرا میں لے گیا - یہ دن سارا عیش و نشاط میں گزرا - ملک اشرف نے اثنائے سرخوشی۱ میں ملک رکن‌الدین کی سفارش کی جو منظور ہوئی - ملک کے لیے خلعت گرانمایہ کا حکم ہوا اور وہ دست بوسی کی عزت سے مشرف ہوا - پھر آقسرا کا پورا علاقہ ملک رکن‌الدین کو اور ایوب حصار اس کے بھائی کو بطور جاگیر مرحمت ہوا -

اخلاط پر فوج کشی :

بعد ازاں سلطان نے ایک فوج اخلاط کی جانب روانہ کی - چونکہ سلطان جلال‌الدین کے نائبوں نے واقعات سن لیے تھے اس لیے شہر خالی چھوڑ کر اڑان چلے گئے تھے - ایک ماہ کے بعد سلطان نے ملک اشرف سے کہا کہ اب آپ کو ملک ارمن کی جانب سفر کی زحمت۲ اٹھانا چاہئے - یہ کہہ کر اولتی کو مع چند اور قلعوں کے جو گرجستان کے تھے ، ملک اشرف کی جاگیر میں لکھ دیا - ملک اشرف نے ہاتھ چومے اور اس عطیہ کے لیے اور ملک ارمن کے لیے باقاعدہ فرمان سلطانی کی استدعا کی - سلطان نے از راہ تواضع مسرت ظاہر فرمائی اور فرمان قلمبند فرمایا -

ملک اشرف کے ساتھ امیر چاشنی گیر کی روانگی :

بعد ازاں امیر چاشنی گیر کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ ملک اشرف کے ہمراہ بطور احتیاط اخلاط کی جانب روانہ فرمایا - ملک کے احترام و اعزاز میں اس قدر تکلف اور فراخدلی ظاہر فرمائی کہ کسی بادشاہ کے مقدور میں نہیں آ سکتی - ساتھ ہی بہت معذرت کی اور چتر و علم کے ساتھ ان کو

۱- در اثناء انتشا : نشے کے دوران میں -
۲- تجشم : مشقت -

رخصت کرنے کے لیے دور دراز مسافت کا سفر کیا - پھر جب واپس ہوا تو ایک ہفتہ تک قلعوں اور عمارتوں کی حفاظت اور انتظام کے لیے توقف فرمایا اور اطراف ممالک میں فتح نامے[1] روانہ فرمائے - بعد ازاں مظفر و منصور قیصریہ کی طرف مراجعت فرمائی -

علائیہ کے قلعہ دار کا جرم خیانت اور سزا

قلعہ دار علائیہ کا ارادۂ بغاوت :

اس درمیان میں یکایک علائیہ سے ایک خط آیا جس میں یہ لکھا تھا

۱- ترجمہ عبارت فتح نامہ جو اصل کتاب کے فٹ نوٹ میں درج ہے -
ولقد کتبنا فی الزبور من بعدالذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون[۲]

(ترجمہ: ہم سب آسمانی کتابوں میں لوح محفوظ (میں لکھنے کے بعد) لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نیک بندے اس زمین کے مالک ہوں گے) - الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ[۲] - (اس خدا کا بہت بہت شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا - حضرت ملک معظم[۳] عادل و عالم عمادالاسلام و المسلمین شمس الملوک و السلاطین (وغیرہ وغیرہ خطاب شاہانہ) کو متواتر سلام اور جذبات شوق ملاقات پہنچیں ، اطلاع دی جاتی ہے کہ خوارزمی (سلطان جلال الدین) ذلیل پر فتح پانے اور ارزن الرومی نامعقول اور اس کے بھائی کے گرفتار ہونے اور سرکش پٹھانوں ، سرداروں اور پہلوانوں کو قتل و اسیر کرنے کی صورت میں دو گروہ کر کے باقی فوج کو فریق فی الجنۃ و فریق فی النار[۴] (ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک دوزخ میں) کے پیمانے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۱- قرآن مجید ۱۰۵ : ۲۱ -

۲- قرآن مجید ۷۴ : ۳۹ -

۳- مجلس سامی ملکی .... اعلام می رود - یہ عبارت القاب و خطابات اور غیر ضروری تمہید سے لبریز ہے - اس کا ترجمہ غیر ضروری سمجھ کر تلخیص پر اکتفا کیا گیا -

۴- یہ قرآنی عبارت ہے مگر اصل آیت میں فی النار کے بجائے فی السعیر ہے -

کہ اگر سلطان عالم جلد تشریف نہ لائیں گے تو علائیہ کی حکومت بندگان عالی کے قبضہ سے نکل جائے گی - قاعہ دار علائیہ جو سولی کا زیادہ مستحق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۷)

سے ناپنے کے بعد فتح مند فوج میں سے ایک دستہ مغروروں۱ کے تعاقب کے لیے روانہ کیا - اخلاط تک تعاقب کر کے زمین کو لاشوں سے پاٹ دیا - الغرض وہ ذلیل شیران کارزار کی جنگ سے کنارہ کش ہو کر اور بہانہ تراش کر بھاگ گیا - اور کئی ہزار آدمیوں کو اپنی ناصواب رائے پر قربان کر کے برباد کر دیا -

ولا یزید الظالمین الا خساراً۲

(ترجمہ: اور نا انصافوں کو الٹا اس سے نقصان بڑھتا ہے)

اور ہمارے اعلام نصرت (فتح کے جھنڈوں) نے (خدا انھیں ساری دنیا میں نصب فرمائے) دوشنبہ کے دن مقام ارزن‌الروم کو اپنا مستقر و مرکز بنایا - ہمارے لشکر دائرہ کی طرح شہر پر محیط ہوگئے - اہل شہر و فوج نے سرتابی کی اور اپنی تعداد و سامان کی کثرت پر مغرور ہو کر گمان کیا کہ قلعہ کی مضبوطی اور سپاہ کی فراوانی ہمارے قہر کو دفع کر دے گی مگر چشم زدن میں ہمارے بہادر و قادر انداز تیراندازوں نے شہر اور آفتاب کے درمیان پر عقاب سے گھیرا ڈال دیا اور ان کمینے لوگوں کو ڈرا دھمکا کر مرعوب کر لیا - جب مغرب۳ کا وقت ہوا اور رات کا سماں چھا گیا تو شہر کے لوگ فریاد الامان بلند کرتے ہوئے حاضر ہوئے - اگر ہماری مرحمت خسروانہ ان کی حمایت نہ کرتی تو الیس الصبح بقریب۴ (کیا صبح کا وقت قریب نہیں) کے وعدے کے مطابق جعلنا عالیھا سافلھا۵ (ہم نے اس زمین کو الٹ کر اوپر کا تختہ نیچے کر دیا) کے قریب اور ھباء منثور (بکھرے ہوئے غبار کے ہم نشیں ہو جاتے -) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۱- کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورہ (قرآن مجید ۵۰/۵۱ : ۷۴) - (قرآن مجید ۵۰/۵۱ : ۷۴) گویا وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگے جا رہے ہیں -

۲- قرآن مجید ، ۸۲ : ۱۷ -

۳- حتی توارت بالحجاب (یہاں تک کہ آفتاب پردے میں چھپ گیا) قرآن مجید ، ۳۲ : ۳۸ -

۴- قرآن مجید ، ۸۱ : ۱۱ -

۵- قرآن مجید ، ۸۲ : ۱۱ -

ہے - بغاوت پر آمادہ ہے اور چاہتا ہے کہ قلعہ قبروسیوں کے حوالہ کر دے -

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۸)

یہ لوگ الطاف ربانی، سعادت آسانی کا منشا پورا کرنے کے لیے علم و نشان اپنے ساتھ لے گئے اور قلعے کی چوٹی پر نصب کر دیا اور ارزن الروم و اشرقت الارض بنور ربھا ۱ (زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی) کا مصداق بن گیا - سہ شنبہ کی صبح کو ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلھا ربی حقا ۲ (ترجمہ: یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانے میں دیکھا تھا - بیشک اسے میرے رب نے سچا کر دکھایا) کے معبر (تعبیر کہنے والا) نے فتحت ابوابھا ۳ (اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے) کا مژدہ سنا یا - ہمارے چتر منصور نے جو قلب مسلمانی کا سواد اور چشم انسانی کے لیے روشنائی ہے اپنا سایہ عاطفت و احسان شہر پر قائم فرمایا اور ارزن الروم پر بہنیس محروسہ قلعوں کے ساتھ قبضہ ہو گیا - ملک اشرف مظفر الدولہ والدین شاہ ارمن اور ملک مظفر شہاب الدین غازی (با یازدہ سپرسنان ؟ دارد ؟ و موکب اعلی جفھا اللہ العظمۃ و الجلال ؟) اور ہم شہر میں داخل ہوئے - نقیبوں نے ادخلو مصر انشاء اللہ آمنین ۴ (مصر میں چلیے (اور) اللہ کو منظور ہے تو (وہاں) امن چین سے رہیے) کا نعرہ بلند کیا - خیر خواہان دولت نے ہماری عظمت و احترام کی نشانیوں کو چشم بصیرت سے دیکھا اور گوش ہوش سے سنا - ارزن الرومی بدبخت و نادان جو خوارزمی کے افسوں سے مسحور تھا اور دوسروں کے بھکانے سے ہماری مخالفت پر تلا ہوا تھا ندامت کی خاک پر لوٹتا تھا اور اپنے الزام کو دوسرے مفسدوں کے سر منڈھ رہا تھا اور ذلت و رسوائی کے ساتھ ہمارے آدمیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا - اللہ کی مدد سے یہ امید ہے کہ اس مبارک سفر میں آپ کی توجہ سے ان مفسدوں اور منافقوں کا سواد سرکشی جیسے وہ مسلمانوں کے بھکانے اور اپنی اغراض پوری

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۱- قرآن مجید، ۳۹ : ۶۹ -

۲- قرآن مجید، ۱۲ : ۱۰۰ -

۳- قرآن مجید، ۳۹ : ۷۱ ،

۴- قرآن مجید، ۱۲ : ۹۹ -

سلطان کا تعجب اور علائیہ کی جانب روانگی :

سلطان اس خبر سے حیران و پریشان ہوا اور فرمایا کہ "میں تو ایسے بے حیثیت شخص کو پسند کروں اور بڑے بڑے سرداروں اور عاقلوں پر حاکم بناؤں اور وہ ایسی غداری کرے جس کی کوئی تاویل ہی نہیں ہو سکتی - بڑے تعجب کی بات ہے -" یہ کہہ کر فوراً چند خاص لوگوں کے ساتھ ایک زردی مائل خچر پر سوار ہوا اور تین دن کے بعد علائیہ پہنچ گیا -

قلعہ دار کو غداری کی سزا :

یہاں پہنچ کر سلطان نے اس خبر کو ان سنی ظاہر کر کے خفیہ طور پر حالات کی تحقیق کی - جب ثابت ہو گیا کہ قلعہ دار خائن و غدار ہے اور اس کے روبرو اسامیوں اور حافظوں نے گواہی دی اور اس کے خیالات اور منصوبے عرض کیے اور معلوم ہو گیا کہ وہ خبر ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے تو سلطان نے فوراً حکم دیا کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور اس کی مردار لاش برج پر لٹکا دیں - اس کے ساتھ جو شخص اس بات میں اس کا دمساز تھا وہ بھی اس سزا میں اس کا شریک ہوا -

انطالیہ میں آمد اور لشکر کو ایک سال تک آرام کرنے کا حکم :

جب سواحل کے حکام اور فرمانرواؤں نے اس سزا کا حال سنا تو ہر طرف سے فوراً خراج و باج سلطان کی خدمت میں روانہ کیا - دو ماہ تک سلطان نے یہیں بزم خسروی آراستہ رکھی اور داد عیش دیتا رہا- پھر یہاں سے انطالیہ آیا اور چالیس روز قیام فرما کر حکم دیا کہ اب ہمارا تمام لشکر ایک سال تک اپنے وطن میں خوش حالی میں بسر کرے -

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۹)

کرنے کے لیے دنیا کو تباہ کرنے میں صرف کرتے تھے ، بالکل فنا ہو جائے گا اور ان فسادات کا استیصال ہو جائے گا - چونکہ خوشی و غم کی ہر حالت میں انسانی کی شرکت واجب معلوم ہوئی اس لیے آپ کو اللہ کے اس عطیۂ عظمیٰ کی اطلاع دی گئی تاکہ اس مژدہ سے پورا حظ اٹھائیں اور خود بھی ہمیشہ اس قسم کی کامیاب مہموں کی اطلاع دے کر یگانگت کا طریقہ اختیار فرماتے ہیں اور ایسی صورتوں میں جلدی کیا کریں - انشاءاللہ -

فتح نامہ کا مضمون ختم ہوا

مغلوں کے ہراول کا سیواس تک تاخت کرنا

مغلوں کے لشکر کی تاخت اور اس سہم پر کمال الدین کامیار کی ماموری :

۶۲۹ ھ میں لشکر مغل کی ایک فوج جو امیر جرماغون کی سرداری میں تھی نواح سیواس میں پسر راحت کی رباط تک تاخت کرتی ہوئی آ پہنچی۔ بہت سی خلق خدا اور مویشیوں کو تباہ و برباد و غارت کر دیا۔ جب یہ دردناک خبر سلطان کے گوش مبارک میں پہنچی تو کمال تاسف سے ، فوراً امیر کمال الدین کامیار کو حکم دیا کہ جرگۂ خاص ، غلامان درگاہ ، اور ملازمان فوج کی موجودہ جمعیت کے ساتھ تیاری کر کے اس مہم پر روانہ ہو جاؤ اور احتیاط و ہوش مندی سے کام لے کر اس فتنہ کو فرو کر دو۔

امیر کمال الدین جتنا لشکر فراہم ہو سکا ہمراہ لے کر سیواس پہنچا۔ مغلوں کی فوج ہراول لوٹ مار کرکے واپس ہوچکی تھی۔ سلطان کا لشکر ارز روم تک ان کے پیچھے گیا ، امیر مبارزالدین چاشنی گیر (ان کا) طرف دار اس وقت وہاں تھا، اس سے امیر کمال الدین نے مشورہ کیا تو مبارزالدین نے جواب دیا کہ جب مغلوں کا لشکر واپس ہوگیا ہے تو اس کا تعاقب نہ کرنا چاہیے۔ امیر کمال الدین نے اس رائے پر عمل کیا اور چند روز وہیں ٹھہرا رہا۔

ملکہ گرج پر لشکر کشی کا عزم :

اس اثنا میں جاسوسوں نے خبر دی کہ مغل اپنے پڑاؤ کو جا چکے ہیں اور دربند یونس سے آگے بڑھ کر مغاں تک پہنچ گئے ہیں۔ جب تک سلطان کا لشکر یہاں مقیم رہا اس وقت تک بہت سی فوج جمع ہو گئی تھی ، اس لیے ان سب کی یہ رائے ہوئی کہ بغیر کچھ کام کیے واپس ہونا اچھا نہیں۔ اتفاق سے اس زمانہ میں ممالک محروسہ میں مغلوں کی آمد اور ان کے بھگانے سے ملکہ گرج مغلوں کی طرف دار ہو گئی تھی ، اس لیے اس کے ملک میں مداخلت کرنے کا ایک حیلہ ہاتھ آ گیا اور یہ فوج اسی جانب روانہ ہو گئی۔

سلطان کے لشکروں کا دیار گرج میں داخل ہونا اور ملک الامرا کمال الدین کامیار کے ہاتھ پر قلعوں کا فتح ہونا

ایک ہفتے میں تین قلعوں کی تسخیر :

امیر کمال الدین اور چاشنی گیر نے محاصرہ کے آلات و اسباب درست کیے ، ان پیادوں پر اکتفا نہ کی جو تمام اطراف ملک سے آئے ہوئے تھے ،

پانچ ہزار پیادے اور جمع کیے ۔ پھر یہ سب جماعت اکٹھی ہو کر ولایت گرج کو روانہ ہوئی اور ایک ہفتہ میں تیس مشہور قلعے جو نہایت اور بے حد مضبوط تھے ، زور شمشیر سے سر کیے ، گرزگراں اور تیغ تیز سے گرجیوں پر قیامت ڈھادی وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا[۱] (ترجمہ : اللہ نے تم سے بہت سے اموال غنیمت کا وعدہ کیا ہے جنھیں تم حاصل کرو گے) کا سچا وعدہ اس سال ابخاز سے عساکر سلطان کے حق میں پورا ہوا۔

قلعہ خاخ کی فتح :

یہاں سے فتح یاب ہو کر سلطان کا یہ لشکر قلعہ خاخ پر پہنچا اور منجنیق و تیغ تیز کے زور سے اسے بھی سر کیا ۔ اہل خاخ کو بھی وہی مزہ چکھایا اور ان کے لیے اتنی وسیع دنیا کو تیر باری و سنگ اندازی سے چیونٹی کی آنکھ کی طرح تنگ کر دیا ۔

ملکہ ابخاز رسودان کی چاپلوسی اور ملک الامرا کے واسطہ سے درگاہ سلطان سے رشتہ کی درخواست کرنا

ملکہ کی درخواست صلح و رشتہ داری :

جب رسودان ملکہ ابخاز کو عساکر سلطان کی آمد اور ممالک روم کے ان مردان جنگ جو (کے گھوڑوں کے سموں) سے جو مصیبت اس کے ملک کی سرحدوں پر قلعوں اور مکانوں میں ظاہر ہوئی تھی ، معلوم ہوئی تو پریشان ہوئی اور ہر وقت فکر سے بے چین رہنے لگی ۔ آپس میں صلاح و مشورے کے بعد اسے مصلحت اسی میں نظر آئی کہ ارباب دولت کے ساتھ صلح و آشتی اختیار کرے ۔ چنانچہ امیر کمال الدین سے مراسلت کرنا شروع کی اور اس خباثت کی نسبت جو اس کے امرا سے منسوب ہو گئی تھی بہت سی معذرت کی اور اس کے پاس تحائف بھیجے اور کہا کہ میں شہریار کی لونڈی ہوں اور جو حکم ہو اس کی تعمیل و اطاعت کے لیے تیار ہوں ۔ یقیناً ان کی جرم بخشی مرضی میرے بلاد کی تباہی سے وابستہ نہ ہوگی اور کمال کرم اور محاسن اخلاق کی فراوانی سے یہ ظلم روا نہ رکھا جائے گا ۔ ملک الامرا کے الطاف سے یہ توقع ہے کہ بقیہ شہروں کو برقرار رکھیں گے اور میری استدعاے صلح کو بارگاہ سلطنت تک پہنچا دیں گے اور جب حضرت سلطان کی توجہ مبذول پائیں گے تو اس عنایت کو قرابت و رشتہ داری کے وسائل سے مضبوط و

۱- قرآن مجید ، ۲۰ : ۴۸ -

قوی‌تر کر دیں گے ۔ میرا خیال یہ ہے کہ اپنی بیٹی کو جو آل سلجوق کے صلب سے ہے اور داؤد کی نسل ہے بخیال قرب ممالک ملک اسلام غیاث الدین کیخسرو کے سلسلۂ ازواج میں منسلک کر دوں ۔

ملک الامرا کمال الدین کامیار نہایت عاقل و فرزانہ شخص تھا ۔ اس نے ملکہ کی خواہش سے اتفاق کیا اور لشکروں کو ہٹا لیا ۔ تیس چالیس مشہور و آباد قلعوں کی تسخیر ، اموال غنیمت و مواشی کے حاصل ہونے اور لشکر کے مالا مال ہونے کی اطلاع اور ملکہ کی استدعا عریضہ کے ذریعہ سے سلطان کی خدمت میں بھیجا دی ۔

سلطان کی منظوری اور کامیار کی خدمات پر اظہار خوشنودی :

سلطان نے جس وقت سے مغلوں کے تعاقب میں لشکر بھیجا عیش و عشرت پر ہی اکتفا نہیں کی تھی بلکہ اکثر خبروں کا منتظر رہتا تھا۔ یہ اطلاع آتے ہی اس نے حکم دیا کہ مجلس آراستہ کی جائے اور ارباب نشاط طلب ہوں ۔ پھر امیر کمال الدین کامیار کو جواب لکھوا کر اس کی خدمات پسندیدہ پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور لکھا کہ اب لشکروں کو اپنے اپنے وطن جانے کی اجازت دو اور ملکہ کی درخواست رشتہ داری کو منظور و مقبول جانو اور خیال رکھو کہ اب ہمارا لشکر ولایت ابخاز میں کوئی تعرض نہ کرے ۔

امیر کمال الدین ارزنجان میں :

امیر کمال الدین نے زبردست امرا کو بلا کر فرمان سلطانی سے مطلع کیا اور وہاں سے کوچ کر کے اطراف ارزنجان میں پہنچا ۔ یہیں سے ساتھ کے لشکروں کو گھر جانے کی اجازت دے کر خود سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایسے انعام و اکرام حاصل کیے جو کسی کو نہ ملے تھے ۔

سلطان کے لشکروں کا ارمن کی طرف جانا اور خطۂ اخلاط و باقی بلاد ارمن کو قبضہ میں لے کر ممالک محروسہ میں شامل کرنا

ملک ارمنستان کی مہم :

جب سلطان کو خبر ملی کہ ارمنستان کے شہر تباہ ہو رہے ہیں اور ملک اشرف عیش پرستی کی وجہ سے سنجار کے بعد دمشق میں آ کر بیٹھ رہا

ہے اور کوشک ہرت میں داد عیش دینے میں مصروف ہے ، دیار ارمن کا کبھی خیال نہیں کرتا - ادھر مغلوں کے لشکر رہ رہ کر لوٹ مار کرتے ہیں اور رعایا کو قید و اسیر کرتے جاتے ہیں - خوارزمی لشکر کے بعض سپاہی بھی اس اطراف میں پھرتے اور ڈاکے ڈالتے رہتے ہیں تو سلطان کو بہت ترس آیا اور اس نے کمال شفقت و رحمت کے ساتھ کمال الدین کامیار کو حکم دیا کہ تمام سامان تزک و احتشام کے ساتھ لشکر لے کر ان حدود کی طرف روانہ ہو جاؤ اور دیار ارمن کو اخلاط و بدلیس سے نواح تفلیس تک قبضہ میں لے کر ممالک محروسہ میں اضافہ کرو -

امیر کمال‌الدین کی روانگی اور فتح :

امیر کمال‌الدین حکم مبارک کے مطابق تمام عساکر موجودہ کے ساتھ روانہ ہو گیا - جب اخلاط میں پہنچا تو اس جگہ کو اتنا ویران[۱] پایا جیسے وہاں کوئی آدمی نہ ہو - چند معتبر آدمیوں نے جو وہاں رہ گئے تھے بغیر کسی قیل و قال کے امیر کا استقبال کر کے اسی وقت سلطان کا جھنڈا شہر میں لے گئے اور سلطان کی خیرخواہی کی قسم کھائی ، سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا - اب لشکر نے شہر سے کوچ کر کے دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالا - یہاں سے فوجیں کئی حصوں میں بٹ کر امرا کے اہتمام میں ہر طرف روانہ ہوئیں اور باقبال سلطانی تمام ممالک ارمن پر قابض ہو گئیں -

امیر کمال‌الدین نے فتح دیار ارمن کی خبر اور ان اطراف کی تباہی کا حال سلطان کو لکھ بھیجا - سلطان نے دیار ارمن کی فتوحات پر خوشی منائی اور ایک فرمان کے ذریعے سے امیر کمال‌الدین اور دوسرے امرا جن کی سرداری میں فوجیں تھیں ، اظہار خوشنودی و سربلندی کے وعدہ سے سرفراز کیے گئے - پھر صاحب ضیاء الدین قرا ارسلان ، سعدالدین مستوفی أردبیلی تاج الدین پروانہ پسر قاضی شرف کو حکم[۲] دیا کہ اخلاط و ارمن کی جانب جا کر ان ممالک کا انتظام کریں ، ابواب مال مقرر کریں (یعنی بجٹ بنائیں) غائبوں اور مقتولوں کی جائداد و سامان قلمبند کریں - (اور حکم ہوا کہ) امیر کمال الدین ارز روم کا عزم کریں اور حکم کے منتظر رہیں -

---

۱- کدار ما بها آدم (ایسے گھر کی طرح جس میں کوئی آدمی نہ ہو) -
۲- مال کی جگہ مثال بمعنی حکم صحیح ہے -

عمارات کے لیے چونے کی بھٹیاں :

جب یہ لوگ پہنچے تو اس وقت امیر کمال الدین کو قلعے کی شکستہ عمارات بلند کرنے کے لیے چونے کی ضرورت تھی - چونے کا پتھر اور لکڑی عادلجواز کے اطراف میں ملتی تھی ، اس لیے امیر نے سرداران لشکر کو حکم دے کر ہر سردار سے چند بڑی بھٹیاں بنوا کر پکوائیں - دو تین دن میں ہزار بھٹیاں تیار ہو گئیں - اونٹوں اور خچروں پر چونا وغیرہ بار ہو کر زیر تعمیر مکانات پر بھیج دیا جاتا تھا - جب اس کام سے فرصت ہوئی تب امیر کمال الدین ارز روم میں آیا - وہاں امیر کی استدعا کے مطابق سلطان کا فرمان لشکروں کی رخصت و اجازت روانگی وطن کی نسبت وصول ہوا - امیر نے فوراً لشکروں کو فرمان سے مطلع کر کے اجازت دی اور خود بارگاہ سلطانی کا عزم کیا -

اخلاط میں دفتر کا قیام ، آمد و خرچ کا حساب اور تقاوی کی تقسیم :

جب صاحب ضیا الدین و تاج الدین پروانہ اور سعد الدین مستوفی ایک ہزار سوار غلام و غلامان خاصہ کے ساتھ مقام اخلاط میں پہنچے تو دفتر قائم کیا - تمام سامان و جائداد و جاگیر وغیرہ کو قلمبند کر کے کسانوں اور دیہاتیوں کو اپنے اپنے مسکنوں پر آنے کی دعوت دی - مویشی اور بیج کا سرکار کی طرف سے انتظام کیا اور ان کی موجودہ دقتوں اور تکلیفوں میں آسانیاں پیدا کیں - قلعوں کے کوتوالوں کو بلا لیا اور تمام آمد و خرچ کا حساب مرتب کیا -

ملک کی آبادی :

جب ولایت گرج و اران میں خبر پہنچی تو تمام منتشر و آوارہ لوگ اپنے اپنے گھر آئے اور تھوڑی ہی مدت میں ملک آباد ہو گیا - ان ممالک کا سرلشکر سنان الدین قیاز کو مقرر کیا گیا -

سنان الدین قیاز کی عجیب جرأت :

سنان الدین ایک دلاور اور سردار صفت امیر تھا ، اسے اطلاع ملی کہ قبر خان طاطوان میں خوارزمیوں کی ایک جمعیت کے ساتھ اتر پڑا ہے - ملک کو اس کی ضرر رسانی سے امن میسر نہیں - اور اسی زمانے میں سلطان کا یہ ایما معلوم ہوا تھا کہ ان لوگوں کو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے اور اطاعت قبول کرنے کی دعوت دینا چاہیے - اس خیال سے ایک دن سنان الدین قیاز

صرف ایک غلام اور ایک رکابدار کو ساتھ لے کر یکایک امرا کو چھوڑ کر غائب ہو گیا اور طالقان کی راہ لی - جب نزدیک پہنچا تو خوارزمیوں کی سپاہ کے ایک شخص سے ملا اور اس سے کہا کہ خان کو خبر کر دو کہ قیاز پر شوق ملاقات بہت غالب ہو گیا تھا ، بے تیر و ترکش و اسلحہ خدمت میں آ گیا ہے ، اگر اجازت ہو تو ملاقات کا شرف حاصل کرے۔

قیر خان خوارزمی کی حیرت :

قیر خان یہ بات سن کر بہت حیران ہوا اور اپنے ایک ملازم کو جو قیاز سے شناسائی کے لیے تھا آگے بھیجا کہ خبر کے صحیح و غلط ہونے کی تحقیق کرے - جب ثابت ہوگیا کہ خبر صحیح ہے تو قیر خان بھی صرف ایک حاجب کو ساتھ لے کر پیشوائی کو بڑھا - ملاقات کے وقت دونوں طرف سے بہت کچھ نرمی و محبت کا برتاؤ ہوا - نہایت خلوص ظاہر کیا گیا - قیاز نے اجازت لے کر قیر خان کی بیوی سے ملاقات کی اور سلام کر کے تکلیف و راحت کا حال پوچھا اور تسلی دے کر پھر قیر خان کے پاس آیا - نہایت خندہ پیشانی سے کھانا مانگا اور جو کچھ حاضر تھا کھایا -

قیر خان کی ہمواری ، خیرخواہی کا عہد :

کھانے سے فارغ ہو کر قیاز نے کلام اللہ گلے سے اتار کر غلاف سے نکالا اور اس پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ امرائے سلطنت کے دل میں قیر خان اور دوسرے امرائے خوارزم کی طرف سے کوئی بدی نہیں ہے اور نہ ہوگی - سب نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تم اس آوارہ گردی سے باز آ کر اپنے مقام و مسکن پر پہنچو - اور اس کا سبب یہ ہے کہ سلطان نے صاحب[۱] کو حکم دیا ہے کہ وہ تم کو دائرۂ اطاعت میں لائیں - اگر اس بات سے تمھیں اتفاق ہے تو تم اور تمام امرائے خوارزم قسم کھائیں کہ سلطان کے ساتھ ظاہر و باطن میں یکساں خیر خواہی کریں گے -

یہ دیکھ کر قیر خان ، برکت ویلان نوغو ، سارو خان ، کسلو سنکم اور دوسرے امرا سب جمع ہو گئے اور سب نے متفق ہو کر قسم کھائی - اس خوشی میں شراب لائی گئی - جب چند دور متواتر ہوگئے تو سنان الدین قیاز نے عذر کر کے اجازت چاہی تا کہ اس قرار داد سے صاحب ضیاء الدین

۱- صاحب ضیاءالدین مراد ہے جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے -

اور باقی امرا کو مطلع کرے اور طے کر لیا کہ سب لوگ علی الصباح سوار ہوں اور شہر کے باغوں میں آ جائیں تاکہ امرا و اکابر دولت استقبال کریں اور وہاں کے مہمات و ضروریات کا انتظام ہو جائے -

خوارزمی امرا کے لیے ضیافت کا اہتمام :

اس فیصلہ کے بعد جب سنان‌الدین قیاز شہر میں آیا تو نماز ظہر کا وقت گزر چکا تھا اور ارکان دیوان اٹھ چکے تھے - صاحب ضیاء الدین نے غائب ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے سارا حال بیان کیا - سب نے اس کی انتہائی احتیاط و دلاوری پر آفرین کہی - پھر صاحب کے حکم سے ایک بڑا خوان ضیافت چنا گیا -

خوارزمی امرا علائی حدود میں :

دوسرے دن جب آفتاب طلوع ہوا تو قیرخان اور دوسرے امرائے خوارزم حدود شہر میں آ پہنچے - تاج‌الدین پروانہ ، سنان‌الدین قیاز اور دوسرے امرا نے بڑھ کر استقبال کیا اور ایک باغ میں اتار کر جو کھانے تیار تھے خوان پر چنوائے - ضیافت سے فارغ ہو کر تاج الدین پروانہ نے تجدید قسم کی التماس کی تاکہ مزید تاکید ہو جائے - قیر خان اور دوسرے امرا نے روز گزشتہ کے مطابق دوبارہ قسم کھائی جس سے پروانہ اور دوسرے امیروں کو پورا اطمینان حاصل ہو گیا -

صاحب ضیاءالدین پروانہ اور قیر خاں کی بغلگیری :

رات کو پروانہ شہر میں آیا اور مناسب انتظامات کر کے صاحب کو اطلاع دی - صاحب نے حکم دیا کہ جتنا کھانا کل تیار کیا گیا تھا آج اس سے دوگنا تیار کیا جائے - دوسرے روز صاحب ضیاء الدین بہت سے لوگوں کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے شہر سے نکلا - جب قیر خاں کو صاحب کی سواری پہنچنے کا حال معلوم ہوا تو استقبال کو آیا - دونوں بغلگیر ہوئے - صاحب نے قیر خاں کی بہت دلجوئی کی اور ایک باغ میں فروکش ہوا اور قیر خاں کو قول و قسم سے اپنے وعدوں کا پورا اطمینان دلایا - اور ارزن الروم کی تمام ولایت کو قیر خاں اور باقی سواروں پر تقسیم کر دیا اور عذر کیا کہ فی الحال اتنے پر اکتفا کریں ، جب میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوں گا تو کافی تلافی ہو جائے گی -

قیر خاں وغیرہ خوارزمی امرا کو انعام و اکرام :

بعد ازاں شہر میں داخل ہوا اور جو سلطانی فرامین اپنے ساتھ لایا تھا انھیں تمام امرائے خوارزم کے نام لکھ کر جاری کر دیا اور صبح کو ان فرمانوں کو تین سو خلعت اعلٰی و اوسط و ادنٰی ساتھ کر کے قیر خاں کے پاس بھیج دیا - اور دوسرے روز تمام خوارزمیوں کو ساتھ لے کر ارز روم کی جانب روانہ ہو گیا -

مغلوں کا خوارزمیوں پر تاخت کرنا اور ان کا منتشر ہونا

خوارزمی افواج طوغطاب میں :

جب خوارزمیوں نے خطہ اخلاط سے کوچ کیا اور ارزن الروم روانہ ہو کر طوغطاب پہنچے تو انھیں ایک نہایت سرسبز و بارونق سبزہ زار ملا - گھاس کی سبزی اور چارہ وغیرہ کی افراط دیکھ کر پھول گئے اور سب کے سب ایک دم اتر پڑے اور ہتھیار کھول کر آرام میں مصروف ہو گئے اور سو گئے -

مغلوں کا خوارزمیوں پر حملہ :

دفعۃً ایک درہ سے مغلوں کا لشکر نکل کر ان پر ٹوٹ پڑا اور بے شمار لوگوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا - جسے زمانہ نے مہلت دی جان بچا کر تنہا اور جماعت بندی کی صورت میں جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپ گیا -
مغلوں کا لشکر خوارزمیوں سے فارغ ہو کر شام کو خون آلود تلواریں کھینچے ہوئے اخلاط کے دروازے پر آ پہنچا۔ رات بھر جو سوار اور منتظم شہر میں تھے جاگتے اور حفاظت کرتے رہے اور جنگ و جدال کے لیے ہر طرح مستعد رہے - مگر صبح ہوتے ہوتے مغلوں کا لشکر کوچ کر چکا تھا اور جلتی ہوئی آگ اپنی جگہ پر چھوڑ گیا تھا -

قیر خاں کی ماں :

صاحب ضیاءالدین نے چند سوار باہر بھیجے تاکہ حالات کی تحقیق کریں - ان سواروں نے تمام پوشیدہ مقاموں اور کمین گاہوں میں جستجو کی مگر ان میں سے کوئی نہ ملا - یکایک ایک بڑھیا ایک دیوار کے رخنہ سے نکلی اور سواروں کی طرف بڑھی - سوار اسے صاحب کے پاس لے گئے - یہ قیر خاں کی ماں تھی -

مغلوں کی تاخت کی نسبت بڑھیا کا بیان :

بڑھیا نے بیان کیا کہ ہم صحرائے طوغطاب میں سو رہے تھے، دفعۃً سات سو مرد زرہ پوش لشکر مغل کے جو چھ روز پہلے مقام مغاں سے اس مقام کی طرف روانہ ہو چکے تھے ہم پر حملہ آور ہوئے - جو جانور اٹھا اور سواری اس کے ہاتھ آ گئی وہ جان بچا کر کسی پہاڑ یا درہ میں بھاگ گیا (باقی لوگ مارے گئے) - ان لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور اس مقام تک لے آئے جہاں ان سواروں نے مجھے دیکھا تھا - میں نے رات کی تاریکی کو اپنی سلامت کی پناہ جانا اور ایک دیوار کی دراز میں پناہ لی - اس کے سوا مجھے خوارزمیوں کا کچھ حال معلوم نہیں ہے -

خوارزمیوں میں مغلوں کی ہیبت :

صاحب نے یہ سن کر کہا کہ چار ہزار خوارزمی سپاہی سات سو تاتاری - اتنوں سے عاجز ہو جائیں، سخت شرم کی بات ہے - بڑھیا نے جواب دیا کہ ''اگر ایک مغل کی ٹوپی ہزار خوارزمی سواروں کے درمیان ڈال دو تو سب بھاگ جائیں گے - خوارزمیوں کے دل میں مغلوں کی اتنی ہیبت سما گئی ہے-''

صاحب ضیاء الدین اس بڑھیا کا یہ جواب سن کر بہت شرمندہ ہوا اور حکم دیا کہ واپس ہوئے اور شہر کو محاصرہ میں لینے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ ارز روم روانہ ہوں - چنانچہ ممالک کے ضروری انتظامات سے جلد فرصت حاصل کر کے چار روز کی رسد مہیا کی اور ارز روم پہنچ گئے - اس کے بعد ہر طرف سے قاصد آئے کہ خوارزمیوں کا لشکر ہر طرف مختلف گوشوں میں پڑا ہوا ہے - صاحب نے ان کے بلانے کے لیے اپنے قاصد بھیجے - سب حاضر خدمت ہوئے اور جو گزری تھی بیان کی -

خوارزمی امرا پر سلطان کی نوازش :

صاحب نے ان کی تسلی و دلجوئی میں مبالغہ کیا اور کہا کہ ''امید ہے کہ آیندہ سلطان کے اقبال سے تم پر کوئی حادثہ نہ پڑے گا اور یہ افتاد تمام مصائب کا خاتمہ ثابت ہوگی''- پھر سب کو کپڑے اور روپیہ دیا - سب خوش خوش قیصریہ روانہ ہوئے - جب قیصریہ میں سلطان کے حضور میں باریاب ہوئے تو سلطان نے وزیر کی خدمات پسندیدہ اور صحت رائے کی بہت تعریف کی اور خوارزمیوں پر نوازش فرمائی - پھر ارزنجان قیرخان کو، ابلستین برکت کو اور لارندہ گسلو سنکم کو اور نکیدہ یلان نوغو کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا -

ملک کامل کا ملک روم کے ارادہ سے فوجیں جمع کرنا اور شکست پا کر قاہرہ واپس ہونا

روم پر ملک کامل کا ارادۂ لشکر کشی :

۶۳۰ھ میں ملک کامل اپنی بےعقلی و بدبختی کی وجہ سے ملک مصر اور بلاد یمن کی حکومت پر قانع نہ رہ سکا - وہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے ملک میں توسیع کے طور پر سلطنت روم پر بھی قابض ہو جائے اور قرابت اور رشتہ داری کو نفرت و بیگانگی سے بدل دے - اس لیے ملک کامل نے فرعون کی طرح آیہ فحشر فنادی۱ (لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی) پڑھ کر حکم دیا کہ تمام بھائی اپنے لشکروں کے ساتھ سیل عرم کی طرح یکایک ممالک روم پر حملہ کریں اور جب تک سلطان علاءالدین کو آگاہی ہو اس وقت تک یہ لوگ یورش کر دیں اور ملک کامل تخت پر بیٹھ جائے -

سلطان علاء الدین کے تاثرات :

یہ خبر فوراً بارگاہ سلطانی میں پہنچائی گئی - جب سلطان کے علم مبارک نے کامل کے مجنونانہ اندیشوں کا احاطہ کیا تو فرمایا کہ چونکہ الیس لی ملک مصر۲ (کیا مصر کی سلطنت میری نہیں ہے) کے غرور شاہی نے اسے دھوکے میں مبتلا کر کے طریق مؤدت سے علیحدہ کر دیا ہے اور اس نے شیطان کے بہکانے سے ہمارے خاندان کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا ہے ، اس لیے امید ہے کہ جلد سے جلد مغلوب ہو کر قاہرہ کا رخ کرے گا اور جن برائیوں پر اسے اس وقت اصرار ہے ان کی پاداش میں مصر تک بھاگ کر شام کے ماتم میں نیل میں کپڑے رنگے گا ۳ -

کمال الدین کامیار کو کوچ کا حکم :

(یہ کہہ کر) کمال الدین کامیار کو حکم دیا کہ ''جس قدر لشکر موجود ہے بےتوقف ساتھ لے کر آقچہ دربند روانہ ہو جاؤ اور احتیاط سے کام

۱- قرآن مجید ، ۲۳ : ۷۹ -

۲- قرآن مجید ، ۵۰ : ۴۳ -

۳- یہ عبارت شاعرانہ رنگ آمیزی کا اچھا نمونہ ہے- لفظی رعایتیں اور مناسبتیں بہت برمحل ہیں - م

لے کر اپنی امتیازی دانائی سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ، حسن تدبیر کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ ہو کیونکہ ما بدولت بھی متعاقب کوچ فرمائیں گے۔"

امیر کمال الدین امرا و سرداران لشکر کے ساتھ متواتر سفر کرتا ہوا دربند تک جا پہنچا اور بھاگنے کی جگہوں کو درختوں اور پتھروں اور جنگجو مردوں کے ذریعے سے مضبوط کر دیا۔ دو تین دن کے بعد سلطان بھی بہت سی فوج اور فیر خاں و امرائے روم و امرائے خوارزم، اسلحہ خانہ اور بے شمار سامان کو ساتھ لیے ہوئے آ پہنچا۔

جنگ کی حالت :

جنگ شروع ہوئی اور یہ حالت پیش آنے لگی کہ جس دن حبشیوں کا لشکر چین و ختن کی فوجوں سے ڈر کر شکست کھاتا اسی دن خوارزمی اور رومی ان دربندوں سے نکل کر شام کے لوگوں سے لڑنے لگتے اور ان کے بہت سے آدمی مجروح و مقتول کرڈالتے اور خود تائیدایزدی کی بدولت لشکر شام سے کوئی نقصان نہ اٹھاتے۱۔

فیصلہ کن حملے کا حکم :

یہ حالت دیکھ کر سلطان اکثر و ان جندنا لہم الغالبون۲ (بےشک ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے) پڑھنے لگتا۔ ایک دن سلطان نے کہا کہ کل صبح کو پوری کوشش کے ساتھ لشکر شام سے مقابلہ کرنا چاہیے اور اس جھگڑے کو تلوار کے فیصلہ سے طے کر دینا چاہیے۔

ملک کامل کا شام کی جانب فرار :

رات بھر سارے لشکروں نے جنگ کی تیاری میں گزاری۔ صبح کو سلطان نے بنفس نفیس جنگ کے اسلحہ جسم پر آراستہ کیے اور امرائے کبار نے بھی ہتھیار لگائے۔ پھر سب کے ساتھ دشمن کی طرف بڑھے اور تھوڑی دیر تک تلواروں پر دشمنوں کی رگ گردن سے آب دیتے رہے۔ ہنوز میدان جنگ میں کوئی حرکت نہیں پیدا ہوئی تھی اور غالب و مغلوب کا حال نہ کھلنے پایا تھا کہ ایک سوار آیا اور زمین پر سر رکھ کر یوں التماس کرنے لگا کہ "صبح کو ملک کامل نے اپنے بھائیوں کے ساتھ شام کا راستہ لیا۔" سلطان اس خوشخبری سے بہت مسرور ہوا۔

۱- نکایتے بدیشاں عائد نمی شد۔

۲- قرآن مجید ۳۷ : ۱۷۳ -

مغروروں کا حشر :

ان مغروروں پر یہ گزری کہ انھوں نے دوزخ درہ و باغبنک کے راستے سے آنا چاہا ۔ سلطان کی فوجوں نے ان دونوں دربندوں کی کافی حفاظت کر لی تھی۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو حصار میں نقب لگانا محال معلوم ہوا ، مجبوراً الفرار بقراب اکیس (میاں لے کر بھاگنا بڑی دانائی ہے) پر عمل کرکے حصن منصور کے راستہ پر چلے ۔ وہاں پہنچ کر حصار میں آگ لگا دی اور قلعے کو ویران کر ڈالا اور سلطان کی ہیبت و دولت قاہرہ کے دبدبہ سے بھاگ کر مصر و قاہرہ کی جانب روانہ ہو گئے و کفی اللہ المومنین القتال۱ (جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے آپ ہی کافی ہو گیا) ۔

ملوک شام و شمس الدین صواب کی سلطان کی افواج سے جنگ اور ان کا شکست کھا کر قلعہ خرتبرت میں پناہ لینا

ملک کامل سے شاہ خرتبرت کی استدعا :

جب ملک کامل ناکام ہو کر ممالک روم سے واپس ہوا تو شاہ خرتبرت جو اس کا خیر خواہ و دوستدار تھا از راہ عجز اس کے پاس آیا اور کہا چونکہ میں نے آپ کی دوستی کی وجہ سے سلطان کو اپنا دشمن بنا لیا ہے اس لیے مروت کے اقتضا سے اب میرے ملک کی حفاظت و پاسبانی آپ پر لازم آتی ہے ۔

ملک کامل کو ملک حماۃ ، ملک حمص اور امیر شمس الدین صواب زعیم الدار کی دلاوری پر بہت اعتماد تھا اس لیے اس نے انھیں لوگوں کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ خرتبرت کی حفاظت پر نامزد کر دیا ۔

دریائے فرات پر پل کی تعمیر :

جب ملک کامل واپس ہوا تو سلطان نے ملطیہ میں آکر ان لشکروں کو واپس بلا لیا جنھیں اس نے دربندوں کی حفاظت کے لیے مامور کیا تھا اور دریائے فرات پر پل بنوانے کا حکم دیا۔ پل کی تعمیر کے بعد تمام عساکر سلطانی اسی پر سے ہو کر گزرے۔ جب یہ عساکر صحرائے خرتبرت

۱- قرآن مجید ، ۲۵ : ۳۳ ۔

میں پہنچے تو ملوک شام شاہ خرتبرت کے ساتھ گھاٹی کے نیچے آ چکے تھے اور تیاری کر چکے تھے ۔

ملوک شام کے مقابلے کے لیے صف آرائی :

ان کو آمادہ دیکھ کر مبارز الدین چاولی ، بہرام شاہ جاندار ، یاقوت میرداد اور تمام نامور سردار میمنہ و میسرہ ترتیب دے کر مقابلہ کے لیے بڑھے ۔ آدھے دن تک صف آرائی ہوئی ، اور کسی جانب سے حملہ میں سبقت نہیں ہوئی کیونکہ امیر کمال الدین کا انتظار ہو رہا تھا ۔ ادھر امیر کمال الدین نے یہ سن رکھا تھا کہ ملوک شام بیرہ کے راستہ سے مقابلہ کا ارادہ کر رہے ہیں ، اس لیے وہ اسی راستے سے فوج لے کر آیا ۔ جب یہاں پہنچ کر کسی کو نہ پایا تو خرتبرت روانہ ہوا ۔ امداد کے لیے دونوں چاشنی گیروں نے اس کے پاس قاصد بھیجا مگر اس نے جلد توجہ نہ کی ۔ جب قاصد نے یہ دیکھا کہ امداد میں تساہل کیا جا رہا ہے تو شور مچایا کہ شام کے لشکر بھاگ اٹھے اور روم کے لشکر کو بےشمار غنیمت ہاتھ آئی ۔ یہ سن کر لوگوں پر طمع غالب ہوئی اور پانچ ہزار سوار چاولی چاشنی گیر اور اتونیہ چاشنی گیر کے پاس پہنچے ۔

صف بستہ فوج کا شامیوں پر حملہ اور فتح :

جب صف بستہ فوجوں نے دیکھا کہ مدد آ پہنچی تو حملہ کر دیا ۔ شامیوں نے ان کے حملہ کا جواب دیا ۔ تاج الدین پروانہ پسر قاضی شرف نے نکیدہ کے لشکر کے ساتھ شامیوں پر یورش کی ۔ ادھر سعدالدین کوبک نے میسرہ سے میمنہ میں گھس کر شام کے لشکر کو اکبارگی شکست دے دی ۔ شامی بہت سے مارے گئے اور اس طرف سے سوائے ایک فر فرنگی کے کوئی ضائع نہ ہونے پایا ۔ لشکر شام کے سات سو آدمی قید کر کے سلطان کے حضور میں روانہ کیے گئے ۔

لشکر روم کا شہر میں داخلہ :

اس کے بعد شامی خرتبرت کی گھاٹی میں اتر آئے اور رومی اپنے پڑاؤ کو واپس ہوئے ۔ دوسرے دن کمال الدین کامیار بہت سی دلاور فوج لے کر آ پہنچا ۔ شامیوں نے جب گھاٹی سے چتر سلطانی کا عقاب دیکھا تو جان کے خوف سے اپنی رہی سہی جماعت کو قلعے میں پہنچا کر پناہ لی ۔ روم کا لشکر اضمینان کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور شہر و قصبات کو لوٹتا، جلاتا، تباہ کرتا رہا ۔ اس وقت سلطان ملطیہ میں فتح کی بشارت سننے کا منتظر تھا ۔

اصل مؤلف کی والدہ و والد کا مختصر حال ، اصل و نسب کی کیفیت:

اس موقع پر امیر ناصر الدین امیر دیوان طغرا اصلی مؤلف کا حال ضمنی بیان کے طور پر درج کرنا ضروری معلوم ہوا ، اس لیے مختصراً کچھ حالات لکھے جاتے ہیں -

مؤلف کی والدہ بی بی منجمہ کمال الدین سمنانی نیشاپور کے رئیس اصحاب شافعی کی بیٹی تھی اور والدہ کی طرف سے محمد یحیٰی کی پوتی تھی - اس نے علم نجوم میں کامل مہارت پیدا کی تھی اور اس کے احکام اکثر قضا و قدر کے موافق ثابت ہوتے تھے - جس وقت کمال الدین کامیار سفارت کے طور پر سلطان جلال الدین کے پاس اخلاط میں آیا تو کمال الدین نے بی بی کو سلطان کی خدمت میں بہت پیش پیش پایا اور احکام نجوم میں اس کی طرف لوگوں کو رجوع ہوتے ہوئے دیکھا -

جب کمال الدین کامیار واپس ہوا تو اس نے سلطان علاء الدین سے اس عجیب واقعہ کو بیان کیا -

مؤلف کی والدہ ''بی بی'' دمشق میں — سلطان کی طلبی :

جب سلطان جلال الدین کو لشکر مغل سے زک پہنچی تو یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ دمشق چلی گئی - اس کی اطلاع سلطان علاء الدین کو ہوئی - سلطان نے اس کی طلبی کے لیے ملک اشرف کے پاس قاصد روانہ کیا جو بڑی عزت و احترام کے ساتھ اسے سلطنت روم میں لایا -

بی بی کا حکم لگانا اور اس کی تصدیق :

جب سلطان علاء الدین کا لشکر خرتبرت گیا تو بی بی منجمہ نے حکم لگایا کہ فلاں روز فلاں ساعت میں قاصد فتح کا مژدہ لے کر آئے گا - سلطان اس دن کا انتظار کر رہا تھا ، جب وہ ساعت آئی تو قاصد کا منتظر تھا - یکایک قاصدوں نے آ کر بشارت دی کہ شام کے لشکر منہزم ہوئے اور خرتبرت میں پناہ گزین ہیں ، جب لشکر اس قلعہ پر پہنچے گا تو یقیناً بغیر کسی جھگڑے کے فتح میسر ہوگی -

بی بی سلطان علاء الدین کے حضور میں:

اس حکم کے موافق ہونے سے سلطان کے دل میں بی بی کی مہارت کا اعتقاد زیادہ ہوگیا ۔ فوراً اپنے خاص غلاموں کو اس کے بلانے کے لیے بھیجا۔ جب وہ آئی تو سلطان نے کہا کہ بی بی خاتون کا حکم تقدیر ربانی کے موافق نکلا - پھر اس صلہ میں اسے سلطان کا عطیہ خلعت پہنایا گیا۔ سلطان نے کہا کہ جو تمنا بی بی خاتون کے دل میں ہو بیان کرے ۔ اس پر بی بی نے یہ استدعا کی کہ حضرت سلطان کی انشا کی خدمت میرے شوہر مجدالدین محمد ترجان کو عطا کی جائے جو گور سرخ کے سادات سے ہے اور جرجان کے معتبر لوگوں میں گنا جاتا ہے ۔ یہ استدعا فوراً منظور ہوئی ۔

مجدالدین محمد والد مؤلف کا اعزاز :

اس وقت سے بی بی کا شوہر مجدالدین محمد سفر و حضر میں برابر ساتھ رہتا اور نوازش خسروانہ سے امتیاز حاصل کرتا ۔ رفتہ رفتہ اس بارگاہ میں اسے اتنا عروج حاصل ہوا کہ بڑی بڑی سفارتوں پر مثلاً بغداد و شام ، دولت خوارزمیہ پر اس کے سوا کسی کو مقرر نہ کیا جاتا اور لشکروں کی ایلچی گری کے لیے اس سے زیادہ کسی کو موزوں نہ سمجھا جاتا تھا ۔

مجد الدین محمد نے شعبان ۶۰۷ ھ میں انتقال کیا ۔

اب پھر سلسلۂ کلام کی طرف رجوع کیا جاتا ہے ۔

سلطان کی خرتبرت کو روانگی — محصورین کا عجیب واقعہ :

دوسرے دن سلطان نے بنفس نفیس خرتبرت کا سفر اختیار فرمایا ۔ سلطان کے پہنچتے ہی اٹھارہ منجنیقیں نصب کر دی گئیں ۔ سنگ باری کی پیہم بارش سے قلعہ کے محصوروں پر عرصۂ زندگی تنگ ہو گیا ۔ ایک عجیب واقعہ یہ پیش آیا کہ قلعہ والوں نے ملک خرتبرت کے مطبخ میں ایک برہ (بکری یا ہرن کا بچہ) تنور میں لگا رکھا تھا کہ ملک خرتبرت اور ملوک شام کے سامنے رکھا جائے - اتنے میں خوانسالار نے حاضر ہو کر عرض کی کہ منجنیق کا پتھر تنور میں گرا اور برہ کو زمین میں دبا دیا ۔ ملک حماۃ ایک عاقل شخص تھا ، اس نے یہ سن کر کہا کہ "اے اصحاب دولت، اس موقع پر مقابلہ و مزاحمت کرنا عقل سے بعید معلوم ہوتا ہے ۔ مناسب یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے دامن کرم میں پناہ ڈھونڈے تو ممکن ہے کہ وہ جان کی امان عطا کرے ۔"

ملک حماۃ کی باریابی — امان نامہ کا اجرا :

پھر سب کی اتفاق رائے سے ملک حماۃ ہی سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا ، نوازش خسروی سے سرفراز ہوا اور اس کی سفارش قبول فرمائی گئی مگر اس شرط پر کہ شام کے ملوک و امرا قلعہ سے تھوڑی بہت کوئی چیز باہر نہ لائیں اور صرف سر سلامت لے جانے پر راضی رہیں - اس قرارداد کے مطابق امان نامہ لکھ دیا گیا ، مگر منجنیق سے پتھروں کی بارش ہنوز جاری تھی -

دوسرے دن جب آفتاب کی کرنیں بلند ہوئیں تو قلعہ والوں نے الامان کا شور مچایا اور جھنڈا اوپر منگوایا - خاص طغرل اپنے ساتھ جھنڈا لے کر قلعہ کے اوپر گیا اور دروازہ کی دیوار پر نصب کر دیا - قلعہ کے اندرونی و بیرونی جانب سے تہنیت کی آوازیں آنے لگیں - امرا و ملوک شام قلعہ سے باہر چلے گئے اور جو جگہ مہانداروں نے مقرر کی تھی ، اس جگہ ٹھہر گئے - سلطان نے ہر ایک کے مرتبہ کے لحاظ سے خلعت بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ظہر کے وقت بزم خسروی میں حاضر ہوں -

شمس الدین صواب کا غرور :

فرمان کے مطابق تمام ملوک و امرائے شام خلعت پہن کر حاضر ہوئے اور کھانے پینے کی مرغوب و لذیذ چیزوں میں سے جو چاہا کھایا پیا - مگر شمس‌الدین صواب نے نہ خلعت پر نظر کی[۱] نہ خوان پر کھانے کو ہاتھ لگایا - سلطان کو اس کے غرور و تمرد سے بہت غصہ آیا اور امیر کمال الدین سے کہا کہ ''اس حبشی نے ہمارا کپڑا نہیں پہنا اور کھانا نہیں کھایا؟'' کمال‌الدین نے جواب دیا کہ اس نے دونوں ہاتھوں سے کھایا اور کافی سیری حاصل کی ہے - سلطان یہ لطیفہ سن کر مسکرا دیا -

شامیوں کے ہاتھ چوپائے بیچنے کی ممانعت :

دوسرے دن لشکر میں منادی ہو گئی کہ جو شخص شامیوں کے ہاتھ چوپائے بیچے گا ، اس کی سزا سولی اور قتل ہوگی - یہ منادی شمس‌الدین صواب کی غلط رائے کا نتیجہ تھی - دوسرے روز شامیوں نے واپسی کی اجازت حاصل کر کے اپنے اپنے مکانوں کی راہ لی - چونکہ صواب

۱- در خوان بناں بنان نبرد (بناں ، انگلیاں نان روٹی) اس عبارت میں صنعت لفظی ہے -

کے مزاج میں رطوبت غالب تھی، پیدل چلنے کی طاقت نہ رکھتا تھا، اس لیے اس کے غلام باری باری[1] سے سر پر لاد کر لے جاتے تھے - اسی طرح اس کو شام کی حدود میں پہنچایا -

سلطان کی واپسی :

ادھر شامیوں کو اجازت ملی ادھر سلطان کے عملہ نے قلعہ میں پہنچ کر تمام امور کا انتظام کیا - پھر سب کاموں سے مطمئن ہو کر سلطان نے قیصریہ کا عزم فرمایا اور کمال الدین کامیار و ایاز شرابسالار کو حکم دیا کہ جو شاہزادے ملکہ عادلیہ کے بطن سے ہیں شاہانہ اہتمام کے ساتھ ان کے ختنے[2] کر دیے جائیں - اور خود موسم سرما بسر کرنے کے لیے انطالیہ و علائیہ کی جانب روانہ ہوا -

فتح حران و رہا و رقہ مع مضافات

قیصریہ کی جانب کوچ :

جب چاند برج ماہی سے برج حمل میں آیا اور موسم نے اپنی رنگ آرائی و فسوں سازی سے پہاڑ کی چوٹیوں کو سبز فام بنا دیا تو سلطان نے انطالیہ و علائیہ سے قیصریہ کوچ فرمایا جہاں اس کی تمام افواج جمع رہتی تھیں - امیر کمال الدین اور دوسرے ارکان دولت کو حکم ہوا کہ فتح حران، رہا اور رقہ وغیرہ کا عزم مصمم کر لیں اور ملک عادل اور ملک کامل کے شہروں اور محلوں کو جنگلی جانوروں اور چوپایوں کی چراگاہ بنا چھوڑیں -

قلعۂ حران والوں کی امان طلبی :

اس مہم پر ملک الامرا کمال الدین پچاس ہزار سواروں کے ساتھ بجلی کی طرح جلد جلد سفر کرتا ہوا ان اطراف میں جا پہنچا اور جاتے ہی جابجا منجنیقیں نصب کر دیں- اگرچہ قلعہ حران کا کنگرہ ستاروں کے برج سے برابری کرتا تھا اور کوہ قاف کی بلندی کو خیال میں نہ لاتا تھا، اس کی خندق نہایت عریض و عمیق تھی مگر حملوں کی شدت اور سنگ باری کی کثرت سے وہاں کے باشندوں کے گھروں میں زلزلہ پڑ گیا مگر حق گزاری

۱- بمناوبہ (باری باری) -
۲- تطہیر کنند -

و نمک حلالی کے خیال سے ایک مہینہ تک اہل قلعہ مضبوطی کے ساتھ صبر کرتے رہے مگر جب بالکل مجبور ہو کر بیتاب ہو گئے تو اس خیال سے کہ شہر میں گرجی اور فرنگی لشکر کے ہاتھ سے مسلمان شریف خواتین کی بے حرمتی ہونی ہے اور جان کا الگ خطرہ ہے ، امان امان کی فریاد بلند کی اور اپنے یہاں کے معززوں اور سرداروں کو ملک الامرا کی خدمت میں بھیج کر وعدہ کیا کہ ''اگر ہمیں امان عطا ہو تو ہم سوائے اطفال و عیال کے قلعہ سے کچھ نہ لے جائیں گے۔'' ان کی یہ درخواست منظور ہوئی اور قلعہ والے صرف جانیں لے کر نکل آئے اور جھنڈا قلعہ پر جا کر نصب کر دیا - پھر امرا تنہا اوپر گئے اور بے حساب مال و دولت و خزائن کا حساب مرتب کیا اور سب چیزوں کو صندوقوں اور حجروں میں بند کرکے مہر سجا دی - پھر سلطان کی خدمت میں اطلاع بھیجی -

سلطان نے کارگزاریوں کا اعتراف فرمانے کے بعد حکم دیا کہ خزائن پوری احتیاط کے ساتھ خزانۂ عامرہ میں بھیج دیے جائیں اور جو سامان قلعہ کے لیے لازمی ہو وہاں چھوڑ کر باقی چیدہ اشیا محروسہ ملطیہ میں بھیج دیں اور قلعے کے رخنوں کی مرمت کرائی جائے ۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر حاضر بارگاہ ہوں -

قلعہ پر ملک کامل کے دوبارہ قبضے کی اطلاع :

قلعہ سے ملک الامرا اور لشکروں کی واپسی کے بعد ناگہاں ملطیہ کے قاصد سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ''ملک کامل نے حران واپس آ کر بعد محاصرہ قلعہ پھر قبضہ میں لے لیا اور کوتوالوں ، سپاہیوں اور نائبوں کو بیڑیاں پہنا کر اونٹوں پر مصر کی جانب روانہ کر دیا ۔ اور حبس دوام میں رکھا ہے'' -

آمد کے محاصرے کا حکم اور کمال الدین کامیار کا اختلاف :

سلطان اگرچہ اس خبر سے نادم ہوا مگر فیوم لنا و یوم علینا (ایک دن ہمارے موافق ہے ایک دن ہمارے خلاف) پڑھ کر حکم دیا کہ حران کا دوبارہ لینا کوئی ایسی مہم نہیں ہے ، رائے یہ ہے کہ آمد کے محاصرہ کے لیے جاؤ - کمال الدین کامیار نے جواب دیا کہ ''بادشاہ کا فرمان بجا ہے - اگر فتح مند افواج آسمان کے قلعوں کا قصد کریں تو اس کے برجوں کو بھی آسانی سے زمین پر گرا سکتے ہیں ۔ لیکن آمد جیسے شہر پر جس کی فصیل کوہ خارا کی ہے اور کسی بادشاہ نے اسے جنگ و محاصرہ سے فتح نہیں کیا ہے ، آسانی سے کامیابی نہیں ہو سکتی ۔ البتہ یہ گمان ہو سکتا ہے کہ تین سال

کی متواتر سعی سے سر ہو جائے گا۔ اس طرح کہ پہلے سال وہاں کی تمام پیداوار جلا دی جائے۔ مویشیوں کو لوٹ کر رعایا اور دہقانوں کو قید کر لیا جائے۔ اور دوسرے سال ان تک رسد بالکل نہ پہنچنے دی جائے۔ تب کہیں تیسرے سال ممکن ہے کہ وہ لوگ امان کی التجا کریں اور شہر سپرد کر دیں۔ جب کمال الدین نے آمد کے محاصرے سے اختلاف کیا تو سلطان خاموش رہا۔

تاج الدین پروانہ کا محاصرۂ آمد پر مقرر ہونا اور ناکام واپس آنا

تاج الدین پروانہ پسر قاضی شرف الدین ارزنجانی نے اپنی گرم بازاری اور کمال الدین کامیار کے زوال حشمت و جاہ کی غرض سے جو اس زمانہ میں ایک دنیا کا محسود بنا ہوا تھا، ایک دن اثنائے گفتگو میں سلطان کو خوش پا کر کہا کہ "اگر بادشاہ بندہ کو اجازت دیں کہ قدیم لشکر اور خوارزم کی فوج کے ساتھ آمد روانہ ہو جائے تو بندہ چھ ماہ بلکہ اس سے کم مدت میں یہ مہم سر کر سکتا ہے"۔

تاج الدین پروانہ کی آمد کی مہم پر ماموری و روانگی :

سلطان نے اس کی خواہش پر اس مہم پر اسے مقرر کر دیا اور ساتھ کی تمام افواج پر اسے افسر اعلیٰ بنا کر لشکروں کو اسلحہ خانہ، سامان اور مختلف اسباب کے ساتھ آراستہ کر کے اس کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

قیر خان کی لوٹ مار :

جب تاج الدین اس جگہ پہنچا تو ایک مدت اس کے محاصرہ میں گزاری اور فتح کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ قیر خان اور خوارزم کے دوسرے امرا ملک غازی، بدر الدین لولو اور ملک منصور والی ماردین سے کینہ رکھتے تھے کیونکہ سلطان جلال الدین کے واسطے سے جب ان سے مدد مانگی گئی تو قیر خان وغیرہ پر انہوں نے کوئی التفات نہ کر کے جواب دے دیا تھا۔ قیر خان وغیرہ نے، وہ کینہ اب نکالا اور ان کے ممالک میں لوٹ مار مچا دی اور منجار تک کے باشندوں کو قید و قتل کرتے اور ان کے مکانوں کو جلاتے اور تباہ کرتے رہے۔ یہ سب حال بارگاہ سلطنت میں لکھ بھیجا۔ سلطان کو آمد کی فتح پر بہت اصرار تھا، اس نے صاحب شمس الدین اصبہانی کو بے انتہا اسلحہ و آلات اور دولت ساتھ دے کر ایک دوسرے لشکر

کے ہمراہ روانہ کیا - اس مرتبہ آلات و اسلحہ میں اتنا اہتمام کیا تھا کہ لوہے کی منجنیقیں گول اور ایک من ، تین من اور پانچ من تک کے پتھر پھینکنے والی اونٹوں پر بار کر کے بھیج دیں -

تاج الدین پروانہ کی ناکامی و حیلہ تراشی اور سلطان کی چشم پوشی:

باوجود اس تیاری کے فتح کے دروازے بند رہے اور اب تاج الدین کو غضب سلطانی کا ڈر ستانے لگا - مجبوراً یہ حیلہ تراش کر درگاہ میں حالات عرض کیے کہ آمد عنقریب فتح ہونے کو تھا کہ سردی کا موسم آ گیا اس لیے عساکر کی نقل و حرکات میں فتور پیدا ہو گیا - سلطان نے اس بنا پر واپسی کی اجازت دے دی مگر ساتھ ہی یہ فرمایا کہ آئندہ سال میں بذات خود اس مہم کو جیسا کہ چاہیے سر کروں گا - پھر جب امرا حاضر خدمت ہوئے تو کوئی عتاب نہ فرمایا اور گزشتہ باتوں سے درگزر کی -

اردوی، ایلچیوں کا سلطان علاءالدین کیقباد کی خدمت ''میں آنا''

امیر شمس الدین عمرقزوینی کا بیان :

امیر شمس الدین عمرقزوینی نے اس طرح بیان کیا کہ میں نے حوادث ایام کی بدولت اپنے قدیم وطن کو جو خوشحالی کی گزرگاہ اور نعمت و کشایش کا جمگھٹ تھا۲ خیر باد کہہ کر تجارت اختیار کی - جب میں اس سلسلے میں شہر ارزروم میں پہنچا اور میں نے اسے نعمت و راحت سے لبریز۳ دیکھا تو میں ایک مدت تک وہیں مقیم رہا اور بہت کچھ دولت جمع کر لی - یک بیک میں نے۴ ساز و سامان درست کیا - میں نے بہت سا مرصع سامان اعلیٰ درجے کا تیار کیا - اس کی تیاری میں عرصہ صرف ہوا - جب میں اس طرف سے مطمئن ہو گیا تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا سامان سوائے بادشاہ کے خزانے کے اور کہیں زیب نہیں دیتا - اس خیال سے میں نے سفر کی تیاری کی اور درگاہ شاہی کا

۱- ایل خانی ترکوں یا مغلوں کی چھاؤنی -
۲- مقطع : گزرگاہ — مجمع : جمع ہونے کی جگہ ، جمگھٹ -
۳- مشحون : بھرا ہوا ، لبریز -
۴- برگستان نمودم : سامان درست کیا - برگستان جنگی لباس کو کہتے ہیں ، مجازاً ساز و سامان درست کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے -

وابستہ لیا ۔ جب بارگاہ تک رسائی ہوئی تو وہاں میرا بہت اچھا سودا ہو گیا اور نہایت نفع حاصل ہوا ۔

(تاتاری ؟) بادشاہ سے گفتگو اور اس کا ایما :

وہاں جس وقت میں سامان پیش کر رہا تھا بادشاہ موجود تھا ۔ بادشاہ نے مجھ سے پوچھا ''کہاں سے آتے ہو؟'' میں نے کہا ''بلاد روم سے ۔'' فرمایا ''وہ سلطنت تو سلطان علاءالدین کیقباد کے ہاتھ میں ہے؟'' میں نے کہا ''جی ہاں ۔'' فرمایا ''ان کا طریقۂ سلطنت کیسا ہے؟'' میں نے کہا ایسا ہے جیسے بادشاہ پسند فرماتے ہیں ۔ بلکہ میرے نزدیک اسلام میں آج کل اس کے سوا کوئی بادشاہ ایسا نہیں ہے جو عاقل کامل و عادل ہو اور اس کا ملک اتنا آباد ، رعیت شاد اور اس کے یہاں مال و دولت کی ایسی کثرت ہو''۔ یہ سن کر فرمایا ''ایسے بادشاہ کو اگر ہم اپنی عنایت سے محروم رکھیں تو نہایت افسوس کی بات ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کو آگاہ کریں کہ وہ بھی ایل ہوجائے یعنی ہماری جماعت میں شریک ہوجائے تاکہ اس کا ملک و رعیت آباد رہے ۔ اگر ہم اس کے پاس تجھے ایلچی بنا کر بھیجیں تو وہاں جائے گا ؟''

میں نے عرض کی کہ میں مرد تاجر پیشہ ہوں ، مجھے ایلچی گری کے رموز و آداب معلوم نہیں ۔ شاید کوئی بات نادانستہ رہ جائے اور اس کی بنا پر مبتلائے عتاب ہوں ۔ فرمایا جب ہماری نظر تم پر پڑ گئی اور ہم نے تمھیں ایسے کام کے لیے پسند کر لیا تو تم بھی مطمئن رہو ۔ خدا تمھاری زبان سے وہی بات نکلوائے گا جو اہل عالم میں مقبول ہوگی ۔ بعد ازاں مجھے دو مغل نوکروں بدوں اور ارمتای کے ساتھ ایک توڑہ اشرفیوں کا اور ایک توڑہ روپیوں کا دے کر اس فرمان کے ساتھ روانہ کر دیا جس کا مضمون یہ ہے :

مضمون فرمان جو سلطان علاء الدین کیقباد کے پاس بھیجا گیا ۔

تاتاری بادشاہ کا فرمان سلطان علاء الدین کے نام :

شہریار عادل سلطان علاء الدین کو معلوم ہو کہ آپ نے ملک داری و رعیت پروری میں جو نام نیک پیدا کیا ہے اور آبند و روند جس طرح آپ سے خوش ہیں ہم نے اس کا حال سنا اور پسند کیا ۔ ہم آپ سے خوش ہوئے اور آپ کے لیے دعا (سیور غامیشی) کی اور چاہا کہ آپ ہمیشہ اپنے ملک میں خوش دل و آسودہ رہیں ۔ خدائے تعالیٰ نے ہمیں بزرگ کیا اور

عزیز بنایا اور روئے زمین کو ہمارے اختیار میں دیا - چونکہ آپ اچھے راستے پر چل رہے ہیں اس لیے ہمیں اپنا حال آپ پر ظاہر کرنا اور آپ کو مریدی و فرمانبرداری کے لیے دعوت دینا واجب معلوم ہوا -

ہمارا حال جاننے کے بعد جو لوگ مرید نہ ہوں گے اور سرکشی کریں گے اور اس صورت میں ہمارا لشکر ان کی ولایت میں آ کر ان کو مارے اور زن و بچہ کو قید کرے ، مال و اسباب کو غارت و تباہ کرے انھیں نقصان پہنچائے گا تو اس کا ہم پر الزام نہ ہوگا - تحریر در سال بیچین ۶۳۳ از مقام سبزہ آوردو -

شمس الدین عمر قزوینی ممالک روم میں :

ایک طول طویل مسافت طے کر کے میں ممالک روم میں پہنچا - جب قیصریہ میں داخل ہوا تو اس وقت سلطان علائیہ میں تھا - مبارز الدین چاولی نے سلطان کے پاس قاصد بھیج کر میرا حال گذارش کر دیا تھا - سلطان کے انتظار میں مجھے موسم بہار آنے تک وہیں رکھا گیا - وہ ہر روز سیر کے بعد اور دیوان سے پہلے ہمیں دیکھنے آتا اور بے حد تواضع کرتا -

سلطان کے حضور میں باریابی :

جب فصل بہار آئی اور سلطان علائیہ سے قیصریہ میں آیا تو مجھے بلایا اور بہت عزت کی - جب میں نے فرمان پیش کیا تو سلطان اٹھا اور فرمان کا خود مطالعہ کیا -

پھر جب تخت سے اترا اور خلوت سرا میں گیا تو مجھے تنہا باریاب فرمایا - سب سے پہلے جو بات میں نے اس کے منہ سے سنی وہ یہ تھی کہ : "خدا کا شکر ہے کہ جو فرستادہ خدا کے برگزیدہ بزرگ کے پاس سے میرے پاس آیا وہ مسلمان ہے ، اور شکر ہے کہ جس کو خدا نے عزیز کیا ہے اس نے مجھے عزیز رکھا اور یاد فرمایا -"

سلطان علاءالدین مریدوں کے حلقے میں — سلطان کی وفات کا ذکر:

پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "میں جو کچھ پوچھوں تمہیں دینداری کے لحاظ سے سچ سچ بیان کر دینا چاہیے -" میں نے کہا "میں جو کچھ جانتا ہوں بے شک صحیح طور پر عرض کروں گا -" فرمایا "میں اگر مرید ہو جاؤں گا تو میرے ملک میں تو طمع نہ کریں گے؟" میں نے کہا

۱- آروغ : ڈکار ، مجازاً خوراک ، یہاں قبضہ و اختیار مراد ہے -

''معاذاللہ! ان کی جماعت مریدی میں داخل ہونے کی یہ حالت ہے کہ ہر سال ایلچی خدمت میں آتے ہیں ، بہت سے کپڑے خزانوں میں پہنچتے ہیں ، بکثرت سامان جو ذخیروں اور اصطبلوں میں پڑے پڑے خراب ہو جاتا ہے اور سیم و زر جو تلف ہو جاتا ہے اس میں سے بہت تھوڑا ان تک پہنچتا ہے اور ظاہر و باطن ان کے ساتھ یکساں رکھا جاتا ہے''۔ یہ سن کر سلطان نے مریدی قبول کی ، فرمان دیا، تحائف و ہدایا اور روم کی نادر اشیا تیار کرائیں ۔ یکایک تیسری شوال ۶۳۴ھ کو پیام اجل آ پہنچا اور سلطان نے جوار حق میں جگہ پائی ۔

غیاث الدین کیخسرو کی مریدی کا ذکر :

پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا غیاث الدین کیخسرو تخت نشین ہوا ۔ میرے پاس اپنا آدمی بھیج کر کہلایا کہ میرے باپ نے آپ کو بھائی کہا اور میں باپ کہتا ہوں ۔ میں بھی ارادت و بندگی قبول کرتا ہوں ۔ پھر سلطان غیاث الدین نے باپ کی ترتیب دی ہوئی پیش کش فخرالدین پسر جبیر مصری کے ساتھ ملطیہ روانہ کی ۔ جب ہم اس پیشکش کے ساتھ خراسان کی حدود میں پہنچے تو ملحدوں کے لشکر نے ہمیں گھیر لیا اور پہاڑ پر لے گئے ۔ تین ماہ اور دو دن تک قید رہے ۔ جب ہماری خبر حضرت کی خدمت میں پہنچی تو انھوں نے امیر جرماغون کے ذریعہ سے ان کے پنجے سے رہائی دلائی ۔

جب ہم رہائی پا کر حاضر خدمت ہوئے ، اپنی توقیر ، سلطان کی ارادت قبول کرنے اور تحائف مرتب کرنے اور سلطان کی وفات کا حال بیان کیا تو تین مرتبہ قیران قیران فرمایا اور غیاث الدین کی مریدی کو پسند فرمایا ۔ پھر حکم ہوا کہ روم کی طرف جاؤ اور اسقاف میں رہو ۔ جب میں عراق میں پہنچا تو بایجو امیر کوسہ طاغ میں سلطان غیاث الدین سے مقابلہ میں مصروف تھا ۔

سلطان علاءالدین کیقباد کی وفات کا ذکر

شام پر چڑھائی کا ارادہ — سیواس قیر خان کی تحویل میں :

جب جہاں داری اور کاموری میں سلطان علاء الدین کی عظمت و جلال کا آفتاب درجۂ کمال نہیں بلکہ دیوار زوال تک پہنچا اور دنیا کے سرکش اس کے مطیع ہو گئے اور امیرالمومنین المستنصر کے ساتھ بوجہ وراثت اعمام (چچیری وراثت) سلطنت میں شرکت کی بنا پڑ گئی ، دربار

خلافت سے سلطان اعظم اور قسیم معظمؓ کے خطاب سے ملقب ہوا۔ آخر میں اس نفرت کی وجہ سے جو ملک کامل کی طرف سے اس کے دل میں قائم ہو گئی تھی، سلطان نے ولایت شام پر چڑھائی کے ارادہ سے قیصریہ میں فوجیں جمع کیں - اور احتیاط و دلجوئی کے خیال سے سیواس کو فخر الدین اباز شرابسلار کے قبضہ سے نکال کر قیر خان کی تحویل میں دیا - فخرالدین اباز سلطان کا نہایت درجہ مقرب و خاص درباری تھا، اس کا انتقال ہو چکا تھا -

ارزنجان کی بادشاہی پھر ملک غیاث الدین کو دی - التونیہ چاشنی گیر کو غیاث الدین کی اتابکی و ملک الامرائی پر نامزد کیا - سلطنت روم کی ولیعہدی پر ملک عزالدین قلیج ارسلان کو مقرر کیا اور اس کے لیے تمام امرا کو اتنا پابند کیا کہ سب نے بخوشی و ناخوشی بیعت کی قسم کھائی اور عزالدین کی خیرخواہی و وفاداری کا یقین دلایا -

صحرائے مشہدیہ میں اجتماع افواج :

جب شوال ۶۳۴ھ کا چاند نظر آیا تو صحرائے مشہدیہ میں اتنا لشکر فراہم ہو چکا تھا کہ اس کا حساب ناممکن ہو گیا - تمام فوجیں عیدگاہ میں حاضر ہوئیں اور ہر ایک نے ہنر دکھائے - اس کے بعد میدان خالی کردیا گیا اور سلطان نے جلال الدین قراطای سے نیزہ بازی شروع کی - جلال الدین کو دم نہ لینے دیتا تھا - تھوڑی دیر تک یہ بازی ہوتی رہی - پھر تینوں نے سہ سری[1] سراپردہ کا عزم کیا اور نماز ادا کی - پھر خوان لگا کر کھانا کھایا گیا -

تیسری شوال کو سلطان کے حکم سے جتنے ایلچی قیصریہ میں حاضر تھے بزم شاہنشہی میں باریاب ہوئے - سلطان کے امرا و اکابر و عائد دولت بھی جمع ہوئے - سامان بزم مہیا کیا گیا - خوش الحان مطربوں کے نغمے بلند ہونے لگے - سیم اندام ساقیوں نے دور شراب آغاز کیا، پائے باد پیما سے یہ آواز نکلی :

خذوا بنصیب من نعیم ولذۃ　　فکل وان طال المدی یتصرم

(نصیب میں جتنی نعمت و لذت لکھی ہوئی ہے حاصل کر لو کیونکہ زمانۂ عیش دراز ہونے کے بعد بھی یہ چیزیں منقطع ہو جاتی ہیں) - اور غراب

---

[1] سہ سری : خیمہ کی ایک قسم -

الیپن نے باواز بلند و ہولناک حاضرین و سامعین کے کانوں تک یہ اشعار گریہ آمیز کائیں کائیں کی شکل میں پہنچائے :

کم جموع تدرأت أنصارنا یمزجون الخمر بالماء الزلال
ثم صاروا فی غد ایدی سبا وکذاک الدهر حال بعد حال

(ہماری آنکھوں نے دیکھا کہ ایسی کتنی جماعتیں تھیں جو شراب میں آب زلال ملایا کرتی تھیں (اور پیتی تھیں) پھر وہ دوسرے دن قیدی بن گئیں - اور زمانے کا حال اسی طرح (آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے) رہا کرتا ہے) -

ناگہانی علالت اور وفات :

ناگہاں ناصر الدین علی چاشنی گیر ایک بھنا ہوا مرغ گرم گرم محفل میں لایا اور سلطان کی خدمت میں اس کے ٹکڑے کرکے پیش کیے - سلطان نے چند لقمے تناول فرمائے - کھانے کے تھوڑی دیر بعد مزاج مبارک میں سخت ضعف پیدا ہو گیا - اہل مجلس پریشان ہو کر منتشر ہونے لگے سلطان تکلیف و اضطراب کی شدت میں سوار ہو کر کیقبادیہ روانہ ہوا - بہت سی عجیب باتیں کیں اور قراطای سے کہا کہ اب میرا وقت آ گیا ، کمال الدین کامیار کو بلانا چاہیے تا کہ اسے وصیتیں کر دی جائیں - فوراً غلام خاص اس کو بلانے کے لیے دوڑائے گئے - وہ نماز عشا کے وقت حاضر ہوا - اس وقت سلطان کی زبان میں لکنت پیدا ہو چکی تھی - ہر چند اشاروں سے سمجھاتا تھا مگر امیر کمال الدین کی سمجھ میں کوئی بات نہ آتی تھی اس لیے جلد اپنے گھر واپس ہو گیا -

قونیہ میں تدفین :

شوال کی چوتھی تاریخ ۶۳۴ھ دو شنبہ کی رات کو سلطان نے وفات پائی اور سرائے کیقبادیہ سے دار جناں کی راہ لی - دو دن کے بعد نعش مطہر قونیہ پہنچائی گئی اور باپ دادا کے پہلو میں دفن ہوئی - لوگوں کو اس حادثہ سے سخت صدمہ ہوا اور اس تاریخ سے ملک و ملت کے معاملات میں ابتری پیدا ہو گئی ، بادشاہی کا نظم بگڑ گیا -

ممالک روم کی ناگفتہ بہ حالت :

عجیب اتفاق یہ ہے کہ ملک کامل و ملک اشرف جو ہمیشہ سلطنت روم حاصل کرنے کے خبط میں مبتلا رہتے تھے وہ بھی اس زمانہ میں قضا[1]

۱- فرمان یافتند -

کر گئے ۔ ممالک روم کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہو گئی ۔ ان ممالک میں جو غربا اور ضعیفوں کا ملجا و مامن تھے ، جس شخص کو بھی عیش کا خوش گوار شربت نصیب ہوا تھا اس کے نتیجے میں اسے سینکڑوں مصائب بھگتنا پڑے ۔

سلطان غیاث الدین کیخسرو ابن کیقباد کی تخت نشینی

امرا کو بیعت کی دعوت :

سلطان علاء الدین کی وفات کے بعد ملک غیاث الدین کو سلطان کی حالت و وفات سے مطلع کیا گیا ۔ اس نے فوراً اپنے آدمی بیعت کی دعوت دینے کے لیے تمام اکابر دولت کے پاس روانہ کیے اور سب کو اپنی موافقت پر توجہ دلائی ۔

شمس الدین التونیہ چاشنی گیر ، تاج الدین پروانہ پسر قاضی شرف ، جمال الدین فرخ استادالدار ، سعد الدین کوبک اور ظہیرالدولہ پسر گرجی نے اس دعوت کو بہت جلد قبول کیا اور فوراً موافقت پر آمادہ ہو گئے۔

غیاث الدین کیخسرو کی تخت نشینی :

دوسرے دن امیر کمال الدین و حسام الدین قیمری ، قیر خان اور دوسرے امرا سلطان علاءالدین کے مال سے بےخبر میدان میں سیر کر رہے تھے کہ غیاث الدین کو دیکھا کہ اپنی بیعت قبول کرنے والے امرا کو انعام تقسیم کرتا ہوا کیقبادیہ کی طرف سے شہر کی جانب آ رہا ہے ۔ یہ دیکھ کر یہ لوگ فوراً قصر سلطانی میں پہنچے ۔ وہاں دیکھا کہ غیاث الدین کے ہوا خواہ گروہ در گروہ جمع ہیں ۔ ان لوگوں نے غیاث الدین کی وفا داری پر حلف کیا ۔ پھر ان میں سے التونیہ چاشنی گیر ، جمال الدین فرخ لالا نے غیاث الدین کو لے جا کر تخت پر بٹھا دیا ۔ دست بوسی اور نچھاور کی رسم ادا کی ۔ غیاث الدین نے فوراً حکم دیا کہ تمام زندانیوں کو آزاد کر دیں اور شہر کے دروازے مضبوطی سے بند رکھیں ۔

امیر حسام الدین قیمری کا غصہ :

حسام الدین قیمری نے جب یہ صورت دیکھی اور سنا کہ امرا نے سلطان مرحوم سے جو حلف لیا تھا اس کے خلاف غیاث الدین کو تخت

پر بٹھا دیا تو غضبناک ہوا اور امیر کمال الدین و قیر خاں سے کہا: "ملک معز الدین اس وقت کیقباد پور میں ہے، ہمیں چاہیے کہ سلطان مرحوم کے عہد کا پاس رکھیں اور اس کو تخت سلطنت پر بٹھائیں اور جو شخص مخالفت کرے اسے زخم تیغ سے ہلاک کریں۔ لشکر ہمارے ساتھ ہے اور ولی عہد قبضہ میں، ہم اس ننگ کو اپنے لیے ہرگز نہ گوارا کریں گے۔ اگر غیاث الدین کے خیر خواہ مخالفت کریں گے تو محاصرہ کر کے ان کو شکست دیں گے۔"

قیر خاں کا اتفاق ــ کمال الدین کامیار کا تساہل:

قیر خاں، قیمری کے ساتھ متفق ہو گیا۔ کمال الدین کامیار نے توقف کیا اور تساہل کرتا رہا۔ یکایک کمال الدین کو شہر سے خبر ملی کہ جیسا گمان کیا جا رہا ہے اس کے برخلاف معاملہ قابو سے باہر ہو چکا ہے۔ اب جو شخص جلد ہی غیاث الدین کے موافق ہو گیا اس کا سر سلامت رہے گا اور جو ذرا اس کی مخالفت کی سعی کرے گا اسے سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ امیر کمال الدین نے اس پر بھی کوئی التفات نہ کیا اور ظہر کے وقت تک یہ لوگ اطراف مشہد (تفریح گاہ) میں گشت کرتے رہے۔ جب ان لوگوں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ اس موقع پر ٹال مٹول اور مزاحمت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور واللہ یوتی ملکہ من یشاء[1] (اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دیتا ہے) کے حکم سے زیادہ کوئی تدبیر مؤثر نہیں ہوسکتی تو تینوں امیر شہر میں گئے اور سلطان غیاث الدین کو سلطنت کی مبارکباد دی۔

امیر کمال الدین کامیار کی فصیح و بلیغ قسم:

تاج الدین پروانہ نے آگے بڑھ کر امیر کمال الدین کو قسم تلقین کی، اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ کمال الدین قرآن مجید ہاتھ میں لے کر تخت کے پاس گیا اور ایسی فصیح و بلیغ عبارت سے قسم کھائی کہ تمام اصحاب علم و فضل حیران ہوگئے۔ قیر خاں و قیمری اور دوسرے ملوک و خواتین سب نے قسم کھائی۔ شہریاری سلطان غیاث الدین کیخسرو کے نام پر مسلم و مقرر ہو گئی۔ الملک للہ کا طغرا لکھ کر فرمان مرتب کیے گئے اور اطراف و نواح میں بھیجے گئے اور اس خوشی میں قیدیوں کو آزاد کیا گیا۔

۱۔ قرآن مجید، ۲۴۷ : ۲۔

قیر خاں کی گرفتاری اور خوارزمی لشکر کا شام کی طرف فرار

قیر خاں سے سعد الدین کوبک کی مخالفت اور سلطان سے شکایت :

سعد الدین کوبک نے اپنی بدباطنی اور جبلی شرارت کی وجہ سے بدذاتی شروع کی اور قیر خاں کے بارے میں جو عساکر خوارزم کے بڑے عالی مرتبہ امرا سے تھا ، سلطان غیاث الدین سے شکایت کی ، اس پر تہمت لگائی اور کہا کہ ''جب وہ اس ملک سے کسی دوسری جگہ جائے گا تو بندگی سے انحراف کرے گا اور چونکہ لشکر کی حالت و تعداد سے واقف ہو گیا ہے دشمنوں کو بھڑکائے گا ، اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس کو قید کر دیا جائے تاکہ رعب و ہیبت کی وجہ سے دوسرے لوگ وفا دار رہیں اور اس درگاہ سے جدا ہونے کا ارادہ نہ کریں ۔''

قیر خاں کی اسیری اور وفات :

سلطان نے لڑکپن کی ناسمجھی سے اس کی بات کو سچ جانا اور حکم دیا کہ قیر خاں کو حاضر کیا جائے ۔ جب وہ آیا تو اسے سرائے سلطنت کی مسجد میں روک رکھا اور رات کے وقت مقید کر کے قلعہ زمندو لے گئے جہاں قیر خاں بحالت قید ایک مرض میں مبتلا ہو گیا اور اسی میں جان سے در گزرا ۔

خوارزمی امرا میں بددلی اور شورش کا آغاز :

جب یہ واقعہ دوسرے امرا نے سنا تو سب بھاگنے پر آمادہ ہو گئے اور تمام ملک محروسہ میں اضطراب و بدنظمی سی پیدا ہو گئی ۔ ان مفرور امرا نے ولایت کو قتل و غارت کا تختۂ مشق بنا لیا اور اتنا سر اٹھایا کہ سلطان کو انھیں واپس بلانے کے لیے کمال الدین کامیار کی خدمات حاصل کرنا پڑیں ۔

کمال الدین کامیار لشکروں کو ساتھ لیے ہوئے سلطیہ پہنچا ، وہاں سے اس نے ارتقش کو جو سلطیہ کا سر لشکر تھا ، مفروروں کے پیچھے خرتبرت تک بھیجا ۔ خوارزمی عرب کیر کے راستے سے فرات کو عبور کر چکے تھے ۔ ارتقش نے سیف الدین بیرم سوباشی باشندہ خرتبرت کے ہمراہ آگے بڑھ کر ان لوگوں کا راستہ روکا ۔

یہ دیکھ کر ان لوگوں نے ایک قاصد بھیجا کہ ہم نے سلطان مرحوم کے زمانے میں آوارگی چھوڑ کر راحت و نیک بختی کو اپنا شعار بنا لیا تھا ۔ جب مرحوم نے جنت میں جگہ پائی تو قیرخان کو جو ہمارا سردار تھا بے کسی جرم کے قید کر دیا گیا ۔ یہ دیکھ کر ہم نے جان کے خوف سے اس خاندان کی خدمت ترک دی اور اپنی روزی حاصل کرنے کے لیے دنیا میں پھرنا شروع کیا ۔ اب مصلحت یہ ہے کہ آپ لوگ واپس جائیں اور ہمیں حقوق نعمت اور نمک خواری۱ سے رو گردانی کا ملزم نہ بنائیں ۔

خوارزمیوں کی فتح ، حران وغیرہ پر قبضہ :

ان لوگوں نے عجب و نخوت کی وجہ سے ان نصائح پر کوئی التفات نہ کیا اور مقابلہ پر لڑنے کو پہنچ گئے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شمس الدین بہرم اس معرکہ میں کام آیا اور سیف الدولہ ارنقش اسیر ہوا ۔ خوارزمیوں کو بہت سے گھوڑے ہاتھ آئے اور یہ لوگ وہاں سے کامیاب ہو کر دیار شام کی طرف بڑھے ۔ ملک حران و رہا و رقہ و سروج اور دوسرے مواضع پر قابض ہو گئے ۔ جب کمال الدین کامیار کو شکست لشکر کا حال معلوم ہوا تو غم کی نحوست دل پر چھا گئی ۔ اس وقت اس کے پاس نہ آگے بڑھنے کا سامان تھا نہ واپس ہونے کی مجال تھی ۔ مجبوراً واپس ہوا اور جو گزری تھی سلطان کے حضور۲ میں گزارش کی ۔

سعدالدین کوبک کی فتنہ انگیزیاں :

اس قضیہ میں کوبک لعین کو امیر کمال الدین کی عزت و علو مرتبت میں رخنہ اندازی ہونے کا بہت موقع ملا اور درپردہ ایسی کوششیں کیں کہ آخر کمال الدین اور چند دوسرے امرا کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا ۔ اس اجمال کی تفصیل حسب موقع آگے آئے گی ۔

کوبک کے ہاتھوں اکابر روم کے قتل کا آغاز

سعد الدین کوبک کی امرا کے خلاف سازشیں :

شمس الدین التونبہ بعض اوقات کہہ دیا کرتا تھا کہ اس کتے

۱۔ محالحت : ملح نمک سے باہم نمک کھانا ، ساتھ کھانا ۔

۲۔ بمحل انہا رسانید ۔ (انہا ۔ خبر رسانی) ۔

سعد الدین کوبک کو درگاہ سے دور کر دینا چاہیے ورنہ آخر کو ہر ایک کے زخم لگائے گا ، مگر کمال الدین کامیار اس ارادہ سے منع کرتا تھا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب یہ امرا مہم پر روانہ ہوئے تو سعد الدین کوبک کو اپنی خباثت ظاہر کرنے کے بہت سے مواقع ملے اور اس نے اتابک التونیہ کی برائیوں سے سلطان کے کان بھر بھر کے اس کا پیمانۂ غضب لبریز کر دیا اور اس سازش میں تاج الدین پروانہ کو بھی شریک کر لیا ۔

شمس الدین التونیہ کا قتل :

ایک دن جب دیوان سلطنت ارکان دولت سے آراستہ تھا اور شمس الدین التونیہ صیغۂ دیوانی کی امثلہ پر نشان کر رہا تھا ، تاج الدین پروانہ اور سعد الدین کوبک سلطان کی خدمت سے باہر آئے ۔ کوبک نے جست کر کے سلطان کی انگشتری اپنی انگلی میں پہن لی اور شمس الدین التونیہ کی سفید داڑھی[1] ہاتھ میں پکڑ کے اکابر کی صف سے کھینچ لایا اور اپنے ایک دوست کے سپرد کر دیا جس نے اسے باہر لے جا کر شہید کر دیا ۔ یہ منظر سب دیکھا کیے اور کسی کو چون و چرا کی ہمت نہ ہوئی ۔

کوبک کی مزید جسارتیں :

صاحب شمس الدین نے کمال الدین کامیار سے کہا کہ اگر ہم اس کا تدارک نہ کریں گے تو کوبک گستاخ ہو جائے گا اور اس کی شرارت دوسروں میں بھی سرایت کر جائے گی ۔ ہمیں اس سیاست سے مانع آنا چاہیے۔ کمال الدین نے غفلت سے کام لیا اور صاحب کا اس باب میں کوئی بات کرنا خلاف مصلحت جانا ۔ اس دن سے کوبک کی بے حیائی بڑھتی گئی ۔ پھر اس نے تاج الدین پروانہ کے ساتھ بھی روش[2] بدلنا لازمی جانا اور ظاہر و باطن میں تاج الدین کے اکھاڑنے اور قتل کرنے کی کوشش شروع کر دی ۔

تاج الدین نے اس بنا پر اپنے آپ کو درمیان سے علیحدہ کر لیا اور اجازت لے کر اپنی جاگیر انکوریہ کو روانہ ہو گیا اور وہاں پہنچ کر اپنی حالت بدل دی ۔ ہر خاص و عام کے ساتھ داد و دہش اور انعام و اکرام کا سلوک کر کے زندگی بسر کرتا رہا ۔

۱۔ شیبت : بڑھاپا ، مجازاً داڑھی مراد ہے ۔

۲۔ قلب المحن کو قلب المجن سمجھیے ۔ مجن : ڈھال ۔ قلب : الٹ دینا ۔

ملکہ عادلیہ کا قتل اور اس کی اولاد عز الدین قلیج ارسلان و رکن الدین کی گرفتاری

ملکہ عادلیہ کا قتل محبس میں :

جب بہار کا دور دورہ ہوا اور اس کی دلفریب فضا دشت و صحرا میں چھا گئی تو سلطان غیاث الدین انطالیہ سے قبصریہ آیا اور کوبک کو حکم دیا کہ ملک عزالدین و رکن الدین اور ان کی والدہ ملکہ عادلیہ کے درمیان تفرقہ پیدا کر دیا جائے ۔ اس نے حکم کے مطابق ملکہ کو انکوریہ کے محبس میں بھیج دیا جہاں ایک مدت کے بعد ملکہ کو ان کے چلے سے گلا گھونٹ کر مار ڈالی گئی ۔ اور دونوں شہزادوں کو برغلو پہنچا کر قید کر دیا گیا ۔

عزالدین اور رکن الدین کا قتل :

جب سلطان غیاث کے محل میں ملکہ بردولیہ کے بطن سے عزالدین کیکاؤس اور رومی کنیزک کے پیٹ سے رکن الدین قلیج ارسلان اور ملکہ گرج سے علاء الدین کیقباد کی ولادت ہوئی تو سلطان نے عز الدین کیکاؤس کی اتابکی پر مبارزالدین ارمغان شاہ کو مقرر کیا اور اسے اپنے بھائیوں کے ہلاک کرنے کا حکم دیا ۔ وہ ایک نیک طینت شخص تھا ۔ اس نے ان کے قتل میں توقف کیا ۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے دونوں لڑکوں کو قتل نہیں کیا اور قتل کی جھوٹی نشانی سلطان کے پاس لے گیا ۔ ایک گروہ کا اس پر اتفاق ہے کہ شہزادوں ہی کو مار ڈالا ۔ غرض اس کی تحقیق نہ ہو سکی ۔

کوبک کے ہاتھوں تاج الدین پروانہ کا قتل

تاج الدین پروانہ کے خلاف ''رجم'' کا فتویٰ :

کوبک کو اطلاع ملی کہ جب تاج الدین پروانہ آقشہر پہنچا تو اس نے شاہ خرتبرت کی مغنیات میں سے مبایعت کے طریقے کے بغیر ایک مطربہ کے ساتھ مباشرت کی ۔ کوبک نے جیسے ہی یہ خبر سنی ائمہ اور قضاہ سے فتویٰ طلب کیا کہ بیاہے ہوئے زانی شخص کے لیے خصوصاً ولی نعمت کے گھر میں زنا کرنے والے کے حق میں شرع کا کیا حکم ہے ؟ مفتیوں نے فتویٰ دیا کہ ''رجم'' یعنی سنگسار کرنا چاہیے ۔

کوبک نے یہ فتوی تنہائی کے موقع پر سلطان کو دکھایا اور کہا کہ ''اگر آپ اس وقت چشم پوشی فرماتے ہیں تو زیردستوں کو مزید ڈھٹائی اور گستاخی کا حوصلہ ہوگا اور مخدوموں کے خاندان میں دست درازی کریں گے۔'' سلطان پر اس وقت نشۂ شراب کا غلبہ تھا، اس نے حکم سزا کے نفاذ میں جلدی کی اور انگشتری کوبک کے حوالہ کر کے حکم دیا کہ پروانہ کو حکم شرع کے مطابق سزا دے دی جائے۔ پھر اسی مضمون کے ایک فرمان پر دستخط کیے گئے۔ کوبک قضائے مبرم کی طرح دو دن میں سفر کر کے انگوریہ جا پہنچا اور بادشاہ کے محل میں فروکش ہوا۔

زنا کے جرم پر حکم شرعی کا نفاذ :

بعد ازاں تاج الدین پروانہ، امرائے شہر و ائمہ کو طلب کیا اور فرمان شاہی پڑھوا کر سنایا اور فوراً تاج الدین کو قید کر کے چند روز تک اس کے اسباب کی طلبی و احتیاط میں مصروف رہا۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر اس کو انگوریہ کے میدان میں لے گیا اور ایسے نازک بدن و خوبرو امیر کو جسے کسی متنفس کا دل ایک پھول کی پنکھڑی مارنا بھی گوارا نہ کرتا مٹی میں ناف تک دفن کیا اور عوام کو حکم دیا کہ سنگباری کر کے اس کی جان شیریں کو فردوس بریں پہنچائیں۔ اس کارروائی کے بعد اس نے پروانہ کا تمام نقد و جنس خزانہ کے حق میں ضبط کر لیا۔

کوبک کی چیرہ دستیاں اور امرا کی مجبوری :

جب یہ تین خون اس کے ہاتھ سے ہوئے اور کسی نے کوئی انحراف یا مزاحمت نہ کی تو اس کی ہیبت اتنی بڑھ گئی کہ بیشتر امرا کے دل طوعاً و کرہاً اس کی محبت و خیرخواہی پر قائم ہو گئے۔ امرا کو اس کے خوف سے خواب شیریں نصیب نہ ہوتا تھا۔

سعد الدین کوبک کی والدہ شہناز خاتون :

کوبک کی ماں شہناز خاتون شہر قونیہ کی معتبر لڑکیوں سے تھی اور غیاث الدین کیخسرو علاء الدین کیقباد کا والد اس کے گیسوؤں کا دیوانہ اور حسن کا پروانہ تھا۔ اس تعلق کی وجہ سے لوگ اس کو خفیہ طور پر سلطان کے پاس لے جاتے اور ناز و اعزاز کے ساتھ پھر لے آتے تھے۔ اس راز سے اس کی دادی کے سوا کوئی واقف نہ تھا۔ جب گھر والوں نے شہناز خاتون (والدہ کوبک) کو شوہر (والد کوبک) کے گھر پہنچایا تو

اسے دو ماہ کا حمل تھا ۔ اس نے ایک تدبیر سے اپنے آپ کو دوشیزہ بنا لیا ۔ پھر نہایت مکاری کے ساتھ اس کی دادی نے یہ یقین دلایا کہ وہ شب زفاف میں حاملہ ہوئی ۔ جب شادی کو سات مہینے ہوئے تو کوبک پیدا ہوا ۔

اپنی ولادت کی نسبت کوبک کا پر فریب بیان ۔ عباسی شعار کی موقوفی:

کوبک نے اپنی نسبت اسی قسم کا پر فریب بیان دیا تا کہ دلوں میں یہ بات جم جائے کہ وہ سلجوق کے خاندان سے ہے ۔ اور چالاکی سے سلطان کو اتنا بہکایا کہ سلطان نے سیاہ چتر موقوف کر کے ازرق (نیلے) رنگ کا چتر استعمال کرنا شروع کیا تا کہ خلیفہ کو معلوم ہو جائے کہ سلطان روم آل عباس کے شعار سے نفرت رکھتا ہے اور اس نے اپنے چتر کو رنگ کی وجہ سے عباسیوں کے رنگ سے خالی کر دیا ۔

کوبک نے یہ کارروائی اس لیے کی کہ بعد میں اگر اس کے کسی فریب کا تیر نشانہ پر لگ جائے تو اس بہانہ سے عذر[۱] کا موقع مل جائے ۔

کوبک کے ہاتھ پر قلعہ سمیساط کی فتح

ملوک سمیساط کی امان طلبی :

سعدالدین کوبک چاہتا تھا کہ اپنے اقتدار اور فتوحات کا رعب قائم کر کے شامیوں کے دل میں ہیبت پیدا کر دے ۔ اس غرض سے اس نے سلطنت روم کی افواج لے کر دیار شام پر چڑھائی کی اور سمیساط کا محاصرہ کر لیا ۔ جو ملوک وہاں موجود تھے انھوں نے مقابلہ کی تاب نہ لا کر امان طلب کی اور کوبک کے پاس کہلا بھیجا کہ ”ہمیں معلوم ہے کہ شہر یار کی دولت کے ساتھ کسی کو جنگ و جدال کی مجال نہیں ہے ۔ یہ مزاحمت جو ان چند دنوں میں ہماری طرف سے ہوئی ہماری تیرہ بختی کی بدولت تھی ۔ اگر ملک‌الامرا ہمیں جان کی امان دیں اور صلیب الصلبوت کو جو قدیم سے ہمارے اجداد کی حکومت میں اس قلعہ کے متعلق ہے ، اور عیسائی اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور ان سے بیت المال کو آمدنی ہوتی ہے ، ہمیں عطا کر دیں اور ہمارے عیال سے معترض نہ ہوں تو ہم قلعہ سپرد کر دیں“ ۔

۱- عکازۂ اعتذار- عکازہ : ڈنڈا یعنی عذر کا وسیلہ ۔

عہد نامہ امان کی ترسیل — سلطانی جھنڈا قلعہ پر :

کوبک نے التماس قبول کر کے لشکر کو لڑنے سے منع کیا اور عہد نامہ لکھ کر بھیج دیا ۔ ملوک نے اسی وقت قلعہ خالی کر دیا اور اپنا سامان نیچے اتار کر سلطان کا جھنڈا قلعہ پر نصب کر دیا ۔ جمعرات کے دن ماہ ذی قعدہ ۶۳۵ھ میں معمولی کوشش کے بعد قلعہ سمیساط مع چند اور قلعوں کے فتح ہو گیا اور اس واسطہ سے کوبک کا دبدبہ اور شوکت و شان بڑھ گئی ۔

کوبک کی چند اچھی صفات :

سعد الدین کوبک میں اس بد باطنی اور امرا کے ساتھ بد سلوکی کے باوجود کچھ اچھے اوصاف بھی تھے ۔ وہ رعیت پروری و عدل گستری میں یگانہ تھا ۔ سخاوت میں اس کی طبیعت دریائے مواج سے زیادہ رواں تھی ۔ وہ اس بربریت کے ساتھ خوش طبع بھی اتنا تھا کہ خلوت میں مصاحبوں اور دوستوں کے ساتھ گفتگو میں پھول[1] کی طرح شگفتہ رہتا تھا ۔

کوبک کا سیاسی کارنامہ :

اس نے جو عجیب سزائیں دی تھیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی معرکہ میں ایک وقت اس کے کسی لشکری کا اونٹ ایک دہقان کے کھیت میں گھس گیا ۔ دہقان فریاد کرتا ہوا اس کے خیمہ پر حاضر ہوا ۔ کوبک نے اسی وقت حکم دیا کہ اونٹ کے مالک کو پیش کیا جائے ۔ تمام لشکر گاہ میں اس کا اعلان کیا گیا ، مگر کسی کو اس کی جرأت نہ ہوئی کہ اونٹ کے مالک ہونے کا اقرار کرے ۔

چوری وغیرہ سے امن و عافیت :

جب اونٹ کا کوئی دعوے دار نہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ اونٹ کو سپیدار کے درخت پر لٹکا دیں ۔ یہ درخت اسی دہقان کے کھیت کے کنارے پر تھا ۔ کوبک کے حکم سے اگر کسی شخص کی نظر کسی پڑی ہوئی چیز پر پڑ جاتی تو اس کی مجال نہ ہوتی کہ اٹھا لیتا ، جو شخص کھوئی ہوئی چیزیں جمع کرنے پر مامور تھا ، اس کو اطلاع دے دیتے ۔ وہ اسے بارگاہ سلطنت تک لے جاتا ۔ اگر وہ چیز کپڑوں وغیرہ کی قسم سے ہوتی تو

۱۔ چوں گل ضحوک بودے ۔

اسے خیمہ کی رسیوں سے لٹکا دیتے تھے ۔ اگر کوئی جانور ہوتا تو اس کی دیکھ بھال کرنے اور لشکر میں منادی کر دی جاتی کہ فلاں چیز کسی شخص کی کھوگئی ہے ۔ وہ چیز جس کی ہوتی وہ یہ منادی سن کر گواہ پیش کرتا اور ملکیت ثابت کر کے اسے اپنے ساتھ لے جاتا ۔

کوبک کا قیمری و کمال الدین کامیار کو گرفتار کرنا

حسام الدین قیمری کوبک کی زد میں :

جب کوبک قلعہ سمیساط فتح کرکے واپس ہوا تو ایک جرم کا اتہام لگا کر حسام الدین قیمری کو گرفتار کیا اور محروسہ سلطنہ میں مصر سلطنت کے اندر قید رکھا ۔ اس کے بے شمار اموال پر حق سلطان قبضہ کر لیا اور اس کے لیے روزانہ نصف من[1] گوشت ، دو من روٹی اور تین گاڑی[2] ضروریات کا سامان راتب کے طور پر مقرر کیا ۔

کمال الدین کامیار کا فضل و کمال :

جب کوبک قونیہ آیا تو اس نے کمال الدین کامیار پر ہاتھ صاف کیا ۔ کمال الدین اکابر دہر و فضلائے عصر میں شمار ہوتا تھا ۔ فقہ میں نظام الدین حصیری کا شاگرد تھا اور فنون حکمت میں شہاب الدین مقتول سے استفادہ کیا تھا ۔ جن اشعار میں کمال الدین کامیار اور حکیم شہاب الدین مقتول سہروردی نے مقابلہ پر طبع آزمائی کی ہے ان کا نمونہ یہ ہے :

از سہروردی

یا صاح اما رائیت شهباً ظهرت قد احرقت القلوب ثم استترت
طرنا طرباً لضوءها حین طرت اورت و توارت و تولت و سرت

(اے دوست کیا تم نے روشن ستارے نمایاں ہوتے نہیں دیکھے جنھوں نے دل جلا دیے اور پھر چھپ گئے ۔ ہم ان کی روشنی سے جبکہ انھوں نے پرواز کی ، چھپ چھپا کر بیٹھ پھیری اور جلتے ہوئے فرط مسرت سے اڑنے لگے ۔

از کمال الدین کامیار

یا صاح اما تری بروقاً و مضت قد حیرت العقول حین اعترضت
حلت و لحت و لوحت و انقرضت لاحت و نجلت و تخلت و مضت

(اے دوست کیا تو ان بجلیوں کو نہیں دیکھتا جو کوندیں اور جب سامنے

۱۔ ایک من = دو رطل (دو پونڈ) ۔
۲۔ عردبہا ۔

آئیں تو انھوں نے عقلوں کو حیران کر دیا ، وہ اتریں ، الجھیں ، اشارہ کیا سمٹ گئیں ، نمایاں ہوئیں جلوہ دکھایا اور چلی گئیں) ۔

کمال الدین کامیار کی شہادت :

افسوس کہ ایسے مکارم اخلاق و محاسن اوصاف رکھنے والا شخص کو ک جیسے خبیث سفاک کے حکم سے قلعہ کاولہ میں شہید کر دیا گیا ۔

سلطان کا کوبک کو قتل کر کے لوگوں کو مطمئن کرنا

کوبک سلطانی عتاب کے شکنجے میں :

جب کوبک کی لگائی ہوئی آگ روز بروز زیادہ بھڑکنے لگی تو زمانہ اس کے مظالم سے ہر وقت ایک عذاب میں مبتلا رہنے لگا ، سلطان بھی اپنے اکابر کے فراق میں پریشان ہو گیا ۔

قراجہ جاندار کو کوبک کے تدارک کا ایما :

چونکہ کوبک ہمیشہ سلطان کے سامنے شمشیر حائل کر کے آیا کرتا تھا، اس حرکت سے سلطان بھی اس سے متوہم ہوا اور اپنے خاص غلاموں میں سے ایک شخص کو قراجہ جاندار کے پاس بھیج کر کہلایا کہ کوبک نے ارکان سلطنت کو ہلاک کیا اور آج کل کمر و شمشیر کے ساتھ دلیرانہ خلوت میں میرے پاس آتا ہے ، مجھے اس کی جسارت و تہور پر سخت حیرت ہوتی ہے ۔ ضرورت ہے کہ تم جلد سے جلد آؤ تا کہ اس کا تدارک کر دیا جائے ۔

قراجہ کا کوبک کو پھسلانا:

قراجہ اس غلام کے ساتھ سلطان کی خدمت میں قباد آباد آیا اور پہلے اپنے غلام کو اپنی آمد کی اطلاع کے لیے سلطان کی خدمت میں بھیجا اور خود تساہل سے کام لیا ۔ اور یکایک رات کے وقت سعد الدین کوبک کے گھر جا پہنچا ۔ کوبک کسی سے ڈرتا نہ تھا ۔ اس نے اسے دیکھ کر پوچھا تم سلطان عالم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے ؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے ملک الامرا کی اجازت کے بغیر یہ مجال کہاں ہو سکتی ہے کہ سلطان کی خدمت میں جاؤں اور اپنے آپ کو اس کا مقرب خیال کروں ۔ علاوہ ازیں میں تو اپنا ملجا و ماویٰ جناب معظم ملک الامرا کو

جانتا ہوں - اس قسم کی بہت سی خوشامدانہ باتیں کر کے اسے دم دیا -

جب ان باتوں سے کوبک کو قراجہ کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو اس نے مجلس عشرت آراستہ کی اور جلسۂ عیش میں مصروف رہا - اس رات کو قراجہ کو بہت سا انعام دیا اور علی الصباح اسے اپنے ساتھ سلطان کے حضور میں لے گیا اور اپنی جگہ پہنچ کر قراجہ کے آنے کی اطلاع دی ، پھر اسے ساتھ لے کر دستبوس کرایا -

کوبک کے قتل کا منصوبہ :

بعد ازاں امیر مجلس نے سلطان سے یہ طے کیا کہ جب کوبک مجلس عشرت میں حاضر ہو تو سلطان امیر جاندار کے ساتھ جام شراب پیے اور جاندار کو کھینچے اور خون کرنے کے بہانہ سے باہر آئے اور اپنے ہمدموں کے ساتھ کوبک کے نکلنے کا انتظار کرے - جب وہ باہر آئے تو اسے تلوار پر رکھ لیا جائے اور دنیا کو اس کے شر سے نجات دی جائے -

بدکار کوبک کا برا انجام :

سلطان اس قرارداد کے مطابق امیر جاندار کے ساتھ شراب پی کر باہر نکلا اور دہلیز پر کوبک کے ظاہر ہونے[1] کا انتظار کرنے لگا - جب کوبک باہر آیا تو تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا - کوبک وہاں سے گزرنے لگا تو جاندار نے ایک شش پہلو گرز سے اس کی گدی پر وار کرنا چاہا جو شانے پر پڑا - کوبک نے فوراً امیر جاندار کی گردن میں ہاتھ ڈال دیا - ادھر طغان امیر علم نے تلوار کھینچ کر کوبک کے پیروں پر وار کیا[2] - اب کوبک جان کے خوف سے سلطان کے شراب خانہ کی طرف بھاگا - جب شراب خانہ کے ملازموں نے اس کو خون آلود دیکھا تو ہر ایک نے چھری ، تلوار اور گرز سے اس پر حملہ کیا اور اس کی خبیث جان سے بدن کو خالی کر کے روح کو جہنم واصل کیا -

اس کی لاش کو ایک بلند جگہ پر لٹکانے کا حکم ہوا تاکہ دوسروں کے لیے عبرت ہو - اس کے اعضا ایک لوہے کے پنجرے میں رکھے گئے اور دار پر لٹکائے گئے -

---

۱- ترصد بروز او .
۲- پے کرد .

سلطان علاء الدین کی ایک کرامت—کمال لقبی کی لاش کے بجائے کوبک کی لاش

اسی دار پر سلطان علاء الدین نے ایک وقت کوبک کی خباثت سے کمال لقبی مشرف قبادآباد کو لٹکایا تھا اور وہیں رہنے دیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ سلطان بعد میں اس کو بےخطا جان کر پشیمان ہوا اور ابھی تک کمال کی لاش اسی جگہ پڑی ہوئی تھی۔ ہر چند کمال کے اعزہ و اقارب نے عاجزی و زاری کی کہ اس کی لاش اتار لینے دیں مگر سلطان نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ جب تک اس کے حاسد کو وہیں نہ پہنچایا جائے کمال کی لاش نہ اتاری جائے۔ جیسے ہی کوبک کی لاش لائی گئی کمال کے اعزہ کمال کی لاش اتار کر لے گئے اور اس کے پارہ پارہ جسم کو دفن کیا۔ سلطان علاء الدین مرحوم کی جو کرامتیں[۱] بیان کی جاتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

کوبک کی لاش کا پنجرہ اور اس کے گرنے سے ایک شخص کی ہلاکت:

جب کوبک کا پنجرہ دار پر معلق ہوا تو مخلوق اس کی لاش کے ٹکڑے دیکھنے کے لیے جمع ہو چکی تھی۔ یکایک وہ پنجرہ ٹوٹ کر گرا اور ایک شخص دب کر ہلاک ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سلطان نے فرمایا کہ کوبک کا نفس شریر اس عالم میں بھی اپنا کام کر رہا ہے۔

جلال الدین قراطائی اور صاحب شمس الدین پر نوازش:

جب اس مہم سے فراغت ہوئی تو سلطان نے جلال الدین قراطائی کو جسے کوبک نے معزول کر دیا تھا، طلب کیا اور نوازش و دلجوئی کر کے

۱۔ مؤلف سلجوق نامہ نے اس واقعے کو کرامت اس لیے بیان کیا ہے کہ کمال کا واقعہ علاءالدین کے عہد میں کوبک ہی کی بدباطنی سے پیش آیا تھا۔ جب بعد میں سلطان پر اس کا بے جرم ہونا ثابت ہوا تو پشیمان ہوا اور بطور پیشین گوئی یہ بات کہی کہ اس کے حاسد (کوبک) کو بھی اسی جگہ سولی پر لٹکایا جائے گا۔ چنانچہ علاءالدین کے بیٹے غیاث‌الدین کیخسرو کے عہد میں کوبک قتل ہوا اور یہ بات سچی ثابت ہوئی۔

طشت خانہ و خزانہ خاص اس کے اہتمام میں دیا اور صاحب شمس الدین کو بھی بلایا جو جلال الدین کی طرح معزول ہو چکا تھا ۔ اس موقع پر وزارت کی خدمت صاحب مہذب الدین کو دے کر نیابت کی خدمت شمس الدین کو دی ۔

ملکہ گرج کی قیصریہ میں آمد اور عقد وغیرہ کا انتظام

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب کمال الدین کامیار نے ملک گرج پر لشکرکشی کی تو رسودان ملکہ گرج نے اس کے پاس ایلچی بھیجے اور اسی درمیان میں رشتہ‌داری کی تحریک کر کے غیاث الدین کو اپنا داماد بنانے کی خواہش کی اور سلطان علاء الدین نے اس تعلق کو پسند کر کے منظور فرمایا ۔

شادی کے انتظام کے لیے شہاب الدین کی ماموری :

جب سلطنت غیاث الدین کے حصہ میں آئی تو اس نے شہاب الدین کرمانی مستوفی کو جو انتظامی قابلیت میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اس کام کا ذمہ دار مقرر کیا ۔ شہاب الدین نے وہاں پہنچ کر تمام کام خوش‌اسلوبی سے انجام دیے اور چند روز باقی امور کی تکمیل کے لیے وہیں توقف کیا ۔ بعد ازاں فال نیک دیکھ کر ملکہ بلقیس عہد کے ہمرکاب سلطان سلیمان وش کی خدمت میں روانہ ہوا ۔ ارزنجان پہنچ کر ڈاک کے ذریعہ سے ملکہ کی تشریف آوری کی اطلاع دی ۔

سلطان نے فرمان دیا کہ تمام افسران فوج جو ملکہ کے راستہ میں ہوں شان و شوکت کے ساتھ استقبال کریں اور اظہار مسرت و شادمانی میں کوئی کمی نہ کریں ۔ پھر سلطان چتر مبارک کے ساتھ قیصریہ آیا اور بزم طرب منعقد کی ۔ جب ملکہ کی سواری آئی تو سلطان بخوشی و خرمی حجلۂ عروسی میں داخل ہوا اور شرعی قواعد و آداب کے تحت ملکہ کے ساتھ شب باش ہوا ۔

سلطان کا خوارزمیوں کے واپس لانے کے لیے توجہ فرمانا

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ جب قیر خاں کو کوبک کی خباثت سے مقید کر کے زمندو بھیج دیا گیا تو باقی امرائے خوارزم نے شام کا راستہ لیا ۔ ملوک شام و دیار بکر و ربیعہ و مضر و جزیرہ ان کے قتل و غارت اور ناگہانی حملوں سے ہر وقت خائف و پریشان رہنے لگے اور انھیں ہموار رکھنے

کے لیے ہر طرف سے بہت سا سامان و ضروری اشیا اکھٹا کر کے ہر خان کے لیے بھیجنے لگے۔ ان ترکیبوں سے یہ ملوک ان خوارزمی خوانین سے عہد و پیمان کر کے اپنے ملک کو تاخت و تاراج سے بچائے رکھتے تھے - لیکن بعض اوقات ان خوارزمیوں کا حملہ سرحدوں پر ہو جاتا تھا اور قافلوں کی آمدورفت میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی -

خوارزمی امرا کو ہموار کرنے کی کوشش :

جب سرحدوں کے یہ حالات سلطان کو معلوم ہوئے تو اس نے مجدالدین ترجمان کو جو سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کے عہد میں ان لوگوں سے شناسائی اور راہ رسم پیدا کر چکا تھا ، ان کے پاس روانہ کیا اور انعام و حوصلہ افزائی وغیرہ کے وعدے کر کے ممالک روم کی طرف واپس آنے کا پیام بھیجا -

مجدالدین جب ان کے پاس پہنچا اور اس نے سلطان کے نام سے انہیں دعوت دی تو وہ خوشی سے تیار ہو گئے اور سلطان کے مرسلہ خلعت پہن کر زمین پر پیشانی رکھی اور گھوڑوں کے سموں کو بوسہ دیا - دوسرے روز باقاعدہ اجتماع ہوا اور خوارزمیوں نے مجد الدین کو بلا کر کہا :

خوارزمی امرا کی استدعا اور وعدۂ اطاعت :

"ہم لوگ قیر خاں کے واقعہ کے سبب سے منتشر ہو گئے اور پریشانی و مجبوری کی صورت میں راستہ میں ان امرا سے لڑے جو ہمیں واپس لے جانے کے لیے آئے تھے اور انہیں ایذا پہنچائی - ہم اب تک اس لغزش پر افسوس کر رہے ہیں - اپنی دراز دستیوں کے ان واقعات کے باوجود اس سرزمین پر کیوں کر قدم رکھیں - لیکن اب بھی ہم ان ممالک کو جنھیں ہم نے اپنے غلبہ سے حاصل کیا ہے سلطان ہی کا ملک سمجھتے ہیں - اگر فرمان سلطانی سے یہ ممالک ہمیں بطور جاگیر مرحمت فرما دیے جائیں تو ہم ان پر قابض رہیں اور جس دشمن سے مقابلہ کرنے کا حکم ہو اس سے لڑ کر جاں نثاری کریں سکہ و خطبہ سلطان ہی کے نام کا رکھیں گے اور اس بات کی ہرگز اجازت نہ دیں گے کہ ہمارے لشکروں سے سلطان کے ممالک کو کوئی صدمہ پہنچے۔"

خوارزمیوں کی یہ خواہش پسند کی گئی اور انہوں نے قرارداد کے مطابق خطبہ و سکہ بدل کر سلطان کے نام سے جاری کر دیا - ان کے رویے کو سلطان نے بھی پسند فرمایا -

ملوک شام کا سلطان سے مدد مانگنا اور خوارزمی لشکر کا شکست کھا کر دارالسلام میں پناہ لینا

خوارزمیوں کی غارت گری :

تھوڑی مدت تک تو خوارزمی اپنے عہد و پیمان کا پاس کرتے رہے مگر پھر شیطان کے بہکانے سے جادۂ اطاعت سے انحراف کیا اور انسانی شیطانوں کے ساتھ متفق ہو کر بغاوت و نافرمانی شروع کر دی - رعایا کی لوٹ مار اور مال و غارت گری اپنا فرض سمجھنے لگے -

سلطان کی طرف سے ملوک شام کی امداد :

پریشان ہو کر ملوک شام نے بھی ان کی جماعتوں کو منتشر و منہزم کرنے پر اتفاق کر لیا اور نام و ننگ کی حفاظت کے لیے سلطان غیاث الدین کیخسرو سے مدد کی التجا کی - سلطان نے تین ہزار نامور سوار خرتبرت و ملطیہ و آبلستان و مرعش کے جو حدود شام سے ملحق ہیں ، ظہیرالدین منصور ترجمان کی سرکردگی میں شامیوں کی مدد کے لیے بھیجے جو سات روز کی مدت میں حلب پہنچے - وہاں والی حلب نے پل بندھوا دیا تھا اور سامان عبور تیار کر رکھا تھا اس لیے آسانی سے عبور ہو کر والی حلب کے ہمراہ بیرہ پہنچے اور ملک منصور والی حمص و سپہ سالار عساکر شام کے ساتھ مل گئے اور بلائے ناگہانی کی طرح خوارزمیوں سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوگئے -

خوارزمیوں کی شدید جنگ اور شکست :

خوارزمیوں نے پہلے ہی سے تیاری کر رکھی تھی ، مقابلہ کے لیے بالکل آمادہ تھے - جب شامیوں کا لشکر راس العین سے دو منزل آگے بڑھا تو دفعۃً خوارزمیوں کا ایک گروہ ایک پشتہ کی بلندی پر نمودار ہوا - زور آزما اور دلاور مردان جنگ فوراً ٹوٹ پڑے - اس معرکہ میں خوارزمی سیماب کی طرح تڑپ رہے تھے - جنگ زور و شور سے جاری تھی - لڑائی نے اتنا طول کھینچا کہ دن ختم ہو گیا - قریب تھا کہ خوارزمیوں کے ضغطہ میں آ کر شامی ذلت کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوں کہ یکایک ظہیرالدین منصور پھرا اور دم کے دم میں فتح پا کر خوارزمیوں کو بھاگنے اور پناہ لینے پر مجبور کر دیا -

متواتر بھاگنے کے بعد خوارزمیوں میں سے بعض نے اپنے آپ کو نواح بغداد میں پایا ۔ امیرالمؤمنین مستنصر نے ان کی عزت کی اور اچھی طرح مہمان رکھا ۔

شہاب الدین زندری اور قلعہ حران :

اس معرکہ میں شام و روم دونوں طرف کی فوجوں کو بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا ۔ شہاب‌الدین زندری منشی حضرت جلالی (سلطان جلال‌الدین) جو اس وقت برکت خاں وزیر کے دامن دولت سے وابستہ تھا قلعہ حران کا نائب مقرر ہوا ۔

قلعے پر ملک ناصر والی حلب کا جھنڈا :

شہاب الدین نے جب اپنے ولی نعمت کی شکست کی خبر سنی تو یہ سوچا کہ اب برکت خاں ضرور جانب روم جائے گا اور بندگان دولت کے زمرہ میں شامل ہوگا ۔ میں اگر قلعہ سلطان روم کے سپرد کروں تو مجھے بھی وہیں جانا چاہیے ۔ اس وقت میں ندامت کی وجہ سے برکت خاں سے آنکھیں چار نہ کر سکوں گا ۔ ادھر ملک منصور نے بھی پوشیدہ طور پر شہاب الدین زندری اور جمال الدین حبشی ہمدانی کو کافی امارت و ثروت دلانے کا وعدہ کر لیا تھا مگر یہاں یہی پخت و پز ہو رہی تھی کہ دفعۃً ملک ناصر والی حلب کا جھنڈا قلعہ پر نصب ہو گیا اور لوگوں نے ملک ناصر کا نام لے کر اس کی دعا کے لیے شور و غوغا بلند کیا ۔

ظہیرالدین اور دوسرے امرائے روم نے تعظیماً و مصلحۃً کچھ نہ کہا ۔ چند روز یہ لوگ وہیں رہے ، پھر ہر ایک اپنی اپنی منزل کو روانہ ہوا ۔

بندگان سلطنت کے ہاتھ پر آمد کی دوبارہ فتح

فتح آمد کے لیے امرائے روم کا منصوبہ :

جب امرائے روم عساکر شام سے رخصت ہو کر اپنے پڑاؤ کو واپس ہوئے تو انھوں نے آپس میں کہا کہ جب امرائے شام نے حران کو حیلہ سے حاصل کر لیا تو اتنی بڑی جمعیت کے ہوتے ہوئے ہمارا کوئی کام کیے بغیر واپس ہونا بڑی شرم کی بات ہوگی ۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ یہاں سے آمد چلیں ، ممکن ہے خدا اسے فتح کرا دے ۔

یہ سوچ کر اس مضمون کا ایک عریضہ بارگاہ سلطنت میں روانہ کر کے لشکر اور اسلحہ خانہ طلب کیا ۔ سلطان نے فوراً چاولی چاشنی گیر کو بوتاش چاشنی گیر سوباشی نکیسار کے ساتھ تمام ولایت دانشمند کے لشکروں کی سپہداری پر نامزد کیا اور فوراً اس مہم پر روانہ ہونے کا حکم دیا ۔

آمد کا محاصرہ — فخرالدین حاکم قلعہ سے گفتگو :

سلطان کی مرسلہ فوج تھوڑے دنوں میں باقی فوج سے جا ملی اور آمد کا محاصرہ کر لیا ۔ ایک دن دھوپ کی شدت کے وقت فخرالدین ابن دیناری جو فرمان روائے قبائل ا فراد تھا فصیل کے سرے پر کھڑا تھا ، اسے دیکھ کر ناصرالدین ارسلان ابن قیماز نائب ظہیرالدین اس کے سامنے گیا اور سلام و مزاج پرسی کے بعد کہا ، آپ کہاں تک بے فائدہ تدبیر کی زحمت فرمائیں گے ۔ امیر ظہیرالدین آپ سے چند باتیں کہنا چاہتے ہیں وہ سن لیجیے ۔ فخرالدین نے جواب دیا کہ میں ظہر کے وقت باب ااا سے اپنا معتمد فلاں شکل و شباہت کا تمہارے پاس بھیجوں گا ، تا کہ جو کچھ ظہیرالدین کہیں سن کر ہم تک پہنچا دے ۔

چنانچہ مقررہ وقت پر ایک شخص فقرا کے لباس میں اسی دروازہ سے برآمد ہوا ۔ ناصرالدین اسے لے کر ظہیرالدین کی خدمت میں لایا ۔ ظہیرالدین نے فوراً تعظیم کی اور کہا بیشک یہ بات اہل عقل و بصیرت کو معلوم ہوگی کہ سلطان کے پاس مال و فوج اور شان و شوکت و قدرت تمام ملوک دیار سے زیادہ ہے اور سلطان اس قلعہ کی کوئی حاجت نہیں رکھتا ، مگر اتنا ضرور تمھیں یقین رکھنا چاہیے کہ جب فوجیں اس جگہ آ گئی ہیں تو جب تک مقصود حاصل نہ ہو جائے گا واپس نہ ہوں گی ۔ اگر امیر فخرالدین قبل اس کے کہ کوئی دوسرا پیش دستی کرے قلعہ ہمارے سپرد کریں اور اس بات میں اپنی ہوشمندی و بلند نظری کا ثبوت دے کر اپنے ہاتھ سے شہر بندگان سلطانی کے حوالے کر دیں ، ان کا جو مقصود ہوگا اس کی نسبت میں ذمہ لیتا ہوں کہ سلطان کے حضور سے پورا کرا دوں گا ۔ پھر ظہیرالدین نے یہ پیام دے کر اس شخص کو پچاس دینار انعام میں دے اور روانہ کر دیا ۔

فخرالدین کی ہمواری :

جب قاصد نے یہ احوال فخرالدین سے بیان کیا تو وہ خوش ہوا اور ہر وقت اس کام کی تیاری میں مصروف رہنے لگا ۔ دوسرے دن اس کا قاصد

سلطانی فوج میں آیا اور یہ جواب لایا کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ فصیل کے آہنی دروازے کو آگ لگا دو۔ جب آگ اپنا کام کر جائے گی تو میں تاریک رات میں منجنیقوں کی رسیاں قلعہ کے اندر لے کر فوج کو فصیل پر چڑھا دوں گا تاکہ یہ فتح میسر ہو جائے بشرطیکہ امیر ظہیرالدین نے جو وعدہ کیا ہے اس کے خلاف نہ کریں۔

امیر ظہیرالدین کا حلف :

امیر ظہیرالدین نے اسی وقت قسم کھائی اور مصحف پر ہاتھ رکھا کہ عہد کے خلاف کسی حال میں عمل نہ کروں گا اور اس کی مرادیں پورے اہتمام کے ساتھ بر لاؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی ملک صالح کے لیے جو حصن کیف میں ہے ، چار لاکھ عدد نعل بہا (خراج) کے طور پر بھیجوں گا۔

فخرالدین کے مطالبے کی تکمیل :

جب قاصد شہر کو واپس ہوا اور جو کچھ سنا تھا فخر الدین سے بیان کیا تو فخر الدین ابن دینار نے قاصد کو پلٹا کر کہلایا کہ وہ چار لاکھ عدد درم سپرد کرو تاکہ صندوق میں رکھ کر مہر لگا کر روانہ کر دیے جائیں۔

قاصد نے واپس آ کر یہ مطالبہ پیش کیا تو امیر ظہیر الدین ، چاولی کے پاس گیا اور مدعا بیان کر کے تمام امرا کو طلب کیا۔ ہر ایک کے پاس زر و نقرہ جو کچھ موجود تھا سب نے پیش کیا۔ وہ قاصد کو دکھایا اور صندوقوں میں سر بمہر بند کر دیا اور قاصد کے حوالہ کر کے اسے واپس کر دیا۔

برج قلعہ پر چڑھنے کی مہم :

دوسرے دن سپاہی انگوروں کی ٹٹیاں باندھ باندھ کر دروازہ پر جانے لگے۔ ہر چند اوپر والوں نے کشکنجیر۱ اور تیر کے حربے کر کے دفع کرنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب دروازہ تمام پٹ گیا تو روغن نفط۲ سے کام لینے والے چالاک سپاہیوں نے ٹٹیوں پر تیل چھڑک کر آگ دے دی۔ اس کا دھواں آسمان تک پہنچا۔ دروازہ بالکل جل گیا۔ کڑیاں اور لوہے کی پتیاں وغیرہ سب گر گئیں۔ جب سیاہی خوب پھیل گئی تو

۱- کشکنجیر : قلعہ شکن توپ ، گولے۔
۲- نقاط۔

ابن دیناری نے فصیل سے کمندیں لٹکائیں تاکہ رومی بہادران لشکر جانبازی دکھائیں اور برج پر چڑھ آئیں۔

سبقت کے معاملے میں سپاہیوں میں جھگڑا پڑ گیا (شور کی آواز سے دوسرے برجوں کے پاسبان مشعلیں لے کر اس شورش کا سبب معلوم کرنے چلے تو دیکھا کہ جو برج ابن دیناری کو تفویض ہے۔ اس برج سے منجنیق کی رسیاں لٹک رہی ہیں اور معاملہ امانت سے خیانت تک پہنچ گیا ہے۔ اس رات حملہ آور سپاہیوں کو ناکامی کے ساتھ پلٹنا پڑا۔

اہل شہر کی مصلحت اندیشی :

دوسرے دن شہر کے معزز و معتبر لوگوں نے انجمن مشورہ منعقد کی اور کہا "ابن دیناری نے جو محافظت کا سب سے مضبوط رکن ہے، مخالفت اختیار کی اور ہمیں اس کی باز پرس اور تنبیہ کی مجال نہیں، اس لیے بہتر یہ ہے کہ اپنی خوشی سے قلعہ سپرد کر دیں تاکہ آیت قل یوم الفتح لاینفع الذین کفروا ایمانهم ولاهم ینظرون (کہہ دو کہ فتح کے دن کافروں کو ان کا ایمان فائدہ نہ دے گا اور نہ ان کی حفاظت کی جائے گی۔ ان کو مہلت بھی نہ ملے گی) ہماری مصداق نہ ہو جائے۔

پھر اسی رائے پر اتفاق کرکے دو تین نفر سپاہیوں کو فصیل پر بھیجا جنھوں نے ناصر الدین نائب ملک الامرا دو باب الماء پر اپنے پاس بلوایا۔ ناصرالدین ان کے پاس گیا۔ اس وقت قاضی شہر، نجم الدین ابن الجبیر العار و مقدم جعفر منجنیقی اور دوسرے مؤثر لوگ جمع ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے ناصرالدین سے کہا کہ ذرا تکلیف کرکے امرا کو ہمارا سلام پہنچا دیجیے کہ تھوڑی دیر کے لیے یہاں قدم رنجہ فرمائیں۔

امرا سے مصالحت اور قلعہ پر قبضہ :

جب امرا آ گئے تو یہ لوگ بلندی سے نیچے اترے اور تھوڑا سا دروازہ کھول کر امرا سے معانقہ و مصافحہ کیا۔ بہت سے قیل و قال کے بعد امیر ظہیر الدین ان کی مقصد براری و مصلحت کا ذمہ دار ہوا اور بہت سی قسمیں کھا کر مضبوطی عہد کا یقین دلایا۔ اس کارروائی سے جانبین میں پوری مصالحت ہو گئی اور دوسرے دن ہر امیر اپنے لشکر اور علم کے ساتھ شہر میں آیا

۱- قرآن مجید، ۲۹، ۳۲۔

اوز آمد کی فصیل پر جھنڈے نصب کر دیے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی ۔ پھر یہ لوگ شاہی محل میں گئے اور رعایا وغیرہ کو علیحدہ علیحدہ سلطان غیاث الدین کا وفادار رہنے کی قسم دی ۔ دوسرے قلعوں کے کوتوال اکابر کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ قلعوں کے حسابات اور کنجیاں آمدنی وغیرہ پیش کیں ۔ فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لیے سلطان کی خدمت میں ڈاک روانہ کی گئی ۔ سلطان نے فتح نامے لکھوا کر اطراف و اکناف میں ارسال کیے ، اور امرا کے پاس خوشنودی مزاج و اعتراف خدمات کے پروانے بھیجے اور حکم دیا کہ امرا مقامی مصالح کو مد نظر رکھ کر جو انتظام مناسب خیال کریں بلا استصواب و مشورت عمل میں لائیں کیونکہ امرا ہمارے ہی اندازے سے مقرر کیے ہوئے ہیں ، (اور ہمیں ان کی صلاحیتیں معلوم ہیں) ۔ پھر ایک فرمان کے ذریعے سے سر لشکری پر مبارز الدین عیسیٰ جاندار کو مقرر فرمایا ۔

خوارج بابائی کا ظہور اور ان کے فتنے کا انسداد

بابا اسحاق خارجی :

ثقات کے حوالہ سے منقول ہے کہ بابا اسحاق خارجی خطہ کفر سود مضاف بہ قلعہ سمیساط کا رہنے والا تھا ۔ ابتدائے جوانی سے اس شخص کے سر میں روایت پرستی و مرید شکاری کا سودا سمایا ہوا تھا ۔ شعبدہ گری اور نیرنجات کے فن میں ماہر تھا ۔ ہمیشہ جاہل ترکوں کو اپنے دام میں اسیر کرنے میں مشغول رہتا تھا جو نادان فقیہوں اور فتنہ پرداز مفتیوں کی مکارانہ باتیں سن کر بھک جاتے ہیں اور ان پر یقین کر لیتے ہیں ۔ بابا اسحاق ہمیشہ اپنی آنکھیں اشکبار ، حالت عاجزانہ اور جسم لاغر بنائے رکھتا تھا ۔

جب ان مشاغل میں اسے ایک مدت ہو گئی اور بہ کثرت خلق خدا اس کی مرید و معتقد ہو گئی تو اس نے سوچا کہ اگر اتنے مریدوں کے ساتھ خروج کیا جائے تو اس کے جھوٹ کے چراغ کو فروغ نصیب نہ ہوگا ، اس لیے یکایک سب کو چھوڑ کر غائب ہو گیا ۔ ایک مدت کے بعد پھر اس کی شہرت آماسیہ کے بعض دیہات میں سنی گئی ۔

مریدوں کے حلقے میں وسعت :

اس نے اپنا عمل یہ رکھا تھا کہ ابتدا میں جس گاؤں میں پہنچتا وہاں چوپانی کرتا اور امانت داری و تقویٰ پر کار بند رہتا ۔ کسی سے کوئی

چیز قبول نہ کرتا تھا ۔ صرف روزانہ غذا پر قانع رہتا تھا ۔ اس نے اپنی پرہیزگاری کا ایسا سکہ بٹھایا کہ تمام زن و مرد اس کے معتقد ہو گئے اور یہ حالت ہو گئی کہ اگر کسی کو کوئی رنج و غم پیش آتا ، یا زن و شوہر کے درمیان کسی قسم کی نفرت یا اختلاف پیدا ہوتا تو اس کے پاس حاضر ہوتے ۔ وہ تعویذ لکھ کر دے دیتا ۔ اس سے فوراً وہ نفرت محبت سے بدل جاتی ۔

عبادت اور تقدس کا ڈھونگ :

جب یہاں بھی اس کے پیرو بہ کثرت ہو گئے تو گاؤں سے نکل کر نزدیک کے ایک ٹیلہ پر عبادت خانہ بنایا اور اس میں بیٹھ کر ریا کاری اور عبادت میں مشغول ہوا ۔ سوائے چند مریدوں کے اپنے پاس کسی کو نہ آنے دیتا تھا اور یہ ظاہر کرتا تھا کہ ہم نے کھانے پینے سے بالکل ہاتھ کھینچ لیا ہے اور بھوک پیاس پر قابو پا لیا ہے ۔

پھر اس نے یہ وتیرہ اختیار کیا کہ اپنے مرید ہر طرف ترکوں اور دوسری قوم کے مجمعوں میں بھیجتا تھا ۔ یہاں تک کہ خوارزمیوں کے پاس اپنے آدمی بھیجے جو شام میں تھے اور سلطان غیاث الدین کی برائیوں کی اشاعت کرتا اور شہرت دیتا کہ وہ مینوشی اور خطا کاری میں مشغول ہے اور اس طرح مخلوق کی ہمدردیاں حاصل کرتا اور ان کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ۔

مریدوں کو فتح بلاد کا حکم اور دوسری ہدایات :

جب دلوں میں اس کی محبت مضبوط ہو گئی تو اس نے ایک مرید کو کفر سود اور ایک کو مرعش روانہ کر کے حکم دیا کہ فلاں ماہ فلاں دن ہمارے مخلصوں کو ہدایت کرو کہ سوار ہو کر فتح بلاد کی طرف توجہ کریں ۔ جو ہمارا نام سن کر مفسدوں کے انسداد میں ہمارے مریدوں کے ساتھ ہو جائے اسے اموال غنیمت وغیرہ میں شریک سمجھو اور جو شخص مخالفت کرے بغیر کسی تامل کے اسے فوراً قتل کر ڈالو ۔

ترک جماعتوں میں تبلیغ :

یہ دونوں مرید اس گمراہ پیر کے اشارہ پر دونوں مقاموں پر گئے اور ترک جماعتوں اور سرداروں میں تبلیغ کی ۔ یہ لوگ چند سال پہلے سے لڑائی کی تیاری[۱] کر چکے تھے اور اجازت کے منتظر بیٹھے تھے ۔ جب یہ دعوت انہیں پہنچی تو مور و ملخ کی طرح ان میں حرکت کی لہر پیدا

۱۔ اسباب قتال معد داشتہ بودند ۔

ہو گئی - روز مقررہ پر خروج کیا اور پہلے اسی گاؤں کو جو ان کا مولد تھا آگ لگا دی اور دنیا کے اطراف میں دھوئیں کی طرح پھیل گئے۔ اس ملعون کے حکم کے مطابق جو شخص ان کا دعویٰ تسلیم کر لیتا اس کو امان دیتے اور جو شخص انکار کر کے مقابلہ کرتا تو اسے بے دریغ طریقے پر ہلاک کرنے کی کوشش کرتے -

مظفر الدین پسر علی شیر کی چڑھائی اور شکست :

مظفر الدین پسر علی شیر نے جمعیت فراہم کی اور ان پر چڑھائی کی - دونوں فریقوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی ، مگر نتیجہ میں شکست مظفر الدین کو ہوئی - اس کا علم و نقارہ دشمنوں کے تصرف میں آ گیا - مظفر الدین نے ملطیہ کی راہ لی اور پھر کردوں اور کرمیوں کی بھرتی کر کے لشکر جمع کیا اور دوبارہ ان سے مقابلہ کیا مگر پھر شکست نصیب ہوئی -

خارجیوں کی گرم بازاری :

اس دو بار کی فتح میں ان باغیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور سیواس کے نواح پر چڑھائی کرنے کے لیے اپنی فوج بھیجی - اہالیِ سیواس نے جمعیت فراہم کر کے ان سے مقابلہ کی تیاری کی مگر انھوں نے لشکر سیواس کو شکست دی اور اگدیشباشی کو کئی اور سرداروں کے ساتھ قتل کر ڈالا - اس معرکہ میں خارجیوں کو بہت سا مال و اسباب حاصل ہوا - اس سے ان کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی اور ان میں بڑی باقاعدگی نظر آنے لگی - اب یہ لوگ نوقات و اماسیہ کی طرف بڑھے - اس اثنا میں جو مقابلہ پر آتا تھا وہ رسوا و ناکام لوٹ جاتا تھا -

حاجی ارمغان شاہ سر لشکر اماسیہ کی ماموری :

ان کامیابیوں سے ان کی جاہلانہ طینت میں دفعۃً بہت زیادہ فساد پیدا ہو گیا - ولایت کے ترکمان بھی ان کے جتھے میں داخل ہو گئے - جب یہ لوگ اماسیہ پہنچے تو ان کی شان و شکوہ کا شعلہ بہت بلند ہو چکا تھا - سلطان کو خبر ہوئی تو اس نے از راہ احتیاط جزیرہ قبادآباد میں پناہ لی اور حاجی ارمغان شاہ کو جو اماسیہ کا سر لشکر تھا ، ان کی حدود میں بھیجا -

ارمغان شاہ نے حاجی بابا کو سولی دے دی :

جب ارمغان شاہ اماسیہ پہنچا تو فوراً بابا کو اس کے ان معتقدوں

کے ساتھ جو اس سے آملے تھے گرفتار کر کے عبادت خانے سے باہر نکالا اور ایک برج سے لٹکا دیا اور اپنے ہمراہی لشکر سے ان کے ساتھ جنگ کی ٹھانی ۔ دونوں میں بڑی دار وگیر ہوئی (آخر میں انھیں کو غلبہ ہوا) اور انھوں نے ارمغان شاہ کو شہید کر ڈالا ۔

ارمغان شاہ کی شہادت -- خوارج کا نعرہ ''بابا رسول اللہ'' :

ہر چند ان بدبختوں۱ سے کہا گیا کہ تمھارے مقتدر کو سولی دے دی گئی مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا ۔ بابا رسول اللہ کہتے جاتے تھے اور مور و ملخ۲ کی طرح تلواروں کے برابر دوڑتے تھے ۔

سلطان نے قباد آباد سے پے در پے کئی قاصد ان لشکروں کو طلب کرنے کے لیے ارزن الروم بھیجے جو سرحدوں کی حفاظت کے لیے گئے ہوئے تھے ۔ یہ لشکر بڑی عجلت کے ساتھ سیواس آئے اور فوج کو اسلحہ تقسیم کر کے ایک شبانہ روز میں قیصریہ پہنچ گئے ۔

صحرائے مالیہ (قیر شہر) میں خوارج کا اجتماع :

ذلیل خوارج نے ولایت قیر شہر کے صحرائے مالیہ میں اجتماع کر رکھا تھا ۔ بہرام شاہ جاندار، پسر گرجی اور فرنگیوں کے سپہ سالار فرد خلا مقابلہ کی فوج میں گئے اور دوسرے امرائے کبار، بے شمار لشکر کے ساتھ پیچھے رہے ۔ یکایک خبر پہنچی کہ خوارج کل مقابلہ کا عزم رکھتے ہیں ۔ فوراً امرا کو ہدایت ہوئی کہ اگر خوارج ظاہر نہ ہوں تو ان کو طلب نہ کریں اور توقف کریں ۔

خارجیوں سے مقابلہ :

دوسرے دن لشکر مسلح ہو گیا تھا اور باقی لشکر جرار کا انتظار کر رہا تھا ۔ دفعۃً ایک ٹیلے سے خارجی نمودار ہوئے ۔ سلطان کی افواج نے لگامیں چھوڑ کر مقابلہ کیا ۔ پہلی صف میں فرنگی تھے، اپنی جگہ اڑے رہے ۔ خارجیوں کے تیر و شمشیر نے ان پر کوئی اثر نہ کیا ۔ یہ دیکھ کر خارجی

۱۔ مدابیر: مدبر (بدبخت) کی جمع ۔

۲۔ متن میں یہ عبارت ہے:

کالفراش فی النار والاوز فی التیار

(آگ میں پتنگوں کی طرح اور بہاؤ پر بطخوں کی طرح)

پیچھے ہٹ گئے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر حملہ آور ہوئے ۔ اب کے خالص سلطانی فوج نے گرز گراں اور خنجر براں سے ان کے بوسیدہ دماغوں کا علاج کرنا شروع کیا اور ایک ہی جانستاں حملہ میں خارجیوں کے چار ہزار مرد ڈھیر کر دیے ۔ ان میں سے بعض بدبختوں نے اپنے ساز و سامان اور عیال و اطفال کے پاس پناہ لی ۔ یہ لوگ بھیر و بنگاہ کے پیچھے کڑی کمانیں ہاتھوں میں لیے تیر اندازی کرتے تھے اور مرد کو تیر سے درخت میں پرو دیتے تھے ۔

سلطان کی فوجیں ہر طرف سے آ گئیں اور چوپایہ صفت خارجیوں کی جماعت کو آوارہ و منتشر کر دیا اور تیغ بے دریغ رواں کر کے ان مریدان شیطان کے[۱] خون کی نہر بہا دی ۔ کسی مرد جوان کو باقی نہ چھوڑا ۔ جب سلطان کا بڑا لشکر پہنچا تو امرائے طلایہ خوارج کا کام تمام کر چکے تھے اور انھوں نے خارجیوں کے دو تین سال کے بچوں کے سوا کسی کو زندہ نہ چھوڑا تھا ۔

تکمیل فتح کے بعد خمس نکال کر اموال غنیمت کی تقسیم :

تکمیل فتح کے بعد فوراً قاصد سلطان کی خدمت میں روانہ کیے گئے ۔ خارجیوں کا مال و اسباب اور زن و بچہ خمس خاص نکالنے کے بعد باہم تقسیم کر لیا ۔ پھر تمام فوجیں فرمان سلطانی کے مطابق اپنے اپنے وطن کو واپس ہوئیں اور امرا سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔

چتر جہانگیر کا پھیلاؤ بڑھانے کے لیے سلطان کا ملک غازی کے قبضے سے ملک میافارقین نکال لینے کا اہتمام

جب وہ شہر اور ملک جنھیں حاصل کرنے کی سلطان علاء الدین کو تمنا تھی ، غیاث الدین کے قبضے میں آ گئے اور سرکش ملوک نے اس کی اطاعت قبول کر لی ، تو نخوت استعلا نے اسے اس پر آمادہ کیا کہ اپنے اعمام کرام (چچاؤں) کے طریقہ پر ملک کی حدود وسیع کرے ۔

افواج کے جمع ہونے کا حکم اور موصل و حلب وغیرہ سے کمک طلبی:

چونکہ سلاطین روم کا عقیدہ[۲] یہ ہے کہ جب تک وہ ملک میارفارقین کے

۱- تبعہٗ دیو وارون : تبعہ ، تابع کی جمع : دیو وارون ، خیرہ سر شیطان ، اوندھی کھوپڑی والا دیو ۔

۲- اصطلاح - مراد عقیدہ ذہنی رائے ۔

مالک اور اس علاقے کے سرکشوں اور باغیوں پر غالب نہ ہوں گے اس وقت تک ان کا چتر ہمیشہ بستہ رہے گا ، اس لیے سلطان نے افواج کو قیصریہ میں جمع ہونے کا حکم دیا ، اور صاحب حلب و ملوک موصل و ماردین و جزیرہ سے کمک طلب کی ۔

ملک غازی کی تیاریاں :

ملک غازی کو یہ حکایت پہلے سے معلوم ہو گئی تھی اس نے نہایت ہوشمندی کے ساتھ تدارک کی تدبیر کرنا شروع کر دی اور ان خوارزمیوں کو دعوت دی جو راس العین کے معرکہ سے بغداد پہنچ کر امیرالمومنین المستنصر کی حمایت میں آ گئے تھے اور ان دنوں ان کا سردار سلطان جلال الدین کا خواہر زادہ تھا جو شہراز کی طرف سے آراستہ لشکر ساتھ لیے ہوئے ان کے پاس پہنچ گیا تھا ۔ خوارزمیوں کے علاقہ سے ملک غازی نے ترکان کرمیان[1] کو مال اور مقصد براری کی امید دلا کر اپنا مطیع کیا اور خندق و فصیل منجنیق ، اور گوپھنوں کا انتظام و احتیاط کر کے جنگ کے لیے تیار ہو گیا ۔

میافارقین میں مقابلے — سخت بارش :

جب روم کے لشکر آمد کی حدود میں پہنچے اور شام کا لشکر ملک معظم (غیاث الدین) کی قیادت میں آ گیا تو حکم کے مطابق یہ لوگ میافارقین روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر شہر کے گرد فروکش ہو گئے ۔ اب روزانہ دونوں طرف سے سخت مقابلہ ہونے لگا ۔ آدھر سخت بارش نے زور باندھا اور اتنی شدت اختیار کی کہ روم و شام کے لشکروں کے خیمے سیلاب میں غرق ہو کر کیچڑ میں دھنس جاتے تھے ۔

ملک غازی کا ارادۂ جنگ :

ایک دن ملک غازی نے صف آراستہ کر کے جنگ کا ارادہ کیا ۔ روم کی فوجیں بھی سوار ہوئیں اور شام کے لشکروں کو ہوشیار کیا ۔ خوارزمی ملک غازی کے دست راست پر تھے ۔ انھوں نے لشکر روم کے دست چپ کی فوج کو جو ولایت دانشمند کی تھی اکھاڑ دیا اور خیموں پر لا ڈالا ۔

۱۔ یہ لفظ متن میں پہلے بھی آ چکا ہے ۔ اس کا ایک نسخہ کرمان بھی ہے جو صحیح تر معلوم ہوتا ہے یعنی کرمان کے ترکوں کو ۔

موصل و ملطیہ کے لشکر کے زور سے جو لشکر سلطان کے دست راست پر تھے ان کے دست چپ کے ترک و کرمی خندق کے کنارے جا پڑے اور پانی کے بجائے خون کا سیلاب رواں ہوا ۔

ملک غازی کے ایک سوار کی مبارز طلبی :

اسی حالت میں ایک شخص بہت سے بھاری ہتھیار لگائے خطی نیزہ گانٹھے[۱] ملک غازی کے قلب سے رومیوں کی طرف بڑھا ۔ ظہیرالدین ترجمان کا ایک غلام دمرتاش نامی مقابلہ پر گیا اور اسے ایک ہی حملہ میں پیادہ کر دیا ۔ لشکر غازی سے ایک سوار فوراً بڑھا اور اسے گھوڑے پر بٹھا کر خود پیادہ ہو گیا ۔ دمرتاش نے فوراً اس پیادہ کو گھوڑے پر بٹھایا اور ملک معظم و چاولی کی خدمت میں قلب لشکر میں لے کر آ گیا ۔ ملک معظم[۲] نے اسے بلایا اور مبارزالدین نے فرمایا کہ ''ملک کا فدائی ہے ۔'' ملک معظم نے فوراً اسے خلعت عطا کیا اور سوار کر کے اپنے قریب لے آیا ۔ تیزی سے گھوڑا دوڑا کر بہت سی باتیں کرانے کے بعد اسے لشکر غازی کی طرف جانے کی اجازت دی ۔

ملک غازی کی طرف سے سفیر کی آمد :

جس وقت وہ سوار غازی کی لشکر گاہ میں پہنچا خوارزمیوں کا لشکر اپنے خیموں کو واپس ہو گیا اور لڑائی موقوف ہو گئی ۔ کچھ عرصے کے بعد قاضی اور ایک اور معتبر شخص غازی کی طرف سے سفارت کے طور پر آئے ۔

عجیب انکشاف :

سفارت سے پہلے جب سوار والے معاملہ میں ملک معظم سے پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ جو سوار گھوڑے سے گر گیا تھا وہ ملک غازی تھا اور جو گرفتار ہوا وہ اس کا استاد الدار تھا ۔

مضمون خط :

خط کا خلاصہ یہ ہے کہ ملک غازی سب کو سلام پہنچاتا ہے اور

۱۔ اعتقال کردہ ۔
۲۔ ملک معظم بن الصالح ۔

کہتا ہے کہ میں ہمیشہ سے دل و جان سے حلقہ بگوش اخلاص ہوں اور میرا بھائی مظفر الدین اشرف ظاہر و باطن میں سلطان علاءالدین کا حاشیہ بردار رہا ہے۔ میں اس عرصۂ تنگ (دنیا) میں اپنے آپ کو اس درگاہ کا بندہ سمجھتا ہوں۔ صرف اس غرض۱ کے لیے کہ چتر مبارک کشادہ ہو اتنے دلوں کو خستہ و بستہ کرنا ہمیشہ کے لیے بدنامی کا باعث ہوگا۔ خدا کے لیے اس اندیشے سے باز آ جائیں اور ایک بیہودہ وہم و ناصواب اصطلاح (عقیدے) کے لیے خانۂ درویش کا قصد نہ کریں ورنہ میں بھی اپنے قدیم گھر کے لیے جان قربان کر دوں گا۔

مصالحت :

اسی اثنا میں دارالخلافہ سے سلطان اعظم اور ملک معظم۲ اور ان تمام سرداران قوم کے نام احکام آ گئے جو میافارقین کے محاصرہ کے لیے آئے ہوئے ہوے اور لڑائی اور محاصرہ سے منع کر دیا گیا۔ اس لیے ملک معظم ملک غازی کی اصلاح حال پر مائل ہو گیا اور امرا کو اس پر راضی کر لیا کہ اس سال اس لڑائی کو ملتوی رکھا جائے۔ امرا بھی چونکہ متواتر بارش ہونے کی وجہ سے خستہ ہو رہے تھے اس لیے قاضی کے ساتھ مصالحت پر راضی ہو گئے۔ قاضی نے جیسی چاہی ہر ایک کو قسم دی۔ پھر ملک معظم کے ایلچی اور سلطان کے امرا شہر میں گئے اور ملک غازی کو قسم دی۔

لشکروں کی واپسی :

دوسرے دن سلطان کی طرف سے لشکر کوچ کر کے آمد میں آئے اور وہاں ملک معظم کے لیے ایک شاہانہ دعوت کا انتظام کیا۔ اس کے دوسرے دن فارغ ہو کر متفرق ہو گئے۔ ملک معظم شام کو گیا اور یہ لوگ ملطیہ آ گئے۔

سلطنت روم میں ضعف کا آغاز

تاتاریوں کا ارزن الروم پر حملہ :

مملکت روم میں ضعف و انحطاط پیدا ہونے کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ

۱۔ متن میں 'بر عرضے' ہے۔ صحیح غرضے ہے۔
۲۔ ملک معظم سے مراد ملک معظم بن العمالح ہے۔ م

جرماغون امیر کو فالج کا مرض لاحق ہو گیا۔ کچھ مدت کے بعد بارگاہ والا[۱] سے بایجو قرچی کے سپہ سالار و رئیس افواج مقرر ہونے کا فرمان نافذ ہوا۔ بایجو اپنی وقعت بڑھانے اور نام پیدا کرنے کے لیے دولت قاہرہ روم میں سلسلۂ فتوحات قائم کر کے کوئی نمایاں خدمت انجام دینا چاہتا تھا، اس لیے اس نے تیس ہزار سوار تاتاری بہادر و نامور انتخاب کیے اور ارزن الروم کی جانب روانہ ہو گیا۔

محاصرہ اور مقابلہ :

جس وقت سامان جنگ کے ساتھ منجنیقیں اور چرخیاں پہنچ گئیں تو فصیل کے اطراف میں کام لگا دیا گیا۔ روز و شب قضائے ناگہانی کی طرح ہر وقت پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ اس طرف سے سنان الدین یاقوت سر لشکر اور استنکوس فرنگیوں کے افسر اعلیٰ بہت سی فوج لے کر باہر نکلتے اور حملہ آور ہو کر دلیری دکھاتے۔

مشرف دونی کی غدّاری :

اگر مشرف دونی[۲] کوتوال شہر غداری اور کمینہ پن نہ کرتا تو ممکن تھا کہ مغلوں کا لشکر جاڑے کی شدت کی وجہ سے شہر سے اٹھ جاتا اور کئی ہزار آدمی ان کے زخم تیغ سے امان پاتے۔ لیکن کمینہ طبیعت دوینی نے س لشکر سے کینہ رکھنے کی بنا پر خفیہ طور پر بایجو کو لکھا کہ اگر مجھے اور میرے متعلقین کو جان کی امان ملے تو میں اس برج سے جس کی حفاظت میرے سپرد ہے، لشکر کو اوپر چڑھا لوں تاکہ وہ اندر داخل ہو کر دروازے کے قفل ہتھوڑوں سے توڑ ڈالیں۔

تاتاریوں کا داخلہ اور قتل عام :

بایجو نے دوینی کی التماس کے مطابق مکتوب لکھ کر امان کا وعدہ کیا۔

۱۔ از حضرت۔ حضرت سے ایلخانی مغلوں یا تاتاریوں کے بادشاہ کا دربار مراد ہے۔

۲۔ دونی...دونی نمی کرد۔ اس عبارت میں لفظی صنعت سے کام لیا ہے۔ آگے کی سطور میں دونی کو دوینی لکھا گیا ہے۔ یہ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ دوین ایک مقام کا نام ہے جس سے یہ منسوب ہے۔

ہر جس رات کو موقع پایا دو سو نفر مسلح برج پر پہنچا دیے۔ انھوں نے
روازے پر پہنچ کر قفل توڑ ڈالا اور لشکر شہر میں داخل ہو گیا۔
مر سنان الدین اور استنکوس کو خبر ہوئی تو لشکر لے کر اس دروازے پر
نے اور دن نکلنے تک تلوار چلاتے رہے۔ صبح کو مغل اچھی طرح شہر
یں داخل ہو چکے تھے اور بلائے عام کی طرح پھیل گئے تھے۔ قوم کی
ریف مستورات نامحرموں کے ہاتھوں اسیر ہو گئیں۔ ان کے عزیز بچے ذلت کی
اک پر لوٹنے لگے۔ کسی کو بھاگنے یا پناہ لینے کا موقع نہ رہا۔ آفتاب
ار تیغ کی تابش سے ماند اور آئینۂ ماہ فریادیوں کی آہ سے غبار آلود
و گیا تھا۔ جب تاتاریوں کو لوٹ مار سے فرصت ہوئی تو انھوں نے
رفتاری شروع کی۔ عورتوں، مردوں، بڑوں اور چھوٹوں کو باہر لے جا کر
یک دوسرے کو آپس میں تقسیم کر دیا۔ جو کام کا نظر آیا اسے زندہ
ھوڑا باقی کو لقمۂ شمشیر[۲] بنایا۔

بایجو اور سنان الدین کا مکالمہ — سنان الدین کا قتل :

امیر سنان الدین یاقوت اور اس کے بیٹے کو سر برہنہ ہاتھ باندھے
ہوئے باہر لے گئے۔ اس کے مرصع اور طلائی سامان کو سر میدان جمع کر کے
ھیر[۳] لگایا۔ بایجو نے اس سے کہا، "جب تیرے پاس اتنا مال تھا تو
و نے لشکر کیوں نہ فراہم کیا، کیوں کہ روپیہ[۴] آڑے دنوں ہی کے لیے ہوتا
ہے۔" امیر نے جواب دیا "وہ تو تیری قسمت کا تھا، مجھے اس میں کیا
ختیار ہوتا۔" تاتاریوں نے پھر بایجو کے حکم سے امیر سنان الدین کو
س کے بیٹے کے ساتھ شہید کر دیا اور بے شمار خزانہ ساتھ لے کر مغاں
ی راہ لی۔

اسی حالت میں سلطان کے لشکر ارزنجان پہنچے۔ جب سنا کہ ارز روم
تح ہو گیا اور اس کا کوئی شہر سلامت نہ بچا تو فوراً یہ المناک خبر
حضرت سلطان کے گوش مبارک تک پہنچائی۔ محترم کے خاطر مبارک کو

۱۔ غلتان : صحیح غلطان ہے۔
۲۔ مضغۂ حتوف : موتوں کا لوتھڑا۔
۳۔ تود : تودہ، ڈھیر۔
۴۔ نقرۂ سپید برای روز سیاہ باشد۔

سخت صدمہ پہنچا ۔ اور عساکر کو واپسی وطن کی اجازت دی اور امرا کا
حکم ہوا کہ سب کے سب حاضر بارگاہ ہوں تاکہ بالاتفاق تدارک میں
مشغول ہوں ۔

کوسہ داغ میں لشکر مغل سے سلطان غیاث الدین کی جنگ

ارکان دولت کے مشورے :

سلطان کے حضور میں ارکان دولت کی رایوں کا ماحصل یہ تھا کہ
اطراف دیار کے ملوک کو شرکت جنگ کی دعوت دیں ، اور پھر
ملک غازی کے پاس ایلچی بھیجیں اور میافارقین کے متعلق بہت کچھ ع
کر کے اخلاط کو جو اس کے بھائی کے ملک میں تھا اس کے معاوضے[۲] میں
دے دیں ۔ صاحب شمس الدین اصبھانی کو خزانہ کے ساتھ لشکروں
مدد حاصل کرنے کے لیے شام روانہ کریں اور ایک خزانہ سیسی کے پاس
بھیجیں تاکہ وہ فرنگیوں کا لشکر معاہدے سے زیادہ تعداد میں بھیجے ۔

ملوک اطراف سے تعاون کی تحریک :

اس قرارداد کے مطابق دس ہزار دینار سکہ علائی اور ایک لاکھ درہم
اور اخلاط کی ملکیت کا فرمان ملک غازی کے پاس اور صاحب شمس الدین
کو ایک لاکھ دینار اور ایک ہزار درہم کے ساتھ شام کی جانب اور بہت
سا خزانہ سیسی کے پاس روانہ کیا - جتنے ایلچی پیام لے کر روانہ ہوئے
تھے ان سب کا یہی ایک پیام تھا کہ اگر اس مہم میں غفلت کی جائے گی
معاذ اللہ جب وقت ہاتھ سے نکل جائے گا اور ملک تباہ ہو جائے گا تو ندامت
سے کوئی فائدہ نہ ہوگا - اور یہ امر یقینی ہے کہ جب ہماری سلطنت کو
نقصان پہنچے گا تو تم بھی بہت جلد قعرمذلت میں گر جاؤ گے ۔

۱۔ بأترهم : ان میں کے سب ۔ عربی طرز نگارش کو فارسی میں آمیز
کر دیا ہے ۔

۲۔ تعویق کا دوسرا نسخہ اصل کے فٹ نوٹ میں تعویض ہے جو صحیح
معلوم ہوتا ہے ۔

ملک غازی اور والیِ سیس کا فوجیں جمع کرنا :

جب ملک غازی نے اخلاط کی ملکیت کا فرمان دیکھا اور اموال اس کے خزانہ میں داخل ہو گئے تو اس نے فوراً ''بسر و چشم[1]'' کہہ کر زر پاشی اور افواج کی فراہمی کا کام شروع کر دیا ۔

صاحب شمس‌الدین جب شام پہنچا تو اس نے تونگری کی خوشبو وہاں کے دلیر فقیروں کی ناک میں پہنچائی اور اپنی طرف مائل کیا ۔ والی سیس نے بھی قواعد بندگی کی پابندی کی اور تعمیل احکام میں مشغول ہوا ۔

سیواس میں مزید افواج کا انتظار :

جب اطراف و نواح کے ایلچی سلطان کے حضور میں آ گئے تو سلطان آغاز بہار میں ستر ہزار سوار قدیم و جدید تنخواہ دار کے ساتھ جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ فرمان شاہی پر جمع ہو گئے تھے، سیواس پہنچا اور ایک مدت تک انتظار کیا تا کہ[2] اطراف کی فوجیں اور سیس کا لشکر آ ملے ، اور ملک غازی و صاحب شمس الدین بھی پہنچ جائیں ۔

ناصح الدین فارسی کی آمد — ارکان سلطنت کا مشورہ :

اس اثنا میں ناصح‌الدین فارسی شام کی جانب سے دو ہزار سوار مقرر جو ہر سال خدمت جنگ کے لیے آتے تھے لے کر آ پہنچا ۔ جب انتظار حد سے گزر گیا اور متواتر خبریں پہنچیں کہ بایجو خراسان ، عراق ، پارس اور کرمان سے جمع کیے ہوئے ٹڈی دل لشکر کے ساتھ مقابلہ کا مصمم عزم کرچکا ہے تو جو ارکان زمانہ کے حوادث[3] کا تجربہ رکھتے تھے اور عاقبت اندیش تھے انھوں نے متفقہ مشورہ دیا کہ کمک کے انتظار کے حیلہ سے سیواس میں توقف کرنا چاہیے کیونکہ ملک (غازی) تقریباً پچاس ہزار سوار فوج کا سہارا ہے ۔ لیکن ناتجربہ کار نوجوان جن کو اپنی عمر میں قتل و ہلاکت سے سابقہ نہیں پڑا تھا مانع ہوتے تھے ۔

۱۔ سمعاً و طاعۃً : بسر و چشم

۲۔ جہت لحاق عساکر

۳۔ خطوب : حوادث

نظام‌الدین سہراب پسر مظفرالدین وشبلاش و غریب و باقباشی[1] نے شور مچایا کہ جان بچانے کے لیے کب تک بہانہ ہوتا رہےگا ؟ ارزنجان و ارزروم کے لوگ لقمۂ نیم بن رہے ہیں - ہم کو چاہیے تھا کہ تبریز و نخجوان تک پہنچ کر ان کا مقابلہ کرتے اور وہیں جنگ ہوتی - اس وقت خوف و خطر کی وجہ سے انہیں سیواس سے ایک منزل آگے بڑھنا بھی میسر نہ ہوگا۔

سلطان اس تعلی سے مغرور ہو گیا اور حکم دیا کہ دوسرے روز روانہ ہو جائیں - اسی (۸۰) سوار فوج کے جوش میں آ گئے اور کوسہ داغ کے راستے پر روانہ ہو گئے جس نے دلوں پر ہزاروں داغ چھوڑے ہیں - وہاں پہنچے تو مرغزار (سبزہ زار) بہت اور نہریں بے شمار اور مضبوط و محفوظ مقامات بہ کثرت ملے - یہ مقامات ایسے تھے کہ کسی طرف بجز دربند کے ان غیر لشکر کے داخل ہونے کا راستہ نہ تھا - یہ دیکھ کر وہیں پڑاؤ ڈال دیا -

نادان مصاحبوں کی خوشی :

ہنوز روزانہ مدد کا انتظار ہو رہا تھا کہ دفعۃً خبر آئی کہ بایجو چالیس ہزار سواروں کے ساتھ صحرائے آقشہر سے ارزنجان پہنچ گیا - جب سلطان کے خاص مصاحبوں نے سنا تو نادانی سے خوشی منانے لگے کہ مغلوں سے بہت سا مال غنیمت حاصل ہوگا - صاحب مہذب الدین و ظہیرالدولہ ولد گرجی نے کہا کہ جھوٹی خبروں[2] سے پریشان نہ ہونا چاہیے اور لشکر کو بے فائدہ اضطراب میں مبتلا نہ کرنا چاہیے پر ہم دشمن کے شب خون مارنے کی طرف سے بے فکری میں ہیں - حالانکہ یہی بڑی بات ہے -

پسر مظفرالدین کی بکواس :

خبر ملی کہ تکفور تین ہزار فرنگیوں کے ساتھ مدد کو آ رہا تھا ، یہ بھی ایک بڑی مدد ہوگی - پسر مظفر الدین نے یہ سن کر بکواس شروع کی کہ نصرانی[3] بزدل ہوتے ہیں - اگر ہزار سوار فرنگی مجھے مل جائیں تو مغلوں پر ٹوٹ پڑوں اور خدا بھی ان کے ساتھ ہو تو میں ہی کامیاب ہوں''۔

۱- علیہم ماہستحقون: ان پر وہ چیز نازل ہو جس کے وہ حقدار ہیں (یعنی علیہ ما علیہ) -

۲- اراجیف : جھوٹی خبریں -

۳- یعنی ان کے بزدل ہونے کی وجہ سے ہمیں ان کی زیادہ تعداد درکار نہیں -

ظہیر الدولہ کی تنبیہ :

ظہیرالدولہ نے جواب دیا "ایسی حالت میں کہ ملک بال سے بندھا ہوا ہے ایسی بات کہنا جس کی بدبو سے اہل عالم کا دماغ پریشان ہو جائے شام و روم کی تباہی کا باعث ہو گا ۔ خصوصاً سلطان کے حضور میں ایسی بات کہنا کفارہ ادا کرنے کے قابل ہے ۔ باری تعالیٰ فرماتا ہے : و شاورھم فی الامر۱ (اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ کرتے رہو) ۔ مشورہ کرنا حملہ کرنے پر مقدم ہے ۔ اس میں شک نہیں ہے کہ میں نصرانی ہوں اپنے خدا سے ڈرتا ہوں" ۔

پسر مظفرالدین نے شراب کے نشہ میں فحش بکنا شروع کیا تو صاحب نے اس بات میں اس پر غصہ کیا ۔ پسر مظفر نے جواب دیا کہ تو حساب و کتاب کے سوا کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتا ۔ اس جھگڑے سے یہ لوگ حیران و پریشان ہو کر باہر آ گئے اور ملک کے زوال و ابتری پر ماتم کرنے لگے ۔

پسر مظفر الدین کی جہالت :

دوسرے جمعہ ٦ محرم ۶۶۱ھ تھی ۔ پسر مظفرالدین نے لشکر کے سوار ہونے کا حکم دیا اور مقابلہ کے ارادہ سے طبل و نقارہ کی آواز بلند کی جانے لگی ۔ امرا اگرچہ اس کی پہلے دن کی جہالت سے پریشان تھے تاہم دہلیز پر آتے اور اسے منع کرتے تھے ۔ پسر مظفر نے پھر جہالت کی بنا پر گالیاں بکنا شروع کیں ۔

پسر گرجی اور ولی الدین پروانہ وغیرہ کی جرأت :

پسر گرجی اور ولی الدین پروانہ اور ناصح الدین فارسی توہین کے خیال سے تین ہزار فرنگیوں اور آدمیوں کے ساتھ جان پر کھیل کر ان تنگ دروں میں سانپ کی طرح گھس گئے جن کے پست گڑھوں اور حجروں میں ہرنوں کو بھی ذرا چلنے اور حرکت کرنے کی جگہ نہ تھی ۔

بایجو کا حملہ :

جب بایجو نے نظر کی اور دیکھا کہ ایسے بلند اور مضبوط قلعہ سے

۱۔ قرآن مجید ۱۵۹ : ۲۔ متن میں اس موقع پر جو فرانسیسی فٹ نوٹ درج ہے اس میں آیت کا نمبر ۱۵۳ غلط ہے ۔ صحیح نمبر ۱۵۹ ہے ۔

سے سوچے سمجھے یہ لوگ نیچے آ رہے ہیں تو اپنے امرا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ''ان سے سوائے بھاگنے کے اور کیا ہوگا ، مجھے ان کے سر زیر شمشیر نظر آتے ہیں ۔ آج ذرا صبر کرنا چاہیے تا کہ سخت دربند میں آ جائیں''۔ جب آنے والی فوج کا پیش خیمہ سب داخل ہو گیا اور لشکروں کے ہجوم سے آنے جانے کے راستے بند ہو گئے تو بایجو نے وہیں سے ان پر حملہ کیا ۔

پہلے حملہ میں روم کے لشکر نے جان توڑ حملہ اس سختی سے کیا کہ گھوڑے تھک گئے اور مغلوں کا لشکر پلٹ گیا ۔ اس سے روم والوں نے گمان کیا کہ مغل بھاگ رہے ہیں ۔ فوراً سلطان کو خبر بھیجی کہ دشمن بھاگ کھڑا ہوا اور باہم خوشی منانے لگے۔ اس عرصہ میں بایجو واپس ہوا اور لشکر پر تیرباری کا حکم دیا اور اس لشکر کو قتل کر دیا ۔

تاتاریوں کے مقابلے میں سلطانی لشکر کا فرار—ناصح الدین فارسی کا غصہ اور واپسی :

پسر سلوہ بیہودگی سے کام لیتا رہا ۔ نشہ میں ہونے کی وجہ سے اپنے علم نیچے کر دیے اور راہ فرار اختیار کی ناصح الدین فارسی بہت کچھ جنگ اور معرکہ آرائی کے بعد چند آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ سے جان بچا کر گھوڑا کداتا ہوا برہنہ سلطان کی خدمت میں آیا اور آداب حرمت سے قطع نظر کر کے سلطان کے حضور میں سخت لہجہ میں باتیں کیں اور کہا ''ایسی رائے و تدبیر اور ایسے سر پھرے مصاحبوں کے ساتھ کوئی سلطنت اختیار کرتا ہے اور دشمن کے مقابلے میں جا کر ملک و ملت کو اس طرح برباد کرتا اور مسلمانوں اور تمام انسانی جماعتوں کے سر پر خاک ڈالتا ہے ۔'' یہ کہہ کر اسی وقت اپنے آدمیوں کے ساتھ حلب روانہ ہو گیا ۔ سلطان نے جب دیکھا کہ شکست کا معاملہ برعکس ہو گیا تو دستار منہ پر رکھ کر گریہ کیا اور شام کی نماز تک سوار حالت میں قائم رہا اور اسی اثنا میں حرم سرا اور بیشتر شریف مستورات کو توقات روانہ کیا ۔

چاولی چاشنی گیر :

چاولی چاشنی گیر معرکہ سے بھاگ کر خدمت میں آیا ۔ سلطان نے فرمایا ''ابھی کی اب کیا صلاح ہے؟'' اس نے جواب دیا کہ اب تو معاملہ خشک ہونٹوں اور نمناک آنکھوں سے بھی آگے بڑھ چکا ہے ، تدبیر

مشورہ کے وقت بندگان دولت کی بات پر توجہ نہ فرمائی ، اب کیا تدبیر اقی ہے'' -

سلطان کی روانگی :

سلطان نے کہا ''ہم نے ملک کی باگ تیرے سپرد کی تو جو مناسب مجھتا اور کر سکتا ہو بے توقف ۱ عمل میں لا'' اس وقت سراپردہ میں گیا ور لابدخانہ۲ کے راستہ سے ایک طرف روانہ ہو گیا - راستہ میں فخرالدین رسلان دغمش ، خاص اغز اور ترکری چاشنی گیر نے احتیاطاً سلطان کا لباس دلوا دیا ، اور گھوڑوں کی باگیں چھوڑ کر روانہ ہو گئے روز توقات تک کسی جگہ نہ ٹھہرے -

جب سلطان روانہ ہوا تو لشکر کا ایک حصہ گھڑی رات گزرنے ک پشتوں پر کھڑا رہا - جب مغل پہاڑ پر آئے اور لشکر کو ہر جگہ کھڑا دیکھا تو شور مچایا اور مشعلیں روشن کیں - مگر سلطان کے شکر گاہ میں مداخلت کی طاقت اور اپنے پڑاؤ پر واپس ہونے کی مجال نہ کھتے تھے -

مغلوں کو دھوکا-مغل سیواس کی جانب :

جب محافظ فوج بہت دیر تک ٹھہری رہی اور کہیں سے مدد آتی ہ دیکھی تو پڑاؤ کا راستہ لیا - وہاں اسباب سب اپنی جگہ پر اور لوگ ب غائب دیکھے - یہ دیکھ کر ... لوگ بھی بھاگ اٹھے - جب صبح کو غلوں نے سلطان کے پڑاؤ پر نظر کی اور خیمے اسباب و سامان کے ساتھ ستور دیکھے تو گمان کیا کہ شاید لشکر کمین میں گیا ہوگا - دو روز ک خیموں کے گرد پھرتے رہے - جب تحقیق ہو گئی کہ سلطان کا لشکر ھاگ چکا ہے تو سب ٹوٹ پڑے اور بے شمار سامان جتنا موجود تھا قبضہ یں کر کے سیواس کی طرف بڑھے -

قاضی سیواس کو سیواس کا عطیہ :

قاضی سیواس امام ربانی نجم الدین قیر شہری غالباً خوارزم پر مغلوں

۱- بے توانی : بلا کوتاہی و فرو گزاشت -

۲- لابدخانہ : لفظی معنی ناگزیر گھر ، غالباً تہ خانہ کی سرنگ مراد ہے -

کے غلبہ اور سلطان، محمد کی شکست کے وقت وہاں موجود تھے اور خدمت میں حاضر ہو چکے تھے ، اور انھیں فرمان (برلیغ) اور (پایزہ) عطا کیا جا چکا تھا - قاضی نے طرغو اور سامان پیشکش کے ساتھ بایجو کا استقبال کیا - بایجو نے انھیں پہچانا اور جب نجم‌الدین نے فرمان اور پائزہ پیش کیا تو بایجو نے بوسہ دے کر سر پر رکھا اور شہر انھی کو بخش دیا - اس موقع پر ارزنجان کا دروازہ کھلا رکھا گیا باقی بند کر دیے ، اس لیے بعض لشکریوں نے تین روز تک مداخلت کی اور لوٹ مار کرتے رہے - چوتھے روز وہ دروازہ بھی بند کروا دیا اور زیادہ زحمت نہ دی ، پھر یہ لوگ قیصریہ روانہ ہو گئے -

قیصریہ کی تباہی اور اس کے محصوروں کی تاتاریوں کے ہاتھ سے ہلاکت

اس زمانے میں سلطان غیاث الدین کی والدہ نے قیصریہ سے نکل کر سیس میں پناہ لی - ملک الزہاد صمصام الدین قیاز جامدار اور فخر الدین ایاز اعرج جب میدان جنگ سے بھاگے تو قیصریہ میں ٹھہرے اور سامان محاصرہ و مدافعت ، اور برجوں فصیلوں کی درستی و مضبوطی کے انتظام میں مصروف ہوئے -

مغلوں کے لشکر کی لوٹ مار :

جب مغلوں کا لشکر آیا تو اب جو کچھ باہر ملا اسے لوٹنے ، مارنے ، جلانے اور غرق کرنے میں مشغول ہو گیا - دوسرے دن بایجو امیروں کے ساتھ سوار ہو کر شہر کے گرد نکلا اور تین منجنیقیں سیواس کے دروازے کے برج پر جس کی مضبوطی پر بہت زیادہ بھروسہ تھا نصب کر دیں - قیدیوں اور قلندروں کو منجنیق کھینچنے پر مقرر کیا - پندرہ دن تک برابر حملہ ہوتا رہا - برج میں بڑے بڑے رخنے ہو گئے -

اپنوں کی بیگانگی—مغلوں سے ساز باز :

باوجود اس کے مغلوں کا لشکر مال غنیمت بکثرت مل جانے کی وجہ سے واپسی کا عزم کر چکا تھا اور اس مہم کو آیندہ سال پر ٹالنا چاہتا تھا مگر خاؤوک اکد شباشی کے بیٹے نے رات کو بایجو کے پاس قاصد بھیج کر

۱- سلطان محمد سے سلطان غیاث الدین بن علاء الدین کیقباد مراد ہے -

امان مانگی - جب امان کا وعدہ مل گیا تو اسی رات کو چرکاب کے راستے سے نکلا اور مغلوں کے پڑاؤ پر آ کر بایجو سے شہر کے ضعف و قوت وغیرہ کا حال تفصیل سے بیان کیا -

بایجو کی یلغار :

جب امرا کو یہ حال معلوم ہوا اور انھوں نے دیکھا کہ بایجو کسی شخص کی دیکھ بھال نہیں کر رہا ہے جو بایجو سے خیر خواہی میں مصروف ہے اور اس کا دوست ہے تو ایاز اعرج بھی جو شہر کا سوباشی تھا اس سے جا ملا - اب شہر میں صمصام الدین کے سوا کوئی نہ رہا تھا اور واپس ہونے کی نسبت باھو کی رائے بدل چکی تھی - ایک دن بایجو نے حکم دیا کہ تمام لشکر مسلح ہو جائے - پھر سب کو لے کر اس برج کے پاس پہنچا جس میں شگاف پیدا ہو گیا تھا - لشکری برج پر سیڑھیاں لگا کر اوپر چڑھ گئے اور جسے پایا تلوار کے گھاٹ اتار کر نیچے اتر گئے اور دروازے کا قفل توڑ ڈالا - اب تمام لشکر شہر میں اتر آیا - امیر عارض اور تمام سپاہ کو قید کر کے صحرائے مشہد میں لے گئے اور قتل و غارت کے بعد شہر کے مکانات میں آگ لگا دی - جب شہر اور شہر والوں سے فارغ ہوئے تو باہر نکلے اور جن قیدیوں کو پہلے سے گرفتار کر رکھا تھا انھیں بھی صحرائے مشہد میں شہید کیا اور اطفال و عیال کو آپس میں تقسیم کر کے واپس ہوئے - جو شخص راستے میں تھک جاتا اور پیدل چلنے کی طاقت نہ رکھتا اسے مار ڈالتے تھے -

صاحب مہذب الدین کا بایجو کے پاس جا کر صلح کی گفتگو کرنا

صاحب مہذب الدین کی مصلحت اندیشی :

جب سلطان کے لشکر کو شکست ہوئی تو صاحب مہذب الدین اماسیہ کے اطراف میں پڑا ہوا تھا کہ اب اس نے سنا کہ مغلوں کے لشکر نے قیصریہ کو محاصرہ کر کے فتح کر لیا تو فخر الدین قاضی اماسیہ کو بلا کر کہا کہ چونکہ سلطنت کا معاملہ سلطان کی جوانی و نادانی کی وجہ سے اس پست حالت کو پہنچا ہے اور اب فتنہ کے طوفانی دریا میں تھوڑا

۱- تیمار : نگہداشت -

سکون پیدا ہوگیا ہے ، ایسی صورت میں اگر تدارک سے غفلت کی جائے تو ایک طرح کی ناشکری ہوگی ، اس لیے مناسب یہ ہے کہ اگرچہ تیر و شمشیر پر راستہ طے کرنا پڑے گا تاہم ہمیں اندیشۂ انجام سے علیحدہ ہو کر مغلوں کے پاس جانا اور صلح کی سلسلہ جنبانی کرنا چاہیے ۔

امیر بایجو کے پاس قاصد کی روانگی :

قاضی نے اس رائے کو پسند کیا اور صاحب کو آفرین کہی ۔ پھر دونوں نے متفق ہو کر طرح طرح کا سامان پیشکش ترتیب دیا اور خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے امید و بیم کے عالم میں روانہ ہوئے ۔ پہلے بایجو امیر کے پاس قاصد بھیجے ۔

مہذب الدین اور قاضی اماسیہ کی بایجو سے ملاقات :

بایجو اور اس کے دوسرے امرا نے اس سوال و جرأت پر تعجب کیا ۔ ارزن الروم کی حدود میں صاحب (مہذب الدین) اور قاضی بایجو سے ملے اور خدمات اور پیشکش وغیرہ نذر کیں اور اس کی عنایت و توجہ حاصل کرنے میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ۔

جرماغون کے سامنے بایجو کا سوال :

بایجو ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا رہا اور مغلوں کے لشکر کے ساتھ کوچ در کوچ کرتا ہوا مغان میں جرماغون کے پڑاؤ پر پہنچا ۔ بایجو جرماغون کے پاس گیا اور صاحب مہذب الدین اور قاضی فخر الدین کو طلب کر کے پوچھا کہ تمھارے آنے کا کیا سبب ہے ؟

صاحب مہذب الدین کا جواب :

صاحب نے جواب دیا : ''اللہ تعالیٰ ایلخان اعظم کو ہمیشہ قائم رکھے ۔ امیر کو معلوم ہوگا کہ اگر اس مرتبہ اللہ نے آپ کو غلبہ عطا کیا اور بادشاہ اسلام پر فتح دی تو اس پر مغرور نہ ہونا چاہیے ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہمارے جو آدمی جنگ میں مارے گئے ان کی تعداد تین ہزار سوار سے زیادہ نہ تھی ، باوصف اس کے لشکر مغل کے بکثرت لوگ ہلاک ہوئے ۔ ایک لاکھ کے قریب لشکر ممالک روم کے اطراف میں پورے ساز و سامان کے ساتھ تیار ہے اور ملک روم سلاطین سلجوق کے سوا کسی کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتا اور بغیر ان کی اطاعت کے رعایا کو اطمینان خاطر حاصل نہیں ہوتا ۔

اگر امیر ایلخان کی مصلحت مقدم رکھیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ سلطان کی مصالحت کو قبول کر لیں کیونکہ گزشتہ بزرگ جو ملک تم پر چھوڑ گئے ہیں، ایسا کہہ گئے ہیں کہ جو شخص صلح کی تحریک کرے اور عاجزی سے پیش آئے اس کی رضا جوئی کرنا چاہیے - جو بات امیر کے فراغ خاطر اور رعیت کی آسائش کا باعث ہے عرض کی گئی - اگر اس کے سوا امیر کی رائے ہو تو آپ حکم کا اختیار رکھتے ہیں -

امیر جرماغون کی آمادگی—شرائط اطاعت پر گفتگو :

بایجو نے جب یہ تمام گفتگو سن لی تو اپنی خاتون کو اشارہ کیا جو جرماغون کو سمجھاتی جاتی تھی - جرماغون نے ان باتوں کو غور سے سنا - چونکہ اس نے سلطان علاء الدین مرحوم کی پسندیدہ عادتیں بہت سنی تھیں اور ہمیشہ چاہتا تھا کہ اس کے ملک کو کوئی صدمہ نہ پہنچے ، اس لیے بڑی رغبت کے ساتھ صلح قبول کرنے کا اشارہ کیا -

بایجو نے جرماغون کے مشورے سے صاحب کے ساتھ شرائط ارادت (اطاعت) طے کرنا شروع کیں اور کہا کہ کتنی رقم مقرر کرتے ہو جو ایلخان اور لشکر کے امرا کو ہر سال ملک روم سے پہنچا کرے گی ؟

صاحب اس مجمع سے باہر نکلا اور قاضی سے مشورہ کر کے زر و اسپ نر ، خچر و اسپ مادہ ، گاؤ گوسفند وغیرہ کی تفصیل قلمبند کی اور فرد امیر کی خدمت میں بھیج کر کہا کہ ہر سال ایلچی[1] اس قدر مطالبہ وصول کرنے کے لیے آئیں اور ہم سے وصول کر کے یہاں پہنچا دیں -

تاتاری مغلوں سے صلح :

بایجو نے بعض کو پسند کیا بعض کو کم جانا - کم چیزوں پر صاحب نے کچھ بڑھا دیا - جب یہ معاملہ بایجو کی مرضی کے مطابق ہوگیا تو بایجو نے صاحب کو طلب کیا اور تصفیۂ صلح کی خوشخبری دی - صاحب نے بایجو کا دامن پکڑ کر عہد و پیمان کو مضبوط کیا اور تمام امرائے مغل کے اتفاق سے معاہدۂ صلح میں مزید مضبوطی پیدا کی - پھر صدر کبیر فخر الدین بخاری کے ہمراہ سلطان کے حضور میں روانہ ہوا اور فصیل کے رخنے اور شگاف درست کرنے میں مصروف ہوا -

---

۱- ایلی -

شام سے صاحب شمس الدین کی سلطان کی خدمت میں واپسی

حلب میں بے شمار لشکر کی فراہمی اور اس کا حشر :

جب صاحب شمس الدین لشکر طلب کرنے کے لیے حلب گیا تو وہاں سے اتنا زبردست لشکر فراہم کیا جو اندازہ شمار میں نہ آتا تھا اور سب کی چار چھ مہینے کی خوراک مہیا کر کے امروز فردا میں روانگی کا مصمم عزم کر رہا تھا کہ اتنے میں لشکر کی شکست، سلطان کی ہزیمت اور جمعیتوں کی پراگندگی وغیرہ کی خبریں سننے میں آئیں۔ پریشانی کی وجہ سے نیتوں میں فتور پیدا ہو گیا اور مطلوب سالم درہم و دینار کی واپسی کے خیال سے ٹوٹ گئے۔ سہل انگاری کے طور پر بعض رقمیں واپس کیں اور بیشتر رقوم لوگ کیسہ میں رکھ کر اطراف عالم میں چلتے بنے۔

سیس کے ارمنیوں کی غداری :

ادھر ممالک روم کے اعیان و اکابر قیصریہ، ملطیہ اور دوسرے اطراف سے سیس کے راستے سے حلب میں آئے۔ سیس کے ارمنیوں نے (خدا ان کے مقامات کو تباہ اور ان کے آدمیوں کو فنا کر دے) مسلمان پناہ گزینوں کے ساتھ غدر و غارتگری شروع کی۔ والدہ سلطان کو روک لیا اور مغلوں کے سپرد کر دیا۔ پیغمبر علیہ السلام کی شان میں نازیبا باتیں کہیں۔ الغرض ان وجوہ سے حلب میں رومیوں کی بہت بڑی جمعیت فراہم ہو گئی۔ پھر خبر پہنچی کہ سلطان کوسہ داغ کے معرکہ سے سلامت قونیہ پہنچا اور مغلوں کا لشکر مغاں کی سمت روانہ ہو گیا، اور صاحب مہذب الدین اس کے عقب میں مصالحت کے لیے روانہ ہوا اور عوام کمینگاہوں اور بھاگنے کے مقاموں سے باہر آ گئے۔

صاحب شمس الدین اور اکابر روم کی ملطیہ میں آمد :

یہ خبر سن کر صاحب شمس الدین اور تمام اکابر روم نے مراجعت کا مصمم عزم کر لیا مگر جو تاخیر واقع ہو گئی تھی اس سے اور حاسدوں

۱۔ متن میں اس موقع پر ''اباد اللہ حالہم'' طبع ہوا ہے۔ قرینہ سے محالہم ہونا چاہیے۔ اگر حالہم ہی صحیح سمجھا جائے تو (اللہ ان کا حال تباہ کرے) ترجمہ ہوگا۔

کے روز پکڑ جانے کے اندیشے اور راستوں میں ملنے والے ترکوں اور کردوں کے ڈر سے تامل کرتے تھے - ان وجوہ سے ملک مسعود صاحب آمد کو دعوت دی - پھر اس کے ساتھ ملطیہ تک آئے -

چاولی چاشنی گیر کا صاحب شمس الدین کو مشورہ :

چاولی چاشنی گیر صاحب کے آنے سے خوش ہوا مگر اسے ملک مسعود کے ساتھ رکھنے سے منع کیا کیونکہ عوست ہمیشہ اس کے ہم رکاب رہتی تھی - اور صاحب شام ابی حسام چوپان ملطی کو اس کے پاس بھیجا کہ آج کل سلطنت میں ضعف پیدا ہو چکا ہے ، معلوم نہیں کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوگا ، اس لیے مصلحت یہ ہے کہ آپ واپس ہوجائیے - جب صاحب (مہذب الدین) سلطان کی خدمت میں باریاب ہو کر حالات عرض کر چکے گا تو سلطان کے حضور سے ملک کی استدعا پر حکم پہنچے گا اور جا گیر مقرر ہو جائے گی -

صاحب شمس الدین کی وزارت کا پروانہ :

جب ملک مسعود نے یہ پیام سنا تو غصہ ہوا اور آبلستان کے راستہ سے نادم و رنجیدہ[۱] شام واپس ہوا - صاحب سلطان کی خدمت میں واپس ہوا - چاشنی گیر نے پہلے ہی صاحب کی آمد کی خبر پہنچا دی تھی اور اس کی دہشت و اضطراب کا حال بیان کر کے سلطان سے اس پر نوازش و در گزر سے پیش آنے کی درخواست کی تھی - جب وہ منزل ابروق پر پہنچا تو وزارت کا پروانہ بڑی دلجوئی کے ساتھ اس کو پہنچایا گیا -

صاحب شمس الدین کا تاثر :

صاحب شمس الدین نے پروانہ دیکھ کر کہا کہ اگرچہ یہ کمال بندہ نوازی کی بات ہے لیکن ایسی حالت میں کہ صاحب مہذب الدین نے مسلمانوں کی خیر خواہی میں اپنے آپ کو مصیبت و پریشانی کے ضغطہ میں ڈال دیا ہے اس کی علیحدگی کا حکم دینا مناسب نہ ہوگا -

جب صاحب شمس الدین حضور میں پہنچ گیا تو تمام معاملات کا حل و عقد اس کی رائے پر رکھا گیا - لیکن جو امور فرائض وزارت سے تعلق رکھتے ہیں ان میں اس نے کسی حال میں دخل نہ دیا -

---

۱ - نادم و سادم -

بایجو امیر کی خدمت سے صاحب مہذب الدین کی واپسی

اسی اثنا میں صاحب مہذب الدین کی واپسی اور کامیابی کی خوشخبری پہنچی - اس کے بعد ہی صاحب مہذب الدین خدمت عالی میں حاضر ہوا اور جو واقعات و شرائط قبول پیش آئے تھے سب بیان کیے - سلطان سنتا جاتا تھا اور ہر بار اس کو تازہ خلعت سے نوازتا اور بہت زیادہ تعریف و تحسین کرتا - اس کے بعد سے اس کی عظمت و شان حد کمال سے گزر گئی اور ایک ہی دن میں سلطان کے حضور سے دوات وزارت اور نیابت کی شمشیر زریں اس کو اور صاحب شمس الدین کو عطا کر دی گئی - اور بہت سی جاگیر عطا ہوئی - مگر صاحب مہذب الدین نے چالیس ہزار عدد، سے زیادہ کی جاگیر قبول نہ کی اور نہ اپنے تصرف میں لایا -

صاحب اصبہانی کا دریائے خزر سے صائن خاں کی خدمت میں جانا

صائن خاں فاتح قفجاق کے یہاں ایلچی کی روانگی :

جب سلطان غیاث الدین نے تدبیر کی باگ ڈور دو عمر رسیدہ دانشمندوں کے ہاتھ میں دے دی تو ان کی رائے یہ ہوئی کہ صائن خاں کے پاس جس نے صحرائے قفجاق کو شمشیر آبدار کے زور سے سر کیا ہے ایلچی روانہ کریں اور سلطنت کی بناء کو جو بد بختوں کی بری تدبیروں سے کمزور ہو گئی ہے ، جہانگیر بادشاہوں کے اقتدار اور تدبیر کے زور سے مضبوط و بلند کریں - جب یہ رائے سلطان کے حضور میں پیش کی تو سلطان نے پسند فرما کر انھیں دو بزرگوں کو اس کام کے لیے انتخاب کیا - مگر پھر یہ کہا کہ چونکہ صاحب مہذب الدین کو ہنوز سفر مغاں سے آرام نصیب نہیں ہوا ہے اس لیے نائب شمس الدین کو متعین کیا جاتا ہے - صاحب شمس الدین نے فوراً سر جھکا کر فرمان سلطانی قبول کیا - سلطان نے خزانہ کے امینوں کو حکم دیا کہ نائب شمس الدین خزائن سے جو چیز پسند کریں اسے لینے اور تصرف میں لانے کے وہ ہر طرح مجاز سمجھے جائیں - شمس الدین نے

---

۱ - لفظ عدد منشیوں کی اصطلاح میں زیادہ تر اشرفی کے لیے رائج رہا ہے -

تحائف ، نادرات ، جواہرات و نفیس اشیا سے مناسب انتخاب کے ساتھ ترتیب دیے اور فخرالدین قاضی اماسہ و مجد الدین محمد ترجمان کی ہمراہی میں منزل مقصود کی راہ لی ۔

نائب شمس الدین صائن خان کے حضور میں :

جب صائن خان کی خدمت میں پہنچا تو پیش کش کا سامان نذر کیا جو قبول کیا گیا اور اسی وقت خواتین و شہزادگان کو تقسیم کر دیا گیا ۔ صائن خان ان لوگوں سے اتنا خوش ہوا کہ روزانہ ان تینوں کو ملاقات کی عزت بخشتا اور تعظیم کرتا ۔ اس کی یہ توجہ دیکھ کر ان پر لوگوں کو رشک ہونے لگا ۔

سفراکو واپسی کی اجازت اور سلطان کےلیےفرمان و تحائف کی ترسیل :

صائن خان نے ایک مدت کے بعد انہیں واپسی کی اجازت دی ۔ سلطان کے لیے ترکش ، قربان[1] ، شمشیر ، قبا ، کلاہ مرصع اور فرمان عنائت کیا اور نائب شمس الدین کو اپنی طرف سے ممالک میں حاکم مقرر کیا ۔ اس سب کارروائی کو باقاعدہ فرمان میں درج کرا دیا ۔ نائب کے ساتھ کے لوگوں کو بھی خلعت خاص عطا کیا ۔ سانقسون قرجی کو جواب کے لیے نامزد کیا اور سب کے ساتھ روانہ کر دیا ۔

صاحب مہذب الدین کی وفات پر شمس الدین کا وزارت پر تقرر :

یہ لوگ شاخی و شروان کے راستہ سے ممالک روم کو چلے ۔ سلطان کو ان کے آنے سے بہت خوشی ہوئی ۔ صاحب مہذب الدین کا چونکہ انتقال ہو گیا تھا اس لیے سلطان نے وزارت کا فرمان مع اضافہً امارت قیر شہر جو روم کے کسی وزیر کو میسر نہ تھی ، صاحب شمس الدین کے پاس پیشگی روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ جلد ملاقات کرے ۔

شمس الدین بھی ، ایلچیوں کے ساتھ جس شہر میں پہنچا خوشیاں مناتا شہر کی آرائش دیکھتا ہوا گزرا ۔ قصبہ قرایوک علاقہ آقشہر میں سلطان کی قدمبوسی میسر ہوئی ۔ جو معاملات آنے جانے میں پیش آئے تھے ایک ایک کرکے گزارش کیے ۔ سلطان صائن خان کا پیام اور کامیابی کا مژدہ سن کر نہایت خوش ہوا اور ایک سنہرے نیام کی تلوار اسے عطا کی اور فرمایا کہ

---

۱ ۔ قربان کے ایک معنی ''نچھاور کی رقم'' بھی ہو سکتے ہیں ، مگر یہاں یہ لفظ اسلحہ کے ضمن میں استعمال ہوا ہے ۔

"جو تمہارے حکم کے خلاف کرے اسے بے تامل اس تلوار سے دو ٹکڑے کر دو" ۔ پھر سارے ہجوم کے ساتھ ایلچیوں کو لیے ہوئے قونیہ پہنچے اور وہاں سے نوازش ہائے بے حساب اور انعامات بے شمار دے کر ایلچیوں کو واپس کیا ۔

سیس پر صاحب شمس الدین کی لشکر کشی

جہاد کی نیت سے قونیہ میں افواج کا اجتماع :

جب کافر کے ملک پر چڑھائی کے ارادہ سے فوجیں جمع ہونے کی خبر تمام ممالک میں پھیلی تو ہر خاص و عام نے شرکت کی غرض سے ایک دوسرے پر سبقت چاہی اور جہاد کی نیت سے قونیہ میں جمع ہو گئے ۔ اور مضبوط دل اور سچے عزم کے ساتھ اراکلیہ پہنچے ۔ وہاں پڑاؤ ڈال کر بحر اخضر کی طرح یک بیک فصیل طرسوس کے آس پاس گھیرا ڈال دیا اور منجنیقیں نصب کر دیں ۔

ارمنیوں پر شدید حملہ :

امرائے کبار نے اپنے زبردست لشکروں کے ساتھ ارمنیوں کے آس پاس کے مقاموں اور ٹیلوں پر لوٹ مار شروع کی ۔ جس کو پا جاتے تھے غلام بنا لیتے یا مار ڈالتے تھے ۔ ان لوگوں نے درختوں اور کھیتوں کو جلا ڈالا اور کسی وجہ سے بھی ان کا باقی رکھنا جائز نہ جانا ۔ منجنیق کے حملوں سے طرسوس کے ایوان و محلات اور مکانات میں رخنے ڈال دیے ۔

اگر ایک دن اور جی توڑ کوشش کرتے تو فتح کامل ہو جاتی مگر نفسانیت اور حسد ہاتھ روک لینے پر ابھارتا تھا ۔ وہ آپس میں کہتے تھے کہ ملک تو ہم فتح کریں اور نام صاحب شمس الدین کا ہو ۔ اسی اثنا میں ابر گھر کے آیا اور رات دن بارش ہونے لگی ۔ اتنی سخت بارش ہوئی کہ سپاہیوں کو خیموں میں آنا جانا دشوار ہو گیا ۔ ادھر درگاہ سلطانی سے بھی فرمان پہنچا کہ اس طرف کا عزم کرو کیونکہ بارگن کی طرف سے حادثہ ہو گیا ہے ۔

صاحب شمس الدین کی اصابت رائے :

تاہم صاحب شمس الدین نے حکم دیا کہ معاملہ کو ادھورا نہ چھوڑنا چاہیے ، مناسب یہ ہے کہ اس کتے سے ظاہرداری کے ساتھ صلح کر لو اور اسے خراج ادا کرنے پر مجبور کرو ۔ چنانچہ یہ گمان کر کے کہ امرا

س قضبہ سے بے خبر ہیں پوشیدہ طور پر رات کے وقت تکور کے پاس پیام پہنچا
کہ میں ہمیشہ تمھاری رعایت کرتا تھا - میں نے کئی بار سلطان کو
تمھارے ممالک میں مداخلت کرنے سے روک دیا ۔ اس مرتبہ بھی منع
کرتا تھا مگر چونکہ دریائے غضب جوش پر تھا اور تم سے سخت ناراض
ہے کیونکہ تم نے کوسہ داغ میں لشکر کی شکست کے وقت انتہا درجہ
کی بداخلاقی ظاہر کی تھی اور عذر کا کوئی موقع باقی نہ رکھا تھا اس لیے
میں نے لشکر کشی کی اور ایسی آسان گرفت کی کہ اگر میں چاہتا تو ایک
ساعت میں فتح ہو جاتی ۔ اب تکور کے لیے اس سے بہتر کچھ نہیں ہے کہ
معافی کے طالب ہو کر صلح کی تحریک کریں اور خراج خزانہ میں بھیجیں
تاکہ میں واسطہ بن کر اس نفرت و عداوت کو دور کر سکوں ۔

ارمنی فرماں روا کی طلب امان اور خراج کی روانگی :

تکور نے جب یہ پیام سنا تو جی اٹھا اور ایک قاصد طلب امان
کے لیے امیروں کے پاس بھیجا ، اور قلعہ براکنا چند دوسرے قلعوں کے
ساتھ بندگان سلطنت کے سپرد کیا اور ماضی و مستقبل کا خراج ہدیوں کے
ساتھ روانہ کیا ۔

سلطانی افواج اراکلیہ میں—سلطان غیاث الدین کیخسرو کی وفات :

اس کے بعد امرا و افواج کوچ کر کے ہزار تدبیروں کے ساتھ اراکلیہ
پہنچیں ۔ بہت سا ساز و سامان اور بہیر و بنگاہ[۲] وغیرہ اورخال میں رہ
گیا ۔ جب درگاہ پر حاضر ہوئے تو سلطان کو انتقال کیے ہوئے سات دن
ہو چکے تھے ۔ فریاد و فغاں میں مصروف ہوئے اور تین دن کے بعد مشورہ کیا ۔

سریر سلطنت پر عزالدین کیکاؤس کا جلوس

تخت نشینی کے لیے مشورہ :

صاحب شمس الدین محمد نے اپنے ان چار دوستوں جلال‌الدین
قراطای ، خاص اغز ، اسد الدین روزبہ امیر جامدار اور فخرالدین ابوبکر
پروانہ سے مشورہ کیا کہ تین شہزادوں عز الدین کیکاؤس ، رکن الدین قلیچ
ارسلان اور علاء الدین کیقباد میں سے کس کو تخت نشین کیا جائے ؟

۱- زنده شد -

۲- بار و بنہ -

عزالدین کیکاؤس کی تخت نشینی :

عز الدین کیکاؤس کو خوبروئی ، رعب و داب اور سن و سال وغیرہ میں دوسرے دو بھائیوں سے ممتاز پایا ۔ سب قصے کوتاہ کر کے اس کی بیعت کے لیے ہاتھ[1] بڑھائے اور فرمانبرداری کی سخت قسمیں کھائیں ۔ پھر ان لوگوں کو قلعہ برغلو کے بالتونتاش سے آقشہر قونیہ لے گئے ۔ تخت کے دائیں بائیں دو کرسیاں شہزادوں کے لائق بچھائیں ۔ دائیں جانب رکن الدین قلیچ ارسلان اور بائیں طرف علاء الدین کیقباد کی جگہ رکھی ۔ صاحب شمس الدین اور خاص اغز نے سلطان کا دایاں بایاں ہاتھ پکڑ کر تخت سلطنت پر بٹھایا اور دینار نچھاور کیے ۔

قونیہ میں امرا کے مناصب کا تعین :

پھر یہاں سے قونیہ لے گئے اور وہاں سلطان کو آبائے کرام کی جگہ بٹھایا ۔ وزارت پر صاحب شمس الدین ، نیابت پر قراطائی ، ملک الامرائی پر خاص اغز ، اتابکی پر اسدالدین روزبہ اور پروانگی پر ابوبکر عطار کا تقرر ہوا ۔ شمس الدین محمود طغرائی عرف بابا نے ہر ایک کے نام پروانے لکھے اور اس کتابت کے صلے میں اسے بہت سی دولت حاصل ہوئی ۔ شمس الدین خاص اغز نے بقدر ۵۰ ہزار عدد (درہم یا اشرفیاں) پیش کیے ۔

نصرت امیرداد کا زور :

ملک و دولت کی بنیادیں مضبوط ہونے کے بعد سلطان کے امرا ا کام شہریاری جاری کرنے میں مصروف ہوئے اور ایک دوسرے کے اتفاق سے معاملات جمہور کا تدارک کرنے لگے ، مگر چونکہ خاص اغز نے اپنی بیٹی مبارز الدین بیرم ، اسد الدین روزبہ کے خواہر زادہ کو دے دی تھی اور ان کے درمیان نہایت اتفاق تھا اس لیے اہم معاملات میں زیادہ تر لوگ انھیں کی طرف رجوع کرتے تھے ۔ جب تک ان کی خوشی نہ ہوتی کوئی کام صاحب اور پروانہ کے حکم سے نہ نکل سکتا ۔ نصرت امیر داد اور ابوبکر پروانہ کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی ۔ ہر چند صاحب اس پر توجہ نہ کرتا تھا اور اس نے اپنے اوقات دیوان کو مطالعۂ کتب و مصاحبت علما و و زہاد پر تقسیم کر دیا تھا اور اس فکر میں تھا کہ ان لوگوں کے زور کو

۱- ایمان : یمین کی جمع ، دایاں ہاتھ ۔

خوشنائی کے ساتھ دفع کرے اور فاسد اغراض کے لیے اپنے آپ کو ہر حاسد، و بدخواہ کا تختۂ مشق نہ بنائے، مگر نصرت امیرداد اپنی بدنفسی و خباثت کی وجہ سے ہر وقت ایک نہ ایک پریشان کن خبر یا ہیجان انگیز بری شکایت خاص اغز و روزبہ کی نسبت نئی گھڑ۲ کر صاحب شمس‌الدین کے کانوں تک پہنچاتا تھا ۔ زمانہ گزرتے گزرتے یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ صاحب کی الفت پسندم طبیعت ان کے آنے سے بے حد متنفر ہو گئی اور وہ ان کی موجودگی سے وہم و خوف میں مبتلا رہنے لگا ۔

صاحب شمس الدین کی بیزاری :

رفتہ رفتہ صاحب کی بیزاری اتنی بڑھ گئی کہ اسے اپنا سر سلامت لے جانا ہی غنیمت معلوم ہوا اور اس نے چاہا کہ سلطان رکن الدین قلیچ ارسلان۴ کے پاس چلا جائے جو باپ کے زمانہ سے (سلطان مرحوم کا) مرکز توجہ بن چکا تھا ۔ چنانچہ وہ اس ارادہ سے سفر کا سامان درست کرنے لگا ۔

نصرت امیر داد اور پروانہ کا وار اپنے حریفوں پر :

ایک دن نصرت امیرداد اور پروانہ چھپ کر صاحب شمس الدین کے گھر گئے اور کہا ''ساکنان دارالسلطنت کو خوب معلوم ہے کہ سلطان غیاث‌الدین نے اپنی زندگی اور نزع کی حالت میں اولاد کی نگرانی اور رعایا و بلاد کا انتظام صاحب (آپ کی) کی رائے روشن پر منحصر رکھا، اب کہ صاحب روانگی کا عزم مصمم کر چکے ہیں اور آپ نے وزارت کو معطل کر دیا ہے اس لیے خلق کی مصالح پر ناگوار اثر پڑ رہا ہے اور ملک و دولت میں نقصان پیدا ہونے اور جماعت میں تفریق پڑنے کا قوی احتمال ہے ۔ یہ سب آپ کے ڈھیل دینے کا سبب کہلائے گا ۔ اگر آپ کی یہ بیزاری خاص اغز و روزبہ کے اختلاف و گمراہی کی بدولت ہے تو ہمیں ارشاد ہو تاکہ ہم آسانی سے اس کا انسداد کر دیں ۔''

۱۔ شامت : دوسروں کی مصیبت پر خوش ہونے والا ۔

۲۔ متن میں اس مقام پر 'اختلاف' طبع ہوا ہے، دراصل یہ 'اختلاق' ہے جس کے معنی ہیں جھوٹ گھڑنا ۔ م

۳۔ الوف : الفت کرنے والا ۔

۴۔ یہ شہزادہ سلطان غیاث الدین کی رومی کنیز کے بطن سے پیدا ہوا تھا اور عز الدین کیکاؤس کا علاتی بھائی تھا ۔ غیاث الدین نے اسی کو ولی عہد بنایا تھا ۔

یہ سن کر صاحب شمس الدین نے ان کے معزول و مقید کرنے کا
ایما ظاہر کیا اور اس سزادہی میں پروانہ اور امیر داد کو وکیل مقرر کیا ۔
انھوں نے کہا کہ یہ بات ضروری ہے کہ صاحب ہماری مصلحت و مشورہ
سے تجاوز نہ کریں ۔ ہم انھیں عیادت کے بہانے سے بلاتے ہیں ۔ تنہائی میں
پا کر قید کر لیں گے اور جہاں صاحب کا حکم ہوگا وہاں بھیج دیں گے ۔
صاحب نے ان تمام شرائط کو منظور کر لیا ۔

پروانہ و امیرداد کے فریب میں آ کر خاص اغز اور روزبہ کا صاحب کے گھر میں ہلاک ہونا

خاص اغز اور روزبہ کی ہلاکت کا جال :

جب ابوبکر پروانہ و نصرت امیر داد صاحب شمس الدین کے گھر
سے رخصت ہوئے تو انھوں نے آقشہر و آبگرم کے بڑے بڑے غنڈوں کو جو
ہمیشہ سانپ اور گھوسی کی طرح کوتوال اور پیادہ کے ڈر سے ہر ویران باغ
کی دیوار میں چھپتے پھرتے ہیں ، بلایا اور ان کے سامنے قسمیں کھا کر
انھیں امان کا یقین دلایا بلکہ خلعت و جاگیر کا وعدہ کیا ۔ اور ایک
غلام گردش میں جو صاحب کے صحن و مکان کو گھیرے ہوئے تھی، ان لوگوں
کو رات میں اس طرح چھپا دیا کہ کسی کو پتہ نہ چلا ۔ اور ان سے یہ
طے کر لیا کہ جب امرا صبح کو صاحب کی خدمت میں آئیں اور تنہائی
کا موقع ہو تو نصرت اپنی زبان سے لفظ ''قوزی'' ادا کرے گا ، غنڈے اسی
وقت کمین گاہوں سے نکل کر امرا کو ہلاک کر دیں ۔

امرا کو خطرہ کا احساس :

جب یہ حیلہ و فریب مکمل ہو گیا تو صاحب کئی روز پہلے سے
بیمار بن کر بستر پر پڑ گیا ۔ ایک دن صبح کو نصرت خاص اغز کی خدمت
میں گیا اور کہا کئی روز سے وزیر صاحب فراش ہے ۔ ہر روز مرض بڑھتا
جاتا ہے ۔ دوسرے امرا نے اس کی عیادت کا اہتمام کیا ہے ، اگر آج آپ بھی
قدم رنجہ فرمائیں تو بہتر ہے تاکہ وزیر کو اگر کچھ کہنا یا وصیت کرنا
ہو تو آپ سے کہہ دیں ۔ آپ کا چلنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا ۔ خاص اغز نے
کہا آج رات کو مجھے برے خواب نظر آئے ہیں اس لیے پریشان ہوں اور
نجوم و علم تقویم کی رو سے بھی آج کا دن بہت برا ہے ، اب عیادت کل
کریں گے ۔ آج خادم سے شراب منگوا کر پییں ۔ مگر نصرت نے سب

بہانے رد کر دیے اور اسے آمادہ کر کے اسد الدین روزبہ کو بلوایا ۔ دونوں حواشی و حشم کے ساتھ روانہ ہوئے ۔ جب نزدیک پہنچے تو نصرت اطلاع کے بہانے سے آگے بڑھ گیا اور خونیوں کو ترغیب و جرأت دلا کر واپس ہوا اور مرحبا کہتا ہوا دروازے پر کھڑا ہو گیا اور خوشامد کر کے بجز ایک موزہ دار کے کسی کے ساتھ کسی کو نہ جانے دیا ۔

جب تمام امرا اندر آ گئے تو نصرت نے دروازہ مضبوطی سے بند کر لیا اور اُن کے سامنے ہی صاحب کی خدمت میں تاب خانہ کو چلا ۔ جب یہ لوگ صاحب کے پاس پہنچے تو سلام و مزاج پرسی وغیرہ آداب عیادت میں مشغول ہوئے اور نصرت نے قرارداد کے مطابق زبان پر لفظ ''قوزی'' جاری کیا - یہ سنتے ہی وہ لوگ کمین گاہوں سے جست کر کے نکلے اور نیزہ و شمشیر لیے ہوئے دلیری سے صاحب کے سامنے بڑھے اور خاص اغز و امیر جامدار روزبہ کے زخم لگانا شروع کیے ۔

خاص اغز فریاد کرتا جاتا تھا کہ خداوند صاحب یہ بات شیوۂ مروت و وفا سے بعید ہے ۔ آپ سے یہ توقع نہ تھی ۔ غریب جتنی زیادہ فریاد کرتا تھا اتنے ہی زیادہ زخم کھاتا تھا ۔ جب ان دو دانشمند بزرگوں کا خون بہا دیا تو سر تن سے جدا کر کے چوبی محل سے جو آرائش کے لیے سلطان کے دروازے پر بنایا گیا تھا لٹکا دیا - خاص و عام نے یہ منظر دیکھا ۔ مقتولوں کے متعلقین اور نوکر یہ حال دیکھ کر بھاگ گئے اور جا بجا گلیوں میں روپوش ہو گئے ۔ وہ تمام شوکت و دبدبہ ایک ساعت سے کم عرصہ میں ہوا ہو گیا اور ان کا حرف وجود صفحۂ روزگار سے مٹ گیا ۔

فکانت لوعة ثم استقرت كذاک لکل سائلة قرار

(وہ ایک چمک تھی پھر ٹھہر گئی ہر سیال چیز کو اسی طرح قرار ہوتا ہے) ۔

شمس الدین خاص اغز کی خوبیاں :

شمس الدین خاص اغز اگرچہ رومی نژاد غلام تھا ، لیکن بڑا صاحب فضیلت شخص تھا ۔ اس کی عبارت روشن اور خط موتی کی طرح آبدار تھا ۔ عطا و کرم میں ابر باراں کو خیال میں نہ لاتا تھا اور حاتم کو بخیل سمجھتا تھا ۔ خاص اغز نے ایک رسالہ چنگ و شراب کے مناظرہ پر لکھا ہے ، اس سے اس کی علمی فضیلت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔

اسد الدین روزبہ :

روزبہ میں اگرچہ کوئی فضیلت نہ تھی لیکن عقل و احتیاط اور پارسائی و دیانت داری میں یکتا تھا۔

ان دونوں کے قتل کے بعد نصرت نے غنڈوں کو ان کے گھر بھیج کر ان کا سامان وغیرہ لٹوا دیا - پھر صاحب سوار ہوا اور سلطان کو بٹھا کر چتر و علم کے ساتھ خندق کے پاس لایا اور دیوان میں داخل ہو کر ان کے اعزہ و متعلقین کو بلانے کے لیے آدمی مامور کیے - بعض کو قید و قتل کیا ، بعض کو رہائی دی - نماز ظہر تک ان کے دیار کے آس پاس ان کا کوئی مکان و مکین باقی نہ رہا -

صاحب کا شرف الدین محمود ارزنجانی کو بلانا اور پھر اس کی دوستی کا دشمنی سے تبدیل ہونا

شمس الدین بابا طغرائی سے مشورہ اور شرف الدین محمود کی طلبی :

جب صاحب شمس الدین اللبیب من وعظ بغیرہ (ہوشیار شخص وہ ہے جو غیر سے نصیحت حاصل کرے) کے مطابق ابوبکر پروانہ اور نصرت دیوانہ کے خبث باطن سے واقف ہو گیا اور زن و فرزند و خویش و اقارب نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ ان کے غدر و فریب سے قونیہ میں خائف رہنے لگا تو اس نے ایک دن شمس الدین بابا طغرائی کو اپنا ہمراز بنایا اور اس سے تدبیر و مشورہ کر کے اپنی فکر کم کرنا چاہی - طغرائی نے جواب دیا کہ اگر ایک حکم شرف الدین محمود سرلشکر ارزنجان کی طلبی کے لیے بھیج دیا جائے اور روم کی ملک الامرائی پر اس کے تقرر کا فرمان نافذ ہو جائے تو یہ کام ہو سکتا ہے - جب وہ حاضر ہو جائے تو آپ اس پر ہر قسم کی عنایت و نوازش مبذول رکھیں اور کسی موقع پر تعریض و کنایہ کے طور پر پروانہ و امیرداد کی شکایت کر کے جواب کا انتظار کریں - اگر اس کا جواب مصلحت و مدعا کے مطابق ہو تو اسی سے تدارک کی خواہش کریں ، اور اس طریقہ سے اس سے کام نکالیں -

صاحب کو یہ رائے پسند آئی - فوراً ایک حکم میں اس پر بہت سے الطاف و عنایات کا اظہار کر کے اسے اپنے پاس آنے کی ہدایت کی - اور یہ حکم سابق اولاقجی (ہرکارہ) کے ذریعہ سے خفیہ طور پر اس کے پاس روانہ کر دیا۔

شرف الدین محمود کے چہرے سے حکم دیکھتے ہی مسرت کے آثار ظاہر ہوئے اور وہ بہت سی جمعیت کے ساتھ لشکر لے کر شہریار کی خدمت میں روانہ ہوا - جب صاحب اور تمام ارکان نے اس کے آنے کی خبر سنی تو استقبال کیا اور عزت کے ساتھ لائے -

صاحب شمس الدین کا شرف الدین کو ہمراز بنانا :

صاحب نے اس پر بہت کچھ مہربانی کی اور اسے طرح طرح کی عنایتوں سے بندۂ احسان بنا لیا - جب اسی حالت میں ایک عرصہ ہو گیا تو ایک دن سیر کرتے وقت صاحب نے شرف الدین محمود سے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ سلطان سیواس کی جانب سفر فرمائیں مگر پروانہ و امیرداد اس بارہ میں رضامند نہیں ہیں اور وہ یہ نہیں چاہتے کہ سلطان اپنے شہر اور ہم شہروں سے جدا ہو - یہ بات اس وجہ سے ہے کہ امرا کے قتل ناحق سے انھیں سخت ندامت ہو رہی ہے اور مجھے بھی اب اس جماعت کے قول و فعل اور باطن پر اعتماد نہیں رہا ہے - ظاہر و باطن کا حال جاننے والا گواہ رہے کہ میں ان شہیدوں کی خونریزی پر کسی حال میں راضی نہ تھا مگر چونکہ میں ان کے درمیان سیاہ بالوں میں سفیدی کی طرح تھا اور مددگاروں مشیروں کی اعانت سے محروم تھا اور ان کے فتنہ و فساد کی طاقتیں پورے زور سے سر اٹھا رہی تھیں ، اس لیے نہایت مجبوری سے میں نے ان کے مقصد و مراد کا اتباع کیا اور دوجہان کی بدنامی قبول کرکے ان دو ملعونوں کی غمازی و سازش کی بدولت اپنے ان امرا کی مصاحبت سے محروم ہو گیا جنھوں نے بچپن سے میری آغوش تربیت میں نشو و نما پائی تھی اور دنیا کو میری آنکھوں سے دیکھا تھا - یہ کہتے کہتے صاحب کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے -

شرف الدین محمود کا وعدۂ اطاعت :

امیر شرف الدین محمود پر صاحب کی نیک نیتی اور راستبازی کا خیال کرکے رقت طاری ہوگئی - اس نے جواب دیا کہ اگر صاحب نے یہی طے کرلیا ہے کہ سلطان کی سواری قیصریہ سے سیواس کی جانب توجہ فرمائے تو کسے مجال ہے کہ بندگان حضرت کی خواہش رد کرے - اتنے عرصہ تک جو اس معاملہ میں تعویق ہوئی تو یہ بندہ کی غیبت کے سبب سے تھی ، اب

۱- وجنات -

کہ میرے ہاتھ آپ کے دامن تک پہنچ چکے ہیں اور کافی مضبوطی حاصل حاصل ہو گئی ہے بندہ حسب ارشاد والا بدل و جان یہ خدمت انجام دینے پر آمادہ ہے۔

جب صاحب نے شرف الدین سے یہ باتیں سنیں تو اس کے دل بیقرار کو قرار آیا اور طغرائی سے یہ سرگذشت بیان کرکے اس کے اطمینان میں اضافہ ہو۔ اس نے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ جب یہ راز شرف کے سپرد ہوا ہے تو بدبخت دشمن ضرور سرنگوں ہو گا۔

صاحب شمس الدین کی رائے :

ایک دن جب تینوں تنہا ہوئے تو آپس میں مشورہ کیا کہ ان دو شریر خبیثوں کو کس طرح زک[۱] پہنچائی جائے۔ شرف الدین نے کہا جب تک یہ دونوں شہر میں رہیں گے موقع نہ ملے گا۔ صاحب نے کہا کہ ہماری توجہ تمام تر اس کوشش میں مصروف ہے کہ سلطان غیاث الدین کی قرارداد کے مطابق ملک رکن الدین کو (صائن خان) کی خدمت میں روانہ کریں۔ اس سے پہلے اس خدمت کا ذمہ دار میں ہوا تھا اب بجائے اپنے امیرداد کو ملک رکن الدین کے ہمراہ روانہ کرتا ہوں۔ جب اس طرح دونوں کے درمیان تفریق پیدا ہو جائے گی تو ممکن ہے کہ مدعا نکل آئے۔ اس پر دونوں نے کہا ''بہت اچھی رائے ہے''۔

دوسرے دن سب دیوان میں حاضر ہوئے تو صاحب نے کہا کہ ملک رکن الدین کو جلد سے جلد روانہ کر دینا چاہیے تا کہ جو اسباب اتنی مدت میں تیار کیا گیا ہے ضائع نہ ہو۔ موجودہ لوگوں میں سے جسے پسند کیجیے اسے ملک کے ہمراہ روانہ کر دیا جائے۔

ملک رکن الدین کے ساتھ امیرداد کی روانگی :

پروانہ نے کہا جس کی نسبت صاحب کا ایما ہو وہ اس خدمت کو بجا لائے۔ طغرائی نے کہا اس کے لیے امیرداد متعین ہے۔ پروانہ نے کہا واقعی اس سے بہتر کوئی نہیں۔ اب امیرداد تعمیل حکم کا پابند ہو گیا اور چند روز کے بعد ملک رکن الدین کے ہمرکاب سیواس کا عزم کیا۔

جب صاحب کو بروئے قیاس ان کا سیواس پہنچنا معلوم ہوا تو ایک دن سیر کے وقت صاحب، شرف الدین اور طغرائی سلطان کی خدمت میں آ‌کر

۱۔ ابادت : تباہی، زک۔

روانہ ہو گئے اور قراطائی کے پاس قاصد بھیجا کہ خیام و خزائن وغیرہ احتیاط کے ساتھ بار کر کے جلد بارگاہ سلطنت میں پہنچو ۔

فخر الدین ابوبکر پروانہ کی گھبراہٹ :

پروانہ نے جب یہ حال دیکھا تو پریشان ہوگیا اور شور مچانے لگا کہ بغیر کسی واضح سبب یا مشورے کے یکایک ایسا عزم کرتے ہو اور الخائن خائف (خائن شخص ڈرپوک ہوتا ہے) کے مطابق اس پر وہم غالب ہوگیا ۔ واپسی کی اجازت چاہی، اور کہا کہ وہاں پہنچ کر اسباب سفر درست کرنے کے بعد آؤں گا ۔ جب شہر آیا تو اپنے بھائیوں اور دوسرے جوانوں کو بلا کر ان سے فریاد کی ۔ انھوں نے جواب دیا کہ صاحب سلطان غیاث الدین کی وصیت کے مطابق ملک کا حاکم اور سلطان عز الدین کی مصالح کا ذمہ دار ہے ، اور سلطان جو ملک کا مالک ہے اس کے قبضہ میں ہے ۔ صرف اس بنا پر کہ تمھارے اور اس کے درمیان کوئی عداوت یا رنج ہے ہم نافرمانی کر کے نمک حرامی و بغاوت کا اعلان نہ کریں گے ۔

راستوں کا محاصرہ :

اسی اثنا میں حسب فرمان شمس الدین یوتاش کو قونیہ کی سر لشکری پر بھیج دیا گیا ۔ سب امرا و اخوان نے اس کا استقبال کیا ۔ جب (ابوبکر) پروانہ نے اپنا بازار سرد دیکھا تو اس کے بیٹے نے اسے سیس چلنے پر ابھارا ۔ اس نے نہ سنا اور متعلقین اس سے کنارہ کر گئے ۔ آخرکار وہ اور اس کا بیٹا نادم و پریشان باغوں میں پناہ ڈھونڈھنے لگے کیونکہ راستے تمام یوتاش کی حراست میں آ گئے تھے اور یوتاش نے احتیاط کے ساتھ انتظام کر رکھا تھا ۔

نصرت امیرداد کو سازش کی سزا :

جب صاحب سیواس پہنچا تو اس نے نصرت امیرداد کو اس کی خباثت و مکاری کی سزا کا حکم دیا جو اس نے شہید امرا کے ہلاک کرنے کے لیے کی تھی اور ذلیل و رسوا کر کے قلعہ ہاویک میں بھیج دیا اور دیوان کے ارکان میں سے ایک دلاور شخص کو پروانہ اور اس کے بیٹے کے تدارک کے لیے قونیہ کی طرف بطور ڈاک روانہ کیا ۔ جب وہ بزرک سے وہاں پہنچا تو اس نے احتیاط کے ساتھ پروانہ اور اس کے بیٹے کو گرفتار کیا اور پروانہ کو قلعہ دارندہ میں اور اس کے بیٹے کو قلعہ کاختہ میں پہنچا دیا ۔ اس

طرح ملک آتش فتنہ و فساد کی لپک سے محفوظ ہو گیا اور تمام معاملات و مہمات حاکم کے حکم و ارادہ اور مرضی کے مطابق طے ہونے لگے ۔

صاحب مہذب الدین اور شرف الدین میں ربط و ضبط اور پھر نفرت :

اب صاحب اور شرف الدین شراب اور پانی کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ نباہنے لگے اور انھوں نے ملک رکن الدین کو آئین شاہانہ کے ساتھ خدمت میں روانہ کیا ۔ قاضی کمال الدین ختنی اور عز الدین محمد شاہ کو جو اس زمانہ میں مشرف ممالک تھے اور بہاء الدین یوسف ابن نوح ارزنجانی کو ملک رکن الدین کے ہم رکاب کیا ۔ آخر میں تقدیری امور سے صاحب اور شرف الدین کی یکجہتی و محبت نفرت و عداوت میں بدل گئی ۔

صاحب اصبہانی اور شرف الدین ارزنجانی کے درمیان وحشت و پریشانی کا ذکر

دونوں میں منافرت کے وجوہ :

اس منافرت کا سبب یہ تھا کہ فضول پیشہ مکاروں نے اپنے کام چلانے کے لیے سلطان کی والدہ سے صاحب کے نکاح کی ٹھہرائی اور بہت جلد بغیر شرف الدین کو آگاہ کیے ہوئے نکاح و شکر ریزی کے مرحلے طے کرا دیے ۔

شرف الدین اور دوسرے رومی امرا کا غصہ :

اس حرکت سے شرف الدین اور دوسرے امرائے روم کی حمیت کو سخت صدمہ پہنچا اور اس کے آثار ان کی پیشانی سے ظاہر ہونے لگے ۔ شرف الدین نے اس معاملہ میں صاحب پر غصہ کیا اور اس جرأت پر باز پرس کی ۔ صاحب ہر چند عذر کرتا تھا وہ نہ مانتا تھا ۔

شرف الدین کا عزم ارزنجان :

ایک دن صاحب کو اطلاع ملی کہ شرف الدین ملک اخلاط کے پوتے سے جو ان دنوں شرف الدین کے امرا میں شامل تھا ، رنجیدہ ہوا اور اس کے قتل کا حکم دے بیٹھا ۔ صاحب کو یہ سن کر ندامت ہوئی اور اس نے اس معاملہ میں شرف الدین کو سخت تنبیہ کی کہ آدمی کے خصوصاً ایسے ملک زادہ کے قتل سے راضی ہونا جو گردش زمانہ سے تمھارا زیر دست ملازم ہو گیا ہو دیانت و مروت سے بعید ہے ۔ اس تنبیہ سے شرف الدین پر ہیبت چھا گئی اور ایک دن وہ اثنائے سیر میں ارزنجان چلتا ہوا ۔

شرف الدین سے عہد و پیمان :

صاحب نے اس خیال سے کہ عداوت[1] بڑھ نہ جائے ، تاج الدین سیمجوری کو نظام الدین استاد الدار کے ساتھ شرف الدین کے پاس بھیجا - جب یہ دونوں امیر اس کے پاس پہنچے تو شرف الدین نے غصہ سے دور از کار جوابات دیے - آخر انھوں نے نجم الدین قاضی سیواس اور دوسرے اکابر کے اتفاق سے اس کے ساتھ یہ طے کیا کہ تین لاکھ (عدد) درہم مدات خاص سے ، ارزنجان و نکیسار کے باہر جو سر لشکری کے مقرر تھے پہنچا دیں گے تا کہ شرف الدین سرحد مملکت ہی میں سکونت رکھے اور آیند و روند کی رعایت کرے - اس قرارداد پر معاہدہ ہو گیا اور یہ لوگ مخالفت کا سدباب کر کے سلطان کی خدمت میں روانہ ہو گئے -

شرف الدین کی عہد شکنی :

ان کے واپس ہوتے ہی شرف الدین نے عہد توڑ دیا اور از راہ سرکشی چڑھائی کر کے نکیسار آیا - جب اس عہد شکنی کی اطلاع صاحب کو ہوئی تو اس نے شمس الدین یوتاش کو بہت سے لشکر کے ساتھ شرف الدین کی مہم پر بھیجا - شمس الدین نے اسے نکیسار کے دروں میں شکست دی اور شرف الدین بھاگ کر قلعہ کماخ میں پناہ گزیں ہوا - یہ سن کر صاحب نے تمام سر لشکروں کو اس محاصرہ کے لیے بھیجا -

سر لشکروں کی چال اور شرف الدین کا قتل :

ان سر لشکروں نے صاحب کے ایما سے مکر و فریب کی صورتیں پیدا کر کے اہل قلعہ کو شرف الدین کے خلاف کر دیا - جب شرف الدین کو تمام امت کا متفق و متحد ہونا معلوم ہوا تو اس نے اپنے شناسا و خیر خواہ امرا کے پاس پیام امان بھیجا اور ان کو واسطہ بنایا کہ صاحب سے میری جان کا امان نامہ حاصل کریں - ان امرا نے ایک سفارشی خط باستدعائے امان صاحب کے پاس بھیج دیا - صاحب نے اس استدعا کے جواب میں جو خط لکھا اس میں بڑی آرزو مندی و دلجوئی کے طرز سے امان جان کی منظوری دی - شرف الدین اس پر مغرور ہو کر قلعہ سے نکلا اور امرا کے ساتھ روانہ ہوا - جب یہ لوگ چپنوق پہنچے تو امرا کے پاس صاحب کی خفیہ

---

۱ - متمادی نہ شود -

ڈاک پہنچی کہ شرف الدین کا سر بدن سے جدا کر کے ہمارے پاس بھیجو۔ امرا نے تعمیل کے لیے شرف الدین کو ڈاک والوں کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے اس کا سر کاٹ کے توبرہ میں رکھا اور چپنوق میں جس جگہ مقام کیا تھا وہیں ایک میخ سے لٹکا دیا۔

اس واقعہ کے ایک مدت بعد جب صاحب کو قونیہ میں لوگوں نے شہید کر دیا اور اس کا سر سیواس میں بھیجا گیا تو اس گھر میں اسی میخ سے لٹکایا گیا جس میں شرف الدین کا سر لٹکایا تھا۔

صاحب شمس الدین کا اطمینان :

جب صاحب کو شرف الدین کی تشویش سے اطمینان حاصل ہوا تو اس کے حکم سے لوگوں نے پروانہ کو قلعہ دارندہ میں اور اس کے بیٹے کو قلعہ کاختہ میں گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اس کے بعد سے صاحب کو مخالفان دولت کی طرف سے پورا اطمینان حاصل ہو گیا۔

مسند جلال پر صاحب شمس الدین کا استقلال

جب صاحب کی زندگی نہایت حشمت و کامرانی اور عظمت و اقبال مندی سے بسر ہونے لگی اور ممالک کا نظم و نسق اچھی طرح قبضہ میں آگیا تو صاحب نے اپنے فرائض و معمولات کے لیے اوقات تقسیم کر دیے۔ روحانی و جسمانی لذتوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے ایک نظام عمل مرتب کیا جس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

صاحب شمس الدین کا نظام الاوقات :

رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہنے پر صاحب مسند پر بیٹھتا اور حفاظ قرآن مجید کا ورد کرتے اور قراءت شروع کرتے۔ جس وقت مؤذن تکبیر کہتا تو صاحب کے ساتھ تمام خرد و بزرگ بالاتفاق نماز ادا کرتے۔

جب نماز و عبادات سے فرصت ہوتی تو پیشکار دیوان وہ امثلہ و فرامین پیش کرتا جو ایک دن قبل لکھی گئی تھیں۔ جب وہ اصلاح اور مطالعہ سے گزر جاتیں تو ان کو صاف کرنے اور احکام جاری کرنے کے لیے دے دیا جاتا۔ اس کے بعد امرا کو اجازت ہوتی کہ سلام کے لیے حاضر ہوں۔ صاحب اس وقت کلاہ سلطانی اور کبھی چاندی پر زردوزی کا کام کی ہوئی ٹوپی سر پر رکھ کر سوار ہوتا اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ سیر کو نکلتا۔ اس کی واپسی کے وقت خوان سلطانی بچھایا جاتا۔ بعد ازاں دیوان

راستہ ہوتا - ترجمان اور منشی دائیں بائیں اپنے اپنے مرتبہ کے لحاظ سے کھڑے ہوتے - صاحب تنہا تخت کے ایک رکن پر تکیہ لگائے بیٹھا رہتا - راطائی اور شمس الدین بابا دور اپنی جگہ پر دو زانو بیٹھ جاتے - امیر مشیر زرین حمائل کیے ہوئے ایوان خانہ میں کھڑا ہوتا اور دعوؤں کا فیصلہ کرکے ان کے کاغذات و کارروائی منشیوں کو دی جاتی - جب صاحب دیوان سے محل میں آتا تو خاصہ تناول کرتا - اس کے بعد سب لوگ منتشر ہو جاتے اور صاحب تھوڑی دیر تک آرام کرتا - بعد ازاں پھر ایوان میں آتا اور مولانا تاج الدین تبریزی کو طلب کرتا اور ان سے مختلف علوم کے متعلق بحثیں کرتا - نماز ظہر جماعت سے ادا کرتا -

مولانا تاج الدین تبریزی اور ولی الدین خطاط تبریزی :

پھر ولی الدین خطاط تبریزی حاضر ہوتا ، عصر کی نماز تک خوشنویسی کا شغل رہتا - عصر کی نماز کے بعد میدان کو جاتے اور آفتاب میں زردی آنے تک سیر کرتے رہتے - بعد ازاں صاحب محل میں آ کر نماز مغرب ادا کرتا - اس کے بعد بزم طرب آراستہ کی جاتی اور آدھی رات تک صاحب فضلا اور باکمال شعرا کے قصیدے سنتا رہتا جو اطراف سے صلہ و قدردانی کی توقع میں موصول ہوتے تھے - یہ قصیدے فارسی و عربی زبانوں میں ہوتے تھے - ان کے علاوہ خطبات و مکتوبات کے سننے میں بھی مشغولیت رہتی تھی - اکثر علوم میں خصوصاً تواریخ میں بحثیں ہوا کرتی تھیں -

احمد ترک کی بغاوت :

اسی عالم میں صاحب نے دو سال زندگی بسر کی - یکایک زمانے کے حوادث نے اس عیش و آرام کے شیرازہ کو منتشر کر دیا - خبر آئی کہ اوچ کی جانب ایک ترک احمد نامی نے بغاوت کی ہے اور اپنے آپ کو سلطان علاءالدین کا بیٹا بیان کرتا ہے - صاحب نے سرلشکروں اور فوجداروں کو اس باغی کی مدافعت کے لیے روانہ کیا - جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابلے میں آئے اور امرا کو اس باغی کی شوکت و قوت کی تحقیق ہوئی تو انھوں نے جنگ و مدافعت میں تساہل و توقف کیا اور صاحب کے پاس ہرکارے بھیج کر مدد مانگی - صاحب نے احدیوں اور وظیفہ خواروں کو ظہیر الدین امیر داد کے ہمراہ روانہ کیا - اس سے پہلے رشید الدین ابوبکر جوینی کو خزانہ دے کر آگے بھیج دیا تھا اس لیے اتفاق ایسا ہوا کہ صاحب کا محل اس کے مددگاروں اور محافظوں سے خالی رہ گیا -

صائن خان کے یہاں سے ملک رکن‌الدین کی واپسی اور تخت نشینی :

اسی حالت میں خبر پہنچی کہ ملک رکن‌الدین صائن خان کی خدمت سے واپس ہو رہا ہے ۔ سلطنت رکن الدین ہی کو تفویض ہوئی ہے ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رکن الدین کے امرا نے صاحب کے متعلق بڑی سازشیں کی ہیں اور اس بارے میں احکام نافذ ہوئے ہیں ۔ صارم الدین الپسارو اور فخر الدین سیواستوس صاحب کی گرفتاری کے لیے فرمان لا رہے ہیں ۔

جلال الدین قراطائی اور پسرطوسی کا پیام :

جلال الدین قراطائی اور پسرطوسی نے صاحب کے پاس کہلا بھیجا کہ ہر چند اس قسم کا ایک حکم آ رہا ہے مگر ہم خداوند و حاکم سمجھتے ہیں اور مشورہ دیتے ہیں کہ اب خدم و حشم کو چھوڑیں اور ایک دو غلام دواتدار و سرموزہ دار کے ساتھ دیوان میں آئیں ۔

اس پیام سے صاحب کے دل سے صبر و قرار جاتا رہا ۔ اسے اپنے خیال میں یقین ہو گیا کہ یہ لوگ مجھے قید و قتل کرنے کی فکر میں ہیں ۔ مجبوراً صائن خان کا خلعت پہنا اور اپنے چند غلام در و دیوار پر مقرر کر دیے ۔

قراطائی کا مخفی پیام — صاحب محاصرہ میں :

اس وقت قراطای نے سیمجوری کو خفیہ طور پر صاحب کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ جس طرح ممکن ہو اپنے آپ کو باغیچہ میں پہنچاؤ اور وہاں سے اپنے لشکر میں شامل ہو جاؤ جو اوج کو بھیجا گیا ہے ۔ صاحب نے اس بات کو قراطائی کی غرض اور فریب پر مبنی جانا اور گھر سے حرکت نہ کی ۔ دوسرے دن پسرطوسی نے قونیہ کے اخیان (جمعیت) کو حکم دیا کہ مسلح ہو کر احدیوں کی اور سلطان کے خاص غلاموں کی تیار فوج ہمراہ لیں اور صاحب کے دروازے پر پہنچ کر محاصرہ کر لیں ۔

جب ایلچی پہنچے اور صاحب کی گرفتاری و قتل کے فرمان لائے اور صاحب کو قصر سلطنت میں طلب کیا تو صاحب نے انکار[1] کر دیا ۔ مگر آخر کو گھبرا کر سوار ہوا ۔ جب محلسرا کے دروازے پر پہنچا تو وہ زنجیر کھولنے کا حکم دیا جو سواروں کو روکنے کے لیے باندھی گئی تھی ۔ لوگوں نے تعمیل سے انکار کر دیا ۔ مجبوراً جھک کر آگے بڑھا ۔ جب دہلیز پر پہنچا تو

۱- ابا کرد ۔

سف‌الدین قیمہ نے اسے اس گھر میں جانے پر مجبور کیا جو بائیں ہاتھ پر تھا -

صاحب کی املاک وغیرہ کی ضبطی :

جب صاحب اندر داخل ہو گیا تو پسرطوسی نے کاتبوں اور محاسبوں کو صاحب کے مکان پر بھیجا - اس کے مکان میں جو کچھ ملا سب سلطان کے محل میں منتقل کر دیا گیا - پھر اسی رات صاحب کو قلعہ میں انبار دار کے گھر لے گئے - راستے میں صاحب نے امیر داد سے پوچھا ''ہم کہاں جا رہے ہیں؟'' اس نے جواب دیا کہ ''جہاں صاحب نے دوسروں کو بھیجا اور اس کے بعد ہمیں بھیجا جائے گا''- یہ سن کر صاحب مرنے پر آمادہ ہو گیا اور صبر اختیار کر کے چند روز استغفار و عبادت میں بسر کیے اور تلافی مافات۱ کی کوشش کرتا رہا - اس نے ذیل کے اشعار اسی زمانے میں نظم کیے تھے -

چوں سہر ز یک نیمۂ خرچنگ گزر کرد
جرمش سوے بہرامش بتربیع نظر کرد

تا زو بنۂ نور برشیر فرستاد
وانکہ سوے کیواں ز در کینہ سفر کرد

بہرام گرفتار گرہ گشت بکژدم
ویں واقعہ را ماہ بر افلاک سمر کرد

برجیس بتندی نظر افگند بناہید
بر آتش سوزندہ چوں تیر گزر کرد

زاں خیرہ نظر از سرم اقبال بروں شد
زاں تیرہ سفر در سرم ادبار اثر کرد

در خاطر من ہیچ نیامد کہ ز گردوں
سیارہ ازیں گونہ توانند خطر کرد

لکن چو قضا آمد برگشت سعادت
آں را نتواں دفع بشمشیر و سپر کرد

ہر تیر کہ از قبضۂ تقدیر بروں شد
کے شاید ازاں تیر بتدبیر حذر کرد

انصاف فلک بیں کہ دریں مدت نزدیک
چہ شور برانگیخت ز بیداد چہ شر کرد

۱- استدراک مافات -

اسباب مرا داد بتاراج و دلم را
سد رمق از قوت حوالہ بجگر کرد
بکشاد بصنعت ز دو چشمم رگ یاقوت
ویں تختۂ رخسار مرا کوزۂ زر کرد
در پائے من از حاصل کہ کرد دو خلخال
و ز باقی من در بدن کوہ کمر کرد
ہاں اے دل سرگشتہ چہ نالی تو ز گردوں
تا چند زنی طعنۂ ایں شمس و قمر کرد
ایں غفلت تو بود بدیہاے فراواں
کز حد چو بگذشت گنہ در تو اثر کرد
گردوں چکند ، کیست ستارہ ، چہ بود مہر
فرمان خدا بود حوالہ بقدر کرد
چوں چرخ ز آسیب بلا خرج دگر کرد
صد تیر عنا بر جگر اہل ہنر کرد

صاحب شمس الدین کا قتل :

پھر مقتولوں کے اعزہ کو اجازت دی گئی۔ تین دن اس کو (صاحب کو) عذاب میں مبتلا رکھا۔ چوتھے دن اس کا سر نازنیں جو مسیحائی وصاف کا خزانہ تھا بدن سے جدا کر دیا - روح نے جوار قدس میں جگہ پائی -

صاحب کا سر سلطان رکن الدین کے حضور میں :

جب قاصد صاحب کا سر سیواس میں سلطان رکن الدین کے پاس لے گئے تو روم کے قدیم امرا جیسے طرنطای ، سراج الدین پسر بجہ ، ترکری ، شجاع الدین پسر قزوینی اور بیجار اور ان تمام امرا نے جنھوں نے صاحب سے اتفاق کر لیا تھا ، نقصان اٹھایا۔

سلطان عزالدین کے یہاں قاضی ختنی کی روانگی :

قاضی ختنی کو قونیہ کی جانب سلطان عزالدین کے پاس ایلچی کی حیثیت سے بھیجا کہ (صائن خان کی) بارگاہ سلطنت سے ممالک ہمیں تفویض ہوئے ہیں۔ اس باب میں فرمان مبارک نافذ ہو چکا ہے۔ دو ہزار مغل سوار ہمارے ساتھ مقرر فرمائے ہیں تا کہ مخالفوں کو سزا دیں۔ اگر اطاعت کرتے ہو اور رکن الدین کو سلطان جانتے ہو تو استقبال کرو۔

تینوں بھائیوں کی سلطنت کا مشورہ :

جب قاضی جلال الدین قونیہ پہنچا تو اس کی قابلیت اور ہوشیاری کی وجہ سے معاملہ آسان ہو گیا ۔ لوگوں نے فرمان کی تعمیل کی اور اسے قونیہ کا قاضی مقرر کر دیا ۔ نیابت قائم کی گئی اور اس کا حکم تمام ممالک میں نافذ ہو گیا ۔ مگر لوگوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ تینوں بھائی سلطان رہیں ۔ رکن الدین کو جو سب بھائیوں میں چھوٹا ہے ، عزالدین پر فوقیت نہ دیں ۔ سکہ و خطبہ تینوں کے نام سے رکھا جائے ۔

جب قاضی جلال الدین واپس ہوئے تو بیان کیا کہ قراطائی اور تمام امرا رکن الدین کی سلطنت سے انکار کرتے ہیں ۔ ان سب کی رائے یہ ہے کہ تینوں بھائی سلطان رہیں اور ایک تخت پر بیٹھیں ۔ جن مغلوں کو ساتھ لائے ہیں انھیں جواب دے دیا جائے ۔

لشکر مغول کی واپسی اور امرا کے مناصب :

رکن الدین کے امرا کو مغلوں کی واپسی کی رائے پسند آئی اور انھوں نے مناسب طریقہ پر لشکر مغل کو واپس کر دیا اور خود قیصریہ روانہ ہوئے ۔ چونکہ یہ لوگ بہاءالدین ارزنجانی کے تحکم سے رنجیدہ تھے ، اس لیے اسے معزول کیا ۔ وزارت کا عہدہ نظام‌الدین خورشید کو اور بکلربکی کی خدمت پسربچہ کو دی ۔ پھر سلطیہ طرمطائی کو اور سیواس ترکری کو تفویض کر کے بڑے اجتماع کے ساتھ قیصریہ میں آئے اور ایک فرمان قاضی عزالدین رازی کی معزولی کا بھیجا جو بعد میں اصبہانی وزیر ہوئے ۔ امیر جلال‌الدین نے اس حکم کی تعمیل کی اور اسے گھر بھیج دیا ۔

جب سلطان رکن‌الدین آقسرا پہنچا تو امرا نے جو تصفیہ قاضی ختنی سے کیا تھا اس سے پلٹ گئے اور مشارکت کی سلطنت پر راضی نہ ہوئے ۔ اس کے بعد یہ لوگ سلطان کے ہمرکاب قونیہ سے چلے ۔ جب کاروان سرائے سلطان پر پہنچے تو دس ہزار مرد جمع ہو گئے تھے ۔ امرائے رکن‌الدین کو خبر ہوئی تو نخوت و غرور کی شان سے روانہ ہوئے ۔ جب قلیچ ارسلان آئے تو ایک دن صبح کو دونوں سلطانوں کے لشکر مسلح ہوئے ۔

دونوں بھائیوں میں صلح کی کوشش — حملہ اور مدافعت :

سلطان عزالدین کی طرف امیر مقدمہ ارسلاندغمش اور نور الدین یعقوب امیر جاندار تھے اور سلطان رکن‌الدین کی جانب سے طرنطای

اور ترکری - جب دونوں طرف کی افواج جمع ہو گئیں تو صف بندی کے بعد انتظار کرنے لگے کہ جو ایلچی دونوں بھائیوں کے درمیان صلح کی کوشش کر رہے ہیں کامیاب ہو جائیں - اتنے میں طرنطائی کے لشکر سے چند آدمیوں نے حملہ کیا - عز الدین کی فوج نے اس حملہ کو دفع کردیا - طرنطائی کے باقی لشکریوں نے جب اس کو دیکھا تو منہ پھیر لیا۔ طرنطائی تنہا رہ گیا ، آخر وہ گرفتار ہو گیا - اب ترکری نے حملہ کیا جو بائیں ہاتھ پر تھا - وہ بھی گرفتار ہوا -

قاضی ختنی کا مارا جانا :

اس کے بعد سلطان رکن الدین چتر و علم کے ساتھ ایک پشتہ پر چڑھ گیا - ارسلاندغمش کی اس پر نظر پڑ گئی - فوراً اس پشتہ کی طرف لپکا - قاضی ختنی نے بڑھ کر مقابلہ کیا مگر ارسلاندغمش کے حکم سے مار ڈالا گیا - اب ارسلاندغمش سلطان کی خدمت میں پہنچا - سواری سے اتر کر زمین چومی اور چونکہ وہ امیر آخر تھا اس لیے سلطان رکن الدین کی باگ ہاتھ میں لے کر لشکر میں سے ہوتا ہوا سلطان عزالدین کے پاس روانہ ہوا -

دونوں بھائیوں کی بغل گیری :

سلطان عزالدین نے قراطائی اور دوسرے امرا کے ساتھ استقبال کیا - جب قریب پہنچے تو عز الدین نے رکن الدین کو بغل میں لیا - اس وقت اس پر سخت رقت طاری ہو گئی - زار زار رونے لگا اور ہاتھ پکڑے باتیں کرتا ہوا بھائی کو محل میں لایا - دستر خوان بچھوایا اور ساتھ کھانا کھانے کے بعد دونوں کے دل صاف ہو گئے اور گذشتہ باتوں سے درگزر کی - پھر لشکر والوں کو نہ مارا مگر ننگا[1] رکھا اور مجرم امرا کو سلطان کی کاروان سرائے میں روک رکھا - دوسرے دن سب قونیہ کی طرف روانہ ہو گئے -

امیر جلال الدین قراطای اور اس کے احکام کا نفاذ

جلال الدین قراطای کے اوصاف :

امیر جلال الدین قراطائی ہر چند رومی نژاد غلام تھا مگر بہت سے اوصاف کریمہ سے متصف تھا - قائم اللیل و صائم الدہر تھا - گوشت نہ کھاتا تھا ،

۱- برہنہ می کردند -

لذیذ اغذیہ و حظ نفس سے ہاتھ کھینچ چکا تھا - (عیش پرست و نفس پرست نہیں تھا) اس کا علم دین اسلام کی طرح کامل اور اس کی شفقت خاص و عام کے ساتھ یکساں تھی -

امام نجم الدین نخجوانی کی وزارت—تنخواہ روزانہ دو درہم :

جب صحرائے آقسرا کی جنگ سے واپس ہوا تو اس وقت تک وزارت کی مسند ایک عالم و عامل وزیر کی محتاج تھی - امام معظم نجم الدین نخجوانی اس زمانہ میں فنون علوم میں بڑے متبحر اور ماہر تھے - شرع و حکمرانی کے اوصاف ان میں جمع تھے - معقول و منقول کا علم ان کی ذات میں مجتمع تھا - (ان اوصاف کی بنا پر) انھی کو منصب وزارت قبول کرنے کی تکلیف دی گئی - امام نجم الدین نے یہ جواب دیا کہ میں اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ ایک دن کی تنخواہ دو عدد (اشرفی) سے زیادہ نہ ہو اور امرا اور دوسرے تمام ارکان سلطنت بھی اسی معیار سے تنخواہ لیں اور چونکہ دشمنوں سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اس لیے کچھ عرصہ تک خزانہ کی آمدنی تلف نہ کریں تا کہ ضرورت کے وقت دولت و مال سے غنیم کو جواب دے سکیں -

تمام امرا کی تنخواہ نصف کر دی گئی :

امرا پر اس جواب نے تیر کا سا کام کیا - نہایت پریشان ہوئے مگر امیر جلال‌الدین نے بہت اصرار کر کے چالیس ہزار عدد پر آمادہ کر لیا جو سب سے زیادہ عفیف و پاک دامن وزیر مہذب الدین کی تنخواہ تھی - اور تمام امرا کی تنخواہیں بھی نصف کرادیں - امام نجم‌الدین دیوان میں حاضر ہوئے اور فرائض وزارت انجام دینا شروع کیے اور امیر جلال الدین کے اتفاق سے یوتاش بکلربکی اور ارسلاندغمش دو مخالف کی مدافعت کے لیے، جس نے اوچ کی طرف سر اٹھایا تھا، روانہ کیا - یہ لوگ اوچ پہنچے اور ایوز ملک باغی کو سزا و جزا دے کر واپس ہوئے -

صائن خان کا ایلچی :

اس واقعے کے بعد صائن خان کی خدمت سے ایلچیوں کی جماعت آئی تا کہ صاحب شمس الدین کے حالات کی تحقیق کرے اور اس کے قتل پر جواب لے - چونکہ شمس‌الدین طغرائی ایک خوش بیان بزرگ اور شیریں

کلام شخص تھا اس لیے پہلے اعتراضات و سوالات کا جواب دینے کے لیے اسی کو نامزد کرتے اور بہت سے اموال و تحائف ساتھ کر کے صائن خان کے حضور میں بھیجا کرتے تھے -

نجم الدین کا وزارت ترک کر دینا :

جب قاضی نجم‌الدین نے ایک مدت تک وزارت کر کے دیکھ لیا کہ معاملات واجبی طریقے سے سر انجام نہیں پاتے تو وزارت ترک کر کے حاب روانہ ہو گئے - پھر صاحب طغرائی نے عزم مصمم کیا - امیر رشیدالدین جوینی ، شجاع‌الدین رئیس‌البحر ، نجیب الدین مستوفی اور خطیر‌الدین سجاسی جو اصبہانی کے متعلقین سے تھے بہاء الدین ارزنجانی اور صارم الدین الپسارو کو صاحب شمس الدین کے قتل میں شریک تھے حسب فرمان شاخوں کے ساتھ صائن خان کے لشکر میں لے گئے اور وہاں ہر ایک کے حال کی تحقیق کی -

صائن خان کے یہاں سے وزارت کا انتظام :

وزارت کا انتظام اس طرح ہوا کہ شمس‌الدین طغرائی[۱] کو وزیر اور شجاع الدین رئیس البحر کو نائب ، نجیب‌الدین دلیجانی کو مستوفی ، رشیدالدین جوینی کو امیر عارض ، خطیر الدین زکریا کو حرملو کا سرلشکر مقرر کیا گیا - اسی انتظام کے مطابق فرامین حاصل کر کے کامیاب و بامراد واپس ہوئے - جس روز سلطان کے حضور میں پہنچے اسی روز جو خلعت سلطان اور جلال الدین قراطائی کے لیے لائے تھے دونوں کو پہنایا اور اپنے اپنے لیے جو فرمان ساتھ لائے تھے سنائے - اس انتظام کو سلطان نے بھی منظور کیا -

یوتاش بکلر بکی کا صاحب طغرائی سے اختلاف :

نظام الدین خورشید نے جو پہلے نائب تھا ، پروانگی کی خدمت پر سر تسلیم خم کیا اور ہر ایک نے اپنی اپنی خدمات انجام دینا شروع کیں - چونکہ ملک الامراء یوتاش بکلربکی اور ان کے ساتھ کے قدیم امرا نے کسی غیر کا تحکم نہیں دیکھا تھا اس لیے انھوں نے ان مناصب کے لیے ان کے فرمان لانے کو کراہیت کی نظر سے دیکھا اور پایۂ تخت میں سلطان کے حضور ہی میں رئیس البحر سے جھگڑنا اور طعنے دینا شروع کیا - صاحب طغرائی پر بڑے چست اعتراضات کیے -

---

۱- شمس‌الدین محمود بابا طغرائی -

امرا کی دست کشی :

چونکہ یہ قضیہ قراطائی اور ارسلاندغمش اور نظام‌الدین خورشید کی مرضی کے موافق تھا اس لیے یہ سب لوگ خاموش رہے ، کوئی اعتراض نہیں کیا ۔ صاحب طغرائی کے ہوا خواہ پریشان و مضمحل ہو گئے اور ہر ایک نے اپنے گھر کی راہ لی ۔ شجاع سینوب کو، رشیدالدین ملطیہ کو اور خطیرالدین حرسلو کو چلتے ہوئے ۔ صاحب اور مستوفی تنہا رہ گئے ۔

شمس الدین طغرائی اور نجیب الدین مستوفی میں لڑائی :

صاحب اور مستوفی میں بڑی بےتکلفی تھی، آپس میں مذاق بہت کرتے تھے ۔ ایک رات کو دونوں میں نفرت انگیز مذاق ہوتے ہوتے صاحب کی زبان سے ایک ایسا لفظ نکلا جس سے نجیب الدین مستوفی کو غصہ آ گیا اور علانیہ لڑائی ہو گئی ۔ نتیجہ میں اتنی عداوت و نفرت پیدا ہو گئی کہ نجیب الدین قراطائی سے جا ملا اور صاحب کے خلاف بہت سی باتیں کہیں ۔ جو معاملات صاحب نے سلطنت کی بنائیں منہدم کرنے کے لیے کیے تھے وہ سب قراطائی سے بیان کر دیے ۔

شمس الدین صاحب طغرائی کے رازوں کا انکشاف :

دوسرے دن دولتخانہ میں محفل منعقد ہوئی اور نجیب‌الدین نے سب کے روبرو تمام باتیں حرف بحرف بیان کر دیں اور دلائل و براہین سے ساری شکایتیں ثابت کر کے صاحب طغرائی کو لاجواب کردیا ۔

اس موقع پر صاحب کچھ اس طرح ملزم قرار پایا کہ اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور امیر جلال الدین نے مارے غیظ و غضب کے جتنی گالیاں یاد تھیں سب دے ڈالیں ۔ دوات وزارت اس کے سر پر مارنے کے لیے اٹھائی مگر دوسرے امرا مانع ہوئے ۔ آخر اس دن کی مجلس اسی قسم کی وحشت آمیز باتوں پر ختم ہوئی ۔

صاحب طغرائی کا موقع سے فائدہ اٹھانا :

صاحب طغرائی اپنے معاملہ میں عاجز ہو گیا تھا ، مگر اتفاق سے اسی زمانے میں معین الدین سلیمان ابن صاحب مہذب الدین اور طرنطائی کے درمیان ارزنجان کی سرلشکری پر جھگڑا ہو گیا تھا اور یہ دونوں اپنے قضیہ کا فیصلہ کرانے کے لیے بایجو امیر کے پاس گئے تھے ۔ بایجو صاحب مہذب الدین کی دوستی کی وجہ سے معین الدین کی طرف داری پر بہت مائل تھا ۔ صاحب طغرائی نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا کیوں کہ معین الدین سے

اسے قرابت کے وسائل حاصل تھے، اور وہ معین الدین کے باپ ہی کا تربیت کردہ اور بڑھایا ہوا تھا ۔

صاحب طغرائی[1] نے ان وجوہ سے نجیب الدین کے توڑ کی غرض سے معین الدین کی حمایت حاصل کی اور بڑے طول طویل خطوط مختلف معاملات کے متعلق لکھ کر اسے سکھایا کہ بایجو ان معاملات میں کیا سوال کرے گا اور اسے کیا جواب دینا چاہیے ۔

خط پکڑے گئے :

جب یہ خطوط تیار ہو گئے تو صاحب نے قاصدوں کے حوالے کیے ۔ ایک غلام نے یہ واقعہ صمصام الدین قیماز امیر عارض سے کہہ دیا ۔ صمصام الدین نے راہ‌نگاہوں پر آدمی مقرر کر دیے جو قاصدوں سے خط لے کر امیر جلال الدین کے پاس لائے ۔ چونکہ دیوان میں ایسا کوئی نہ تھا جو مخفی رموز عبارت کا ترجمہ کر سکتا ، اس لیے امام زین العابدین ولد تاج‌الدین وربر کو جو زاہد علما سے تھے، صمصام الدین کے اتحاد کی بنا پر طلب کیا اور وہ خطوط ان کے حوالے کیے جنھیں انھوں نے حل کر کے واضح عبارت میں نقل کر دیا ۔

صاحب حراست میں :

جب امیر جلال الدین کو ان کے مضمون سے آگاہی ہوئی تو سلطان کے حضور میں گیا اور امرا کو طلب کر کے صاحب طغرائی کو بھی بلایا اور وہ حل و ترجمہ کیے ہوئے خطوط جن میں سے بعض زین‌الدین کے قلم سے اور بعض خود صاحب کے قلم سے لکھے ہوئے تھے، پیش کیے۔ صاحب نے جب یہ خط دیکھے تو لاجواب[2] ہوگیا ۔ اور امیر جلال‌الدین نے پھر گالیاں دینا شروع کیں اور امیرداد کو اشارہ کیا ۔ اس نے صاحب کو قصر کے ایک مکان میں حراست میں دے دیا ۔ پھر تین چار دن کے بعد انطالیہ کی طرف بھیج کر شہر بند کر دیا ۔

اثیرالدین لقبی امیر بایجو کے حضور میں :

اثیر الدین لقبی منجم صاحب طغرائی کے متوسلوں میں سے تھا اور

۱- شمس الدین محمود بابا طغرائی ۔

۲- چون خط را بدید در خط شد (یعنی اس کا تصور ضبط تحریر میں آ گیا) ۔

عیاری و مکاری میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا ، یکایک دیوان و درگاہ سلطنت کے درمیان سے غائب ہو گیا ۔ چونکہ ارکان دیوان اس کی فطری چالاکیوں سے اچھی طرح واقف تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں اس سے کوئی بڑا فتنہ ظاہر نہ ہو اس لیے انھوں نے اس کی طلبی کے لیے ہر طرف احکام[۱] بھیج دیے ۔ بہت جستجو کی گئی مگر وہ کہیں نہ ملا ۔ ایک مدت کے بعد بایجو امیر کے پاس دیکھا گیا ۔

اثیرالدین بایجو کے پاس اس طرح پہنچا کہ اس نے بعض شتربانوں کو مال دے کر اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ سامان کے صندوقوں میں اسے بٹھا کر سرحد ایران تک پہنچا دیں ۔ جب وہ اس ترکیب سے بایجو کے پاس پہنچ گیا تو اس نے جس طرح چاہا سب حال بیان کر دیا اور بہت سا مال حاصل کیا ۔ اس کی اس کوشش کا نتیجہ یہ نکلا کہ بایجو نے علاء الدین علی بک اور جلال الدین درزی ساوجی کو صاحب طغرائی کی رہائی کے لیے سلطان کے پاس بھیجا ۔ بایجو کے حکم کے مطابق صاحب کو انطالیہ کی حراست سے آزاد کر کے قونیہ لائے ۔ یہاں سے وہ ایک مدت کے بعد ایلچیوں کے ہمراہ بایجو کے پاس چلا گیا ۔ راستے میں رشیدالدین امیر عارض بھی اس سے مل گیا ، اور صاحب کے بعد جو کچھ اس کی حالت ہوئی نہی کہی ۔

قاضی عزالدین محمد شہید رازی کی وزارت

قاضی عزالدین محمد رازی کی وزارت :

صاحب قاضی عزالدین محمد رازی اپنی بلند ہمتی ، فصیح البیانی اور کمال دیانت داری کی وجہ سے سلاطین اور خلفائے عہد کے یہاں بڑی عزت و احترام سے دیکھے جاتے تھے ۔ بڑے بڑے اہم معاملات ، خاص و عام کی ضرورتیں اور حدود اسلام کی رونق افزائی اور حفاظت کے کام دارالاسلام میں سوائے ان کی سفارت کے کسی کے واسطے سے انصرام نہ پاتے ۔

قاضی صاحب نہایت منصف مزاج و عادل تھے ۔ ان کے انصاف کی بدولت محبوبوں کی زلفیں باد صبا کی چھیڑ سے محفوظ تھیں ۔ وہ سخا و کرم میں

۱۔ مثلہ (جمع مثال ۔ حکم) بھر طرف پڑان کردند (ہر طرف فوری احکام بھیج دیے)۔

بحر مواج تھے اور سب کے دل اور اندیشے میں یکسر نعمت و بخشش بنے ہوئے تھے -

ان العلی، طلبوا سداہ تاخـروا عن غایۃ فیھا النیاق رھان

(لوگوں نے سر بلندی کی انتہا طلب کی تو وہ اُس غایت سے پیچھے رہ گئے جس کے لیے اونٹنیاں رہن رہتی ہیں) -

جب صاحب طغرائی سے یہ انوکھی حرکات۲ سرزد ہوئیں ، جلال الدین قراطائی اور تمام امرا کے خیالات اس کی طرف سے خراب ہو گئے تو مسند وزارت کے لیے قاضی عزالدین سے زیادہ تمام ممالک میں کوئی مستحق نہ ملا - امیر جلال الدین اور تمام اکابر سلطنت کو یہی لازم معلوم ہوا کہ قاضی عز الدین ہی کو مرتبۂ حکومت و عزت پر بٹھایا جائے کیونکہ :

فلم تک تصلح الا لہ و لم یک یصلح الا لہا

(پس وہ (وزارت) صرف اس کے لیے شایاں ہے اور وہ وزارت کے لیے موزوں ہے) -

مشورہ و اتفاق رائے کے بعد یہ سوچ سمجھ کر معاملات خاص و عام تمام ان کی ذمہ داری میں دے دیے گئے اور قاضی صاحب نے امور وزارت نہایت احتیاط اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینا شروع کیے -

ان کی وزارت کے احکام نافذ ہونے کے دوران میں سلطان عز الدین کی طلبی کے لیے ایلچیوں کی آمد برابر جاری تھی اور صاحب عز الدین (قاضی) معقول و پسندیدہ عذرات کر دیا کرتے تھے مگر ان کی شنوائی نہیں ہوتی تھی - آخر مجبور ہو کر صاحب عز الدین (قاضی) ، امیر جلال الدین قراطائی اتابک ، شمس الدین یوتاش بکلربکی ، فخر الدین ارسلاندغمش امیر آخر اور نظام الدین خورشید پروانہ تینوں بھائی سلطان عز الدین ، سلطان رکن الدین اور سلطان علاء الدین کے ہم رکاب قیصریہ روانہ ہوئے اور اطراف ممالک کے امرا کو اس قضیہ سے دو چار ہونے۳ کے لیے طلب کیا -

اکچوک سیف الدین ترکری کا سلطان کو برے راستے پر لگانا :

جب آقسرا پہنچے تو شکار گاہ اکچوک میں سیف الدین ترکری نے

---

۱ - 'علی' کا املا 'آلی' طبع ہوا ہے -

۲ - نوادر -

۳ - جہت تلاقی این قضیہ (اس قضیے سے دو چار ہونے کے لیے) -

سلطان کی خدمت[۱] میں رسائی پیدا کی اور کھل کھیلا - یہ شخص بندہ زادگان سلطنت سے تھا اور اکابر امرا میں اس کا شمار ہوتا تھا - مگر اس کے مزاج میں ظلم و زیادتی ، مسخرہ پن اور کمینگی غالب تھی - اس نے دخل پاتے ہی سلطان کو جو قراطائی اور صاحب عزالدین کی وجہ سے دیانت و راستبازی سے رہنے کا پابند[۲] تھا، شراب خوری ، قمار بازی ، عصمت دری[۳] و آبرو ریزی پر جری بنا دیا اور اپنا کام چلانے کے لیے سلطان کے مزاج و مرضی کے مطابق باتیں کرنے لگا - اس کے ساتھ ہی اس نے امرا کا زور توڑنے اور ان کی عظمت گھٹانے کے لیے سلطان کو اراذل کی عزت افزائی پر آمادہ کیا اور ادنیٰ غلاموں اور کمینہ نوکروں کو منصبوں اور امارتوں پر فائز کرایا -

شمس الدین التونبہ کی واپسی :

اسی اثنا میں شمس الدین التونبہ[۴] حاضر بارگاہ ہوا - یہاں اس نے تمام کاروبار درہم برہم پایا - روزینہ ، وظائف اور ترجمانوں اور منشیوں کی تنخواہوں کے مصارف میں اسے کھلی ہوئی غلطیاں نظر آئیں - یہ دیکھ کر شمس الدین نے قراطائی اور دوسرے امرا پر سختی سے عتاب شروع کیا اور کہا : سلطان علاء الدین کے پاس اتنی عظمت و جلال کے ساتھ بھی دو ترجمان اور چار منشی سے زیادہ نہ تھے ، تمھارے پاس ایسی ذلت اور آمدنی کی قلت ہے اور زمانہ اتنا پر آشوب ہے پھر بھی اس کثرت سے تنخواہ پانے والے ہیں : ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیے - ان کی تعداد کم کرنے ہی سے بادشاہ کے اسباب سفر فراہم ہو سکتے ہیں - اگر سلطان عیش میں کمی کرے اور بد آموز مصاحبوں سے پرہیز کرے تو وہ بادشاہ کی خدمت میں جانے پر آمادہ ہیں - اس کی نظر میں سلطان کی عزت و وقعت بڑھ جائے گی -

تنخواہوں میں تخفیف اور سلطان کی رذیل نوازی :

شمس الدین کی ہدایت سے اگرچہ منشیوں اور ترجمانوں کی تعداد دہائیوں سے کم ہو کر اکائیوں تک آ گئی اور خاص و عام کی تنخواہوں میں خاطر خواہ تصرف کیا گیا جس کے نتیجہ میں خزائن معمور نظر آنے لگے مگر

---

۱ - مجال مباسطت حاصل گردانید -

۲ - ملزم : لازم کرنے والا ، پابند -

۳ - ہتک حرم و استار -

۴ - اصل کتاب کے انڈکس میں شمس الدین التونبہ درج ہے اور یہی صحیح ہے -

سلطان نے شباب کی سرمستیوں اور چنگ و شراب کے مشغلوں میں کوئی کمی نہ کی ۔ کمینوں اور رذیلوں کے مراتب بڑھانے کا شوق بھی بدستور رہا ۔

سیف الدین ترکری کے دل میں شمس الدین کا کینہ — شمس الدین التونبہ کو زہر دے دیا گیا :

ترکری کے سینے میں شمس الدین کی نصائح نے اوز آگ لگا دی اور چونکہ ترکری کمینہ پن و بدبختی کی وجہ سے شمس الدین کی بالکل ضد تھا اس لیے شمس الدین کی طرف سے اس کے دل میں حسد و کینہ کے جذبات نہایت شدت سے بھڑکنے لگے ۔ ترکری نے ایک شخص کو سکھا دیا جس نے شراب میں ایک نہایت زود اثر[1] زہر ملا کر اسے پلا دیا ۔ تین روز کے اندر شمس الدین التونبہ کا کام تمام ہو گیا ۔ اس کے مرنے کے بعد ہی اس کے بے شمار اموال و خزائن پر قبضہ کر لیا گیا اور سب چیزیں تصرف خاص میں لے لی گئیں ۔

سلطان کا عزم سیواس — ترکری کا برا انجام :

غرض سلطان نے بایجو (وغیرہ) کی خدمت میں روانہ ہونے کی نیت سے بھائیوں دو امرا کے ساتھ قیصریہ میں چھوڑا اور خود سیواس کا عزم کیا ۔ ترسری نے اپنی جہالت وکم ظرفی کی وجہ سے ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا تھا ، لوگوں نے تنگ آ کر آخر سلطان کو ہموار کیا اور اس کے قید و قتل کے احکام جاری ہو گئے اور ترکری کو ذلیل کر کے قلعہ منداس میں بھیج دیا جہاں اسے مار ڈالا گیا ۔

جلال الدین قراطائی کی وفات :

انہی حالات کے دوران میں خبر پہنچی کہ قراطائی نے قیصریہ میں وفات پائی ۔ اس خبر سے سلطان بہت پریشان ہوا ۔ اسے سلطنت و ممالک کے تمام کاروبار ابتر نظر آنے لگے ۔ مجبوراً اظہار معذرت کے لیے ایلچی روانہ کیے اور خود قیصریہ واپس ہوا ۔ اس کے بعد طرفین کے امرا نے مشورہ کیا کہ جاتے جاتے سلطان کی واپسی کا کیا عذر معقول ہو سکتا ہے اور کس طرح معاملات پر قابو پایا جا سکتا ہے ۔

---

۱ ۔ سم ذعاف ۔

تاتاری بادشاہ کے یہاں علاء الدین کی روانگی :

غور و خوض کے بعد یہ طے ہوا کہ سلطان علاء الدین کو روانہ کریں تا کہ وہ بھائی کی طرف سے معذرت کرے ۔ امیر سیف الدین طرمطائی ، شجاع الدین عبد الرحمان نائب ، خواجہ مصلح لا لا اور نورالدین عبد اللہ قابض کو بے شمار اسباب و تحائف کے ساتھ روانہ[1] خدمت کیا ۔ راستہ میں سلطان غیاث الدین کی والدہ ، صاحب طغرائی اور رشید الدین امیر عارض جنھوں نے طغرائی کی دوستی میں آوارگی اختیار کر لی تھی ، یہ سب لوگ ان سے آ ملے اور اپنے آپ کو سلطان علاء الدین کے فرمانبرداروں میں منسلک کر لیا ۔ اب یہ لوگ جہاں پہنچتے سلطنت کو علاء الدین ہی کی سلطنت بیان کرتے تھے ۔ اسی بنا پر راستہ میں صاحب طغرائی اور شجاع الدین نائب کے اختلاف کی وجہ سے دو گروہ ہو گئے ۔ اس کا نتیجہ آگے بیان ہوگا ۔

سلطان عزالدین و رکن الدین کی مخالفت و جنگ کا سبب جو کرہ دوم میں واقع ہوئی اور سلطان رکن الدین کی شکست

امرا کے دلوں میں سلطان کی طرف سے کدورت :

جب سلطان عزالدین نے بھائی[1] کو روانہ[1] خدمت کر دیا تو خود رکن الدین قلیج ارسلان کے ہمراہ قونیہ پہنچا اور عیش و عشرت کرنے اور خزانہ خالی کرنے میں مشغول ہو گیا ۔ ذلیل طبقہ کے لوگ اس کے مقرب خدمت اور مصاحب خاص ہونے لگے ۔ چونکہ یہ طریقہ سلاطین کی عادت کے بالکل خلاف ہے اس لیے امرائے دولت کو سخت ناپسند ہوا اور ان کے صاف دلوں میں سخت کدورت پیدا ہو گئی ۔ سلطان کے رومی خصال ماموں معاملات سلطنت میں دخیل ہو گئے اور سلطان کو جو امیر جلال الدین اور تمام امرا کی ہدایت کے مطابق تخت پر بھائی کے ساتھ بیٹھتا تھا ایسا کرنے سے روکنے لگے اور سلطان رکن الدین سے نامناسب باتیں کرنے لگے ۔

سلطان رکن الدین کا ملال اور کمال الدین لقبی کی دلسوزی :

ایک دن سلطان رکن الدین تنہا سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا

---

[1] ۔ اس سے علاء الدین مراد ہے جو عزالدین کا ایک بھائی تھا ۔

ولکن تفیض الکاس عند امتلائها (لیکن پیالہ بھر جانے کے وقت بہنے لگتا ہے)
پیانۂ صبر لبریز ہونے کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کر اس کے گلابی
رخساروں پر آ رہے تھے - اسی حالت میں کمال الدین لقبی حوائج سالار
جو اس کے ساتھ ترکستان کا سفر کر چکا تھا اور اپنے بہت سے حقوق خدمت
ثابت کر دیے تھے، سامنے آ گیا - اس نے سلطان کو مضطر و گریان۱ دیکھ
کر کہا کہ ''رونے اور بشرۂ مبارک کے متغیر ہونے کا کیا سبب ہے؟
اگر خادم کو مطلع فرمائیں تو ممکن ہے کہ حتی الامکان اس کا تدارک
کر سکے -'' رکن الدین نے کمال کے سوال کا جواب ان شعروں سے دیا :

عالم ز لباس شادیم عریان یافت
و ز گردش روزگار سرگردان یافت
ہر شام کہ بگذشت مرا غمگیں دید
ہر صبح کہ خندید مرا گریان یافت

کمال نے کہا : ''ایک تدبیر بندہ کے ذہن میں آئی ہے مگر شرط یہ
ہے کہ کوئی تیسرا درمیان میں نہ ہو اور سلطان کی رائے اسے عمل میں
لانے کی طرف متوجہ ہو جائے'' - سلطان رکن الدین نے کہا اچھا بیان
کرو - کمال نے کہا اگر سلطان ایک عنایت نامہ۲ اس قضیہ کے متعلق
نصرۃ الدین پسر سنان الدین قیار کے پاس بھیجیں جو دولو کا سوباشی
ہے ، اور ہمیشہ شاہ کا وفادار و دولت خواہ رہا ہے ؛ اور ایک خط
صمصام الدین امیر عارض کے نام بندہ کے ہاتھ ارسال فرمائیں جو ان دنوں
قیصریہ کا سوباشی ہے اور عزت کی بلندی سے ذلت کی پستی میں آ گرا ہے ،
اور چونکہ نکیدہ اس سے لے کر غلام نکیر کو دے دیا گیا ہے اس لیے
وہ سلطان عزالدین اور اس کے ماسوؤں کے ہاتھوں پریشان و نیم جان
ہو رہا ہے - بندہ جلد سے جلد جواب لے کر حاضر خدمت ہو گا - میرے خیال
میں مصلحت یہی ہے جو میں نے گزارش کی -

سلطان رکن الدین کا خط صمصام الدین کے نام :

سلطان رکن الدین نے کمال کی صلاح سے چند سطریں اپنی پریشانی
و غصہ کے اظہار میں صمصام الدین کے نام لکھ کر کمال کو دے
دیں - کمال چھ روز کے بعد یہ جواب لے کر پلٹا کہ سلطان جس طرح

---

۱ - باکی : گریان -
۲- لطفہ (لطف) سے مراد لطف آمیز خط -

ہو سکے اپنے آپ کو قیصریہ پہنچائے ۔ اس کے بعد خدام دولت امکان بھر کوشش کریں گے ۔ سلطان نے کمال سے کہا کہ :

رکن الدین کے قونیہ سے نکلنے کی تدبیر :

''ہمیں قونیہ جیسے گرداب بلا سے کیونکر نکلنے کا موقع ملے گا ؟''
کمال نے جواب دیا کہ چند ایسے غلاموں کو جن پر بھروسہ ہو اپنا ارادہ ظاہر کر دیا جائے تا کہ وہ خاصہ کے گھوڑے شہر کے باہر کسی معین جگہ پر تیار رکھیں ۔ بعد ازاں سلطان حوائج خانہ کے غلاموں کے ایسے پرانے کپڑے پہنے اور میں ایک بڑا خوانچہ جس کا چوکور حصہ معمولی بادیہ (پیالے) کے برابر ہے ، روز کے دستور کے مطابق سلطان کے سر پر رکھ دوں جس سے چہرۂ مبارک خوانچہ کے گھیر میں آ کر خلق کی نظر سے چھپ جائے ۔ پھر میں آگے آگے چلوں اور سلطان میرے قدم بقدم رہے ۔ راستہ میں کسی جگہ نہ دیکھے ۔ جب مقررہ جگہ پر جا پہنچیں تو گھوڑوں پر سوار ہو جائیں اور خدا کی حفاظت پر بھروسہ کریں ۔ رات بھر سفر کریں جب سفیدۂ صبح ظاہر ہو اور ہم لوگ آقسرا گزر کر خان خوجہ مسعود تک پہنچ جائیں تو تھوڑی دیر سواریوں (چوپایوں) کو آرام دیں ۔ پھر وہاں سے بزوکوپ قطع کر کے دولو پہنچ جائیں ۔

دولو میں رکن الدین کی تخت نشینی :

سلطان کو یہ رائے پسند آئی ۔ اس تدبیر پر عمل کر کے جب دونو پہنچے تو مخبروں نے نصرۃ الدین کو اطلاع دی ، اس نے بڑھ کر استقبال کیا اور پیادہ ہو کر زمین بوسی و دست بوسی کی عزت حاصل کی ۔ پھر فوراً صمصام الدین قیماز کے پاس ایک خط روانہ کیا ۔ امیر صمصام الدین لشکر تیار کرا کے دولو کی جانب چلا اور راستہ میں سلطان رکن الدین اور امیر نصرۃ الدین کی سواری کے پاس پہنچ کر پیادہ ہو گیا ۔ تعظیم کے لیے زمین پر سر جھکایا اور بڑی دھوم سے سلطان کو شہر میں لا کر تخت پر بٹھایا ۔

قیصریہ میں رکن الدین کے لیے افواج کا اجتماع :

بعد ازاں اطراف ممالک میں قاصد بھیجے ۔ اظہار رضاجوئی کے ساتھ دعوت دی ۔ اس ترکیب سے تھوڑے ہی دنوں میں قیصریہ میں اس کی بہت سی جمعیت فراہم ہو گئی ۔

سلطان عزالدین کو اطلاع :

جب سلطان عز الدین کو اس قضیہ کی خبر ہوئی تو اس نے یوتاش بکلربکی کو رکن‌الدین کے واپس لانے کے لیے روانہ کیا ۔ یوتاش نے سلطان رکن الدین کو قیصریہ میں پایا ۔ دست بوسی کے بعد نصیحت کرنا شروع کی ۔ سلطان رکن الدین کو اس پر غصہ آیا اور وار کرنے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھا مگر امیر صمصام الدین مانع ہوا ۔ پھر یوتاش کو مقید کر کے غارا نسود علاقہ دولو میں بھیج دیا ۔ چند روز کے بعد پھر قیصریہ میں طلب کیا اور اسے سلطان رکن الدین کا خیر خواہ رہنے کی قسم دی ۔

پھر آبلستان کے سوباشی فلک الدین خلیل اور حسام الدین بیجار کی طلبی کے لیے قاصد روانہ کیے ۔ انھوں نے بسر و چشم کہہ کر حاضر خدمت ہونے میں عجلت کی ۔ بہت سے امرائے نامدار سلطان رکن الدین کے لشکر میں شامل ہو کر جنگ کی تیاری کرنے لگے ۔ منتظر تھے کہ موقع ہو تو قونیہ پر دھاوا بول دیں ۔

اگر یہ لوگ ایسا کر گزرتے تو انھیں کامیابی ہو جاتی مگر اس کی نوبت نہیں آئی ۔ جب سلطان عزالدین کو بکلربکی کے گرفتار ہونے اور پھر اس کے سلطان رکن الدین کی خیر خواہی کی قسم کھانے کی خبر ملی تو اسے سخت غصہ آیا ۔ اسی اثنا میں فلک الدین خلیل اور بیجار اپنے لشکروں کی فوج لیے ہوئے خان علائی تک جا پہنچے جو آقسرا سے ایک منزل پر ہے ۔ وہاں کے باشندوں نے ممانعت کی تو ان لوگوں نے مکانوں میں آگ لگا دی اور بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا ۔ بعض کے اموال پر قبضہ کر کے انھیں چھوڑ دیا ۔

امیر معین الدین سلیمان اور خطیر الدین کی آمد بہ سلسلۂ سفارت :

دفعۃً امیر معین الدین سلیمان اور خطیر الدین جو قیصریہ میں تھے ، سفارت کے طور پر قونیہ آئے ۔ ان کے آنے سے سلطان اور اکابر دولت کو بہت مسرت[۱] ہوئی اور صاحب عزالدین[۲] نے حکم دیا کہ خزانہ کا روپیہ

۱۔ اوراد مسرت شگفتہ گشت : خوشی کے گلاب کھل گئے ۔ (خوشی ہوئی) ۔
۲۔ عز الدین محمد رازی مراد ہے جس کا ذکر سلطان عزالدین کے امرا کے ذیل میں اس سے پہلے آ چکا ہے ۔

جائے - پھر لشکر لے رکن الدین سے لڑنے کے لیے قیر سہر کے واسطے ولایت طوز اغاج میں پہنچے اور اتمام حجت کے لیے شیخ بزرگوار الدین ابن اسحاق کو ہمام الدین شادبہر ناظر ملک کے ساتھ سلطان پاس بھیجا اور یہ پیام دیا کہ ''ابھی سیواس ، ملطیہ ، خرتبرت اور پر قناعت کریں اور اس فساد و عداوت کو دور کر کے واپس جائیں ۔''

بہادر و جلال الدین خراسانی :

صمصام الدین و نصرۃ الدین اور فلک الدین و بیحار نے مصالحت کو م نر لیا اور جلال الدین حبیب قاضی قیصریہ کو جواب کے لیے بھیجا قیصریہ و قیر شہر کا مطالبہ بڑھا دیا - صحرائے احمد حصار میں ان کی دہلیز پر یہ واقعات ہو رہے تھے ، مگر سلطان عزالدین کے علی بہادر ، جلال الدین خراسانی اور دوسرے امرا نے شور مچایا کہ خوشامد کیوں کرتے ہو جس سے تمھاری عاجزی و بے قراری پر لگایا جا سکے ۔ جو کچھ سلطان عزالدین نے مرحمت فرمایا ہے اگر وگ اس پر راضی ہو جائیں تو خیر ورنہ سوائے زبان نیزہ کے اور ی چیز سے جواب نہ دیا جائے گا ۔ سلطنت کے مددگاروں نے اس گفتگو وجہ نہ کی ۔ سلطان قیصریہ و قیر شہر دینے پر آمادہ ہو گیا اور پھر لدین و قاضی حبیب کو رضامندی معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا جواب کا انتظار کرنے لگا ۔

بہادر کا رکن الدین کے لشکر پر حملہ :

ناگہاں سلطان رکن الدین کا لشکر ظاہر ہوا ۔ اس طرف کے لوگ بہ بعض خیموں میں چلے گئے تھے مگر شیر و پلنگ کی طرح ایک ے کے مقابلہ پر آ گئے اور لڑنے لگے ۔ نصرۃ الدین پسر قیاز اور الدین خلیل نے ایک دو مرتبہ حملہ کیا ، سلطان کا لشکر ثابت قدم تیسری مرتبہ سلطان کے لشکر نے حملہ کیا اور مقابلہ ہوا ۔ علی بہادر ہو بائیں ہاتھ پر تھا ، ان پر دھاوا بولا اور ان کی صفوں کو الٹ پلٹ دیا اور سخت نقصان پہنچایا ۔ اس اثنا میں نصرۃ الدین کا گھوڑا گرا ۔ ن نے اسے گرفتار کر لیا ۔ فلک الدین خلیل نے راہ فرار اختیار کی ۔ ام الدین پسر قریش کے ہاتھ پڑ گیا ، وہ اسے زخمی کر کے سلطان

عزالدین کی خدمت میں لایا ۔ سلطان کے ماموؤں نے فوراً اسے نصرۃ الدین کے ساتھ مار ڈالا ۔

دونوں بھائی قصر کیخسرویہ میں :

سلطان رکن الدین سیس کے ارادے سے دولو کی جانب چلا ۔ پہلی منزل میں ترکمانوں نے اسے پکڑ کے سلطان عزالدین کو اطلاع دی ۔ ارسلاندغمش وہاں گیا اور قسمیں اور مضبوط وعدے کر کے رکن الدین کو تسلی دیتا ہوا قیصریہ لایا ۔ سلطان عزالدین نے بڑھ کر استقبال کیا ۔ جب دونوں قریب ہوئے تو عزالدین نے رو کر کہا کہ یہ واقعہ نصرۃالدین اور صمصام کی گمراہ کن رائے سے ہوا ، اس کی ان دونوں نے سزا پائی ۔ اب تمھیں چاہیے کہ خاطر عزیز کو پریشان نہ کرو ۔ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے دونوں بھائی قصر کیخسرویہ میں داخل ہوئے ۔ یہاں سلطان عزالدین نے سلطان رکن الدین کو خلعت گرانمایہ اور زین بستہ گھوڑا اور بہت سا روپیہ دیا اور ٹھہرنے کے لیے اختیار دیا کہ خواہ برغلو میں قیام کریں خواہ اماسیہ میں ۔ سلطان رکن الدین نے اماسیہ کو پسند کیا ۔ سلطان عزالدین نے بہت سی جماعت اور کافی انتظام خور و نوش کے ساتھ اماسیہ بھیج دیا ۔ رکن الدین ایک مدت تک وہاں رہا اور وہاں کی ناموافق آب و ہوا سے تکلیف اٹھاتا رہا ۔ پھر رکن الدین کی خواہش پر سلطان عزالدین نے اسے اماسیہ سے برغلو پہنچا دیا اور وہیں اس کی آسائش و آرام کا انتظام کر دیا ۔

بایجو کا ممالک روم میں دوبارہ آنا اور اس زمانہ کے حوادث کا تذکرہ

صاحب قاضی عز الدین کا امرا سے مشورہ :

جب صاحب قاضی عز الدین کو وزارت میں پورا استقلال حاصل ہو گیا اور تمام احکام مملکت اور انتظامات ان کے قبضہ میں آ گئے تو انھوں نے یہ دیکھ کر کہ بایجو امیر اور دوسرے مغل امیروں کے ایلچی ممالک روم میں متواتر آتے رہتے ہیں اور ان کے سلسلے میں ہر سال بے شمار مصارف ہو جاتے ہیں ، صاحب نے قراطائی اور دوسرے امرا سے مشورہ کیا اور یہ طے کیا کہ ان حالات کو صائن خان کے حضور میں گزارش کیا جائے تاکہ وہاں کے فرمان پر یہ تسلط و زیادتی دفع ہو ۔ یہ سوچ کر صاحب

فخرالدین علی کو جو اس وقت حاکم مملکت ہے اور اس زمانہ میں امیر داد تھا ، اس سفارت کے لیے انتخاب کیا اور تحائف کے علاوہ ایک لاکھ عدد مصارف مدارات اور زاد راہ کے لیے خزانہ سے اس کے ساتھ کیے۔

فخر الدین علی صاحب خان کے حضور میں :

جب فخر الدین علی اس درگاہ پر پہنچا اور ضرورت حاضری اور سلطان کی بے مثال فراخدلی بیان کی تو خلعت عطا کیا ۔ سلطنت روم میں بایجو و دیگر امرائے مغل کے ایلچیوں کی آمد کی نسبت احکام جاری کیے اور سرشماری۱ کی جس مہم کے لیے شمس الدین قزوینی کو نامزد فرمایا تھا روک دیا ۔ پھر ایلچیوں اور بڑے ماہر سیاست۲ امرا کے ساتھ ایلچی کو واپس کیا ۔

امیر بایجو کی برہمی :

جب یہ لوگ راستہ میں بایجو کے پاس پہنچے اور وہ حکم سنوایا تو بایجو نے فخر الدین علی کی طرف منہ کیا اور کہا ''آخر میری نظر کے لیے ممالک روم میں کوئی رخنہ چھوڑنا ہی چاہیے تھا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میری محرومی تمھارے لیے منحوس ثابت ہوگی ۔''

تاتاری ایلچیوں کی آمد میں کمی :

اس کے بعد سے ایلچیوں کی آمد کم ہوگئی ۔ اگر کبھی کوئی آتا بھی تو اس پر زیادہ التفات نہ کیا جاتا ۔ سلطان بدستور جوانی کی خواہشیں کامیابی کے ساتھ پوری کرنے میں مصروف تھا اور مسند حکومت پر صاحب قاضی عزالدین جلوہ فرما تھے ۔ اس زمانہ میں ملک آسودہ تھا ۔ دارالخلافہ ، موصل ، ماردین ، روم و فرنگ کے ایلچی تحائف و پیشکش کے ساتھ سلطان کی خدمت میں متواتر آتے رہتے تھے ۔

قبیلہ' آغاجریان کا حال :

اس زمانہ میں آغاجریوں۳ کا بڑا غلبہ تھا ۔ ان لوگوں کی نمود صحراؤں اور ویران جنگلوں سے ہوئی تھی ۔ رہزنی اور قافلوں کی لوٹ مار ان

---

۱ ۔ سر شمارہ ۔
۲ ۔ یرغوجیان بزرگ ۔
۳ ۔ اغاجریان ۔

کا پیشہ تھا ۔ ممالک روم و شام و ارمن میں ڈاکے ڈالتے تھے ۔ ان کی طرف سے امرائے دولت کو سخت پریشانی تھی ۔ اکثر فکر و اندیشہ میں مبتلا رہتے تھے ۔ صاحب قاضی عز الدین اور شمس الدین یوتاش بکلربک نے افواج و امرا کے اتفاق سے اس گروہ کی مدافعت کا عزم کیا اور اس ارادہ سے قیصریہ آئے ۔ اس زمانہ میں جلال الدین قراطائی کی وفات ہو چکی تھی اور فخر الدین ارسلاندغمش انطالیہ اور قلعندہ میں سلطان کے ساتھ رہ گیا تھا ۔ صاحب اعظم فخرالدین امیرداد سلطان کے استقبال کے لیے نامزد ہوا تھا ۔ اتنے میں خبر آئی کہ بایجو امیر بے شمار لشکر و خواتین و اطفال و مواشی وغیرہ کے ساتھ اس ملک پر چڑھائی کے ارادے سے آ رہا ہے ۔ اس کا مقدمہ الجیش ارزنجان تک پہنچ چکا ہے ۔

یہ خبر سن کر بعض فوجیں جو آغاجریوں کے دفع کرنے کے لیے ابلستان کی سمت گئی تھیں بہت جلد قیصریہ آ گئیں ۔ چتر و لشکر بے تامل دارالملک روانہ ہوا ۔ سلطان قلعندہ سے قونیہ آ گیا اور بایجو امیر کی چڑھائی سے سخت غضبناک و مضطرب ہوا ۔ اکابر دولت نے مختلف رائیں دیں ۔ آخر اس رائے پر اتفاق ہوا کہ نظام الدین خورشید پروانہ کو استقبال کے لیے بھیجیں تا کہ وہ احوال معلوم کرے اور بایجو امیر کے ارادے اور اغراض دریافت کرکے واپس ہو ۔

سلطان کی جنگ پر آمادگی :

نظام الدین کو روانہ کر کے سلطان افواج کی فراہمی پر متوجہ ہوا ۔ تھوڑے ہی دنوں میں ترک قبائل اور ہوشیار سپاہیوں کا بہت سا لشکر قونیہ کے صحراؤں اور میدانوں میں جمع ہو گیا ۔

جب سلطان نے اپنی فوجوں کا اجتماع دیکھا تو فرمایا کہ ہم کو اللہ کے فضل سے مال اور لشکر دونوں حاصل ہیں ، اب ہمیں جنگ ہی کا عزم کرنا چاہیے ۔ جن ناتجربہ‌کار جوانوں کو جنگ کا کبھی تجربہ نہیں ہوا تھا وہ اپنی جہالت و غفلت سے فساد برپا کرتے تھے اور اپنے کام چلانے کے لیے سلطان کو لڑائی پر ابھارتے تھے ۔

نظام الدین پروانہ کی واپسی اور مصلحت کوشی :

اس اثنا میں نظام الدین پروانہ واپس ہوا اور یہ بیان کیا کہ بایجو کے دل میں سلطان کی جو محبت تھی اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے ۔ اگر نوخیز امرا مار کھانے اور بھاگنے کا عزم رکھتے ہیں تو وہ جانیں ۔ پھر

نظام الدین نے سلطان کے ارادہ کو صف آرائی سے ہٹا کر مہمانوں کی تسلی اور بایجو کی رضاجوئی کی طرف متوجہ کیا اور نا تجربہ کار خاص امرا کو نرمی و سختی سے راہ پر لے آیا اور پھر تحائف و اموال مرتب کرکے سلطان کے ارادہ کا رخ اس جانب پھیرا کہ امیر بایجو کا استقبال کیا جائے اور لشکر جرار کے لیے گرمی اور جاڑے میں رہنے کے قابل مکانات انتخاب کیے جائیں۔ امیر معین الدین سلیمان ملک الحجاب کو نوکر رکھا۔ سلطان اور امیر معین الدین دونوں راہ پر آ گئے مگر غلامان خاص نے پھر جنگ و سرکشی پر ابھارا۔ نتیجہ میں انھی لوگوں کو کامیابی ہوئی اور غلاموں اور معینوں کی خوشی کے مطابق لشکر اور سامان جنگ کی تیاری کا فرمان نافذ ہو گیا۔ یوتاش بکلربکی اور فخر الدین ارسلاندغمش کو تنہائی میں بلا کر نوازش فرمائی اور دونوں کی قیادت میں افواج روانہ کر دیں۔ اگرچہ حاکم نافذ الامر و مختار صاحب قاضی عز الدین تھا لیکن صاحب سے مشورہ نہیں کیا۔ اس اثنا میں سلطان خود چند خاص آدمیوں کے ساتھ قونیہ میں رہا۔

سلطان کی امرا کی طرف سے بد ظنی :

سلطان کے کمینہ طبیعت خواص امرائے کبار کی خباثت کی شکایت میں خط بھیجتے تھے۔ ان کی متواتر کوششں سے سلطان بھی امرا کی طرف سے بدظن ہو گیا اور ایک دن اس نے کہا کہ "جب لشکر جنگ سے واپس ہوں گے تو ان گمراہ و مکار بڈھوں کو سزا دی جائے گی"۔ جب بزرگان لشکر نے یہ سنا تو ان کے عزم میں فتور پیدا ہو گیا۔ ان لوگوں کے خان علائی پہنچنے پر لشکر مغل کو افواج روم کی تعداد وغیرہ کا حال معلوم ہوا اور وہ آقسرا پہنچے۔ پھر ارکان دولت نے ترکمان شحنہ (کوتوال) کو جو خود کمینوں کے گروہ سے تھا خبرگیری کے لیے آگے بھیجا۔ لشکر مغل کا جوق (ایک عہدہ) جو خواجہ نوین(امیر) کے ہزارہ سے متعلق تھا ان سے نبرد آزما ہوا۔ مغلوں نے ترکمان کو مع تمام ترکوں کے مار ڈالا۔

مقابلہ اور جنگ — عزالدین کی شہادت :

دوسرے دن دونوں طرف کے لشکر قضا و قدر کی طرح ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئے۔ جنگ شروع ہوئی۔ تیر کمانوں سے نکل کر خاص و عام کے دلوں کو برمانے اور موت کا پیام سنانے لگے۔ شمشیرزنی کی شدت سے تلواروں سے خون ٹپکنے لگا۔ روحیں جسم سے پرواز کر گئیں۔ شہدا کی ارواح

کو مقدم صالحین کی تلاش ہوتی ۔ صاحب عزالدین اگرچہ پاؤں کے درد اور اعضا کے ضعف میں مبتلا تھا مگر اس جان لیوا معرکہ میں پہاڑ کی طرح ڈٹا رہا ۔ دنیائے فانی کی راحت و عیش کو خیرباد کہہ کر صبر و استقلال سے مقابلہ میں مصروف تھا۔ اس وقت ایک آبدار تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور اس کا دل آتش جنگ سے گرمایا ہوا تھا ۔ معل بہادر اس کے قریب آئے تو مقابلہ کیا ۔ مگر لڑائی میں اس کے منہ سے تھوک بکثرت آنے لگا ۔ آخر کو سلطان پر نثار ہو کر شہادت کے مرتبہ سے مشرف ہوا ۔

سلطانی لشکر کو شکست :

دوسرے امرا چونکہ سلطان کی طرف سے دل برداشتہ تھے ، انھوں نے جنگ میں کوئی خاص ۱ حصہ نہ لیا اور جان نثاری کیے بغیر بھاگنے کو غنیمت جانا ۔ ان کی اس بے وفائی و نمک حرامی سے دشمن کو فتح ہو گئی اور سلطان کا لشکر حوادث کی نذر ہو گیا ۔

پہلی بار سلطان عزالدین کا ترک وطن--ان کے بھائی رکن الدین کا قلعہ برغلو سے خروج اور تخت نشینی

سلطان عزالدین کی انطالیہ کو روانگی :

جب ۲۳ رمضان ۶۵۴ھ کو سلطان کے لشکر نے یہ زک اٹھائی اور سلطان کو اس تباہی کا حال معلوم ہوا تو تمام رات پریشان و فکر مند رہا ۔ دوسرے دن حرم سرا کی بیگموں کو لے کر آقتاش شرابسالار ، کند اصطبل اور اس کے بھائی کے ہمراہ پول احمد نامی دروازہ سے انطالیہ چل دیا ۔ قونیہ کو کسی نظم و انتظام کے بغیر جوں کا توں رہنے دیا اور جو کچھ رکھتا تھا سب وہیں چھوڑ آیا ۔

نظام‌الدین علی ابن ایلتمش استادالدار معرکہ سے جان بچا کر قونیہ آیا ۔ شہر کی حفاظت اور غنڈوں کی شورش موقوف کرنے اور نظم و نسق درست کرنے میں مشغول ہوا ۔

سلطان رکن الدین کی تخت نشینی :

ارسلاندغمش اس معرکہ سے نکل کر خاص آدمیوں کی جماعت کے

---

۱ ۔ ابلای نا کردہ : بہادری کے جوہر دکھائے بغیر ۔

ساتھ برغلو روانہ ہوا ۔ قلعہ کی مضبوطی کی وجہ سے دیوان وزارت اور درگاہ کے معتبر امرا ہر طرف سے ان لوگوں کے پاس جمع ہو گئے ۔ چونکہ سلطان عزالدین نے اپنے آپ کو بالکل کمینوں کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور بادشاہی معاملات مثلاً توقیع کرنا (فرمان پر مہر کرنا) محفل میں بیٹھنا ، رعایا کے حالات پر نظر کرنا ، اس قسم کے کام سرانجام دینے سے ناگواری ظاہر کرتا تھا ، اس لیے یہ امرا اس سے بہت بیزار تھے ۔ انھوں نے موقع پا کر رکن الدین کو قید سے نکالا اور تونیہ لا کر تخت سلطنت پر بٹھایا ۔

تخت نشینی کے مراسم :

اسی جلسہ میں شمس الدین قاضی نے سلطان کو فرمان دیا جسے اس نے مطالعہ کر کے سب کے سامنے المنۃ للہ کا نشان ثبت کیا اور بذات خود چند مظلوموں کی دادرسی کی ۔ ایک دو روز کے بعد شمس الدین قاضی نے وزارت سے سرفراز ہو کر سلطان کے ہاتھ چومے اور ایک ماہ تک وزارت کا کام کرتا رہا ، پھر بیماری میں مبتلا ہو کر جاں بحق تسلیم ہوا ۔

شمس الدین کے بعد امیر نظام الدین پروانہ کو وزارت قبول کرنے کی دعوت دی گئی ، مگر اس نے وزارت سے انکار کر دیا ، نیابت قبول کر لی ۔ پروانگی کا عہدہ امیر معین الدین سلیمان کو ملا ۔ یہ دونوں ایک ہی دن دست بوسی کی عزت سے سرفراز ہوئے اور امیر بایجو کی ملاقات کے لیے اسباب و سامان تیار کر کے روانہ ہو گئے ۔

سلطان عزالدین کی بے نوائی — خزانے کا حصول :

سلطان عزالدین جب انطالیہ پہنچا تو تنگدستی و بے نوائی نے اسے گھیر لیا ایک دن اس نے انطالیہ والے مکان میں ایک مربع رخنہ دیکھا اور حکم دیا کہ اسے کھولا جائے ۔ کھولنے پر اس سے خزانہ برآمد ہوا ۔ جس کے مہر لگے ہوئے صندوق نکلے جن میں ہزاروں درم نقرئی علائی سکے کے اور دس ہزار دینار سرخ اور بہت سی چیزیں کاغذ و عود و آبنوس و صندل وغیرہ رکھی ہوئی تھیں ۔ سلطان نے اس خزانے کو اپنے ساتھ کے آدمیوں اور خادموں پر تقسیم کر دیا اور پریشان حال لوگوں کی دعا سلطان علاء الدین کی روح کو پہنچائی ۔ پھر یہاں سے لادیق روانہ ہوا ۔

عزالدین کے پاس بیسوتائی کی روانگی :

جب سلطان رکن الدین بایجو کے پاس پہنچا تو بایجو نے اپنے ہوتے

یسوتائی کو ہزار سواروں کے ساتھ سلطان عزالدین کے بلانے کے لیے انطالیہ روانہ کیا۔ یسوتائی کو عزالدین وہاں نہ ملا اور لادیق میں اس کی موجودگی معلوم ہوئی تو ناشتہ کر کے لادیق پہنچا اور ایلچیوں کو بھیج کر سلطان کو پیام دیا کہ میرا باپ آپ کو بلاتا ہے، مصلحت یہی ہے کہ چلنے میں کوئی حیلہ بہانہ نہ کیا جائے۔ سلطان عزالدین نے جواب دیا کہ ہاں میرے بھائی نے تمہارے والد کی خدمت میں شکایت کی ہوگی کہ امرا کو میرے ملک و دولت پر نہایت تسلط حاصل تھا اور یہ انحراف و سرکشی انہیں کی بدولت ہوئی۔ جب میں بایجو نوین کی خدمت میں پہنچوں گا تو معذرت کر لوں گا، امید ہے کہ قبول فرمائیں گے۔ میں سفر کا انتظام کر رہا ہوں۔ میرا بھائی جب ایک دو منزل پہلے پہنچ جائے گا تو میں بھی فراہم کردہ ساز و سامان کے ساتھ روانہ ہو جاؤں گا۔

امیر بایجو کے یہاں رکن الدین کی قدر افزائی :

یہ سن کر یسوتائی واپس ہو گیا۔ سلطان عزالدین اپنے بچوں اور ساتھ والوں کے ہمراہ لشکری کے شہروں کو روانہ ہو گیا۔ اب خالی واپس ہونے پر یسوتائی کو ندامت ہوئی اور بایجو کا عتاب سننا پڑا۔ ان واقعات سے بایجو کو عزالدین کا اعراض کرنا تحقیق سے معلوم ہو گیا تو اس نے سلطان رکن الدین کی قدر و منزلت بڑھا دی۔

خواجہ نوین کی ہلاکت اور نظام الدین خورشید کو سزا :

ایک دن سلطان رکن الدین نے بڑی دھوم دھام سے بایجو کی دعوت کی۔ اس دعوت میں نظام الدین خورشید نائب نے امرود چھلکا دور کر کے چھری سے الگ کر خواجہ نوین کو دیا۔ یہ خواجہ نوین وہی شخص ہے جس کے ہاتھ سے سلطان کے لشکر کو شکست ہوئی تھی۔ خواجہ نوین نے امرود کھایا۔ اتفاق سے قولنج کا دورہ ہوا اور مرض کی شدت سے خواجہ نوین کا انتقال ہو گیا۔ بایجو کے لوگوں نے تہمت لگائی کہ امرود مسموم تھا، اس لیے نظام‌الدین کو اس الزام میں گرفتار کر کے دو شاخہ میں پہنچا۔ نظام الدین اس کی تکلیف سے جانبر نہ ہوا اور روح پرواز کر گئی۔

نظام الدین نے مرنے سے پہلے یہ دو شعر کہے جو اس کے لطائف طبع کی یادگار ہیں :

تا طالعِ شوریدہ مرا غمگین کرد — از دیدۂ من اشک روان خونین کرد
بہرام چو پیوست بکیوان در حال — بگرفت گریبان و مرا چوبین کرد

فصیل قونیہ کے برج کا انہدام :

جب قزل ویران میں سلطان کا زمانۂ قیام طویل ہوا اور جاڑے کا زمانہ بہت کم رہ گیا اور بایجو کی واپسی کا وقت قریب آیا تو بایجو نے سلطان کو پابند کیا کہ وہ فصیل قونیہ کے برج منہدم کرا دے۔ قلعے کی فصیل کو اس بنا پر کہ وہ دخمۂ سلاطین سلف کو احاطہ کیے ہوئے ہے چھوڑ دیا، اور باقی کو منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد سلطان کو قونیہ واپس جانے کی اجازت دی اور خود مغان کی جانب روانہ ہوا۔

جب سلطان عز الدین کو بایجو نوین کی واپسی کا اطمینان ہو گیا تو اس نے لشکری کے شہروں سے موروثی ملک کا عزم کیا۔ ادھر سلطان رکن الدین ایلخان کی بارگاہ کے قصد سے قونیہ سے چلا۔ جب قیصریہ پہنچا تو تاج الدین ارزنجانی عرف فقیر اور ظہیرالدین ایلچی سلطان رکن الدین کو لوٹانے اور شرکت کی سلطنت پر قانع رکھنے کے لیے بھیجے گئے۔ پھر ان دونوں کے بعد علی بہادر کو روانہ کیا۔ پہلے دونوں قاصدوں نے رکن الدین کو قیصریہ میں پا لیا۔ سلطان رکن الدین چونکہ عزم کامل کر چکا تھا اس نے ان کی بات نہ مانی اور نہ کوئی عذر کیے۔ جب علی بہادر قیصریہ پہنچا ہے تو سلطان رکن الدین اس سے ایک دن پہلے روانہ ہو چکا تھا۔ مجبوراً بھیڑیں، گلہ اور بعض باقی ماندہ خادموں کو ساتھ لے کر قونیہ آ گیا۔

سلطان عزالدین کا لشکری کے ملک سے ممالک محروسہ کو واپس ہونا

عزالدین کی قونیہ میں تخت نشینی :

جب سلطان عز الدین نے ممالک کی وسعت کو دشمنوں سے خالی پایا تو قونیہ کی راہ لی[۱]۔ اس شہر کے لوگوں نے جو اس طرح اس کی تلاش میں تھے جس طرح لوگ شب قدر کی جستجو میں رہتے ہیں، اس کا استقبال کیا اور بڑے ٹھاٹھ سے شہر میں لا کر پھر تخت پر بٹھایا۔

نکیدہ کے معزز لوگوں کو سزائے قتل :

سلطان عزالدین اگرچہ کم آزاری میں مشہور تھا لیکن اس نے آغرلو جامدار کے بہکانے سے نکیدہ کے معزز لوگوں کو جنھوں نے سلطان

۱۔ معفو داشت : معاف رکھا۔

(رکن الدین) کی مدد میں شرکت کی تھی ، سلجوق شاہ کے بیٹے کے ساتھ جو سلطان رکن الدین کی طرف سے نکیدہ کا سرلشکر مقرر ہوا تھا ، سخت سزائیں دیں یعنی انھیں پا بہ زنجیر کر کے ناک کان کٹوائے اور سب کو اونٹوں پر بٹھا کر سارے شہر میں پھرایا ، اس کے بعد سب کو قتل کرا دیا۔

ایلخان کے یہاں رکن الدین کی باریابی :

جب سلطان رکن الدین ہمدان میں ایلخان کے حضور میں باریاب ہوا تو اس پر شاہانہ نوازش مبذول ہوئی ۔ اس کی سلطنت کے قیام کے لیے تمام بلاد میں بھیجنے کی غرض سے فرمان مبارک عنایت ہوا ۔ بعد ازاں واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی ۔

اس کامیابی کے بعد جب رکن الدین ارزنجان پہنچا تو سردی سختی سے پڑ رہی تھی ۔ یہیں اس نے سنا کہ سلطان عز الدین نے نافرمانی اختیار کی ہے ۔ ممالک کی سلطنت پر اس سے ضرور جھگڑا ہوگا اور وہ ایلخان کے فرمان سے انکار کرے گا ، اس لیے طوعاً و کرہاً[۱] وہیں ٹھہر گیا ۔

رکن الدین کے لشکریوں کی پریشانی :

اس جگہ اس کے لشکر اور خادموں نے بھوک اور عام گرانی کی وجہ سے سخت تکلیف[۲] اٹھائی ۔ جب بہار کا موسم ہوا تو معین الدین پروانہ نے جو اس کی دولت کا ستون تھا اور تمام اسباب اور کارخانوں کا ذمہ دار ، ایک ہزار سوار کے قریب جمعیت فراہم کی اور امیر بایان کے ہمراہ جو ہزارہ مغل کا امیر تھا، متعلقوں اور فرزندوں کی رہائی کی غرض سے توقات کی سمت کوچ کیا ۔ دوہ یلدوز میں اس سے اور شاہ ملک سے مقابلہ ہوا ۔ بڑی جنگ آزمائی کے بعد پروانہ کا لشکر شکست کھا گیا ۔ قریب تھا کہ اس معرکہ میں پروانہ کو سخت صدمہ پہنچے مگر نجم الدین فرخ نے جو سلطان رکن الدین کے خاص آدمیوں سے تھا اسے سوار کیا اور ارزنجان کی طرف بھاگے ہوئے بعض اہل لشکر کے پاس پہنچا دیا ۔

معین الدین پروانہ کا اقدام :

معین الدین پروانہ کو کمال رنج و غضب کی وجہ سے آرام لینا دشوار

۱- شاہ ام ابی ۔ طوعاً و کرہاً ۔
۲- مجاہدت عظیم کشیدند ۔

ہوگیا ۔ اس نے اردو[1] کی طرف توجہ کی اور عساکر سے امداد مانگی ۔ ایچاق اور قدغان دس ہزار سواروں کے ساتھ پروانہ کے ہمراہ مخالفوں اور سرکشوں کی بیخ کنی کے لیے روانہ کیے گئے ۔

رکن الدین کی تخت نشینی :

جب مغلوں کا لشکر ارزنجان پہنچا تو چند روز کے بعد شہروں کے فتح کرنے پر متوجہ ہو گیا اور نکیسار میں آ کر اسے ایک ہی دن میں سر کر لیا ۔ شہر کے لوگوں نے سامان ضیافت ساتھ لا کر پیشوائی کی اور سلطان کو شمعوں کی روشنی میں رات ہی کو شہر میں لے جا کر تخت پر بٹھایا ۔

سلطان رکن الدین نے نکیسار کی امارت پر فوراً پروانہ کو مقرر فرمایا ۔ پھر وہاں سے توقات آئے ۔ چونکہ قلعہ پر یوتاش بکلربک کو انہیں لوگوں نے مقرر کیا تھا اور اب انہیں کو آنے سے روکتا تھا اس لیے قلعہ سر کرنے کے لیے منجنیقیں لگا دی گئیں ۔ جب اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا اور دوسری ضروری مہمات کا نقصان ہونے لگا تو توقات کی مہم یونہی چھوڑی اور ایک مدت تک کاب ، زیلہ ، باریمون اور قازآوا کے اطراف میں گشت کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ صاحب طغرائی ایلخان اعظم کی خدمت سے واپس آ گیا اور یہ سب جھگڑے اس کی ہوشیاری اور احتیاط کی برکت سے طے ہو گئے ۔

سلطان علاءالدین کا راستہ میں وفات پانا اور بسلسلۂ وزارت صاحب طغرائی کا ممالک روم میں رجوع ہونا

علاء الدین کا انتقال :

جب سلطان علاء الدین کیقباد[2] جو ماں کی طرف سے داؤدی اور باپ کی طرف سے سلجوق تھا ، بڑے بھائی سلطان عزالدین کے حکم سے ایلخان اعظم کی خدمت میں چلا تو بہت سا سفر طے کرنے کے بعد اسی منزل پر ایک دوپہر رات گزرے اپنے مصاحبوں اور امیروں کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا ۔ صبح ہوئی تو امرا دستور کے مطابق بارگاہ سلطنت پر حاضر ہوئے ۔ اس وقت انہوں نے سلطان کی حالت میں معمول کے

۱۔ اردو سے ایلخانی مغلوں کا ہیڈ کوارٹر مراد ہے ۔

۲۔ علاء الدین کیقباد ابن کیخسرو ابن کیقباد ۔

خلاف ایک رکاوٹ محسوس کی ۔ مصلح لالا اندر گیا تاکہ صاحب اور امرا کے حاضر ہونے کا حال سلطان سے گزارش کرے ۔ جب وہ باہر آیا تو سلطان علاء الدین کی وفات کی وجہ سے اس کا چہرہ سخت متغیر نظر آیا اور کسی طرح اس ناگہانی حادثہ کا سبب نہ معلوم ہو سکا ۔

یہ لوگ جب منکہ خان کی خدمت میں پہنچے تو اس نے کہا کہ سلطان کی وفات کے اسباب معلوم کیے جائیں اور جس کی خیانت یا جرم ثابت ہو اس کی کوئی رعایت نہ کی جائے ، مگر کوئی بات ثبوت کو نہ پہنچی ۔ اسی اثنا میں بایجو کے قاصد و ایلچی آئے اور خبر لائے کہ سلطان عز الدین بادشاہ روم نے سرکشی کی ہے اور اس کے لشکر نے بایجو قرچی سے رباط علائی کے جنگل میں جو شہر آقسرا کے اطراف میں ہے ، مقابلہ کیا مگر آخرکار شکست کھائی ۔ جب یہ خبر پہنچی تو بلا تاخیر ، روم کی سلطنت سلطان رکن الدین کو مستقل طور سے تفویض کر دی گئی اور فرمان اور سند حکومت سلطان رکن الدین کو عنایت ہوئی ۔

سلطان عزالدین کی طلبی کے لیے ایلچیوں کی روانگی :

صاحب طغرائی آیا تو سر گذشت اور سارے واقعات عرض کیے ۔ اس کے ایک مشورہ کی وجہ سے فرمان و سند اس سے لے کر خزانہ میں محفوظ کر دی گئی اور صاحب طغرائی کو نہایت تاکید و عجلت کے ساتھ سلطان عز الدین کی طلبی کے لیے ممالک روم کی طرف روانہ کر دیا ۔ جب خطۂ کب میں وہ سلطان اور الیجاق کے پاس پہنچا تو ایوب حصار کا اضافہ کر کے قیر شہر کا علاقہ اسے دے دیا ۔ پھر الیجاق اور سلطان کے اتفاق سے سلطان عزالدین کو بلانے کے لیے متواتر ایلچی بھیجے گئے ۔

سلطان عزالدین آقسرا چلا گیا اور اس نے تاج الدین پروانہ کو سلطان رکن الدین ، الیجاق اور قدغان کے پاس اپنی آمد کی اطلاع کے لیے روانہ کیا ۔ اس کے جواب میں سلطان رکن الدین نے سیف الدین طرمطائی کو بھیجا ۔ اس اثنا میں الیجاق نے کئی مرتبہ سلطان عزالدین سے معرکہ آرائی کا قصد کیا مگر صاحب طغرائی سلطان کے حکم کی بنا پر مانع ہوتا رہا ۔

دونوں بھائیوں کے درمیان ملک کی مساوی تقسیم :

جب دونوں طرف کے ایلچیوں کی آمد و رفت بہت ہوئی تو اس قرارداد پر معاملہ کا تصفیہ ہوا کہ ملک دونوں بھائیوں کے درمیان برابر برابر[۱] نصف تقسیم کر دیا جائے ۔ دریائے سیواس کے جانب مغرب جو حصہ تھا اس پر سلطان عزالدین کا تصرف و قبضہ ہو اور مشرق کی جانب کا حصہ سلطان رکن الدین کی ملکیت رہے ۔

سلطان عزالدین و سلطان رکن‌الدین کی اردوے معظم کی خدمت میں روانگی

جب صلح کی بنیاد مضبوط ہو گئی تو دونوں سلطان ایک دوسرے کے پیچھے ایلخان اعظم کی خدمت میں روانہ ہوئے ۔ پہلے سلطان عز الدین پہنچا ۔ اس کی حالت و صورت[۲] نے خود اس کی خطاؤں کی سفارش کی ۔ بادشاہ نے اس کی حالت پر رحم کھایا اور بہت مہربانی و التفات سے پیش آیا ۔ بڑی مدارات فرمائی ۔ منکو خاں کا فرمان اور سند حکومت اسے دی ۔

دونوں بھائیوں کا معانقۂ صلح :

چند روز کے بعد سلطان رکن الدین ، صاحب طغرائی اور معین الدین پروانہ باریاب ہوئے ۔ ان کے حال پر عنایت قدیم مبذول ہوئی ۔ پھر سلطان عز الدین و سلطان رکن الدین نے بادشاہ کے حضور میں صلح کا معانقہ کیا اور اسی بارگاہ میں بادشاہ کے حکم سے دونوں نے آپس میں باتیں کیں ۔ دونوں بھائیوں کی مصالحت سے اہل عالم خرم و شادمان ہوئے ۔ تقسیم ملک کی نسبت جو قرارداد صاحب طغرائی ، ایلجاق اور پروانہ نے پیش کی تھی بادشاہ نے بھی اسے قائم رکھا اور حکم دیا کہ اب دونوں تبریز روانہ ہو جائیں ۔ بلاد شام و مصر کی فتح اور سفر کا سامان درست کریں ۔

جب یہ دونوں سلطان تبریز آئے تو مصارف کے لیے روپیہ مہیا نہ تھا اس لیے خزانۂ عامرہ سے چار سو توڑے سونا قرض حاصل کیا ۔ اس روپیہ سے ان کا واجبی سامان و اسباب فراہم ہو گیا ۔ بعد ازاں بادشاہ کے ہمراہ تبریز سے حلب کی جانب روانہ ہوئے ۔

---

۱ - على السويہ ۔

۲ - سیما و لقا ربنا او : اس عبارت کا تیسرا جزو 'ربنا او' غلط معلوم ہوتا ہے ۔

جب بادشاہ کو اس مہم سے فراغت حاصل ہوئی اور قاضی محی الدین خزانۂ دمشق کی کنجیاں اور وہاں کے تحائف لے کر باریابی سے مشرف ہوئے اور اطاعت و فرمانبرداری کا یقین دلایا تو علاءالدین کازی کو درگاہ سے دمشق پر نامزد فرمایا گیا ۔ اور جب ملک شام شمشیر جہانگیر سے مفتوح ہوا تو بوغا کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ اس کی حفاظت پر مامور کیا اور خود بادشاہ نے آذربائجان کی جانب عنان توجہ پھیر کر سند حکومت اور فرمان سلطان عزالدین سے واپس لیا اور سلطان رکن الدین کو دے دیا اور اس کی بہت دلجوئی کر کے واپسی کی اجازت دی ۔

صاحب طغرائی کی وفات اور فخر الدین علی کی وزارت :

دونوں خوش و خرم ممالک موروثی کو روانہ ہوئے اور شادمانی کے تخت پر متمکن ہو گئے ۔ اس درمیان میں صاحب طغرائی نے وفات پائی ۔ سلطان عزالدین نے اس کے بعد وزارت پر فخرالدین علی نائب کو مقرر کر کے خلعت و دوات ، حکم اور منصب وزارت دے کر عزت بخشی ۔

الیجاق کی عزالدین کے خلاف شکایات :

سلطان رکن‌الدین کی وزارت کے لیے پروانہ کے نام فرمان ہوا ۔ ملک‌الامرا تاج‌الدین المعتز ابن قاضی محی الدین خوارزمی کو خاصہ کی آمدنی کے انتظام اور حفاظت کے لیے مقرر کیا ۔ اس انتظام سے وہ وقت قریب تھا کہ بے چین دلوں کو آرام اور پریشانوں کو اطمینان حاصل ہو جاتا ، مگر مفسد و شریر کمینوں نے پروانہ کو بھکایا اور اس نے الیجاق کو ہموار کیا اور الیجاق نے بادشاہ کے حضور میں سلطان عزالدین کی شکایتیں لکھ کر روانہ کیں کہ وہ مصریوں کی طرف مائل ہو رہا ہے اور ہمیشہ اپنے ملک سے قاصد بھیجتا رہتا ہے ۔ اگر بادشاہ کی اجازت ہو تو اس کا تدارک کر دیا جائے ۔ ان شکایتوں پر فرمان صادر ہوا اور حکم کے مطابق سلطان رکن الدین پروانہ اور اپنے ملک کے لشکروں کے ساتھ قونیہ روانہ ہو گیا ۔

سلطان عزالدین کا دوبارہ فاسلیوس کی طرف فرار ہونا

سلطان عزالدین کا صاحب فخرالدین سے مشورہ :

جب سلطان عز الدین بادشاہ کی خدمت سے واپس ہوا اور ایک مدت تک سفر کی تکان وغیرہ سے آرام کر چکا تو اس نے صاحب فخر الدین کے سامنے یہ رائے پیش کی کہ اگرچہ سلطان رکن الدین کے ساتھ جو

ہمارا صلبی بھائی ہے ، ہمارا میل ہو جاتا ہے لیکن معین الدین پروانہ کی مکاری سے سخت ندامت رہتی ہے ۔ اگر اضداد کو دفع کرنے کے خیال سے احتیاطاً دوبارہ بادشاہ کی خدمت میں روانگی کا عزم مصمم ہو تو یہ بہت سی مصلحتوں پر مشتمل ہو سکتا ہے ۔

تاتاری بادشاہ کے یہاں روانگی :

صاحب فخر الدین نے اس رائے سے اتفاق کیا ، اور نذر و پیشکش کا انتظام کر کے بارگاہ سلطانی منزل روزبہ پر نصب کی ۔ پھر وہاں سے سلطان عز الدین کے ہمراہ کوچ دیا ۔

جب سلطان رکن الدین و پروانہ اور مغلوں کا لشکر آقسرا پہنچا ، اور ان لوگوں کی آمد عداوت کی بنا پر معلوم ہوئی تو سلطان عزالدین نے صاحب فخرالدین کو حالات کی تفتیش و تدارک کے لیے آگے بھیجا اور خود سلطان عز الدین بھاگنے کے لیے تیار ہو کر نتیجہ کا انتظار کرنے لگا ۔ پھر لوگوں نے سلطان کو اطلاع دی کہ جب صاحب فخر الدین اس طرف پہنچا تو ان لوگوں نے اس کو اپنا وزیر بنا لیا اور اب مغل سلطنت کے خس و خاشاک کو پاک کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور نزدیک آ پہنچے ہیں ۔

عزالدین کا فرار :

یہ سن کر سلطان عز الدین فوراً اپنی جماعت و اہل و عیال کے ہمراہ انطالیہ روانہ ہو گیا ۔ دو روز کے بعد جب سلطان رکن‌الدین اور مغلوں کا لشکر پہنچا تو انھوں نے سلطان عز الدین کے باقی ماندہ اسباب سلطنت پر بحق بادشاہ قبضہ کرلیا اور جو کچھ خزانہ میں موجود تھا اسے روک رکھا ۔ جب توکتک بخشی اور بہاء الدین شہنشاہ بادشاہ کی درگاہ سے ان چیزوں کے لیے آئے تو انھیں دے دیا ۔ بعد ازاں الیجاق نے ملک آقشہر کے قرابورک نامی گاؤں میں اور سلطان رکن الدین نے مقام التونتاش میں موسم سرما گزارا اور لشکر مغل نے ہر طرف تاخت و تاراج شروع کی۔

علی بہادر کے پاس سفری حصار میں بہت سی جمعیت تھی، وہ مغلوں کے لشکر پر شبخون مارنا چاہتا تھا ۔ رات کو آتے میں راستہ بھول گیا ۔ صبح کے وقت لشکر مغل کے ہراول سے مقابلہ ہوا ۔ اس لشکر نے مغلوں کے بڑے لشکر کو اطلاع دے دی ۔ بڑا سخت معرکہ ہوا ۔ آخر علی بہادر بھاگ کر اوچ پہنچا ۔

سلطان عزالدین استنبول میں :

یہ حالات سن کر سلطان عز الدین اصلاح معاملات سے مایوس ہو گیا اور باربرداری کی جو کشتیاں تیار تھیں ان میں عیال و اطفال کے ساتھ بیٹھ کر فاسلیوس کے پاس استنبول چلا گیا ۔ شاہ روم اس کی تعظیم و تکریم میں بہت مبالغہ کرتا تھا اور یہ لوگ تمام دن عیش و عشرت میں مشغول رہتے تھے ۔ علی بہادر بھی اوج سے اپنے گروہ کے ساتھ استنبول میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا ۔ فاسلیوس نے اس پر مہربانی کی اور اس نے بھی کئی مرتبہ فاسلیوس کے دشمنوں کو منہزم کیا اور بڑی پہلوانی دکھائی اور اس کے صلہ میں بہت سے گراں بہا خلعت پہنے ۔

فاسلیوس کے خلاف سازش اور اس کا انکشاف :

کچھ مدت کے بعد اس گروہ نے جن کے بوسیلہ دماغ راحت و آرام کی طاقت نہ رکھتے تھے ایک بار اثناء گفتگو میں سلطان عز الدین سے کہا کہ چونکہ سلطان ملک قدیم سے محروم ہو گیا اور یہاں الحمد للہ جمعیت و حشم سب کچھ میسر ہے ، اگر کسی دن سیر کے موقع پر فاسلیوس کو راستہ سے ہٹا دیا جائے اور اس ملک کی بادشاہی سلطان کو مل جائے تو کیسا ہو ۔

سلطان عزالدین کے سپہسالار کر کدید نے العرق دساس (رگ جسم بڑی جاسوس ہے) کے مصداق یہ بات فاسلیوس کے کانوں تک پہنچا دی ۔ اس نے بہادر اغرلو امیر آخر اور علی بہادر کو اپنے گھر بلا کر قید کرلیا ۔ پھر سلطان اور اس کی والدہ کے دروازہ پر نگران مقرر کر کے سلطان کو اقارب کے ساتھ ایک قلعہ میں روک رکھا ۔ اور امیر آخر کی آنکھیں[۱] نکلوا دیں اور علی بہادر کو قتل کر دیا ۔

صالن خان کی امداد :

اب سلطان عز الدین اور اس کے متعلقین کی نوبت تھی ۔ ان کا یہ حال ہوا کہ جو مذہب عیسوی قبول کر لیتا تھا اسے امان مل جاتی تھی اور باقی لوگ عذاب و سختی و قید میں مبتلا ہوتے تھے ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے صالن خان کے دل میں رحم ڈال دیا کہ اس نے سلطان عزالدین کی رہائی کے لیے بہت بڑا لشکر بھیجا ۔ اتفاق سے اس سال سخت برفباری ہوئی ۔

۱۔ مسمول (وہ شخص جس کی آنکھوں میں سلائی پھیر کر اندھا کر دیا جائے)۔

دوناب کا پانی جم گیا اور تمام لشکر کو اس سے عبور کرنے کا موقع مل گیا ۔ ان لوگوں نے سلطان کو قید سے نکالا اور برکہ خان کی خدمت[۱] میں چلے ۔ جب سلطان اس کے دربار میں پہنچا تو خان نے بڑی نوازش کی ۔ ملک سولخاد و سوتاق جاگیر میں اسے عنایت کیا ۔

والدہ سلطان عزالدین کی خود کشی :

ادھر سلطان کی والدہ کو بد طینت خود غرضوں نے یہ خبر گھڑ کے سنا دی کہ سلطان راستہ میں شہید ہو گیا ۔ وہ بیچاری اس صدمہ کی تاب نہ لاسکی اور قلعہ سے گر کر جان دے دی ۔ جب سلطان عز الدین کو ماں کا حادثہ اور ناسلیوس کے ہاتھوں اپنے دو بیٹوں اور ایک بہن کے گرفتار ہونے کا حال معلوم ہوا تو سخت رنجیدہ ہوا مگر سختی کے بعد آسانی کے موقع کا منتظر تھا اور صبر کرتا تھا ۔ اس کا انجام حسب موقع بیان ہو گا ۔

سلطان رکن الدین قلیج ارسلان کی بادشاہی اور اس کے اخلاق و خصائل

سلطان شہید رکن الدین زر پاشی (فیاضی) اور پہلوانی میں یکتائے زمانہ تھا ۔ ساٹھ من کی کمان اور نو من کا گرز رکھتا تھا ۔ کم ظرف اور کمینہ پن سے علیحدہ رہتا تھا ۔ اس نے اپنے عہد سلطنت میں اپنے مملوکہ ممالک میں سے اکثر ملک شرعی خطوط کے ساتھ لوگوں کو بخش دیے ۔

قونیہ کا محاصرہ :

جب سلطان رکن الدین قونیہ میں تخت پر بیٹھا اور سلطان عزالدین نے استنبول کی راہ لی تو علی بہادر و آغرلو امیر آخر نے ہر طرف سے جمعیت فراہم کر کے قونیہ کا محاصرہ کر لیا ۔ معین الدین پروانہ نے بعض مغلوں کی مدد سے علی بہادر اور آغرلو کو کاروان سرائے التونبہ میں ذلیل و تباہ کر دیا اور جو لوگ اس کے ہم خیال ہو گئے تھے ان کو قتل کیا ۔

عزالدین کے خیر خواہوں کا حشر :

ان کے سوا اصحاب قلم اور ممتاز و معزز لوگوں میں سے جو لوگ سلطان عزالدین کی خیر خواہی کا دم بھرتے تھے ، جیسے مجیب الدین مستوفی ، قوام الدین مشرف ملک ، قاضی جلال الدین سفیر حصاری قاضی لشکر ،

۱- بخدمت برکہ متوجہ شدند ۔

سیف‌الدین خاص قیمہ ، کریم‌الدین علی شیر ، بدرالدین کہرتاش امیر سلاح ، امین‌الدین یاقوت استادالدار ، ان لوگوں کو مقید کر کے الیجاق کے پاس بھیجا ۔ اس کے حکم سے یہ سب شہید کر دیے گئے ۔

چونکہ یہ گروہ ناحق قتل ہوا تھا اس لیے الیجاق پر خواب میں عالم غیب سے سخت عتاب ہوا اور ایجاق اس کے خوف سے بیدار ہو گیا اور اس نے ان مرحوم و مغفور مقتولوں کے مزاروں پر انوار کے آثار اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے تو پریشان ہو کر پروانہ کی مذمت کرنے لگا ۔

سینوب کا محاصرہ :

جب علی بہادر کا قصہ طے ہو گیا تو شاہ ملک نے نافرمانی شروع کر کے قلعۂ کداغرہ میں پناہ لی ۔ اس کا محاصرہ کر کے امان دینے کی قسم کھائی۔ پھر اسے قلعہ سے نیچے اتارا اور مغلوں کے ہاتھ سے شہید کروا دیا ۔ بعد ازاں سلطان رکن‌الدین کی خدمت میں باریاب ہوا اور طرابزونی کے قبضہ سے سینوب واپس لینے کے لیے فرمان حاصل کیا جو بطور سرقہ اس کے قبضے میں آ گیا تھا ۔ اس نے سینوب پر دو سال تک محاصرہ قائم رکھا ۔ جب فتح حاصل ہوئی تو اسے اپنے ملک میں لینے کی استدعا کی ۔ چونکہ سلطان کی زبان سے کلمۂ شہادت کے سوا کسی موقع پر لفظ لا (نہیں) نہیں نکلتا تھا اس لیے اس کی یہ استدعا فوراً منظور ہو گئی ۔

سلطان رکن‌الدین کی شہادت کے اسباب و واقعات

سلطان عزالدین کا مقبوضہ حصۂ ملک سلطان رکن الدین کے دیوان سلطنت کے تصرف میں آنے سے پہلے ایک دن معین الدین پروانہ نے دوران گفتگو میں اپنے خاص آدمیوں سے سلطان عزالدین کے حصۂ ملک کو سلطان رکن الدین کے ملک میں بڑھانے کے متعلق مشورہ کیا ۔

پسر خطیر شرف مسعود کے اختیارات میں اضافہ :

خطیر شرف مسعود کے بیٹے نے جو اس کے منشیوں میں سے تھا ، کہا اگر امن کی یہ صورت نکل آئے تو خداوند نکیدہ کی سر لشکری مجھے عنایت فرمائیں ۔ پروانہ نے شگون کے طور پر اس کی پیشانی چومی[1] ۔ بعد ازاں پروانہ نے وہ تہمتیں اور الزامات جو سلطان عزالدین کے خلاف لگائے اور گھڑے

۱۔ تقبل فرمود ۔

جاتے تھے انھیں شایع کرنے کی مہم شروع کر دی اور کئی بار آمد و رفت کر کے ایسی صورتیں نکالیں کہ الیجاق کو قونیہ سر کرنے اور سلطان عزالدین کو قید کرنے کی اجازت (مغل) بادشاہ سے مل گئی - اور بے گناہ سلطان عزالدین نے بادشاہ کے خوف و ہیبت سے غربت و مسافرت اختیار کی اور پھر لشکری کے پاس جا کر پناہ لی تو سابقہ وعدہ کے مطابق نکیدہ کی سر لشکری در پسر خطیر شرف مسعود کو مقرر کر دیا - اس تقرر سے اس کا رتبہ بہت بلند ہو گیا اور وہ کہیں سے کہیں پہنچ گیا -

پسر خطیر کی سرکشی و خودرائی :

جب پسر خطیر کو اس خدمت پر کئی سال ہو گئے اور اس کا ظرف اپنی دولت و ثروت کا تحمل نہ کر سکا اور یہ ظاہر ہے کہ اسے یہ منصب بلا استحقاق و اہلیت ، بالکل بے موقع ملے تھے اس لیے اس نے اپنی چادر سے باہر پاؤں نکالے اور اس کے تمام افعال و احوال اس کی اصلیت اور نسلی کمینہ پن کو ظاہر کرنے لگے - اطراف کے شرفا نے اس کی امارت کو بری نظروں سے دیکھا اور ناپسند کر کے بہت سی درخواستیں شکایت میں بھیجیں - اس کی ان حرکات کے انتظام و انسداد کے لیے اگرچہ کئی فرمان سلطان کی طرف سے نافذ ہوئے مگر اس نے تعمیل نہیں کی ، سرکشی اور خودرائی سے کام لیتا رہا - سلطان پروانہ کی مروت سے کچھ نہ کہتا تھا -

سلطان کی طرف سے پروانہ کا کینہ :

ایک رات سلطان نے جلسۂ خلوت میں ان مصاحبوں سے جو سب کے سب پروانہ کے آدمی تھے کہا ''اب نکیدہ کو شرف سے لے لینا چاہیے''۔ اس کے علاوہ سلطان نے کسی وقت سینوب کی ملکیت (پروانہ کو دینے) کے واقعے پر ندامت ظاہر کرنے کے طور پر کہا ہوگا کہ کوئی خدمت گار کبھی کسی شہریار سے کوئی شہر نہ مانگے ، پروانہ اور اس کے پیرووں نے ہمارے قدیم ملک پر مضبوطی سے دانت جما دیے ہیں - یہ لوگ اور لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ملک کے نصاب سے محروم رکھتے ہیں - اگر یہی حال رہا تو دوسرے سال سلطنت میں ہمارا کوئی دخل نہ رہے گا - اس لیے مصلحت یہ ہے کہ بادشاہ کی خدمت میں چل کر ظالموں کی زیادتی اور اپنی حکومت کے ضعف کا حال گزارش کریں -''

ان محسن کش مصاحبوں نے یہ واقعات بےکم و کاست، مفسداللہ الداز سے پسر خطیر سے بیان کر دیے ۔ کیونکہ وہ بڑا شریر ، حیلہ ساز اور غماز تھا ، اجازت لے کر لڑکوں سے تجدید ملاقات کے بہانہ سے توقات چلا گیا جہاں اس کی سکونت تھی اور پروانہ کو اشتعال دے کر بھڑکا دیا - روزانہ دونوں جنگل کی طرف چلے جاتے اور مشورے کرتے ۔ آخرکار ان کی رائے اس پر قائم ہوئی کہ مغلوں کو موافق کر کے سلطان پر وار کیا جائے ۔

معین‌الدین پروانہ کی شکایت تاتاری بادشاہ سے :

دوسرے دن پروانہ نے تمام یرغوجیوں (سیاست دانوں) اور مغل امیروں کے لیے بہت سے قیمتی تحائف اور اموال جمع کر کے اسی پسر خطیر یعنی شرف کے ہاتھ روانہ کیے اور یہ پیام بھیجا کہ چونکہ سلطان رکن الدین شامیوں کے ساتھ اتفاق کرنا چاہتا ہے اور سرکشی پر تلا ہوا ہے اور میں مانع ہوتا ہوں اس لیے مجھے قتل کرنے کی فکر کر رہا ہے - جب وہ قتل کر چکے گا تو وہ آپ کی جڑ کاٹنے کے لیے فوجیں فراہم کرے گا ۔ اس کی اس تدبیر کے عمل میں آنے سے پہلے حالات کا تدارک کر دیا جائے تو بڑی مصلحت ہوگی ۔

مغل امرا کی آقسرا کو روانگی :

پروانہ کی اس بات سے اکثر مغل امرا پیچھے ہٹے اور اسے ماننے میں تامل کرنے لگے- بایناک نے جس کی پروانہ کے ساتھ دوستی تھی، مغل امرا کو تحقیق واقعات کے لیے آقسرا چلنے پر تیار کر لیا - پروانہ اپنے اور نکیدہ کے لشکر اور پسر حاجا کی جمعیت کے ساتھ آقسرا روانہ ہوا - پسر حاجا کرائے کے جاہل ترکوں اور سفلوں میں سے تھا - اسے پروانہ ہی نے بڑھایا اور اس طرح زمانے کی مانند ناکس دوستی اور بےہنر نوازی کی تھی - آقسرا میں پروانہ نے سلطان کی طلبی کے لیے قاصد بھیجا کہ بادشاہ سلامت کا فرمان مبارک ایک نازک مہم کی نسبت صادر ہوا ہے ، اس حکم کے سننے کے لیے سلطان کا موجود رہنا ضروری ہے ۔

سلطان رکن‌الدین مغل امرا کے چنگل میں :

سلطان قونیہ سے آقسرا روانہ ہوا ۔ جس روز فرمان پہنچا ہے اس روز

۱- بنقیر و قطمیر : کھجور کی گٹھلی اور اس کا چھلکا یعنی بےکم و کاست ایک ایک کر کے ۔

ناصرالدین معتز کی دعوت تھی - اس دوستانہ مہمانی میں سلطان کو سخت ناگواریوں کا سامنا کرنا پڑا - جب شراب کا نشہ غالب ہوا اور حیا کا پردہ اٹھ گیا تو مغل امیروں نے سلطان پر عتاب کرنا اور سختی سے باز پرس کرنی شروع کی کہ "تو پروانہ کو کس وجہ سے مارنا چاہتا ہے ، اس نے تیری خدمت میں کیا کمی کی کہ وہ ایسے ناپسندیدہ منصوبہ کا مستحق سمجھا گیا ؟" سلطان نے جواب دیا کہ جس بات کو آپ لوگ کہہ رہے ہیں اس کا حال مجھے معلوم نہیں ہے - کوئی بات اس قسم کی میری زبان سے ہوش یا نشہ کی حالت میں کسی وقت نہیں نکلی ہے - اگر آپ لوگ کافی عقبوں سے کام لیں گے تو یقین ہے کہ جس نے یہ بات نکالی ہے ، اسے نادم ہونا پڑے گا - امیروں نے کہا اگر یہ بات کئی بار نہ کہی گئی ہوتی تو یہاں تک نوبت نہ پہنچتی - خیر اگر تم ان سرکش لوگوں کو جنھوں نے ایسی غداری پر ابھارا ہے ہمارے سپرد کر دو تو ہم سزا دے لیں گے اور سلطان کو نجات مل جائے گی اور اگر اس میں ڈھیل دو گے تو ہم زندہ نہ چھوڑیں گے اور کوئی مروت نہ کریں گے - سلطان نے کہا میں اس معاملہ میں غور کر کے کل امرا کی خدمت میں جواب عرض کروں گا - اس دن کا جلسہ اس بات پر برخاست ہو گیا -

سلطان کی طرف سے مغل امرا کی دعوت :

۲ جمادی الاول ۶۶۳ھ کو چارشنبہ کے دن سلطان شہر سے نکلا - اس روز سلطان کی طرف سے دعوت کی باری تھی - جب وہ چاشت کے وقت امرا کے ہمراہ شکار میں مشغول ہوا تو مغلوں کی تمام فوج مسلح تھی اور دور سے آ کر سلطان کے گرد جمع ہو گئی تھی - جب سلطان سراپردہ میں آیا تو اس نے مغلوں کو بلایا - خوان بچھا اور لوگوں نے کھانے سے فارغ ہو کر شراب پی - سلطان جس خیمہ میں بیٹھا تھا اس میں اتنے ہجوم اور گرمی کی وجہ سے تکلیف محسوس ہوئی - اس نے نیمچہ جامدار کو دے دیا -

سلطان کو زہر دے دیا گیا :

یہ بات چند پہرہداروں نے چھڑی دیکھی تو سب نے ایک ایک کر کے غلاف سے نیمچے نکال لیے اور سلطان کو جھڑکنا شروع کیا کہ کل یہ طے ہوا تھا کہ پروانہ کے خلاف سازش کرنے والوں کو تم ہمارے

۱- مراراً -

حوالے کر دو گے مگر تم نے ایسا نہیں کیا ۔ سلطان اس کے جواب میں بہت معذرت کرتا تھا مگر کوئی نہ سنتا تھا ۔ اسی گفت و شنید کے دوران میں ان لوگوں نے سلطان کے پیالہ میں زہر ملا دیا ۔ سلطان نے اسے پیا تو تھوڑی دیر بعد اس کے مزاج میں سخت تغیر پیدا ہو گیا ۔ جب زہر کا اثر رگوں میں پہنچا اور روح گھبرائی تو پیشاب کرنے کے عذر سے باہر آیا اور گھوڑا منگوا کر سوار ہو کر شہر کو چلا ۔

سلطان رکن الدین کا قتل :

امرا نے تعاقب کیا اور گھیر کر واپس لے آئے ۔ کچھ عرصہ بعد امرائے مغل پروانہ کے ساتھ نکل آئے ۔ خطیر کے بیٹے ضیاء و شرف چند مغلوں کے ساتھ اندر رہ گئے اور انھوں نے خیمہ کے اندر ایسے (عالی مرتبہ) سلطان کو لاتوں ۱ اور ٹھوکروں پر رکھ لیا ۔ سلطان نے بہت کچھ فریاد و فغاں کی مگر ان سنگ دلوں پر کوئی اثر نہ ہوا ۔ آخر کو کمان ۲ کے چلے سے (گلا گھونٹ کر) سلطان کی جان لے لی ۔

جب سلطان کا کام تمام کر چکے ۳ تو مغل گرم سیر علاقے میں چلے گئے اور امرا و اکابر بعجلت تمام قونیہ میں آئے ۔

سلطان غیاث الدین کیخسرو ابن قلیچ ارسلان

ڈھائی سال کے یتیم کی تخت نشینی :

جب ارکان دولت قونیہ پہنچے تو سلطان غیاث الدین کو جو ڈھائی سال کا یتیم بچہ تھا ، تخت سلطنت پر بٹھایا اور اس کی وفاداری و خیرخواہی کی قسم کھائی ۔ صاحب اور پروانہ دونوں نے متفق ہو کر مہمات سلطنت احتیاط و ذمہ داری کے ساتھ انجام دینا شروع کیں ۔ غیاث الدین ان کے آغوش تربیت میں اس طرح تربیت پاتا رہا جس طرح خالص پانی سے پودا سرسبز ہوتا ہے ۔ ایک مدت تک یہ عمل رہا کہ غیاث الدین سے فرامین و احکام پر مہر لگوائی جاتی تھی ۴ ۔ اس کے بعد جب وہ بچپن کی حد سے بڑھ کر

۱۔ در لگد کشیدند ۔

۲۔ بزہ کمان جان او را بجنان فرستادند (کمان کے چلے سے اس کی روح کو فردوس میں بھیج دیا) ۔

۳۔ اماتت : مارنا ، ہلاک کرنا ۔

۴۔ بقالب چوبین ... فرامین را بتوقیع تزئین می داد ۔

لڑکپن کی عمر کو پہنچا اور کچھ سمجھنے اور یاد کرنے لگا تو استاد مقرر کیے گئے جو اس کی تعلیم میں مشغول ہوئے۔

صاحب فخرالدین کی معزولی اور قلعہ عثمانجوق میں قید ہونا

صاحب فخرالدین کے نام عزالدین کا خط :

سلطان عزالدین نے کسی شہر سے جہاں وہ مسافرانہ زندگی بسر کررہا تھا ، صاحب فخرالدین کے پاس ایک خط بھیجا جو پہلے اس کا وزیر سلطنت تھا اور اس خط میں اپنی حالت اور تنگدستی کی کیفیت لکھی ۔ حسب عادت صاحب فخرالدین کے دل میں شفقت پیدا ہوئی اور اس نے پروانہ سے حال بیان کیا اور سلطان کے خطوط اس کے پاس بھیج دیے ۔

صاحب کا پروانہ سے مشورہ کرنا :

پروانہ سلطان کے خط دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور وہ خط پڑھنے کے بعد اپنے ہی پاس رکھ لیے ۔ دوسرے دن جب پروانہ اور صاحب کی ملاقات ہوئی تو صاحب نے پروانہ سے پوچھا کہ سلطان عز الدین کا جواب کس نہج پر لکھا جائے اور اس حالت میں کہ اسے تنگدستی و بے نوائی نے گھیر رکھا ہے کچھ بھیجنا چاہیے یا نہیں ۔

سلطان طغرل اور شاہ ارمن کا واقعہ :

پروانہ نے جواب دیا کہ اس وقت سلطان کا حال سلطان طغرل کی طرح ہے کہ جب وہ امرا کے ظلم سے بے چین ہو کر اطراف ممالک میں آوارہ ہوا تو پریشان ہو کر یہ دو شعر حصول امداد کے لیے شاہ ارمن کے پاس بھیجے ۔

امروز کرم کن اے کرم را پر و بال کز نیستم شکست مردار حلال
فردا کہ ز اختیرم نکو گردد حال گوہر ز کف تو برنگیرم بسفال

شاہ ارمن کے دل میں ان شعروں کو دیکھ کر ذرا مروت نہ آئی اور اس کا بخل بدستور رہا ۔ اس بنا پر سلطان طغرل نے غضب ناک ہو کر یہ دو شعر کہے :

اے دل بہوائے ارمن ارمن باشم خالی نکنم ز ارزن ارزن باشم
وے چرخ اگر بحیلہ بیرون نکنم گاو تو ، ز خرمن تو خر من باشم

اس کنجوسی کی بدولت شاہ ارمن کا نام دنیا میں مشہور ہوگیا ۔

ایسے موقع پر ولی نعمت کی رعایت و جانبداری کرنا لازمۂ مروت ہے ، اگر اس بارہ میں سلطان نے مجھے کوئی خط بھیجا ہوتا [تو میرے پاس جو کچھ موجود ہے سب دے ڈالتا ۔

عزالدین کے پاس تحائف کی روانگی :

صاحب فخرالدین جب اس گفتگو کے بعد پروانہ سے رخصت ہوا تو چند جوڑے کپڑے ، پانچسو مثقال وزن کا سونے کا گلاس اور دوسرے تحائف مرتب کیے اور جواب خط کے ساتھ سلطان عز الدین کے پاس روانہ کر دیے ۔

صاحب فخرالدین کے خلاف سازش کا جال :

کچھ مدت کے بعد دشمنوں نے پروانہ اور صاحب فخر الدین کے درمیان چغلخوری اور منافقت شروع کردی اور پروانہ کو صاحب کے قید و ذلیل کرنے پر ابھارا مگر پروانہ امیر تاج الدین حسین ، صاحب فخرالدین کے بیٹے سے گھبراتا تھا جو لشکر داری ، خنجرزنی ، سپاہ دوستی اور فیاضی میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا ۔ شرف پسر خطیر نے کہا ''میں تاج الدین کا اس طرح تدارک کیے دیتا ہوں کہ اسے مہانی کے بہانہ سے گھر بلاتا ہوں ؛ جب وہ جانے کے لیے باہر آنے لگے گا تو جانے نہ دوں گا'' ۔

صاحب کے بیٹے تاج الدین کی نظربندی :

دوسرے دن صاحب ، پروانہ ، امیر تاج الدین اور پسر خطیر سلطان کی سواری کے ساتھ سیر کو گئے ۔ جب سلطان سواری کر چکا تو شرف پسر خطیر نے تاج الدین سے کہا ''کل کی شراب سے میرے سر میں چکر سا آ رہا ہے ، خمار کی کیفیت ہے ، ایک دو پیالے تتماج (شوربہ) کے جو مخمور کے درد کی دوا ہے اور اس کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں ، حاضر ہیں ، اگر جناب عزت افزائی فرمائیں تو ساتھ چل کر تناول کر لیں تا کہ خمار کی کیفیت دور ہو جائے ، قدیم بندہ نوازی سے توقع کر کے عرض کرتا ہوں'' ۔

صاحب کے بیٹے (تاج الدین) نے اپنی صاف دلی اور نیک خیالی کی وجہ سے اس کی دعوت قبول کر لی ، اس کے گھر گیا اور اس سے محبت و التفات کے ساتھ پیش آیا اور خوش طبعی کرتا رہا ۔ خوان اٹھنے کے بعد تاج الدین نے جانا چاہا تو شرف نے بے حیائی لاد کر کہا : ''امیر پروانہ کے ایما سے آپ کو یہاں سے ہٹنے کی اجازت نہیں ہے'' تاج الدین نے کہا

''دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ ایسا کرنا مروت سے بعید ہے'' مگر اس کہنے کا کوئی اثر نہ ہوا - مجبوراً راضی ہو گیا اور صبر اختیار کیا -

پروانہ کا صاحب فخرالدین پر اوچھا وار :

شرف نے فوراً ایک ورقہ پر قضی الامر (کام پورا ہو گیا)لکھ بھیجا - یہ پرچہ دیکھ کر فوراً پروانہ اہل دیوان کے سامنے سے اٹھا۔ اس وقت صاحب ، ارسلاندغمش اور طرمطائی بیٹھے ہوئے تھے - دیوان کے ایک طرف آ کر وہ خط جو سلطان عزالدین نے صاحب کے پاس بھیجا تھا اپنے ایک خاص آدمی کے ہاتھ ارسلاندغمش ، طرمطائی اور صاحب کے پاس بھیجا اور کہا کہ ''جو شخص اپنے آقا کے ساتھ مکر و بے وفائی کی تدبیر کرے اور اس کے مخالفوں سے متفق ہو جائے اس کے زندہ رہنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے ؟''
صاحب نے کہا جب یہ خط میرے پاس پہنچا تو میں نے فوراً تمھارے پاس بھیج دیا اور فرصت کے وقت معاملات پر گفتگو کر لی - اس معاملہ میں میرا کوئی گناہ نہیں ہے - اس کے سوا جو خدا اور آقا کا حکم ہو وہی درست ہے - مگر اس جواب سے کوئی فائدہ نہ ہوا - پہلے صاحب کو تھوڑے دن قصر سلطنت کے بعض مکانوں میں رکھا گیا ، پھر امیرداد کے گھر منتقل کر دیا -

شمس الدین ولد صدرو کو اس قضیہ کی اطلاع کے لیے امرائے مغل اور یرغوجیوں کے پاس روانہ کیا - بہت سا مال و دولت اسے بطور صلہ دیا تاکہ فخرالدین وزیر کی گرفتاری کے معاملہ کو معمولی اور ناقابل التفات بیان کرے اور اس (پروانہ) کی وزارت کی بڑائی بیان کرے - اسی سلسلہ میں شمس الدین کو آمد کی سر لشکری بھی تفویض کر دی -

مغل امرا کی احتیاط :

مغل امیروں نے جب یہ حالات سنے تو کہا ''اگرچہ اس سے بڑا جرم سرزد ہوا ہے لیکن جب تک واقعات کی بادشاہ کو اطلاع نہ ہو جائے اس کی زندگی معدوم[۱] کرنے میں جلدی نہ کرنا چاہیے - تاہم اس کی حفاظت میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے -

جب شمس الدین ولد صدرو واپس ہوا تو صاحب کو قلعہ عثمانجوق

۱- در ابطال حشاشہ او - رہی سہی زندگی (باقی ماندہ جان باطل کرنے میں) -

میں بھیج دیا اور اس کے بیٹے کو پسر خطیر کی ضمانت پر رہا کر دیا مگر یہ شرط لگا دی کہ ایسے سفر و حضر میں پروانہ کے ساتھ رہنا پڑے گا ۔ ان سب کا حال اور انجام آیندہ بیان کیا جائے گا ۔

سلطنت روم کے دیوان میں مناصب کی تبدیلی

جب صاحب فخرالدین کو قلعہ عثمانجوق میں بھیج دیا تو وزارت مجدالدین محمد ابن حسن مستوفی الارزنجانی کو تفویض کی جو دنیا میں اپنے فضائل کے لحاظ سے نظیر نہ رکھتا تھا ۔ اور مستوفی کا عہدہ صدر معظم جلال‌الدین محمود شرف کو ، شرف کا عہدہ ظہیرالدین متوج ابن عبد الرحمان کو دیا جو ابویوسف کی اولاد سے تھا ۔ نظارت زین‌الدین احمد ارزنجانی کو دی گئی ۔ ان میں سے ہر ایک نے جہاں تک تک ہو سکا اپنی خدمات اچھی طرح انجام دیں ۔ جب صاحب فخرالدین قلعہ عثمانجوق سے نکل کر بادشاہ کی خدمت میں گیا اور تمام واقعات معرض تحقیقات[۱] میں لائے گئے تو صاحب اس بہتان سے صاف بچ گیا ۔ حکم ہوا کہ اپنے گھر اور سلطنت و دیوان کے معاملات میں مشغول ہو ۔ صاحب ایک مدت تک اپنے گھر رہا اور جائداد و زمین اور اوقاف کی عمارت کے انتظام میں مشغول رہا ۔ جب معزولی کو ایک مدت ہو گئی اور صاحب نو کمینوں کے تسلط سے رنج و ملال پہنچا تو اس نے غیرت کے مارے ہدایا و تحائف فراہم کر کے درگاہ اباقا خان کا عزم کیا ۔

اباقا خاں کا صاحب فخر الدین کو وزارت پر بحال کرنا :

باریابی کے بعد وزارت پھر صاحب فخرالدین کو مل گئی ۔ لادیق و خوناس اور قراحصار دولہ کی سر لشکری صاحب کے دونوں بیٹوں کو عنایت ہوئی ۔ اس کے بعد باپ بیٹے شادکام و بامراد روم واپس لیے گئے ۔ جب وزارت پر فخرالدین پھر مقرر ہو گیا تو اتابک کی جگہ پر صدر مجدالدین کو مقرر کیا گیا ۔ سب نے مملکت روم کے متعلق جو احکام ہوئے تھے ، متفق ہو کر ان کی تعمیل کی اور پابندی سے فرائض انجام دیتے رہے ۔

اتابک مجدالدین کے بعض اوصاف اور اس کا انجام

مجدالدین محمد بن حسن ارزنجانی کے کمالات :

صدر معظم و یگانہ عالم مجد الدین محمد ابن حسن ارزنجانی بہت سے

۱۔ حکایات را در یرغو انداختند

فضائل و آداب میں ممتاز اور فنون حساب میں فرد تھا ۔ خط نہایت عمدہ ، عبارت بہت لطیف و بلیغ لکھتا تھا ۔ اس کے وظائف حسنہ اہل اسلام کے خاص و عام خصوصاً سادات و ائمہ کے حق میں آفتاب کے نور اور ابر کے قطروں کی طرح برابر فیض پاشی کرتے رہتے تھے ۔ وہ شعر گوئی ، اشعار کی تنقید اور عربی و عجمی مراسلات کے حسن سے پوری واقفیت رکھتا تھا ۔ وفات کے وقت اسے عقل سے زیادہ ہوش تھا ۔ جس شخص نے اس کی زندگی میں جب کسی دن اس کے دروازہ پر بسر کی یا اسے سلام کیا تو اس سے ضرور انعام پایا ۔

انتقال[1] کے وقت مجدالدین نے اپنے خدم و حشم کو اپنے پاس بلایا اور سب کو پوری شگفتہ روئی اور طمانیت کے ساتھ خدا حافظ کہہ کر جان دی ۔ اس کے مکتوبات میں سے ایک خط یہاں درج کیا جاتا ہے جو ملک السادة[2] مولانا شرف الملة والدین حسنی علوی طباطبائی الشیرازی کے خط کے جواب میں مجدالدین نے لکھا تھا ۔ اس خط سے اس کی لیاقت و بلاغت کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔

''خطاب مبارک مولانا ملک السادات فلک السعادات افتخار العترة الطاہرہ[3] ولی الکرامة الظاہرہ ، علم الهدی ، معلم الوری[4]، شرف الملة والدین حجة الاسلام والمسلمین ایداللہ[5] فضلہ و افضالہ کہ یتیمہ[6] بحر سعادت بود تمیمہ[7] نحر[8] ارادت گشت و ابان[9] ایامک شریف بریور حدقہ[10] فضل و نور حدیقہ قول و فعل از روئے تیمن و تبرک بتعظیم و تبجیل پیوست۔ از[11] مطاوی

---

۱ - در نفس ناز پسیں : صحیح باز پسیں -
۲ - باقی القاب و خطابات کا ترجمہ غیر ضروری سمجھ کر ترک کر دیا گیا -
۳ - عترت : خاندان -
۴ - معلم الوریٰ : لوگوں کے معلم ، استاد -
۵ - ایداللہ : اللہ ہمیشگی دے -
۶ - یتیمہ : در یتیم -
۷ - تمیمہ : تعویذ -
۸ - نحر : گلا -
۹ - ابان : ابتدا ، آغاز -
۱۰ - حدقہ : آنکھ -
۱۱ - مطاوی : مطویہ کی جمع ، لپٹیں -

و فحاوی۱ آن نسیم روض ناسم۲ لا بل نفحات مکارم اخلاق ابو القاسم علیه‌السلام ما کرت المواسم۳ بمشام جان رسید در مدتے که سعود آن سعادت عظیم روئے سوئے افول۴ داشتند و غصون آن نعمت و نعیم و صمت۵ ذبول۶ تا این غایت که بحسن التفات ویمن نظر مولوی طالع و مانع گشتند بیت حماسه که

عسی الایام ان یرجعن قوماً کالذی کانوا

(امید ہے کہ وہ دن آئیں جن میں لوگ اسی پچھلی حالت پر لوٹ آئیں)

در یقظتے۷ و منام۸ در خاطر می بود و دیدهٔ بصیرت و زبان سریرت با آن خیال۹ جمال مبارک ناظر و مسامر۱۰ و بتکرار این بیت که :

وعدتنی الایام منک بوصله   لو کان یصدق الاحلام

(مجھ سے زمانے نے تیری طرف سے وصل کا وعدہ کیا ہے - کاش کہ خواب سچے ثابت ہوا کرتے)

نوعے از تسلی ضمیر و خاطر حاضر اکنون کی صدر صلاح الدین انجز الله۱۱ فطره۱۲ کما احسن سیره رسید و از خطور۱۳ حضور مبارکش۱۴ بدین طرف آگاہی داد و مژدهٔ خجسته رسانید - هذا تاویل رؤیای من قبل۱۵ :

---

۱ - فحاوی : فحوی کی جمع ، مضامین -
۲ - ناسم : سبک رو ہوا -
۳ - ما کرت المواسم : جب تک موسم بار بار آئیں -
۴ - افول : غروب -
۵ - وصمت : عیب -
۶ - ذبول : پژمردگی -
۷ - بیداری -
۸ - خواب -
۹ - عکس ، تصور -
۱۰ - ہم کلام -
۱۱ - انجز الله -
۱۲ - فطره : الله اس کی روئیدگی کو کمال عطا کرے - اسے پروان چڑھائے -
۱۳ - خطور : خیال -
۱۴ - حضور : آمد -
۱۵ - قرآن مجید : ۱۰۱ : ۱۲ -

(یہ ہے میرے پہلے زمانے کے خواب کی تعبیر)

در ضمیر آمد و امید ہست کہ عنقریب بدریافت شرف خدمت، قد جعلها ربی حقا برخوانده آید و ما ذالک علی اللہ بعزیز۲ -

(اس کو میرے پروردگار نے سچا کر دکھایا ہے)

(اور یہ بات اللہ کے لیے کچھ دشوار نہیں)

(ترجمہ خط ملخصا)

مولانا حسین بانقابہ دام فضلہ کا مکتوب مبارک جو دریائے سعادت کا در یکتا تھا وصول ہو کر ہار کی طرح سینۂ ارادت پر آویزاں ہوا - خط کا مضمون نہ توا باغ فردوس کی نسیم تھی ، نہیں، بلکہ خط سے سیدنا و مولانا ابوالقاسم محمد مصطفی علیہ السلام کے مکارم اخلاق کی خوشبو آتی تھی - جس زمانہ میں آپ انے کا ارادہ ترک کر گئے اس زمانہ میں حماسہ کا یہ شعر :

عسی الایام ان یرجعن قوماً کالذی کانو

(شاید وہ زمانہ بھی آئے جب قوم اپنی سابقہ حالت پر لوٹ آئے)

(یہاں اس شعر سے مخاطب کے آنے کی تمنا ظاہر کرنا مقصود ہے)

اکثر عالم خواب و بیداری میں دلنشین رہتا تھا - بصیرت کی آنکھیں جمال مبارک کا نظارہ کرتی رہتی تھیں اور زبان راز آپ کے خیال سے باتیں کرتی تھی - اس شعر کو بار بار پڑھ کر ایک طرح دل کو تسلی ہوتی تھی :

وعدتنی الایام منک بوصل له لو کان یصدق الاحلام

(مجھ سے زمانہ نے تیرے وصل کا وعدہ کیا ہے - کاش کہ ایسے خواب سچے نکلتے)

اب جو صدر صلاح الدین آئے تو ان اطراف میں آپ کے ارادۂ تشریف آوری کا مبارک مژدہ سنایا : معاً ھذا تاویل رؤیای من قبل (یہ میرے خواب کی تعبیر ہے) کی طرف ذہن منتقل ہوا - امید ہے کہ عنقریب شرف خدمت حاصل ہو اور قد جعلها ربی حقا (اسے میرے رب نے سچ کر دکھایا ہے) پڑھنے کا موقع ملے -

و ما ذالک علی اللہ بعزیز (اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں)

---

۱ - قرآن مجید ، ۱۰۰ : ۱۲ -

۲ - قرآن مجید ، ۳۰ : ۱۴ -

بادشاہزادے کے ساتھ ملکہ معظمہ سلجوقی خاتون بنت سلطان رکن الدین کی شادی اور پسر خطیر کی نافرمانی

سلجوقی خاتون کا ڈولا تاتاری بادشاہزادے کے یہاں :

جب فرمان مبارک نافذ ہوا کہ سلطان رکن الدین کی مخدرات میں سے ایک کو ہمارے نکاح میں دے دیا جائے اور اس طرح خاندانِ سلجوق کی عزت و افتخار کو چار چند کر دیا جائے ، تو سلطان غیاث الدین کیخسرو اور اس کی سلطنت کے امرا نے پوری مسرت و اطمینان کے ساتھ رات دن مصروف رہ کر ملکہ کے جہیز کی تیاری شروع کی اور اس کام سے فرصت پائی۔ سامان کی ترتیب وغیرہ صدر کمال الدین ابن الراحہ کو تفویض فرمائی جس نے تھوڑی مدت میں سب انتظام کر لیا ۔ بعد ازاں صاحب و پروانہ اور امین الدین میکائیل نائب حضرۃ ملکہ کے ڈولے کے ساتھ روانہ ہوئے اور سلطان غیاث الدین کو اتابک مجد الدین و جلال الدین مستوفی اور طرمطائی بکلربکی کی معیت میں قیصریہ بھیج دیا ۔

خطیر زنجانی کے قتل کا منصوبہ :

رخصت ہوتے وقت معین الدین پروانہ نے اپنے سر لشکر تاج الدین گیو اور سنان الدین پسر ارسلاندغمش سے تنہائی میں کہا کہ میں خطیر زنجانی کے بیٹوں کی حرکات و سکنات میں کسی قسم کی بھلائی کے آثار نہیں دیکھتا ، بے گمان و بے شبہ ان کی بدولت کوئی فتنۂ عظیم برپا ہوگا ۔ اگر یہ نازک مہم پیش نہ آ جاتی تو میں بذات خود ان کا زنگ آئینۂ وجود سے صاف کر دیتا اور انہیں مٹا کر رکھ دیتا ۔ اگرچہ وہ میرے ہی بڑھائے ہوئے ہیں مگر اس موقع پر تم دونوں کو چاہیے کہ متفق ہو کر روز و شب فرصت و موقع کی تلاش میں رہو اور ان کے قتل کی فکر میں ساز و سامان سے ہوشیار اور با خبر رہو اور ان دونوں بھائیوں کا خون بہانا لازم اور واجب جانو ۔ تاج الدین اور سنان الدین دونوں نے امیر پروانہ کی خدمت میں اس مہم کی ذمہ داری اپنے سر لی اور تعمیل کی فکر میں رہنے لگے ۔

شامیوں کی تاخت :

لیکن کارخانۂ تقدیر میں جو کچھ ہو رہا تھا وہ ان کے منصوبہ کے خلاف تھا ۔ جب سلطان غیاث الدین قیصریہ پہنچا تو شرف الدین پسر

خطیر لشکر روم اور لشکر مغل کی ایک فوج کے ساتھ سرحدات کی نگہبانی کے لیے آبلستان کی طرف چلا اور بیکارباشی میں مقیم ہوا۔ یکایک شام کے لشکر والے دربند سے باہر تاخت کرنے کے لیے نکل آئے اور روم کے سپاہیوں میں سے بعض کو مثلاً روم‌اری پسر ترکری ، سیف‌الدین ابوبکر جامدار اور سیف الدین قراسقر کو اپنے ساتھ لے گئے۔ چونکہ پسر خطیر اور مغلوں کا قراول تعداد میں تھوڑے تھے اس لیے یہ لوگ واپس ہو گئے اور کاروان سرائے قراطائی میں اس ارادے سے قیام کیا کہ کل صحرائے قیصریہ میں جا اتریں گے ۔ تاج الدین گیو اور سنان الدین بھی فوراً قیصریہ آ گئے اور پسر پروانہ کے پاس جا کر روانگی کے وقت پروانہ نے جو حکم دیا تھا وہ اس سے بیان کیا ۔ یہاں تینوں نے اس مہم کو انجام دینے کی قسم کھائی اور سختی سے عہد کیا کہ جب وہ دونوں بھائی پسر پروانہ کے سامنے آئیں تو ہم لوگ سلطان کے محل میں موجود ہوں اور ان کے قتل میں کوئی توقف نہ کریں ۔

راز کا افشا :

پسر پروانہ کے ایک ملازم نے یہ راز ضیا سے کہہ دیا ۔ ضیا نے اسی وقت ایک قاصد بھائی کے پاس بھیج کر اس سازش سے مطلع کیا ۔ ادھر اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ سب مسلح ہو جائیں تاکہ کل تاج الدین گیو سے معانقہ کے بعد تلوار سے تاج الدین کی خبر لی جائے ۔

دوسرے دن ضیا بھائی کے استقبال کو گیا ، واقعات بیان کیے ، اس سے دونوں کا غصہ بھڑک اٹھا ۔ پسر پروانہ اس خیال سے کہ خطیر کے بیٹے مقررہ راستہ سے ہوتے ہوئے اس کی خدمت میں آئیں گے ، اس دن سوار ہوا ۔ تاج الدین گیو اور سنان الدین نے جو چند آدمی موجود تھے ان کو ساتھ لے کر پسران خطیر کا مقابلہ کیا ۔ شرف نے عتاب کے لہجہ میں گیو سے کہا "اگر ہمارا آقا زادہ ہی آگے بڑھ کے ہم سے مل لیتا تو اس کے کمال و عزت میں کیا کمی پیدا ہو جاتی۔" گیو نے کہا اس کو کوئی عذر ہوگا تو ملک‌الامرا (یعنی آپ) بڑھ کر اس کے پاس جائیں اور اسے شرمندہ کر آئیں۔

تاج‌الدین گیو پر ضیا کا وار :

اس جواب سے شرف کو سازباز ہونے کی تحقیق ہو گئی ۔ ضیا اس بہانہ سے کہ ایک مدت سے تاج الدین گیو کو نہیں دیکھا ہے معانقہ کے لیے آگے بڑھا اور نظر بچا کے تلوار میان سے نکالی اور گیو کے سیدھے ہاتھ

پر وار کیا - گیو نے بائیں ہاتھ سے نیام سے تلوار کھینچی - اس وقت وہ جس شخص کے پاس بھی جا پہنچتا اسے زخمی کر دیتا مگر پسر خطیر کا وار کارگر ہو چکا تھا تھوڑی دیر میں گر پڑا - دشمنوں نے فوراً اس کا سر کاٹ کر ضیا کی فتراک میں رکھ دیا - اس ہنگامہ میں امیر سنان الدین بھی شہید ہوا -

پسران خطیر کی نافرمانی :

جب پسران خطیر کی سرکشی آشکارا ہو گئی تو شہر کے اندر باہر بڑا شور مچا - شرف جھنڈے اور جو لشکر رکھتا تھا ساتھ لے کر چلا اور صحرائے مشہد (سیرگاہ) میں ٹھہرا - شہر میں آدمی بھیج کر سلطان کو طلب کیا - اتابک ، طرمطائی اور مستوفی نے ممانعت و مدافعت کے بعد سلطان کو سوار کر کے شرف کے پاس پہنچایا -

دوسرے روز ان لوگوں نے مشہد سے نکیدہ کی راہ لی - جب وہاں پہنچے تو شرف نے اپنے بھائی ضیا کو حالات کی اطلاع دینے اور کمک حاصل کرنے کی غرض سے شام کی طرف بھیجا - اتابک مجدالدین ، جلال الدین مستوفی اور سیف الدین طرمطائی کو مجبور کیا کہ وہ اپنے بھائیوں اور بیٹے کو ضیا کے ہمراہ بھیج دیں -

شرف پسر خطیر کا تکبر :

اب سلطان کے نام سے نکیدہ میں جمعیت بہت بڑھ گئی - اس کے ساتھ ہی شرف کے عجب و حماقت میں بھی روز بروز ترقی ہونے لگی - اکابر دولت کے ساتھ علانیہ تکبر سے پیش آتا اور ہر وقت اتابک کو قتل کرنا چاہتا تھا - ان لوگوں کو جب یہ معلوم ہوتا تو اس کے پاس بہت سا مال بھیج دیتے اور خزانے کو اپنی جان بچانے کا وسیلہ بناتے - روزانہ فرضی قاصد شام کے راستہ سے آتے ہوئے بیان کرتے کہ فلاں روز فندقدلو بہت سے لشکر کے ہمراہ یہاں پہنچے گا اور بیہودہ خوش خبریاں بیان کرتے - غرض ایک مدت تک اسی حالت میں حیلہ و بہانہ کے ساتھ بسر کرتے رہے -

ملکہ کا ڈولا پہنچنا اور امرا کی واپسی پر پسران خطیر کے فتنہ کا فرو ہونا

جب صاحب و پروانہ اور نائب ملکہ کے ڈولے کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں پہنچے اور بڑی عزت و احترام کے ساتھ عروس کو خلوت خانہ

حرم میں پہنچایا تو ان لوگوں کی بڑی آؤ بھگت ہوئی ۔ اور اس جدید رشتہ سے ساکنان روم کی پیٹھ مضبوط ہو گئی ۔ بادشاہ نے صاحب و پروانہ پر دستور سے زیادہ نوازش فرمائی اور دیار ارمن کا ایک حصہ سلطان کے ممالک میں اضافہ کر دیا ۔

صاحب و پروانہ خوش خوش اپنے ملک کو واپس ہوئے ۔ جب ارزن الروم کی حدود میں پہنچے تو پسران خطیر کی سرکشی کی خبر سنی ۔ فوراً صورت حال سے بادشاہ کو مطلع کیا ۔ فرمان نافذ ہوا کہ بادشاہزادۂ جہانگیر ، تودون بہادر اور توقو آغا بہت سے لشکر کے ساتھ پسران خطیر کے فتنہ کو دفع کرنے کے لیے روم کی طرف روانہ ہوں ۔

پسر خطیر کی جسارتیں :

پسر خطیر قدیم عادت کے مطابق گمراہی و جنون میں مبتلا تھا اور ملک کے حصص اور جاگیریں کمینوں اور تنگ ظرفوں کو تقسیم کر رہا تھا ۔ اس نے شرم و حیا کی نقاب وفاداری کے رخسار سے بالکل اتار دی تھی ۔ غیرت و مروت کی صفات سے خالی ہو چکا تھا ۔ مگر ارکان دولت سے خائف رہتا تھا اس لیے کبھی نکیدہ میں اور کبھی دولو میں پناہ لیتا پھرتا تھا اور خلق خدا کو پریشان کرتا تھا ۔

پسر خطیر کا فرار :

یکایک جاسوسوں نے خبر دی کہ پروانہ بے شمار لشکر کے ساتھ بادشاہزادہ کے ہمرکاب آ پہنچا اور اب اطراف و جوانب کی احتیاط اور حفاظت اور بھاگنے کے راستوں کی روک تھام میں مصروف ہے ۔ جب پسر خطیر نے یہ حال سنا تو پریشان ہو کر برگ بید کی طرح لرزنے لگا ۔ مغل فوج کی ہیبت سے زمانہ اس کی نظر میں تاریک ہو گیا ۔ دہلیز سلطنت پر آ کر امرا کو جمع کیا اور کہا : ”میں اپنی بد افعالی کے تدارک میں اس کے سوا اور کوئی مصلحت نہیں دیکھتا کہ اپنے بعض قلعوں کی طرف بھاگ جاؤں اور وہیں مقیم رہوں ۔ تم لوگ سلطان کے ہمراہ پروانہ کے پاس چلے جاؤ ۔“

یہ کہہ کر امرا سے رخصت ہوا اور اپنے چند نفر لشکری ساتھ لے کر قلعہ لولوہ کی راہ لی ۔ جب قلعہ کے پاس پہنچا تو ان لشکریوں کو واپسی کی اجازت دی اور خود ایک نفر غلام کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوا ۔ کوتوال نے فوراً اسے مقید کر کے بارگاہ سلطانی میں عریضہ گزرانا ۔

جس وقت شرف الدین قلعے میں گیا ہے اسی وقت ارکان سلطنت نے نماز مغرب کے وقت سلطان کو سوار کیا اور بعجلت تمام آدھی رات کو دولو تک جا پہنچے - باقی رات میدان ہی میں گزار دی - صبح کو پروانہ نے اپنا نورانی چہرہ دکھا کر سب کے دل مسرت و اطمینان سے بھر دیے - سلطان اس وقت استراحت میں مصروف تھا ، پروانہ نے بیدار کرنے کی اجازت نہ دی اور کہا ہم یہ سب زحمتیں انھیں کے لیے برداشت کرتے ہیں - پھر پروانہ بھی تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ گیا -

پروانہ کا سلطان کو مطمئن کرنا :

جب دن نکل آیا تو پروانہ نے سلطان کے ہاتھ چومے - اب سب کے سب امرائے مغل کی خدمت میں چلے - جب ان سے سلطان کی ملاقات ہوئی تو پروانہ نے ان الزامات سے جو شرف نے لگائے تھے سلطان کی برأت کے متعلق بہت سی باتیں کہیں اور ان لوگوں کو مطمئن کر دیا - امرائے مغل نے سلطان کو تسلی دی - جب پروانہ نے شرف خان کے کوتوال کے ہاتھوں قید ہونے کا حال بیان کیا تو سب نے اس واقعہ کو پسند کیا اور سیف الدین جالش کو کوتوال کو آفرین کہنے اور شرف کو قلعے سے اتار کر لانے کے لیے مغلوں اور مسلمانوں کی ایک فوج کے ہمراہ قلعے کی طرف بھیجا -

شرف پسر خطیر امرائے مغل کے حضور میں :

ان لوگوں نے شرف ولد خطیر کو امرائے مغل کے حضور میں بابہ زنجیر پیش کیا - امرا نے اسے بازپرس اور جواب دہی کے لیے حراست میں دے دیا اور پسر قلاوز امیر شکار ، سنجر جامدار اور قیبہ خادم خاص کو جو اصل باعث فساد تھا اور اسی نے سلطان کو پسر خطیر کے سپرد کردیا تھا ، قتل کرا دیا - دوسرے امرا کو جو اضطراری طور پر پسر خطیر کے مطیع ہو گئے تھے زیر حراست رکھا - پھر تحقیق و اطمینان کے بعد ہر ایک کا جرم متعین کیا -

پسر خطیر کو عبرت ناک سزا :

صاحب اور تداون بادشاہزادہ کے ہمرکاب دربندوں کی احتیاط کے لیے آبلستان کی طرف رہ گئے تھے ، جب بادشاہزادہ واپس ہو کر اردو روانہ ہو گیا اور توتو نے پھر ممالک کو مراجعت کی تو پسر خطیر کو دوبارہ بلوا کر شدت سے باز پرس کی - وہ نہایت دہشت و حیرت کی وجہ سے متناقض جواب دیتا تھا - منہ سے کوئی بات ٹھیک نہ نکلتی تھی - آخرکار اس کو قتل کر کے

اس کا سر ، ہاتھ ، پاؤں اور ہر عضو کٹوا دیا اور نمک حراموں کی عبرت اور غدار خادموں کی نصیحت کے لیے ہر ملک میں ایک ایک عضو بھیج دیا ۔

فندق دار شام کا خروج :

بعد ازاں سب نے بالاتفاق گرم مقامات کا عزم کیا اور سردی بھر امرائے روم مغلوں کے ساتھ رہے اور خوف و اعتراض کے عالم میں وقت گزارا ۔ جب یہ قضیہ طے ہوگیا اور بازپرس کا خوف دور ہوگیا تو لوگوں نے آرام کرنا چاہا مگر تقدیر کو یہ منظور نہ تھا ۔ دفعۃً عجیب و غریب حالات پیدا ہو گئے جن سے شادی غمی میں اور راحت رنج میں تبدیل ہو گئی ۔ سارے ملک میں بے چینی پھیل گئی یعنی فندقدار شام کی فوجیں حرکت میں آنے سے ہر خاص و عام پر افسردگی و پریشانی چھا گئی ۔ و یفعل اللہ مایشاء۱ ۔ (اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) ۔

شام کی طرف سے فندقدار کا خروج

لشکر شام کا عزم روم :

جب حسبِ منشائے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا۲ (اس بات کو جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے) آفتاب برج حوت سے برج حمل میں آیا اور سوسن و ہزار کی زبان سے دنیا میں بہار کی دھوم مچ گئی تو سوس کی طرف سے متواتر خبریں آنے لگیں کہ شام کی طرف سے بہت سا لشکر دیار روم کا عزم کر رہا ہے ۔ یہ سن کر بارگاہ سلطنت سے اطراف و نواح کی افواج کے نام فرمان نافذ ہوئے کہ قیصریہ کے آس پاس جمع ہو جائیں ، بادشاہ کی فوج اور مغلوں کا لشکر تودوں نوین (امیر) ، توقو آغا اور معین الدین پروانہ کی قیادت و سرداری میں قیصریہ سے چل کر آبلستان روانہ ہوا ۔

جب کوہ ہورون پر پہنچے تو خبر رسانوں نے اطلاع دی کہ کل صبح کے وقت شام کا لشکر صحرائے آبلستان میں اتر آئے گا ۔ رومی اور مغل دونوں لشکروں میں احتیاط و انتظام ہونے لگا ۔ دوسرے دن یہ لوگ پہاڑ سے نیچے اترے ۔

۱- قرآن مجید ، ۲۲ : ۱۸ ۔

۲- قرآن مجید ، ۱۶ : ۵۷ ۔

شامیوں کی جنگ:

جب فندقدار نے ہوا میں گرد اڑتی دیکھی تو فوراً اپنی فوجوں کو صحرا میں لے آیا اور صفیں آراستہ دیکھ کر مقابلہ کے لیے بڑھا ۔ دیکھتے ہی دیکھتے دونوں طرف کی فوجیں جنگ میں مصروف ہو گئیں ۔ مغلوں کی تیر اندازی نے تین طرف سے شامیوں پر راستہ تنگ کر دیا ۔ تودون اور توقو نے پیہم حملے کیے اور صفیں توڑ توڑ دیں ، جرأت و دلاوری کے آثار ظاہر کرنے میں کوئی کمی نہ کی مگر آخرکار مسلمانوں کا لشکر فتح یاب ہوا ۔ توقو و تودون کام آئے ۔ بہادران مغل کی جانیں رائگاں ہوئیں اور جو قسمت میں ہونا تھا ہوا ۔ و قضی الامر الذی فیہ تستفتیان[۱] (وہ حکم پورا ہو گیا جس کے متعلق تم دونوں دریافت کر رہے تھے) پروانہ شمع کی طرح دل سوختہ ہو کر بھاگا اور دو روز کے بعد قیصریہ پہنچا ۔

صاحب سلطان کے جلو میں فکر و غصہ کے ساتھ صحرائے مشہد میں سیر کر رہا تھا ، اتنے میں پروانہ چند آدمیوں کے ساتھ جو اس معرکہ سے بمشکل جان بچا کر نکل آئے تھے آ پہنچا ۔ اسی وقت صاحب ، سلطان اور امیر پروانہ توقات کے راستے پر چل کھڑے ہوئے ۔

فندقدار کی قیصریہ میں تخت نشینی اور واپسی:

لشکر شام ان کے بعد قیصریہ میں آیا اور صحرائے مشہد میں خیمہ زن ہوا ۔ فندقدار شام جمعرات کے دن ۱۵ ذی قعدہ ۶۸۵ھ کو شہر میں گیا اور تخت پر بیٹھ کر سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا ۔ چونکہ فندقدار کی یہ کارروائی پروانہ کے عہد و پیمان کی بنا پر تھی اور یہاں اس کے خلاف رنگ نظر آیا اور امرائے روم میں سے کوئی اس کے ساتھ شامل نہ ہوا ۔ اس کے لشکر کے چوپائے بے دانہ و چارہ بھوک سے مر رہے تھے اور وہ خود مغلوں کے جہانگیر لشکر کے خوف سے لرزاں تھا اس لیے العود احمد (واپس ہونا ہی زیادہ پسندیدہ ہے) پڑھ کر واپس ہوا ۔ جب دمشق پہنچا تو اس کے بعض غلاموں نے اسے زہر دے کر اس کو دوسرے جہان میں پہنچا دیا ۔

بادشاہ جہانگیر کا سفر روم

جب سلطان غیاث الدین ، صاحب فخر الدین اور معین الدین پروانہ توقات پہنچے تو انھوں نے فوراً سیف الدین اربکی کو حالات کی اطلاع دینے

۱- قرآن مجید ، ۱۲ : ۴۱ -

کے لیے جانب درگاہ روانہ کیا ۔ جب سیف الدین نے وہاں پہنچ کر سب ماجرا بیان کیا تو بادشاہ نے بنفس خود عزم سفر کیا اور پچاس ہزار سے زیادہ بہادر مسلح سواروں کی جمعیت سے ممالک روم و شام کی مہم پر روانہ ہوا ۔ اس وقت فتنہ کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی ۔ جب یہ لشکر ارزنجان کی حدود میں پہنچے تو دفرکی کے راستے آبلستان کا قصد کر کے چلے ۔ دفرکی کے لوگ غافل بیٹھے ہوئے تھے، یکایک انہوں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر سے جو قلعے کے مقابل واقع تھا ، ایک سوار گھوڑا کداتا ہوا چلا آ رہا ہے ، اور اس کے پیچھے پیچھے ایک بڑی شاندار اور باعظمت سواری آ رہی ہے ۔ یہ دیکھ کر چند ممتاز آدمی دعوت کے سامان کے ساتھ آگے بڑھے ۔ پاس پہنچے تو دیکھا کہ بادشاہ اباقا ہے ۔ انہوں نے ضیافت کا انتظام کیا، بادشاہ نے ان کی ضیافت قبول کی اور انعام و اکرام عطا کیے اور ان بدمعاشوں کے گروہ کو جنھوں نے تاج الدین زیرک کی اولاد کو قتل کیا تھا اپنے حکم سے قتل کرایا ۔

اس موقع پر بادشاہ کو دفرکی کے باشندوں میں سے ایک شخص قلعے کی بلندی پر سے تیر و کمان لیے ہوئے آتا نظر آیا ۔ اس نے اپنی بے ادبی کی سزا پائی اور فوراً قلعے کی بنیاد میں گرائے جانے کا حکم نافذ ہو گیا ۔ اس کے بعد افواج بادشاہی آبلستان کی طرف حرکت میں آئیں ۔ سلطان غیاث الدین ، صاحب فخرالدین اور معین‌الدین پروانہ انھی حدود میں زمین بوسی سے مشرف ہوئے ۔

اباقا خاں کا غصہ :

جب بادشاہ اس جگہ پہنچا جہاں شامیوں کا معرکہ ہوا تھا، اور مغل مقتولوں کی لاشوں کے پشتے لگے دیکھے تو دریائے غضب جوش میں آ گیا اور حکم دیا کہ جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ان سب کو قتل کردیا جائے ۔ صاحب دیوان (اللہ اس سے خوش رہے) نے اس غصہ کو ٹھنڈا کیا اور ایک سو چار آدمیوں کو موت سے نجات دلائی ۔

قاضی عز الدین ارسوی ، فخرالدین کوچکی ، نور الدین پسر قراجہ ، اور زین‌الدین نبیرۂ ہود باقی مخلوق پر قربان ہو گئے اور شہادت کا درجہ پایا ۔ چونکہ اس وقت دریائے شام میں مغلوں کا داخل ہونا بہت دشوار تھا اس لیے انہوں نے ایلچی بھیجے اور یہ کہلایا کہ بندقدار ہر مرتبہ غفلت کی حالت میں ہمارے قراول پر ٹوٹ پڑتا ہے اور پھر پناہ لینے کے لیے فرار

ہوجاتا ہے ، اگر جنگ کا خیال ہے اور ہماری اطاعت نہیں کرنا چاہتا تو ایک بار مقابلے پر آ جائے اور اپنے پرائے کی بدبختی و نحوست کا اندازہ خود کرے ۔

پروانہ کو قلعہ سپرد کرنے کا حکم اور اس کی مجبوری :

بعد ازاں بادشاہزادہ جہن فرملی قرامانیوں اور جمری کے دفع کرنے کے لیے جو قونیہ کے تخت پر بیٹھ گئے تھے، قونیہ کی سمت روانہ ہوا ۔ صاحب کو بادشاہزادہ کے ہمرکاب جانے کا حکم ہوا ۔ پروانہ بادشاہ کے ہمراہ تھا ۔ جب کوغونیہ اور کاباخ کی حدود میں پہنچے تو پروانہ کو قلعہ سپرد کرنے اور جس کوتوال سے وہ متعلق تھا اسے حاضر کرنے کا فرمان نافذ ہوا ۔ جب پروانہ وہاں گیا اور کوتوال کو بلایا تو باوجودیکہ یہ قلعہ اسی کا تھا کوتوال نے دشمن کی طرح مدافعت کی اور پروانہ کے حکم کی تعمیل نہیں کی ۔ پروانہ ناکام و خوفزدہ بادشاہ کی خدمت میں واپس ہوا ۔ تسخیر قلعہ میں اس امر کے مانع ہونے کی وجہ سے بادشاہ کا وہ غصہ جو تودون اور توقو کے قتل و شکست کی بنا پر تھا اور بھڑک اٹھا ۔ بادشاہ نے پروانہ پر موکل مقرر کر دیے ۔ اب پروانہ اتنا مجبور ہو گیا کہ بغیر ان کے اٹھ بیٹھ نہ سکتا تھا ۔

پروانے کے مخالفوں کی برائی :

جب آلاطاغ پہنچے تو جو ایلچی شام کی طرف گئے ہوئے تھے وہ فندقدار کی طرف سے واپس آئے اور وہ خطوط جو پروانہ نے بہت دن پہلے فندقدار کے پاس بھکانے اور لشکر کشی کی ترغیب دینے کے لیے لکھے تھے ان کے پاس ملے ۔ پھر تو ہر طرف سے قاصد آئے اور پروانہ کے خلاف زہر آلود پیام پہنچانے لگے ۔ اس کے علاوہ تودون اور توقو کی عورتیں اور لڑکے خود روزانہ پروانہ کی جان کے درپے ہو کر مبالغہ کے ساتھ شکایتیں کر کر کے بادشاہ کو بھڑکاتے تھے ۔

پروانے کا قتل :

اس سے پہلے سلطان رکن الدین کے قتل کا مواخذہ اگرچہ موقف میں پڑ گیا تھا لیکن زبردست واقعہ تھا اور مصلحت " یمہل ولا یھمل (ڈھیل دے مگر غافل نہ ہو) کے اصول پر اس معاملہ کو معرض التوا میں ڈال دیا تھا ۔ جب فندقدار کے خطوط بھی پکڑے گئے تو زیادہ غفلت و تاخیر کی گنجائش نہ رہی ۔ پروانہ نے جرم کا اقبال کر لیا اور ایسے سزائے موت ... دی گئی ۔

معین الدین پروانہ مرحوم کے محاسن اوصاف

معین الدین پروانہ کے اوصاف :

امیر نامور معین الدین سلیمان ابن علی دیلمی سنجیدگی ، عقلمندی اور احتیاط میں بڑا پایہ رکھتا تھا ۔ ہمیشہ عالموں ، متقیوں ، زاہدوں اور عابدوں کے ساتھ اس کی صحبت رہا کرتی تھی ۔ اس کے وظائف اور عطیات تمام ممالک میں یتیموں اور بیوہ عورتوں کی امداد کے لیے جاری تھے اور اس کا دریائے فیض ہر طرف رواں تھا ۔

قتل رکن الدین کے الزام کی تردید :

اگرچہ سلطان رکن الدین کا واقعہ پروانہ سے منسوب کیا جاتا ہے مگر خدائے علیم آگاہ ہے کہ اس شر و فساد کا باعث و ذمہ دار صرف خطیر کے کمینہ و بدخصال بیٹے ہیں۔ جن و انس پروانہ کے اس الزام سے بری ہونے کی گواہی دیتے ہیں ۔ و ما کفر سلیمان و لکن الشیاطین کفروا[1] (سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کیا) ۔

صاحب دیوان اعظم شمس الدین کے دو شعر :

جب پروانہ کی شہادت کی خبر تمام اقوام میں مشہور ہوئی تو اس کا بہت ماتم کیا گیا ۔ صاحب دیوان اعظم شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دو شعر کہے :

لما رادت خروج الترک من سباء مغافصاً[2] ما لهم عقل ولا دین
انشدت مکتباً ما قیل فی قدم مضی سلیمان و انحل الشیاطین

(جب میں نے بے عقل و بے دین ترکوں کو اچانک سبا سے خروج کرتے دیکھا تو رنجیدہ ہو کر وہی بات کہی جو پہلے بھی کہی جا چکی ہے یعنی سلیمان گئے اور شیطان آزاد ہو گئے) ۔

قرامانیوں کا غلبہ اور جمری کا تسلط

جب خطیر کے بیٹے نے علانیہ سرکشی شروع کی اور انتہائی حماقت

۱- قرآن مجید ، ۲ : ۹۶ -

۲- اچانک طور پر -

سے اپنے جنون آمیز اور غلط خیالات کو صحیح سمجھنے لگا اور سلطان، غیاث الدین اور ارکان دولت مجبوری و مصلحت کی بنا پر اس کی موافقت اختیار کر کے قیصریہ سے نکیدہ منتقل ہو گئے تو و شبہۃ الشئ منجذب الیہ (جو شے کسی چیز سے مشابہ ہوتی ہے اسی کی طرف کھنچتی ہے) جس کی طینت و جبلت میں نمک حرامی اور خاندان قلیچ ارسلان کی عداوت و مخالفت کا جذبہ مخفی تھا وہ اس کی طرف مائل ہو گیا۔

شرف کے دماغ میں شام کی ہوا۲ سمائی ہوئی تھی اور فندقدار کی طرف داری پر تلا ہوا تھا، اس کے پاس جمعیت بہت کافی ہو گئی۔ آل قرامان بھی شرف کے حالات دیکھ کر اس کی طرف مائل ہو گئے اور سب نے اس کے علم کے سایہ میں آنا قبول کیا۔

آل قرامان کا حال :

آل قرامان کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ان کا باپ ابتدا میں نواح ارمن کے کوئلہ۳ کی مزدوری کرنے والے ترکمانوں سے تھا۔ اس کا نام قمرالدین مشہور ہے - یہ شخص ہمیشہ ان اطراف کے پہاڑوں سے لارندہ تک کوئلہ لے جاتا اور اس کی اجرت سے اپنے بال بچوں کی شکم پری کا انتظام کرتا۔

بایجو کے ضعف قوت کے زمانہ یعنی ۶۵۹ھ میں اس نے موقع تاکا اور اپنے ہم خیالوں کے ساتھ رہ کر قزاقی۴ و رہزنی شروع کی - پیادہ سے سوار کے مرتبہ تک پہنچا۔ پھر جب سلطان عزالدین سلطنت سے جدا ہوا اور دونوں حصص ملک سلطان رکن الدین کے قبضہ میں آ گئے تو سلطان نے قرامان کو امیدیں دلا کر اپنا مطیع بنا لیا اور امارت کا عہدہ دیا۔ اس کی بدولت اسے اور اسباب حاصل ہو گئے - دولت مندی و خوشحالی کے سبب سے اس کے اور اس کے بھائی بونسوز کے دماغ میں فاسد خیالات گھر کر گئے اور با وصف اس کے کہ دائرۂ اطاعت میں داخل تھے، الحرفۃ لاتنسی (پیشہ بھلایا نہیں جاتا) کے اصول پر رہزنی کیے جاتے تھے۔ اس سے سلطان رکن الدین کو غصہ آتا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ ان کو سزا دے اور تنبیہ کرے

۱- موکب سلطنت یعنی سلطان۔

۲- استرواح۔

۳- فحام۔

۴- حرامی گری۔

مگر اس خیال سے کچھ نہ کہتا تھا کہ ان کے گھر ولایت ارمن میں تھے اور وہ ارمنیوں کی نافرمانی سے پرہیز کرتا[1] تھا -

جب قراماں نے وفات پائی اور اس کا بھائی بونسوز جو سلطان رکن الدین کا امیر جاندار تھا ، ملازمت خدمت کے لیے درگاہ میں حاضر ہوا تو سلطان نے اسے قید کر دیا - اور قراماں کی اولاد کو جو اس وقت بچے تھے قلعۂ کاولہ بھیج دیا -

سلطان کی وفات کے بعد ان کو ملک کے مختلف قلعوں میں منتقل کیا جاتا رہا - ایک مدت کے بعد پروانہ نے ان لڑکوں کو قید سے رہا کیا - یہی سانپ کے بچے زمانہ گزرتے گزرتے اژدہا ہو گئے - انھوں نے شہروں کو ویران کرنے اور خدا کے بندوں کو ستانے پر کمر باندھی اور انھیں سلطان رکن الدین مرحوم سے جو کینہ تھا اسے سلطان کے بیٹے سے مخالفت کر کے ظاہر کرنے لگے -

جب ان لوگوں نے پسر خطیر کا رجحان شامیوں کی طرف دیکھا تو اس سے جا ملے - اس جاہل نے ارمنستان کی سر لشکری بدرالدین ابراہیم پسر قاضی حتنی سے لے کر ان کو دے دی -

آل قراماں کی سرزنش کے لیے فوج کشی :

جب شرف کو مقام کدوک میں قتل کر دیا اور فتنہ و فساد کم ہوا تو پروانہ نے آل قراماں کی سرزنش کے لیے ایک فوج ارمنستان کی سمت بھیجی - مگر دربندوں کی دشواریوں کی وجہ سے یہ فوج ان کے مقابلہ میں قاصر رہی بلکہ اس طرف کے بہت سے آدمی قید ہو گئے - اس سے ان باغیوں کو اور تقویت پہنچی -

پھر اس کے ایک سال بعد جب فندقدار کو تاتاریوں کے لشکر پر غلبہ حاصل ہوا اور یہ خبر نائب السلطنہ امین‌الدین مکائل اور صاحب کے بیٹوں کو ملی جو لارندہ میں خارجیوں کے مقابلہ پر گئے ہوئے تھے تو یہ لوگ پایۂ تخت کی احتیاط کے لیے قونیہ میں جمع ہو گئے -

چونکہ سلطان اور صاحب، بادشاہ کے ساتھ تھے اور ان کے حالات معلوم نہ تھے اس لیے صاحب کے بیٹے قونیہ سے قراحصار دولہ روانہ ہوئے - امیر نائب اور بہاءالدین ملک ساحل علاقہ قونیہ ، قونیہ ہی میں رہے -

---

۱- متوقی : بچنے والا -

جب ارسناک کے ترکوں اور قرامان کے بیٹوں نے قونیہ کو خالی دیکھا تو ترکمانوں کو وہاں لوٹ مار کرنے کے لیے بلایا ۔

قرامانیوں کے سردار محمد بک کی تمنا :

محمد بک نے جو ان کا سردار تھا ، اور دانائی و ہوشمندی اور استقلال میں ممتاز تھا ، ایک دن اپنے بعض ہم نشینوں سے تمنا ظاہر کی کہ چونکہ فندقدار سے کام نہیں نکلا اس لیے اگر سلطان سلجوق ہمارے ہاتھ پڑ جائے تو کبھی کوئی ہم سے پیش نہ پا سکے گا ۔ اگر ہم ملک روم کے پاس ایلچی بھیجیں اور سلطان عزالدین کے بیٹوں کے لیے اس سے استدعا کریں جو اس کے پاس یرغمال کے طور پر بے سرو سامانی کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ منظور کرلے تو یقین ہے کہ ہماری عظمت و عروج کی کوئی انتہا نہ رہے گی ۔

اس زمانہ میں ایک شخص جمری نام کا حرفوش پیشہ اختیار کیے ہوئے ترکمنوں کے قبائل میں پھیری کرتا تھا اور اپنے آپ کو سلطان عزالدین کا بیٹا بیان کرتا تھا ۔ جس شخص نے مذکورہ بالا بات محمد بک سے سنی تھی اور جمری کو بھی پہچانتا تھا ایک دن جمری کو راستہ میں دیکھ کر پکڑ لیا اور محمد بک کے پاس لے گیا کہ "یہ ہے سلطان عزالدین کا بیٹا" ۔

جمری کے ہاتھ پر سلطنت کی بیعت :

تقی لقبی سیواسی نے جو سغداق سے بھاگ آیا تھا گواہی دی کہ یہ شہزادہ سلطان عزالدین کا بیٹا ہے اور اس کا لقب و نام غیاث الدین سیاوش ہے ۔ اس نے خوشخطی مجھ سے سیکھی ہے۔ جب تقی شقی سے یہ شہادت ملی تو ان سب کو یقین ہو گیا اور ان لوگوں نے اس کی سلطنت پر بیعت کر لی ۔ اس کے ٹاٹ کے کپڑوں کو زربفت اور پرنیاں کے لباس سے تبدیل کردیا اور چارق (چوگوشیہ ٹوپی) پوش ترکمانوں کے ساتھ قونیہ کی طرف چلے ۔

جب صحرائے فیلو باد میں پہنچے تو انھوں نے نائب کے پاس ایلچی بھیجا کہ سلطان عزالدین کا بیٹا ہمارے ساتھ ہے اور اس کے صحیح النسب ہونے کی گواہی معتبر لوگوں سے مل چکی ہے للہذا تم کو جلد تر دست بوسی کے لیے آنا چاہیے ۔ اگر کوئی شک ہے تو کسی قدیم خواجہ سرا کو بھیجو تاکہ وہ تحقیق کی نظر سے اس شہزادہ کا حال معلوم کرے ۔ اگر یہ بات غلط ثابت ہو تو اس کے قتل کرنے میں کوئی توقف نہ کیا جائے ۔

آل قرامان کا حملہ :

ان لوگوں کے قاصد جتنے زیادہ جاتے تھے اتنا ہی نائب کم متوجہ ہوتا تھا - بخلاف اس کے نائب نے اس کے ایلچیوں کے قتل و قید کیے جانے کا حکم دے دیا - جب آل قرامان نے نائب کو انکار پر ثابت قدم پایا تو بہت سے لشکر کے ساتھ شہر پر حملہ کا ارادہ کیا - امین الدین نائب جتنا لشکر شہر میں موجود تھا ساتھ لے کر جبری اور محمد بک کے مقابلہ پر گیا مگر چونکہ مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا اس لیے پسپا ہو کر شہر میں واپس آ گیا -

ب ترکمان خندق کے کنارے پہنچ گئے اور گھوڑا عاس[1] اور چاشنی گیر کے دروازہ پر آگ لگا دی - بدمعاشوں کی ایک جماعت بھی ان کے ساتھ متفق ہو گئی اور سوختنی لکڑی لا لا کر ان کو مدد پہنچائی -

فرار کے لیے نائب کی عجیب چال :

جب شہر کا دروازہ جل گیا تو ترکمان شہر میں گھس گئے - نائب کو اس جسارت کی اطلاع ہوئی تو مدافعت کے لیے سوار ہو کر دروازہ پر پہنچا - دروازہ جلا ہوا اور معاملہ قابو سے باہر پا کر بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ سمجھا اور پگڑی[1] کا پیچ ٹھڈی[2] کے نیچے سے سر سے لپیٹ کر ہر طرف دوڑنے اور ترکوں کو دھوکے میں رکھنے کے لیے چلا چلا کر کہنے لگا ''نائب کہاں ہے - نائب کہاں ہے'' - اس طرح جب اپنے گھر کے دروازہ تک پہنچ گیا تو اندر داخل ہو کر چور دروازے[3] سے نکل بھاگا اور اپنے کسی شناسا کے یہاں چھپ گیا -

ترکمانوں کی لوٹ مار :

مفسد ترکمان منتشر ٹڈیوں کی طرح شہر میں پھیل گئے اور کاروان سرایوں کے دروازے جو سوداگروں کا مخزن تھیں اور امرا کے مکانوں اور کارخانوں کے دروازے گرز و تبر سے توڑ ڈالے - گٹھریاں[4] باندھی گئیں اور تھیلیاں نقدی سے بھر لی گئیں - اس طرح ان کے غلبہ اور زبردستی کے قصے خوب مشہور ہوئے -

---

۱- اسپ بازار -
۲- برسم تحت الحنک -
۳- در دزدیدہ -
۴- رزمہ : گٹھری -

جمری کی تخت نشینی اور نائب کی گرفتاری و ہلاکت :

دوسرے دن جمری کو شہر میں لا کر دولت خانہ میں تخت پر بٹھایا ۔ نائب نو موقع مل گیا تھا ، شہر سے نکل کر توقات کے ارادہ سے چل دیا جہاں سلطان اور تمام امرائے سلطنت مقیم تھے۔ راستہ میں خان قیاز کے نزدیک پکڑا گیا۔ لوگ اسے گرفتار کر کے محمد بک کے پاس لائے اور شکنجہ میں کس دیا ۔ اس وقت ان لوگوں نے اس کے ازار بند میں ایک گرہ بندھی دیکھی ، اسے کھولا نو موم جامہ کیا ہوا ایک کاغذ کا پرچہ نکلا جس میں دفینوں کا ذکر اور خزانوں کے پتے درج تھے ۔ فوراً نائب کو اسی حال میں چھوڑ کر شہر میں دوڑے اور ان پتوں پر دفینے اور خزانے نکالے ۔ بے شمار دولت بے مشقت ہاتھ آئی ۔ اسے اونٹوں اور خچروں پر بار کرایا ۔ اس کام سے فرصت پا کر نائب کو بہاء الدین ملک السواحل کے ساتھ شہادت کے درجہ پر پہنچایا ۔

ترکی کے سوا دوسری زبانوں کے استعمال کی ممانعت : ۱

جب نائب کا قصہ تمام کر چکے تو شہر اکدش کے باوقار لوگوں کو جمری کی سلطنت پر بیعت کے لیے قسمیں کھلائیں۔ شہر والوں نے جان کے خوف سے قسمیں کھا لیں ۔ پھر ان لوگوں نے سلاطین کے مزار پر سلطان علاء الدین کا چتر و علم تبرک کے طور پر مانگا ۔ چونکہ اہل قلعہ کا معاملہ ان کے ساتھ طے نہ ہوا تھا انھوں نے منظور کر لیا مگر یہ چیزیں فصیل پر سے نیچے اتار دیں ۔ پھر ایک دن جمری بڑے ادب و ضابطہ کے ساتھ نہایت شان سے تمام شہر میں پھرا ۔ سواری کے بعد دربار منعقد ہوا اور آس پاس کے علاقوں کے لیے فرمان لکھے گئے اور یہ طے پایا کہ آج کے بعد سے دیوان ، درگاہ اور بارگاہ میں سوائے ترکی کے اور کسی زبان میں بات نہ کریں ۔

محمد بک کی وزارت اور جمری کی باقاعدہ تخت نشینی :

چند روز تک ان کا کام ، چلنے کے آثار نظر آئے ۔ وزارت پر محمد بک کو مقرر کیا اور دیوان کے دوسرے عہدے ہر خس و ناکس کو دے دیے ۔ پھر اہل قلعہ کے ساتھ چالیس ہزار عدد معاوضہ پر مصالحت کر لی اور رقم ادا کرنے کے بعد پنجشنبہ کے دن ۱۰ ذی الحجہ ۶۸۶ھ کو قلعہ کا دروازہ

---

۱ ۔ رواج و نفاق ۔

کھلوا کر اندر داخل ہوئے ۔ جمری سلجوقیوں کے تخت پر بیٹھا ۔ قاضیان
ملک ، امرا اور حفاظ حاضر ہوئے ۔ محفل آراستہ ہوئی ۔ بعد ازاں جمری کا
کے وقت مسجد جامع میں گیا ۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسی کا سکہ
چلایا گیا ۔

پھر محمد بک نے جمری کے لیے سلطان رکن الدین کی لڑکی کا پیا
دیا ۔ غزیذیا خاتون لڑکی کی والدہ اس شرط پر راضی ہو گئی کہ جہیز ک
التظام کرنے کے لیے چار مہینے کی مہلت دی جائے ۔ استدعا کے مطابق یہ
مہلت منظور کرلی گئی ۔ پھر یہ لوگ پیادہ و سوار فوج کے ساتھ صاحب کی
اولاد سے لڑنے کے لیے آقشہر روانہ ہوگئے ۔

جمری کی صاحب کے بیٹوں سے جنگ اور ان کی ناکامی

جب صاحب کے بیٹوں نے سنا کہ جمری نے قونیہ کو سر کر لی
اور امین الدین نائب و بہاء الدین ملک ساحل کو قتل کرکے شہر لوٹ
ڈالا ، کسی چھوٹے بڑے کو باقی نہ رکھا تو اپنے تمام لشکر تیار کرکے
پچاس ہزار عدد ترکوں اور کرمیوں پر تقسیم کیے اور اس جگہ پر جو
چاشے دگرماں کے نام سے مشہور ہے آئے اور جب سنا کہ جمری و محمد بک
بہت سی جمعیت کے ساتھ آقشہر آ پہنچے ہیں تو چائے دگرماں سے بعجلت تما
عصر کی نماز کے وقت تک آقشہر پہنچ گئے اور موضع قوزاغاج میں جمری
کے مقابلہ پر اترے ۔

یہ باغی قریہ التونتاش میں مقیم تھے ، فوراً مسلح ہو گئے اور اپنے
پیادوں کو آگے بڑھا دیا ۔ جب وہاں کا پانی ان کے درمیان حائل ہو گی
تو محمد بک نے چاہا کہ عبور کرکے پسر صاحب سے مقابلہ کرے ت
ترکوں میں سے ایک شخص نے اس کی باگ پکڑ لی ۔

محمد بک اور صاحب کے بیٹے تاج الدین میں جنگ ـ تاج الدین کی ہلاکت :

محمد بک نہر کے کنارے کھڑا انتظار کر رہا تھا کہ دیکھیے کی
ہونا ہے کہ اتنے میں امیر تاج الدین صاحب کے بڑے بیٹے نے جو اپنے
اوپر بھروسہ رکھتا تھا اور اسے ترکوں پر ذرا اعتماد نہ تھا ، محمد بک پر
حملہ کیا اور نہر کے اندر اتر آیا ۔ محمد بک بھی نیزہ لیے ہوئے نہر میں گھسا
پانی کے اندر دونوں میں بہت دیر تک مقابلہ و کشمکش ہوتی رہی ۔ آخ

کو امیر تاج الدین گھوڑے پر سے پانی میں گرا ۔ ترکان فوراً دوڑے اور اس کا سر تن سے جدا کر لیا ۔ اس کے تمام لشکر میں سے جو سالہا سال اس کے سایہ رحمت میں آرام اٹھا چکا تھا ، اس نازک وقت پر ایک خادم کے سوا کوئی اس کی مدد کو نہ پہنچا ۔ کرمیان کے ترک جو ہمیشہ دیکھنے ہی کے ہوتے ہیں منہ موڑ گئے اور باقی تمام لشکر پراگندہ ہو گیا ۔ اس معرکہ سے بہت سا مال و زر باغیوں کے ہاتھ آیا ۔

سعدالدین خواجہ یونس کی شہادت :

امیر سعد الدین خواجہ یونس سفر یحصار پہنچا ۔ اہل شہر نے اس کو پکڑ کے جمری اور محمد بک کے حوالہ کر دیا ۔ پہلے ان لوگوں نے خواجہ کے ساتھ مہربانی کی اور وعدہ کیا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار عدد خونبہا ادا کرو تو جان نہ لیں گے ، چھوڑ دیں گے ۔ وہ اس تصفیہ پر راضی ہو گیا ۔ مال کی طلبی کے لیے قاصد روانہ کیے گئے مگر مال وصول کرنے کے بعد بھی آخر کو ان دو غداروں نے خواجہ یونس کو شہید کر دیا اور قرا حصار دولہ کے محاصرہ کو بڑھے ۔

سلطان غیاث‌الدین کی آمد کی خبر اور ترکوں کی گھبراہٹ :

چونکہ اس مقام کو فتح کرنے سے عاجز تھے اس لیے پھر قونیہ کی طرف آئے اور یہ مشہور کیا کہ جمری مغلوں کے ارادے سے ارزن الروم کی سمت بڑھے گا ۔ تمام لشکر صحرائے فیلوباد میں اتر آئے ۔ جمری اور محمد بک ہر روز شہر میں آتے اور رات کے وقت فیلوباد جایا کرتے ۔ اسی اثنا میں خبر پہنچی کہ سلطان غیاث الدین اور صاحب فخر الدین بادشاہزادہ عالم کے ہمرکاب جرار لشکروں کے ساتھ آ رہے ہیں ۔ اس خبر سے ترک بہت گھبرا گئے اور اسے پوشیدہ رکھا ۔

بعد ازاں جو کچھ قونیہ ، آقشہر اور دوسرے نواح کی لوٹ مار سے جمع کیا تھا فراہم کیا اور اونٹوں اور خچروں پر بار کر کے باہر بھیج دیا ۔ سامان کے پیچھے خود بھی شہر سے نکل گئے ۔ اگر قونیہ کے باشندوں کو خبر ہوتی کہ بادشاہزادہ کی سواری آ رہی ہے تو بلا شبہ ایک باغی بھی شہر سے نہ نکل سکتا ۔

جب یہ باغی شہر سے باہر ہو گئے تو تمام رات چل کر صبح کے وقت سرخوان پہنچے جو سوار مسافر کے لیے قونیہ سے بڑی دو منزل کے فاصلے پر ہے ۔ ادھر صاحب (فخرالدین) بادشاہزادہ کی خدمت میں فروکش

ہوا اور فوج ان لوگوں کے تعاقب میں بڑھی - چہلاق نامی ایک شخص ہاتھ لگا جو باغیوں کی طرف سے آقشہر کا سر لشکر تھا اور ان کا امیر جاندار بھی مل گیا جسے آبکرم کی سر لشکری دی گئی تھی - ان دونوں کو قتل کیا اور ان کے زن و بچہ کو قید کرکے تھوڑے دن آرام کیا -

چند روز کے بعد قونیہ سے روانہ ہوئے - جب قونیہ کے لشکر کو افواج جرار کی آمد کا صحیح حال معلوم ہوا تو انھوں نے دروازوں کی چولیں خراب کر دیں - دروازے اندر سے اکھاڑ لیے ، منجنیقیں نصب کر دیں اور خراب و شکستہ کنگروں کو پھر سے درست کرا کے محاصرہ پر آمادہ ہوئے[۱] -

جب جمری و محمد بک کو پادشاہزادہ اور لشکروں کی واپسی کی خبر ہوئی تو پھر وہ اپنی جمعیت کے ساتھ آئے اور قاصد بھیجے کہ شہر کا دروازہ کھول دیں تاکہ لشکر داخل ہو جائے - قاضی القضاۃ سراج الدین ابولینا محمود ارموی رضی اللہ عنہ نے شہر کے باشندوں کو ان کو دفع اور قتل کرنے کی ترغیب دی اور اس بارے میں فتویٰ دے کر دروازہ کھولنے سے باز رکھا اور خود فصیل پر چڑھ کر خوارج پر تیر چلائے -

جب یہ خبر بادشاہزادہ وغیرہ کی خدمت میں پہنچی تو اس صلہ میں جاگیر مقرر فرمائی اور قاضی القضاۃ کو سند و فرمان عطا کیا - ترکوں کو جب شہر ملنے سے مایوسی ہو گئی تو انھوں نے بیرونی حصہ شہر غارت کر کے آگ لگا دی اور خراب و تباہ کر کے ارمن کی راہ لی -

خواجہ صاحب دیوان کا روم میں آنا اور معاملات سلطنت کا انتظام کرنا

چونکہ دشمنوں کے متواتر نرغوں سے ممالک روم میں فتنہ و فساد کے شعلے مدت سے بھڑک رہے تھے؛ ہر مفسد و سرکش پہاڑ یا جنگل سے اٹھ کر حملہ کر بیٹھتا تھا ، نہایت بد امنی کا عالم تھا اس لیے فرمان مبارک نافذ ہوا کہ رعیت کی تسلی ، ملک کی آبادی ، ممالک کے ضبط و انتظام ، اموال و املاک کے حسابات کی جانچ ، فتنہ و فساد کی اصلاح ، دشمنوں کی

---

۱ - محصور ہونے کی صورت میں مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوئے -

روک تھام اور شکستہ دلوں کی دلجوئی کے لیے صاحب ۱ دیوان ممالک روم کی طرف روانہ ہوں ۔

آل قرامان سے جنگ کی تیاری :

فرمان مبارک کے مطابق صاحب دیوان نے لارندہ کی طرف سے بہت سے لشکروں کے ساتھ دریائے مغرب کے کنارے تک کوچ کیا اور قرامانیوں اور جمری کے انسداد کا مصمم عزم کر کے جب ان حدود میں پہنچے تو ارمناک کے ترکوں کے بکثرت آدمی گرفتار کیے ۔ بے شمار مویشی لشکر جرار کے ہاتھ آئے ۔ بعد ازاں موسم سرما کی شدت اور برفباری کی کثرت کی وجہ سے دربندوں سے گزرنا محال سمجھ کر مراجعت کی ۔ پھر کھورکا اور صاحب دیوان نے گرم مقامات میں سردی بسر کرنے کا عزم کیا اور سلطان غیاث الدین کیخسرو اور صاحب قونیہ روانہ ہو گئے اور آل قرامان سے دوبارہ جنگ کرنے کے لیے تیاری کرنے لگے ۔ اور مغلوں کے لشکر سے ایک فوج لے کر ان بدمعاشوں کی طرف بڑھے ۔

جب صحرائے موت اوا میں پہنچے تو پچاس نفر مغل اور پچاس نفر مسلمان قراول کے طور پر آگے بڑھ گئے تھے ۔ جمری اور محمد بک نے چونکہ جاڑوں میں رہنے کے گرم ۲ علاقوں کی طرف لشکروں کی واپسی اور سلطان اور صاحب کے سردس ۳ مقامات کی جانب لوٹنے کا حال سنا تھا اس لیے محمد بک نے دو سگے بھائی اور عم زاد بھائی اور اپنے چند ایسے عزیزوں کو جن کی بہادری پر اسے بھروسا تھا خبر گیری کے لیے ساتھ رہنے دیا اور جمری کو قلعوں کے اندر بھیج دیا ۔ پھر وہ خود اس مختصر گروہ کے ساتھ ایک پشتے پر چڑھ گیا ۔ یہاں سے مغلوں کے قراول کی ایک فوج دیکھی تو وہ نیزہ لیے [ہوئے] ان پر دوڑ پڑا ۔

محمد بک کا خاتمہ :

چونکہ یہ جگہ تنگ تھی اور در بند دشوار گزار تھا اس لیے مغل نیچے اتر آئے اور محمد بک وغیرہ پر تیر برسانا شروع کیے ۔ اسی

۱۔ شمس الدین جوینی مراد ہیں جو اباقا خان کے وزیر تھے (اصل مطبوعہ کتاب کے فٹ نوٹ سے) ۔

۲۔ قشلاق ۔

۳۔ ییلاق ۔

معرکہ میں ایک تیر محمد بک کی شہ رگ۱ پر لگا ، فوراً منہ کے بل گر پڑا ۔ اس کا بھائی اٹھانے کے لیے دوڑا تو وہ بھی زخم کھا گیا ۔ دوسرا بھائی اور بھتیجا بھی اس کوشش میں بڑھے اور وہ بھی تیر کھا کر منہ کے بل گرے ۔ باقیوں نے راہ فرار اختیار کی ۔

ہنوز مغلوں اور مسلمانوں کو مقتولوں کا حال معلوم نہ تھا ۔ ان کے ہتھیار اور غنیمت لینے کے لیے دوڑے اور ایک کو اٹھایا تو محمد بک تھا اور اس کے دو بھائی ۔ چوتھا شخص محمد بک کا بھتیجا تھا ۔ فوراً ان لوگوں کے سر کاٹ کر سلطان اور صاحب کی خدمت میں لے گئے ۔

جب خلق خدا کو یہ حال معلوم ہوا تو سب نے تعجب کیا کہ اس قدر جلد اور ایسی آسانی سے جمری کی دولت کا شعلہ محمد بک کے قتل کی وجہ سے کیوں کر بجھ گیا ۔ دوسرے دن یہ سر دھوئے گئے ، ان کی داڑھیوں میں کنگھی کی گئی اور انھیں ارمنیوں کے قلعوں کے پاس پھینک دیا جنھوں نے ان کی مدد پر سرکشی و نافرمانی کی تھی ۔

صاحب اور سلطان کی قونیہ کی جانب مراجعت :

بعد ازاں سلطان اور صاحب دریا تک گئے اور جیسے پایا تلوار کے گھاٹ اتار دیا ۔ بہت سا مال دولت اور سامان غنیمت ساتھ لے کر واپس ہوئے ۔ مغلوں کا لشکر نکیدہ کے راستے سے موسم سرما گزارنے کے لیے قازاوا گیا ۔ سلطان اور صاحب کعود الحلی الی العاطل (زیور کے بے زیور عورت کی طرف لوٹ آنے کی طرح) قونیہ میں آئے ۔

صاحب جتنے دن جاڑے گزارنے کی غرض سے قازاوا میں رہا اطراف ممالک یعنی قطمونیہ ، سیمرہ ، مینوب اور اطراف اوج میں تسلی نامے بھیجے، خلعت اور اموال روانہ کیے اور اس طرح تمام سرکشوں کو اپنا مطیع بنا لیا ۔ نئے رسوم اور ناپسندیدہ قاعدے اٹھا دیے اور ہر شخص کے لیے گنجائش و امکان کے مطابق بے تامل ایک تنخواہ مقرر کر دی ۔

جب روم کے معاملات درست اور ذرائع آمدنی مضبوط ہو گئے تو ان رقوم کے حسابات کی دیکھ بھال کی جو صاحب طغرائی نے سلطنت کے لیے قرض لی تھیں ۔ ان کا تعلق ان اموال سے تھا جو اصل و سود سے دیوان

۱۔ مقتل : جسم کا وہ عضو جس پر ضرب لگنے سے آدمی کی جان جاتی رہے ۔ (مجازاً شہرگ) ۔ م

سلطنت کے نمایندوں پر عائد کر دیے گئے تھے ۔ نتیجے میں بے شمار سعادات ایسی نکلیں جن کی ادائی ممکن معلوم نہ ہوتی تھی ۔ مجبوراً ناموس سلطنت کی غیرت و عزت کے خیال سے ارزنجان کا پورا علاقہ شرعی بیع کے ساتھ دوسرے مضافات[۱] کے ہمراہ فروخت کر دیا ۔ اس انتظام کے بعد سلطنت کا یہ خاندان قرض کے بار گران سے قدرے ہلکا ہوا ۔

جب تمام معاملات سے اطمینان ہو گیا تو سلطان غیاث الدین کیخسرو اور صاحب فخرالدین کو جمری سے لڑنے کے لیے بھیجا اور خود بادشاہ کے حضور میں روانہ ہوا ۔ یہاں کے انتظام کے لیے شرف‌الدین خواجہ کے فرزند ہارون کو کوہرکا (کھور کا) کی نوکری میں چھوڑا اس نے شائستہ طریقے پر تمام انتظات مکمل کر لیے ۔

سلطان غیاث الدین کیخسرو ابن قلیج ارسلان؛ کی جمری خارجی سے جنگ

لشکر جمع کرنے کے لیے فرامین کا نفاذ :

جب صاحب دیوان بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے واپس ہوا تو مستوفی کو احوال روم عرض کرنے کے لیے اپنے ساتھ لیا ۔ سلطان اور صاحب قازاوا سے انکوریہ تک گئے اور ہر طرف لشکر جمع کرنے کے لیے فرمان بھیجے ۔

ان فرمانوں پر سب سے پہلے پسر علی شیر کرسیانی[۱] اور پروانہ مرحوم کے چند نفر غلام جو معرکہ توقو و تودوں سے بچ نکلے تھے لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوئے ۔ چند روز کے بعد بہت سا لشکر جمع ہو گیا اور مقام ترخیلو کی تسخیر پر کمر باندھی گئی ۔ یہ وہی مقام ہے جس کی فتح پر ابو تمام نے السیف اصدق انباء من الکتب (تلوار نجوم کی کتابوں کے مقابلے میں زیادہ سچی خبر دیتی ہے) والا قصیدہ لکھا تھا ۔

جب فوجیں آگے بڑھیں اور یدی قاپو تک پہنچ گئیں تو خبر ملی کہ جمری بیکارباشی میں لشکروں کے ساتھ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے ، مقابلے میں سستی کر رہا ہے ۔ یہ سن کر سلطان اور صاحب خدا پر بھروسہ کر کے ملیفدوں کی طرف بڑھ گئے اور دریائے سقریہ (سقاریہ) کے پل سے عبو

۱- اینجو ۔

ہو گئے - لشکر کے مقدموں نے دو تین نفر جمری کے قراولوں سے گرفتار کر کے طرمطائی بکلربک کی خدمت میں پیش کیے - اس نے انھیں دہلیز مبارک پر بھیج دیا - وہاں علم کے نیچے انھیں ملک عدم میں پہنچا دیا گیا -

خارجیوں کا حملہ-جمری کی شکست اور گرفتاری :

دفعتاً پنج شنبہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان ۱۷ محرم ۶۷۶ھ کو لشکر میں شور مچا کہ خارجیوں کا لشکر آ گیا - آناً فاناً تمام لشکر ہتھیار لگا کر مقابلہ کے لیے بڑھا - جب تصادم ہوا تو خارجیوں نے پہلا حملہ بہت شدت سے کیا - خطرہ تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی خوفناک حادثہ پیش آ جائے، یکایک ایک پہاڑ کی بلندی پر سے عزیزالدین محمد ابن سلیمان طغرائی، بدر الدین ابراہیم پسر ختنی اور علم الدین قیصر حادم نے نہایت شدید حملہ کیا اور ترکوں کی جماعت کو خاک پر لٹا دیا - پھر اسی وقت علم دین نے سلطان علاء الدین کے چتر پر جو جمری نے قونیہ سے حاصل کیا تھا قبضہ کر کے سلطان کی خدمت میں پیش کیا -

بعد ازاں (ترکوں کے بڑے سردار) سارووعلا کو جس نے صاحب کے بیٹوں کو ہلاک کیا تھا ، قید کر کے سلطان اور صاحب کی خدمت میں لائے - فوراً اس کا سر بدن سے جدا کر دیا گیا - جمری اسی رات کو پسر علی شیر کی جماعت کے ایک ترک کے ہاتھوں گرفتار ہوا - اس بدبخت کے سر پر کمل ڈال کر اسے چھپا دیا گیا اور ایک قاصد سلطان اور صاحب کے پاس اطلاع کی غرض سے روانہ کیا - سلطان نے جلال راع (چرواہے) کو اسے حاضر کرنے کا حکم دیا -

جب جمری سلطان کے حضور میں پیش ہوا تو بیہودہ باتیں اور ناشائستہ بکواس کرنے لگا - جلاد اسے قتل گاہ میں لے گئے اور زندہ کھال کھینچ دی - پھر اس کی کھال میں بھس بھر کے ممالک محروسہ میں تشہیر کرایا -

اس فتح عظیم سے سب کو بڑی خوشی ہوئی - دو روز کے بعد طائبوغا جو سینوب کا متطاول (حاکم) تھا پہنچا اور خبر لایا کہ ایک جانیتی نے کشتیوں پر سینوب کا قصد کیا ہے - چینی ترک مقابلہ پر گئے اور دریا کے اندر اس کے بدن میں آگ لگا دی اور وہ ناکام و نامراد واپس ہو گیا -

اس خوشخبری کے صلہ میں طائبوغا کو اچھا علاقہ دیا گیا - پھر سلطان یہاں سے صحرائے برغلو میں آیا - خطہ لادیق و خولاس کے

خیرخواہان دولت نے علی بک کی شکایتیں کیں کہ جس زمانے میں سلطنت کو خطرہ تھا یہ سلجوقیوں کی اطاعت سے منحرف کرتا تھا اور اجنبیوں سے دوستی، گانٹھ رہا تھا ۔ اس بنا پر علی بک کو گرفتار کر کے قراحصار دولہ میں بھیج دیا ۔ وہاں وہ خوف و دہشت کے مارے مر گیا ۔

بعد ازاں سلطان ایک مدت تک قراحصار، صندقلو اور جہود کے اطراف میں پھرتا اور سمیٹے ہوئے علاقہ کو قبضہ میں لے آتا ۔ اس کے بعد قونیہ آیا ۔ یہاں چند روز گزرے تھے کہ ملک الامرا جلال الدین مستوفی اردو سے واپس ہوا اور بارگاہ والا کی نیابت کا فرمان صاحب کے لیے اور نیابت سلطنت کا فرمان اپنے لیے ساتھ لایا ۔ پھر ایک مدت کے بعد عزیز الدین طغرائی اردو میں گیا اور بکلربکی کا فرمان اپنے لیے لے کر واپس ہوا ۔

سلطان غیاث الدین مسعود ابن کیکاؤس کا ۶۷۹ھ میں دریائے خزر سے ہو کر ملک روم میں آنا

سلطان غیاث‌الدین کو عزالدین کی وصیت :

جب مرحوم بادشاہ عزالدین کیکاؤس نمک حراموں کی خباثت و مکاری کی وجہ سے سلطنت سے منہ موڑ کر بلاد روم میں چلا تو ایک مدت تک استنبول میں قیام کیا ۔ وہاں قفجاق[۲] کے جنگل میں جا پڑا ۔ سترہ سال تک زمانہ کے مصائب پر صبر کرتا رہا ۔ آخر جب مہلک امراض نے گھیر لیا اور اسے اپنے مرنے کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے فرزندوں کو بلایا اور ساتھ ہی اپنے تمام خادموں اور غربت و ہجرت میں ساتھ دینے والوں اور مددگاروں کو طلب کیا ۔ پھر اپنے سب سے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین مسعود کی طرف جو آج کل سلطان روم ہیں، متوجہ ہو کر کہا "بیٹا تم کو معلوم ہو کہ جب میرا باپ غیاث‌الدین کیخسرو ابن کیقباد جان‌بحق

۱۔ تولا باجانب اجانب می جست ۔

۲۔ بدست قفجاق افتاد : غالباً یہ لفظ دشت ہے اس لیے کہ یہ کسی قوم وغیرہ کا نام نہیں ہے ۔ ایک صحرا اس نام سے مشہور ہے اور انڈکس میں بھی اس[۱] کا نام جغرافیائی مقامات[۲] کے ذیل میں درج کیا گیا ہے ۔

تسلیم ہوا تو امرائے دولت نے مجھے تخت پر بٹھایا - میں امرا کی اچھی تربیت میں نشو و نما پاتا رہا اور جب تک میں ان کے مشوروں اور نصیحتوں پر عمل کرتا رہا ملک آباد اور رعیت خوش رہی - جب میں نے اس دائرہ سے قدم نکالے اور خودرائی۱ سے کام لیا تو غداروں کے برسرکار آنے سے بالکل آزاد و خود سر ہو گیا - میں نے امرائے قدیم کی قدر و قیمت نہ جانی ، ان کو نظر سے گرا کر رذیلوں اور کمینوں۲ کو سر چڑھانا اور ہر ادنیٰ شخص کو فقاع بندی۳ (شراب فروشی) ، رسن بازی اور لوہاری سے امارت و سر لشکری کے مرتبہ پر پہنچا دیا - میں نے خرافات و بیہودگی شروع کی ذلت و معزولی۴ کا مستحق ہوا - خبردار خبردار اس قسم کی باتوں سے متنبہ رہنا - اگر بادشاہی کا خیال رکھتا ہے تو ان کمینوں کو اپنے پاس سے دور رکھنا - جنھیں باپ کے خوان پر دو روٹیاں نصیب ہوئی نہ ہوں گی - اور جو لوگ مسخروں کا پیشہ رکھتے ہوں ان سے میل جول نہ رکھنا - جس طرح ممکن ہو اس ملک سے روانہ ہو کر دریا کے راستے سے اپنے موروثی ملک میں داخل ہونا اور جہاں پناہ۵ کی بارگاہ میں پہنچنا - اس بارگاہ میں ہمیشہ صبح کی طرح سویرے اٹھنا اور شمع کی طرح رات بھر خدمت میں حاضر رہا کرنا تاکہ جب تم میں محبت و دوستی۶ کے آثار دیکھیں تو شاید تمھیں باپ دادا کا ملک عنایت کردیں - دوسری وصیت یہ ہے کہ جب میرا بدن روح سے خالی ہو جائے گا اور تمھیں اپنے موروثی ملک میں پہنچنے کا موقع مل جائے تو میری ہڈیاں اسی نواح میں منگوا کر باپ دادا کے پہلو میں دفن کر دینا - میں تمھیں خدا کو درمیان دے کر وصیت کرتا ہوں کہ ان وصیتوں سے ہرگز ہرگز تجاوز نہ کرنا اور ان کے خلاف کبھی عمل نہ کرنا - اللہ تمھارا نگہبان ہے اور وہی میرے لیے کافی۷ ہے -

---

۱- دست بکام خویش دادم -

۲- اراذل و اوغاد : ارذل کی جمع اراذل، اوغد (کمینہ) کی جمع اوغاد -

۳- فقاع بندی -

۴- عزلت : معزولی -

۵- ایلخانی مغلوں کا بادشاہ -

۶- متن میں مجانب ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے - تحابب (دوستی و محبت) صحیح ہے -

۷- واللہ ولی علیک و ھو حسبی -

سلطان غیاث الدین مسعود کی تخت نشینی کی تفصیل

اس وصیت کے بعد سلطان کی روح پرواز کر گئی۔ جب بندگان دولت نو ماتم و گریہ اور تجہیز و تکفین وغیرہ سے فرصت ہوئی تو سلطان غیاث الدین مسعود ساحل سلطاة میں باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا۔(ساتھ کے لوگوں نے) اس کی خیر خواہی پر حلف اٹھایا اور عہد و پیمان تازہ کیے۔ اس اثنا میں یکایک ملک کیومرث سلطان عز الدین کا منجھلا بیٹا محفل سے غائب ہو گیا اور دریا کے پار اتر گیا۔ جب جستجو کی گئی تو قسطمونیہ کے اطراف میں اس کا پتہ لگا۔ قسطمونیہ کے عمال نے ہر طرف سوار دوڑائے تو اس کو اماسیہ کے نواح میں پایا جہاں وہ بھیس۱ بدلے ہوئے اوج کی طرف جا رہا تھا۔ یہاں سے اسے لوٹا کر قسطمونیہ لے گئے اور قلعہ میں ٹھہرا کر اس کی خدمت و خاطرداری میں مصروف ہوئے۔

تھوڑے دنوں بعد سلطان غیاث الدین مسعود نے اپنے ساتھیوں اور مددگاروں سے کہا کہ اس سرزمین میں مقصد حاصل نہ ہو گا۔ میرا بھائی کیومرث وہاں گرفتار ہو گیا ہے ممکن ہے کہ اس سے خلاف مروت سلوک کیا جائے۔ جان۲ جانے کے بعد ندامت بے فائدہ ہو گی، اس لیے رائے یہ ہے کہ سلطان مرحوم کی وصیت کے مطابق دریا سے عبور کر کے بادشاہ روئے زمین کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس کی بندگی میں رہنا اپنے لیے واجب و لازم جانیں۔ پھر دیکھیں کہ ہمارے لیے جہاں پناہ کی مرضی مبارک کا کیا اقتضا ہوتا ہے۔

سب نے اس رائے کو پسند کیا اور پوشیدہ طور پر سفر دریا کی تیاری کرنے لگے۔ ایک دن سیر و تفریح کے انداز سے دریا کے کنارے اس جگہ پہنچے جہاں ایک کشتی پہلے سے ہی تیار رکھی گئی تھی۔ بے توقف فاذا استویت۳ (جب تم کشتی میں بیٹھ چکو) پڑھا اور کشتی کی باگ قضا و قدر کے ہاتھ میں دے دی۔ کشتی ساحل سینوب پر جا رکی۔

۱۔ در زی متنکر (بدلی ہوئی وضع میں)۔

۲۔ سہجت : جان۔

۳۔ قرآن مجید، ۲۹ : ۲۳۔

وہاں کے لوگ سلطان کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے اور انھوں نے دست‌بوسی کی عزت حاصل کرنے میں سبقت کی ۔ امیر مظفر الدین یولق ارسلان ابن الپیورک کو خبر ہوئی جو باپ دادا کے عہد سے اس نواح پر قابض تھا۔ امیر حاضر ہو کر آداب بندگی بجا لایا اور ملک رکن الدین کیومرث کو قلعہ سے نکال کر سلطان کی خدمت میں بھیجا ۔ جب بھائی اس کے پاس پہنچا تو اس کی نگاہیں مختلف لوگوں کے میل جول اور دشمنوں کے بھکانے سے کچھ بدل سی گئی تھیں مگر سلطان نے اپنے کمال عقل کی وجہ سے اس بات سے کوئی خاص اثر نہ لیا ، نہ بھائی سے کوئی تعرض کیا ۔

پھر سلطان نے امیر مظفر الدین کو اپنے ساتھ لے کر نوین معظم (بادشاہ سلامت) کی بارگاہ کا رخ کیا ۔ جب وہاں پہنچا تو مغل اور مسلمان سب اس کا حسین و جمیل چہرہ مہرہ دیکھ کر دنگ رہ گئے ۔ سب کو اس کے آداب و اطوار پسند آئے ۔ ہر ایک نے اپنے امکان اور گنجائش کے مطابق مدارات کی ۔ امرائے مغل نے امیر مظفر الدین کو سلطان کے ساتھ ہی درگاہ والا میں روانہ کیا ۔ اس زمانہ میں موسم سرما کی شدت کی وجہ سے پانی جم گیا تھا ، سردی بہت سخت تھی ، اس لیے وہ راستے میں ٹھہر گیا ۔ تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ کے حضور میں باریاب ہوا ۔ بادشاہ نے حد سے زیادہ نوازش فرمائی اور سیواس کو تمام قصبات و عمارات وغیرہ کے ساتھ سلطان کو عطا فرمایا اور آیندہ کے لیے خوش آیند وعدے کر کے سلطان کا دل مضبوط کیا[۱] ۔

سلاطین روم کا حال اختصار کے ساتھ ختم ہوا ۔

۱۔ اس حصے کی آخر کی چند سطریں اسی طرح درمیان سے چھوٹی ہوئی ہیں ۔ ترجمہ میں بھی یہی طرز برقرار رکھا ہے ۔

اشاریہ

اشخاص

الف ممدودہ

الف مقصورہ

(ک)

(ل)

(م)

اماکن

الف ممدودہ

(خ)

(د)

(ذ)

(ر)

(ز)

(س)

(ش)

(ص)

(ط)

(ع)

36308